بسم الله الرحمن الرحیم

مکتوبات حضرت قطب ویلورؒ

مکتوب نگار

قدوۃ السالکین عمدۃ العارفین

حضرت العلام شاہ محی الدین سید شاہ عبداللطیف قادری قدس سرہ

المعروف حضرت قطب ویلورؒ



مترجم

حضرت مولانا مولوی حافظ

ڈاکٹر بشیر الحق قریشی لطیفی ایم۔اے۔پی ایچ ڈی

استاذ تفسیر، دار العلوم لطیفیہ ویلور

مکتوبات

حضرت قطبؒ ویلور

مکتوب نگار

زبدۃ العارفین، عمدہ الکاملین، قدوۃ السالکین حضرت العلام

سید شاہ عبد اللطیف قادری نقوی علیہ الرحمہ

المعروف بہ حضرت قطب ویلور قدس سرہ

ترجمہ نگار

مولانا مولوی **حافظ ڈاکٹر بشیر الحق قریشی** لطیفی

ایم، اے.، پی، ایچ، ڈی.،

استاذ تفسیر، دار العلوم لطیفیہ ویلور

زیرِ ظلِ حمایت

حضرت مولانا **ڈاکٹر سید عثمان قادری** دامت برکاتھم

ناظم دارالعلوم لطیفیہ، حضرت مکان ویلور، ویلور

تاریخ اجراء، برموقعہ سالانہ جلسۂ تقسیم اسناد، دارالعلوم لطیفیہ ویلور
۱۰ شعبان المعظم ۱۴۳۳ھ م ۱ جولائی 2012ء بروز اتوار
شائع کردہ: دارالتصنیف الاشاعت حضرت مکان ویلور

انتساب

مکتوبات حضرت قطب ویلورؒ کو زبان فارسی سے اردو
میں ترجمہ کی اس طالب علمانہ کاوش کو میں اپنے
جد اعلیٰ حضرت مولانا مولوی منشی شمس الدین قریشی
المعروف بہ فارسی منشی ادھونی کے نام سے معنون کرتا ہوں
جن کی ذات گرامی سے ایک دبستان فارسی وجود میں آیا،
اور شہر ادھونی اور اسکے اطراف واکناف کے فارسی
فضلاء اور ادباء کی اکثریت براہ راست
یا بالواسطہ آپ کی خوشہ چین رہی۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ حضرت فارسی منشی قدس سرہٗ کی اولاد میں سے کسی کفش بردار کو توفیق عطا فرمائے کہ وہ بھی اپنے جد اعلیٰ کی طرح طالبان علوم کی لسانی اور علمی پرورش و پرداخت کا بیڑا اٹھائے، اور ان کی علمی میراث کو تقسیم کردے،

وماذلك على الله بعزيز

ڈاکٹر بشیر الحق قریشی
غفرلہ ولوالدیہ

فہرست

پیش ترجمہ

ڈاکٹر بشیر الحق قریشی

حضرت قطب ویلور کے یہ وہ فارسی مکتوبات ہیں جو انہوں نے مختلف سائلین کے پوچھنے پر تحریر کئے ہیں۔اور یہ جن حضرات کے نام روانہ کئے گئے ہیں ان میں ارباب اقتدار، اہل علم، اصحاب فتوئی ، خویش اقارب، دوست واحباب اور عامۃ الناس بھی ہیں اور بعض مکتوبات نجی اور خانگی امور ومعاملات سے مربوط ہیں۔

ان خطوط میں حضرت موصوف نے مختلف علمی، فقہی اور عرفانی موضوعات پر روشنی ڈالی ہے اور ہر موضوع کا حق ادا کیا ہے اور اپنی ہر بحث کو دلائل اور براہین کے ذریعہ مدلل اور مستند بنا دیا ہے اس سے آپ کے مطالعہ کی گہرائی و گیرائی اور وسعت کا علم ہوتا ہے اور ہمہ وقت آپ کے ذہن میں مسائل کے استحضار اور کتابوں اوران کے ابواب وفصول اوران کے مصنفین کے نام اور موضوع کی مناسبت سے اشعار کے موجود ذخیرہ کا بھی اندازہ ہوتا ہے۔اور آپ کی ان ساری تحریروں میں کامل ومکمل طور پر آمد ہی آمد ہے یہ اس لئے ہے کہ خط، مکتوب نگار کے ذہن میں مستحضر مواد کا آئینہ دار ہوتا ہے۔اسکے برعکس ہر تصنیفی عمل، صاحب قلم کو

غور وفکر، انہماک ویکسوئی، مطالعہ وتحقیق، ماخذ کی تلاش اور مواد کی فراہمی کی جانب مائل ہونے پر مجبور کر دیتا ہے۔اور یہ اس لئے ہے کہ مصنف کے ذہن میں اسکے تصنیفی عمل کے دوران عوام وخواص ،موضوع کے موافقین اور مخالفین کا تصور وخیال بیٹھا رہتا ہے۔

جسکی وجہ سے اس کا قلم احتیاط کے ساتھ چلنے لگتا ہے لیکن اس کے برعکس مکتوب نگار کے ذہن وفکر میں صرف مکتوب الیہ کی شخصیت اور اس سے مربوط و منسلک امور ومعاملات ہوتے ہیں اور وہ بغیر کسی ثالث اور درمیانی شخص کے اپنے دل کی بات زبان قلم سے ظاہر کر دیتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ خطوط کسی شخص کی اصل زندگی اور اسکے جذبات واحساسات اور خیالات وتصورات کا عکس لئے ہوتے ہیں اور اس کی سیرت وسوانح اور اس کے علم وفن کا عکس جمیل اور مظہر حسین ہوتے ہیں۔

حضرت قطب ویلورؒ کے ان خطوط کو آپ کے ہمشیر زادے اور داماد حضرت مولانا مولوی سید محمد قادری نے جمع کیا ہے اور اپنے دست مبارک سے نقل کیا ہے۔اور آپ کے اسم مبارک عبد اللطیف کی مناسبت سے مجموعہ خطوط کا نام مکتوبات لطیفی رکھا ہے۔

اور اس تدوین و تحریر کی غرض یہ بیان کی ہے کہ لوگ اس ذخیرہ سے استفادہ کرسکیں اور راقم و ناقل کو دعائے خیر سے یاد کریں۔

مناسبت اسم شریف آن حضرت مکتوبات لطیفی تسمیہ اش نہاد تا ناظرین از و بہرہ ور گردند، وایں فقیر را از دعائے خیر محروم نگردنند

اس مجموعہ مکتوبات میں دو چار خطوط کا ترجمہ استاذ الاساتذہ حضرت مولانا مولوی محمد طبیب الدین اشرفی مونگیری سابق استاذ دارالعلوم لطیفیہ اور استاذ الاساتذہ حضرت مولانا مولوی سید حمید اشرف کچھوچھوی علیہ الرحمہ سابق مدرس دارالعلوم لطیفیہ کے قلم سے ہے۔حضرت مولانا ابوالحسن صدرالدین سید شاہ محمد طاہر قادری علیہ الرحمہ سابق ناظم دارالعلوم لطیفیہ نے ان حضرات اساتذہ کرام کی دارالعلوم لطیفیہ سے علحدگی کے بعد راقم الحروف کو اس ترجمہ کی ذمہ داری سونپ دی۔

ترجمہ کا یہ کام ربع صدی میں پایہ تکمیل کو پہنچا الحمد للہ علیٰ ذلک۔

یہ سارے خطوط اللطیف میں شائع ہوتے رہے اب ان کو کتابی شکل دی جارہی ہے جو ایک دائمی طور پر مفید علمی و مذہبی عمل ہے اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ میرے اس عمل کو میرے والدین کریمین حضرت مولانا مولوی منشی محمد نور قریشی اشرفی خلیفہ

حضور محدث اعظم کچھوچھویؒ وسابق امام شاہی جامع مسجد ادھونی حضرت معصوم بی صاحبہ رحم اللہ علیہما کے نامۂ اعمال میں شامل فرمادے اور میرے اکلوتے فرزند ڈاکٹر محمد نعمان قریشی کے ذریعہ (علم ینتفع بہ) علم نافع اور اولاد صالح (ولد صالح یدعولہ) کا تسلسل صبح قیامت تک جاری وساری رکھے آمین بجاہ سید المرسلین۔ والہ الطبین واصحابہ الظاہرین ومن تبعھم باحسان الیٰ یوم الدین

اس ترجمہ کی اشاعت میں حضرت مولانا ڈاکٹر سید شاہ عثمان قادری ناظم دارالعلوم لطیفیہ ویلور نے جس خلوص اور تعاون کا اظہار کیا ہے اس کے لئے میں سراپا سپاس ہوں اللہ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے۔

حافظ بشیر الحق غفرلہ ولوالدیہ

تحریر ایں روز جمعہ بوقت ساڑھے گیارہ بجے

۲۶ جمادی الآخر ۱۴۳۳ھ مطابق

۱۸ مئی ۲۰۱۲ء درشہر ویلور، بہ اتمام رسید

حافظ ڈاکٹر بشیر الحق قریشی

شناخت نامہ

مولانا ڈاکٹر بشیر الحق قریشی

علیم صبانویدی

عادل شاہی دور کا تاریخی شہر امتیاز گڈھ آج ادھونی کے نام سے مشہور و معروف ہے۔ سرزمین ادھونی میں بے شمار علماء و فضلاء پیدا ہوئے ہیں۔ جن کی علمیت و فضیلت نے چشمِ عالم کو چندھیا دیا ہے۔ انہی میں سے ایک صاحب علم و فضیلت ڈاکٹر بشیر الحق قریشی ہیں۔ جو شہر ادھونی کے ایک قدیم علمی و دینی خانوادے کے چشم و چراغ ہیں۔ یہ خانوادہ پشتہا پشت سے ادھونی ہی نہیں بلکہ دور دور تک اپنا نام روشن کئے ہوئے ہے عموماً لوگ اسے پیش اماموں، منشیوں اور قریشیوں کے خاندان کی حیثیت سے جانتے پہچانتے ہیں۔ قضاۃ، امامت، خطابت، درس و تدریس اس خاندان کا امتیاز ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان سے نسبت و تعلق کی بنا پر اس خاندان کو قریشی کہا گیا ہے۔اسی طرح عرصۂ دراز سے اس خاندان کے افراد

سرکاری، نیم سرکاری اور غیر سرکاری امور کے لئے تحریر اور انشا پردازی کو بطورِ پیشہ اپنانے کے باعث یہ منشی بھی کہلانے لگے۔ اس خاندان پر پسر نمونۂ پدر است کی کہاوت راس آتی ہے۔ یعنی مولوی کا بیٹا مولوی، قریشی کا بیٹا قریشی اور منشی کا بیٹا منشی، امام کا بیٹا امام، چنانچہ پردادا امام، دادا امام ، باپ امام، ڈاکٹر بشیر الحق کی شخصیت بھی اس سے مستثنٰی نہیں۔ موصوف کے والد بزرگوار کا نام گرامی مولانا مولوی محمد نور قریشی اشرفی ہے ان کے دادا کا نام مولانا مولوی منشی عبد الصمد قریشی اور پردادا کا نام مولانا مولوی منشی شمس الدین قریشی ہے، کریم ابن کریم کے نبویؐ الفاظ کے مصداق اور مظہر ہیں۔ ایں سلسلہ طلاء ناب است۔

مولانا بشیر الحق قریشی کے والد ماجد مولانا مولوی محمد نور قریشی کی شخصیت نہ صرف علمی و مذہبی تھی بلکہ آپ ایک صاحب سلسلہ بزرگ بھی تھی۔ آپ نے تقریباً نصف صدی ادھونی کی جامع مسجد میں نہ صرف امامت و خطابت میں گذاردی بلکہ اسی سے منسلک مدرسۂ حفاظ کے بے شمار طلباء کو قرآن شریف سے مستفیض بھی فرمایا۔ نیز امور قضاؤت بھی ساتھ ساتھ سرانجام دیتے رہے۔ صاحب سلسلہ بزرگ ہونے کے باعث اصلاح تزکیہ کا کام بھی ان کے سپرد تھا۔ موصوف کو حضرت العلام سید

محمد المعروف بہ حضور محدث اعظم کچھوچھوی علیہ الرحمہ سے بیعت و خلافت کا شرف حاصل تھا مذکورہ شیخ بزرگوات خانوادۂ حضرت سید مخدوم اشرف جہانگیر سمسانی سے تھے۔ نیز موصوف نے حضرت مولانا سید شاہ محمد مخدوم حسینی المعروف بہ خواجہ میر حسینی نظامی خدا نما حیدرآبادی سے بھی اکتساب فیوض و برکات کیا تھا۔ آپ کو سلاسل صوفیہ میں چشتیہ، نظامیہ، ہشتیہ، مخدومیہ اور قادریہ میں بیعت و خلافت حاصل تھی۔ ۱۹۵۹ء میں آپ حج بیت اللہ اور زیارت سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرف ہوے۔ آپ کی رحلت ۲۲ ،صفر المظفر ۱۴۱۴ھ مطابق ۱۱، اگست ۱۹۹۳ء بروز چہارشنبہ بوقت نماز عصر ہوئی۔ آپ کے وصال کے دو گھنٹہ بعد آپ کی شریک حیات معصوم بی صاحبہ بھی وفات فرمائیں۔ مولانا بشیر الحق قریشی نے بیک وقت اپنے والدین کو کھو دیا آپ نے والد بزرگوار اور والدہ محترمہ کی نماز جنازہ دوسرے دن یعنی جمعرات کو بعد نماز ظہر پڑھائی۔ ان دونوں کی تدفین حضرت شاکر علیہ الرحمہ کی آرام گاہ کے قریب عمل میں آئی۔ قرآن کریم کے ان مقدس الفاظ ''اجر غیر ممنون'' سے دونوں کی تاریخ وفات برآمد ہوتی ہے۔ برتر مدراسی اور حیات مدراسی کے درج ذیل قطعات سے شمسی اور قمری مادہ تاریخ وفات یہ ہے:

تیری رحمت کی بارش اس طرف بھی پیش و کم برسا
مگر ہر لحظۂ وقت شام برسا، صبح دم برسا
دعا کرتے ہوئے برترؔ نے یہ تاریخ لکھی ہے
تو اے مالک ''مزار'' نور پرنور کرم برسا

صاحب اوصاف کے اخلاق ہوں کیسے بیان
اے نکیرو، ان پہ ہے اللہ کی رحمت، لکھو
حرف منقوطہ میں ہاتف سے صدا آئی حیاتؔ
حکمِ رب منشی محمد نور اب رخصت لکھو

ڈاکٹر بشیر الحق قریشی کے، دادا حضرت گرامی مولانا مولوی منشی عبدالصمد قریشی بھی اپنے طور پر ایک جیّد عالم و فاضل تھے۔ جن کی تعلیم و تدریس و پند و نصائح سے ایک عالم مستفیض ہوا تھا۔ آپ کی تحریری خدمات میں چند قلمی مخطوطات اور خطبات جمعہ کی دو جلدیں ہیں۔ یہ خطبات موصوف نے اپنے سب سے چھوٹے فرزند منشی شمس الحق قریشی کے استفادہ کے لئے تحریر کئے تھے۔ ایں کتاب برائے منشی شمس الحق قریشی نوشتہ شد بتاریخ ہست و پنجم ماہ ذی قعدہ روز شنبہ ۱۳۵۳ھ بوقت چاشت درادونی بہ اتمام رسید خطبات کا یہ قلمی مخطوطہ ۱۳۵۳ھ بمقام ادونی اختتام

پذیر ہوا ہے جو ہنوز غیر مطبوعہ ہے۔ خطبات کے علاوہ ان کے ہاتھ سے لکھے ہوئے بعض نسخے ہیں جو ان کی تالیفات ہیں اور بعض نادر کتابوں کی نقل ہے۔ خطبات جمعہ کا یہ مجموعہ نظر عام پر آجائے تو مبتدی اور متوسط قابلیت رکھنے والے ائمہ اور خطباء کو جمعہ کا خطبہ دینے بڑی سہولت ہوگی۔ موصوف کی وفات ۱۳۵۷ھ م ۱۹۳۸ء میں ہوئی۔

مادۂ تاریخ انتقال ''تنویر امامت'' نکلتا ہے۔آپ کی وفات حسرت آیات پر آپ کے شاگردوں میں مولانا عبدالکریم قابل ادہونی، حضرت عبدالحق بسیم ادہونی، مولانا حافظ عبدالجلیل صدیقی بلہاری، جناب ین نواز احمد ادہونی اور جناب شیخ احمد نیّر ادہونی وغیرہ نے پرسوز مراثی اور قطعاط کہے ہیں۔ جن سے آپ کی علمی شخصیت اور دین واخلاقی سیرت نمایاں ہوتی ہے۔

ے

دُر دریائے تاب علم وفن عبدِ صمد
مہ تابندۂ چرخ سخن عبدِ صمد
گفت نوّر بود با کمال فگن عبدِ صمد
وصل شد بیار ذوالمنن عبدِ صمد

عالم باعمل و حامی دیں
ہوئے داکل بظلِ رحمتِ رب
آہ نیّر جدا ہوئے ہم سے
تھے جو نورِ چراغ علم و ادب

خواجہ اعظم کی مسجد کے امام ذی شرف
مولوی باکمال وذی عتد، رخصت ہوئے
ہے مزین سال رحلت لوح مرقد پر بسیّم
رہنمائے اہل دین عبد صمد، رخصت ہوئے

مولوی عالی منشی عبدالصمد
رفت دنیا بہ سوئے خلد علا
سال تاریخ حق جلیؔل بگو
ہادیٔ گنج علم کرد قضا

ڈاکٹر بشیر الحق قریشی کی پیدائش دسمبر ۱۹۵۳ء کو ادھونی میں ہوئی۔ حسب دستور زمانہ آپ کی ابتدائی تعلیم گھر ہی پر ہوئی۔ آپ کے ابتدائی معلم خود آپ کے والد بزرگوار تھے۔ پرائمری تعلیم مقامی اسکولوں میں ہوئی آپ نے میونسپل ہائر سکنڈری

اسکول سے ساتویں جماعت تک تعلیم حاصل کی آپ کے والد بزرگوار نے آپ کی انگریزی تعلیم منقطع کرادی اور قرآنِ کریم حفظ کرنے کے اپنے نونہال فرزند کو مولانا حافظ قاری ریاست علی خان صاحب کامل جامعۂ نظامیہ حیدرآباد کے تحویل کردیا۔ آپ کے والد بزرگوار نے یہ اقدام اس لئے کیا کہ آپ کو خواب میں اپنے مرحوم والد بزرگوار کی جانب سے اسی کا حکم ہوا تھا۔ بشیر الحق صاحب بڑے ذہین اور ہونہار طالب العلم تھے، چار سال کی مدت میں آپ نے قرآن کریم حفظ کر کے اپنے دل و دماغ کو روشن و معطّر کرلیا۔ پھر آپ نے خاندانِ اشرفیہ کے بزرگ حضرت مولانا سید محمد المعروف بہ حضور محدث اعظم کچھوچھوی علیہ الرحمہ کے دستِ حق پر بیعت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ حصول برکات کے اعتراف میں موصوف نے اپنی تصنیف ''توسل نبویؐ کی شرعی حیثیت'' کا انتساب اپنے شیخ بزرگوار کے نام کیا ہے۔ حفظ قرآن کے بعد آپ نے دارالعلوم کاورم پیٹ، جڑچرلہ، محبوب نگر میں داخلہ لے لیا مگر یہاں آپ اپنی تعلیم مکمل نہیں کرسکے۔ آپ کے والد ماجد آپ کو دارالعلوم لطیفیہ ویلور لے آئے اور ۱۹٦۸ء میں آپ کو دارالعلوم لطیفیہ میں داخلہ مل گیا۔ آپ نے ۱۹۷۴ء میں یہاں سے مولوی عالم کی سند حاصل کی اور مزید دو سال آپ نے اسی دارالعلوم میں مطول میں

داخلہ لے لیا۔ ۱۹۷۶ء میں آپ کی دستار بندی ہوئی اور آپ سنداً مولوی فاضل کے خطاب سے سرفراز ہو گئے۔ دار العلوم لطیفیہ میں آپ نے جن اساتذہ سے استفادہ کیا ان کے اسمائے گرامی (واسباق در قوسین) درجِ ذیل ہیں۔

۱۔ مولانا مولوی ابو العالی علوی صاحب (تفسیر، علم معانی و بدیع)

۲۔ مولانا مولوی سید برہان الدین عنطری باقوی صاحب (حدیث)

۳۔ مولانا مولوی عبد العزیز رضوی فاضل اشرفیہ مبارک پوری صاحب (حدیث اور اصول حدیث)

۴۔ مولانا مولوی محمد حاتم اشرفی رضوی مبارک پوری صاحب (منطق)

۵۔ مولانا مولوی عبد الواحد قاسمی دیو بندی صاحب (نحو)

۶۔ مولانا مولوی شاہ محمد انوار اللہ لطیفی صاحب (فقہ و اصول فقہ، علم میراث)

۷۔ مولانا مولوی سید مصطفیٰ حسین بخاری لطیفی صاحب (عربی ادب)

۸۔ مولانا مولوی شبیر احمد اکرمی لطیفی صاحب اور

۹۔ مولانا مولوی پی، محمد ابوبکر ملیباری لطیفی صاحب (فارسی ادب) نیز آپ نے مولانا مولوی سید حمید اشرف کچھوچھوی سے بھی اردو ادب میں استفادہ کیا۔

دورانِ تعلیم دارالعلوم لطیفیہ ڈاکٹر بشیر الحق قریشی نے مدراس یونیورسٹی سے عربی میں افضل العلماء فارسی میں منشی فاضل اور اردو میں ادیب فاضل کی ڈگریاں حاصل کیں اور ان تمام میں آپ نے امتیازی حیثیت کو ہاتھ سے جانے نہیں دیا۔ آگے چل کر آپ نے عثمانیہ یونیورسٹی سے بی او یل کیا اور میسور یونیورسٹی سے اردو ایم اے کی سند حاصل کی اور ڈاکٹر راہی فدائی اور راقم (علیم صؔبا نویدی) کی ترغیب پر آپ نے شری شنکراچاریہ یونیورسٹی آف سنسکرت کیرالا سے پروفیسر سید قدرت اللہ باقوی کی رہنمائی میں ڈاکٹریٹ آف فلاسفی کا امتیاز حاصل کیا۔

جس وقت آپ نے مدراس یونیورسٹی کی سندیں حاصل کیں تو پنڈت ٹریننگ کر کے ہائی اسکول میں سرکاری ملازمت حاصل کرنے کی جانب متوجہ ہوئے مگر قدرت کو کچھ اور ہی منظور تھا۔ سابق ناظمِ لطیفیہ حضرت مولانا مولوی ابوالحسن صدرالدین سید شاہ محمد طاہر قادریؒ نے آپ کی توجہ دارالعلوم لطیفیہ ہی میں خدمات سرانجام دینے کی جانب مبذول کی۔ ناظم موصوف کا حکم ٹالنے کی ڈاکٹر بشیر الحق قریشی میں نہ جرأت تھی اور

نہ وہ ایسا کر سکتے تھے۔ سر تسلیم خم کیا اور اپنے مادر علمی ہی کی گود میں باقی عمر گذار دینے کا فیصلہ کرلیا۔ آپ اپنے چہیتے موضوع تفسیر، حدیث، عربی و فارسی ادب کے درس و تدریس کی ذمہ داری تین دہوں سے بخوبی نبھاتے آرہے ہیں۔

انشاء پردازی سے ڈاکٹر بشیر الحق قریشی کو طالب العلم ہی کے دور سے دلچسپی رہی ہے۔ دارالعلوم لطیفیہ کے سالنامہ ''اللطیف'' میں آپ نے اپنی قلمی کاوشوں کی اشاعت کا آغاز کیا۔ ۱۹۷۶ء میں آپ نے ''اللطیف'' کی ادارت سنبھال لی اور آپ کی کوششوں سے یہ جریدہ برابر ترقی پذیر ہوتا گیا اور آج اس کی حیثیت ودستاویزی سمجھی جاتی ہے اس میں آپ نے خصوصی طور پر قلمی مخطوطات فارسی کو اردو جامہ پہنا کر پیش کرنے کی طرف بہت زیادہ توجہ دی۔

ان مخطوطات میں حضرت ذوقیؒ، حضرت قطب ویلور کی تصنیفات خصوصی طور پر قابل ذکر ہیں۔ ڈاکٹر بشیر الحق قریشی کی ان مساعی جمیلہ کا علمی اور عمومی فائدہ یہ ہوا کہ فارسی زبان میں موجود علمی وادبی دینی سرمایہ کو زندگی ملی اور اردو دان طبقہ کے لئے استفادہ کی راہ ہموار ہوئی۔ انہوں نے حضرت قطب ویلورؒ کی مطبوعہ فارسی تصنیف ''فصل الخطاب'' کا اردو میں ترجمہ قسط وار اللطیف میں شائع کیا۔ اس ترجمہ کو کتابی صورت دینے کی سخت

ضرورت تھی جو گذشتہ سال ادارے دارالتصنیف سے منصۂ شہود پر آچکی ہے اور یہ کتاب اہل سنت و جماعت کے اختلافی اور فروعی مسائل میں عدم تشدد و تعصب اور توازن و اعتدال کی فکر پر حاوی ہے۔

ڈاکٹر بشیر الحق قریشی کا اردو دنیا کے لئے تصوف کا بہترین عطیہ، غایۃ التحقیق کا ترجمہ ہے۔ یہ حضرت قطب ویلورؒ کی فارسی تصنیف ہے جس میں وحدت الوجود کو کتاب سنت اور اہل سنت کے موقف سے مربوط اور منسلک قرار دیا گیا ہے۔ یہ مکمل کتاب فارسی متن اور اسکے ترجمے کے ساتھ کئی قسطوں میں ''اللطیف'' کی زینت بن چکی ہے۔

حضرت قطب ویلورؒ نے عربی ،فارسی اور اردو میں مختلف اہل علم اور ارباب سلطنت اور عوام کے نام مکتوبات تحریر فرمائے ہیں اور اپنے مریدین و خلفاء کے نام ہدایات اور تعلیمات پر مشتمل کئی ایک خطوط لکھے ہیں۔ یہ گونا گوں جو قلموں علمی، فقہی اور تحقیقی خطوط کا ذخیرہ ہنوز قلمی ہے جسکو حضرت مولانا سید محمد قادری علیہ الرحمہ نے جمع و تدوین اور تحریر فرمایا ہے۔ان خطوط کا ترجمہ ڈاکٹر بشیر الحق قریشی کے قلم سے ہو چکا ہے اور یہ مکاتیب اللطیف میں شائع ہو چکے ہیں۔

حضرت ذوقیؒ کا ایک ضخیم قلمی فارسی مخطوطہ ''انشائے

لطف اللہی'' ہے جو رقعات اور مکتوبات کے پیرایہ میں ہے ڈاکٹر بشیرالحق قریشی نے بعض مکتوبات ورقعات کا ترجمہ گہرہاے صدف کے نام سے کتابی صورت میں شائع کیا ہے۔

یہ تمام اتنی کثیر اوراہم تصانیف ہیں جن کے احاطے میں عمر کا ایک کثیر حصہ لگ سکتا ہے مگر ڈاکٹر بشیرالحق قریشی سالوں کو مہینوں میں اور مہینوں کو دنوں میں اور دنوں کو لمحوں میں مختصر کر کے کام کی رفتار کو بڑھانے کے عادی ہیں اورانہوں نے اپنی تصنیف وتالیف کا کام اتنا تیز کردیا ہے کہ کم مدت میں بہت بڑا سرمایہ ناظرین کو تحفے میں دینے میں وہ کامیاب دکھائی دیتے ہیں۔ ڈاکٹر بشیرالحق قریشی صاحب کی ایما پر 1994ء میں ''اللطیف'' کی سلور جوبلی منائی گئی اوراس کے لئے اس جریدے کا ایک خصوصی شمارہ شائع کیا گیا۔اس میں خانوادہ اقطاب ویلور کی دینی وعلمی خدمات کا بھرپور جائزہ لیا گیا ہے۔ خودڈاکٹر بشیرالحق قریشی صاحب نے طویل مقالہ تقریباً ڈیڑھ سوصفحات پر مشتمل تحریر کیا ہے، جس کا مقدمہ مولانا ابوالحسن علی ندوی نے تحریر فرمایا۔اس مقالہ کو کتابی صورت میں پیش کرنے کی ضرورت ہے۔ مولانا ندوی کی رائے اس سلسلہ میں یہ ہے۔

دارالعلوم لطیفیہ ویلور کا سالنامہ مجلّہ اللطیف مفید علمی و دینی مضامین پر مشتمل ہوتا ہے۔اس میں تذکرۂ اقطاب ویلور کے

عنوان سے دارالعلوم لطیفیہ کے لائق استاذ جناب مولوی حافظ ڈاکٹر بشیرالحق قریشی صاحب نے ایک طویل معلومات مضمون لکھا ہے۔ جسے اب وہ مستقل کتابی شکل دے رہے ہیں انہوں نے اپنی کتاب میں بڑی لیاقت اور جامعیت کے ساتھ خانوادہ کے بزرگوں کے حالات جمع کر دئے ہیں۔ جو جنوبی ہند کی علمی و دینی تحریکات اور شخصیات پر کام کرنے والوں کے لئے ایک نعمت ثابت ہوں گے۔ خدا کرے کہ مصنف موصوف کی یہ محنت شرف قبولیت حاصل کرے۔

اس خانوادہ کی سب سے بڑی خصوصیت اسکی جامعیت ہے جس کے تحت اس نے شریعت وطریقت دونوں کا توازن برقرار رکھنے کی بہت اچھی کوشش کی ہے۔اور ہر دور میں علم ودین اور عقل ودل کا خوش گوار امتزاج پیدا کیا ہے۔ معتدل ومتوازن صوفی سلسلوں کی طرح اس صوفی خانوادے نے بھی اسلام کی عطا کردہ جامعیت وتوازن کو برقرار رکھنے کی کوشش کی ہے اور اپنی زمانہ شناسی کا ثبوت دیا ہے۔ جس زمانے میں انگریزی تعلیم کے بارے میں علماء میں اختلاف رائے تھا۔اس سلسلہ کے علماء نے انگریزی تعلیم حاصل کی۔اور اس میں دعوتی کام انجام دیا شاہ محی الدین نقوی ثانی نے (حضرت قطب ویلورؒ) ۱۲۸۹ھ میں ملکہ وکٹوریہ کو اپنے مفصل مکتوب میں دعوت

اسلام دی۔

ڈاکٹر بشیر الحق قریشی ایک اچھے مقرر اور جاذب قلب خطیب بھی ہیں۔ یہ خصوصیات آپ میں کسبی کم اور وہبی زیادہ ہیں۔ موروثی خصوصیت میں اکتساب سے زیادہ وہبی قدر غالب ہوتی ہے۔ آپ کے والد بزرگوار، آپ کے جدامجد وغیرہ اچھے مقرر اور خطیب تھے۔

جس وقت ڈاکٹر بشیر الحق قریشی مولوی عالم کے کورس میں زمرۂ سادسہ میں تھے۔ اسی وقت مسجد حضرت علی سلطان چشتیؒ، گاندھی روڈ ویلور کی انتظامیہ کمیٹی نے کسی امام و خطیب کے مقرر کرنے کی درخواست ناظم دارالعلوم لطیفیہ سے کی۔ اس وقت ناظم حضرت مولانا ابوالحسن صدرالدین سید شاہ محمد طاہر قادریؒ تھے۔ آپ نے یہ کہہ کر مولانا مولوی حافظ ڈاکٹر بشیر الحق قریشی کا نام پیش کیا کہ ''فی الحال ہمارے پاس کوئی ایسا عالم دین نہیں ہے، چنددنوں کے لئے ایک طالب علم کو بھیج دیتا ہوں۔'' مولانا مولوی حافظ ڈاکٹر بشیر الحق قریشی صاحب کا وہاں تقرر مشیت الٰہی ہی تھا جو دائمی تقرر ثابت ہوا۔ اور اسی مسجد میں آج ان کی امامت و خطابت پر تیس سال مکمل ہو چکے ہیں۔ آپ کے خطبات جمعہ سننے کے لئے دور دور سے نمازی مسجد حضرت علی سلطان چشتیؒ کا رخ کرتے ہیں اور مستفیض ہوتے ہیں۔ ڈاکٹر بشیر الحق قریشی کی

تقاریر نہ صرف ویلور تک محدود ہے بلکہ ٹمل ناڈو اور کرناٹک کی ریاستوں کے بڑے بڑے شہروں میں آپ مدعو ہوتے ہیں اور چاہے کوئی بھی موضوع ہو آپ پوری روشنی ڈالتے ہیں اور موضوع سے بھر پور انصاف کرتے ہیں ویلور کی مسجد کلاں میں ہفتہ وار قرآن کریم کی تفسیر کا سلسلہ بارہ سال تک جاری رہا اور اس مدت میں انہوں نے مکمل قرآن کریم کی تفسیر بیان فرمائی۔ آغاز تفسیر میں تفسیر کے موضوع پر مقدمہ کے طور پر جو بیانات انہوں نے دئے تھے وہ کتابی صورت میں ۲۰۰۲ء میں شائع ہو چکے ہیں۔ اس کے علاوہ فلورنس شو کمپنی کے زیر نگران مسجد ملی پالم میں بھی بیس سال سے تفسیر کا سلسلہ جاری ہے۔ اور لوگ قرآن کریم کی تفسیر سننے کے لئے جوق در جوق شریک ہو رہے ہیں۔

آج کل موصوف کے تعلقات بیرونی ممالک کی عظیم شخصیتوں سے بھی استوار ہوتے چلے ہیں۔ جامعۃ الملک فہد ظہران کے ایک یمنی پروفیسر مولانا کی عربی انشاپردازی کی تعریف اپنے ایک مکتوب میں اس طرح کی ہے۔

ان تعبيركم وخطكم يفوق الكثير من ابناء اللغة العربية بل انني فخور جداثقا فتكم باللغة العربية وكلما يصلني جواب منكم اعرضه على الصدقاء واسئالهم رأيهم فى الخط والتعبير ـ فينال اعجابهم

واستحسانهم ۔ ولما اقول لهم انه من صديق هندى يزيد ذلك مـن دهشتهم ويقولون انه يفوق على الكثير منافهذا شهـادـة لك يـا اخ بشيـر الـحق منى ومن جميع زملائى :

التاريخ ١٨ شوال ٤ ١٤٠هـ

ڈاکٹر بشیر الحق قریشی کی شخصیت کے ایک اور رخ کی طرف اشارہ کردینا لازمی ہے۔ علوم ظاہری میں تو مولانا موصوف نے اپنی ذات کو روز روشن کی طرح اجاگر کر ہی لیا ہے مگر علوم باطنی کی طرف آپ کا دھیان عہد طفولیت ہی میں چلا گیا تھا۔ ابھی کمسن ہی تھے جب آپ نے حضور محدث اعظمؒ کے دستِ مبارک پر بیعت کرنے کا شرف حاصل کرلیا تھا۔ دورانِ تعلیم آپ نے خصوصی طور پر تصوف کی کتابوں کی طرف گہری توجہ کی آپ نے جواہر الحقائق، جواہر السلوک، فصوص الحکم اور تحفۂ مرسلہ وغیرہ کا گہرا درس لیا۔ پہلے تو ان کتابوں کو بطور فن آپ نے پڑھا مگر بعد کو انہیں تزکیہ نفس کی خاطر اپنایا اور کامیاب بھی ہوئے ویلور میں آپ کو خانوادۂ اقطاب سے گہرا تعلق پیدا ہو گیا۔ آپ ذی الحجہ ۱۴۰۵ھ میں اعلیٰ حضرت ابوالنصر قطب الدین سید باقر قادری سجادہ نشین خانقاہ حضرت قطب ویلورؒ سے بیعت و خلافت سے مشرف بہ نور ہوئے۔ اعلیٰ حضرت نے آپ کو بیعت و خلافت کے علاوہ سند مصافحت سے بھی سرفراز فرمایا اس

سند کی ابتداء اس طرح ہو رہی ہے۔ چوں کہ مولوی حافظ بشیر الحق قریشی ابن مولانا الحاج منشی محمد نور قریشی، از فقیر ابوالنصر قطب الدین سید شاہ محمد طاہر قادری التماس نمود کہ مصافحہ کردہ اجازت مصافحہ بطریق از آباء کرام خود بفقیر رسیدہ است باوعطا کنم۔

سند مصافحہ صوفیہ کے حلقہ میں تو معروف چیز ہے لیکن عام مسلمانوں میں غیر معروف ہے اسکی برکت اور افادیت یہ ہے کہ جس شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مصافحہ کیا ہو اور یہ مصافحہ بالواسطہ ہو، یا بلاواسطہ اسکے گناہوں کے مٹ جانے اور جنت میں داخل ہونے کا ذریعہ ہے۔

مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے الانتباہ میں یہ حدیث نقل کی ہے۔ من صافحنی و صافح من ما فحنی الی یوم القیامة دخل الجنة ۔ ۱۹۹۹ء میں آپ کو زیارت حرمین شریفین کی سعادت حاصل ہوئی اور ایک سفرنامۂ حرمین شریفین بھی مرتب کیا۔ یہ صرف نامۂ سفر ہی نہیں ایک حج نامہ بھی ہے جو زائرین حرمین شریفین کے لئے مناسک کی ادائیگی میں معاون ہوگا۔ڈاکٹر بشیر الحق قریشی کی شہرت مقبولیت میں ویلور اور ویلور کے مضافات کا بڑا دخل ہے۔آپ مزاجاً بہت سادہ ہیں پھر بھی آپ میں ایک گونہ شوخی اور لطافت کا عنصر بھی موجود ہے۔آپ اپنی گفتگو ہی سے محفل کو گرما دیتے ہیں، خاص ہو کہ عام ہر ایک

آپ کی طرف کشاں کشاں چلا آتا ہے۔ موصوف کی مطبوعہ اہم تصانیف میں سے بعض ذیل میں درج ہیں۔

۱۔شراب اور اس کا اسلامی موقف

آپ نے واضح کیا ہے کہ شراب اسلام ہی میں نہیں بلکہ مسیحی مذہب میں بھی حرام ہے۔شراب کو بطور دوا استعمال کرنے یا نہ کرنے کے سلسلہ میں وضاحت بھی کی ہے۔

۲۔توسل نبویؐ کی شرعی حیثیت

(توسل کی مختلف صورتوں پر بحث کی ہے اور خواص اور عوام دونوں کے لئے جواز کی نوعیت کی طرف بھی اشارہ کیا ہے۔)

۳۔الروح فی الاسلام

(تاریخ کے ہر دور میں روح بحث وتحقیق کا موضوع رہی ہے۔ظہور اسلام کے بعد بھی وہ مختلف ومتنوع آراء وافکار کی زد میں رہی۔ یہ ڈاکٹر موصوف کی بحث کا موضوع بھی بنی ہے۔) انہوں نے وضاحت کی ہے انسان کی زندگی کا ایک تسلسل ہے پیدائش سے پہلے وہ عالم ارواح میں رہا پھر عالم دنیا میں آیا، موت کے بعد عالم برزخ میں رہیگا۔ پھر عالم حشر میں پہنچے گا پھر عالم جنت یا عالم دوزخ میں پہنچے گا جہاں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیگا۔

٤۔ اصحابی کالنجوم

(صحابہ کرام کی عظمت و فضیلت اوران کی شخصیات کے مختلف پہلوؤں کوواضح کرتے ہوئے دین میں ان کی قائدانہ حیثیت کونمایاں کیا ہے۔)

٥۔ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم

(ذاتِ رسالت مآبؐ کے فضائل وکمالات اور خصائص پر مفصل اور مدلل تصنیف ہے۔)

٦۔بیعت کی شرعی حیثیت

یہ کتاب درجِ ذیل موضوعات پر پھیلی ہوئی ہے۔

ا۔ بیعت کا لغوی اور شرعی مفہوم،۲۔ خلفائے اسلام اورسلاطین اسلام کی بیعت،۳۔صوفیہ کی بیعت،۴۔کتاب وسنت سے بیعت کا ثبوت،۵۔ بیعت کی اقسام،٦۔ بیعت کےاحکام ومسائل۔

۷۔بسم اللہ خوانی کی شرعی حیثیت

مسلم سماج میں ایک رسم چلی آرہی ہے جب بچہ چار سال چار ماہ اور چار دن کا ہوجاتا ہےتواس کی تعلیم کا آغاز بسم اللہ خوانی سے کیا جاتا ہے۔اس موقع پر بچے کوسورۂ اقراء کی ابتدائی پانچ آیات پڑھائی جاتی ہیں۔اوراس کے حق میں علم کی نعمت اور دولت حاصل ہونے کے لئے دعا کی جاتی ہے........شرعی نقطہ

نظر سے اس عمل پر بحث کی گئی ہے۔

۸۔ حضرت مسیحؑ

اسلامیات کی روشنی میں، کتاب وسنت کی روشنی میں حضرت مسیحؑ کی سیرت وسوانح اور شخصیت کا جائزہ لیا گیا ہے۔

۹۔ آثار الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

یہ کتاب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آثار وتبرکات کی تفصیل اور حضرت صحابہ کے یہاں ان کی موجودگی، حضرت صحابہ کا آثار سے برکت حاصل کرنے کے واقعات کا جائزہ لیا گیا ہے۔

۱۰۔ بیانات تفسیر

شہر ویلور محلہ قصبہ قدیم ومعروف مسجد کلاں میں ہر اتوار کی شام بعد نماز مغرب تا عشاء قرآن کریم کی تفسیر کا سلسلہ بارہ سال مولانا بشیر الحق قریشی صاحب سے جاری رہا۔ یہ کتاب اسی تفسیر پر مشتمل ہے۔

۱۱۔ نامۂ اسفار

اس کتاب میں ڈاکٹر موصوف کے اسفار کی تفصیل موجود ہے۔

۱۲۔ نمازِ جنازہ احادیث اور فقہ کی روشنی میں

نمازِ جنازہ کے احکام کے علاوہ شخص متوفی کے لئے مالی و بدنی عبادات اور صدقات و خیرات اوران کے مختلف شکلوں

پر فقہی زاویہ نظر سے بحث کی گئی ہے۔

۱۳۔تعبیرات خواب

ڈاکٹر موصوف کے جد امجد حضرت مولانا الحاج منشی عبدالصمد قریشی کے ہاتھوں لکھا ہوا ایک قلمی نسخہ ہے جس پر ڈاکٹر بشیر الحق قریشی کا وقیع اور پراز معلومات مقدمہ تحریر ہے۔

۱۴۔صحیفۂ افکار

سالنامۂ اللطیف کے چند اداریوں پر مشتمل ہے۔ جو وقت اور حالات کے تحت لکھے گئے ہیں۔

۱۵۔جمعہ ملت اسلامی کا شعار

مختلف اقوام کے لئے ایک مخصوص اور مقدس دن دیا گیا ہے۔ اس طرح مسلمانوں کے لئے جمعہ کا دن مقرر کیا گیا ہے۔ اس کتابچے میں جمعہ کے احکامات اور خطبہ کی اہمیت وافادیت اور غیر عربی زبان میں خطبہ کے مسئلہ پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

۱۶۔حضرت قطب ویلورؒ کے علمی و ادبی کارنامے

حضرت قطب ویلور اور ان کے خانوادہ پر مولانا بشیر الحق کی تحریریں اہل علم اور ارباب تحقیق کے لئے ایک حوالہ اور سند کی حیثیت رکھتی ہیں۔ مولانا اس خانوادے کے قلمی مخطوطات

کے مطالعہ و تحقیق میں اور اس خاندان کے افراد کے فارسی مطبوعات اور غیر مطبوعہ تصانیف کے ترجمہ وترتیب اور تدوین میں ایک عمر گذار چکے ہیں۔ یہ کتاب ٹملناڈو اسٹیٹ اردو اکاڈمی چینئی کے جزوی مالی تعاون سے شائع ہوی ہے۔

۱۷۔ گھرھائے صدف

حضرت ذوقی علیہ الرحمہ کی فارسی تصنیف ''انشائے لطف الٰہی'' سے بعض مباحث کو اردو قالب میں پیش کیا ہے۔

۱۸۔عقائد اہل سنت و جماعت

اسلام میں بہتر (۷۲) فرقے وجود میں آچکے ہیں ان میں سے فرقے کو صحیح اور برحق قرار دیا گیا ہے جو سنت رسولؐ اور جماعت صحابہ کی پیروی کرنے والا ہے۔اس کتاب میں اہل سنت کے عقائد کیا ہیں ان کا تفصیل کے ساتھ جائزہ لیا گیا ہے۔

شہر حیدرآباد کا ورم پیٹ جامعہ نظامیہ حیدرآباد کے طلبائے ابنائے قدیم کی نجمن کی طرف سے یوم امام اعظم منایا گیا، جس میں ڈاکٹر بشیر الحق قریشی مہمان خصوصی تھے اس موقعہ پر انہوں نے فقہ اسلامی کی تاریخ کے عنوان سے خطاب کیا تھا۔ یہ کتاب اس تقریر پر مشتمل ہے۔اس کے علاوہ کا روم پیٹ جڑ چرلہ ضلع محبوب نگر کے سالانہ جلسۂ تقسیم اسناد میں ڈاکٹر

بشیر الحق قریشی کا کلیدی خطاب رہا۔ یہ خطاب بھی اس کتاب کی زینت ہے۔

۱۹۔فصل الخطاب

یہ حضرت قطب ویلور کی معرکتہ الآراء علمی فقہی فارسی تصنیف ہے جس میں چالیس موضوعات کو زیر بحث لایا گیا ہے۔ اور یہ فارسی تاریخی دستاویز ڈاکٹر سید عثمان پاشاہ قادری کی سرپرستی میں 2011ء میں منظر ادب پر آئی ہے۔

۲۰۔ مکتوبات حضرت قطب ویلور

حضرت قطب ویلور نے اپنے مریدین و معتقدین اور تلامذہ و خلفاء کے نام فارسی زبان میں خطوط لکھا ہے۔ان کا ایک قلمی مجموعہ ہے جسے حضرت قطب ویلور کے ہمشیر زادے حضرت مولانا سید محمد قادری نے اپنے قلم سے تحریر کیا،خطوط کا یہ مجموعہ علمی، فقہی اور عرفانی موضوعات پر مشتمل ہے۔ڈاکٹر بشیر الحق نے ان ضوابط کو اردو قالب میں ڈھال کر اردو دان طبقہ کے لئے استفادہ بنادیا ہے۔ یہ مجموعہ 2012ء میں دارا لتصنیف والاشاعت ویلور کی جانب سے شائع ہوا ہے۔

۲۱۔اسلامی قانون سازی کا تاریخی جائزہ

ازھر یونیورسٹی کے پروفیسر ڈاکٹر عبدالوہاب خلاف

کی عربی تصنیف ''خلاصہ تاریخ التشریع الاسلامی'' کا مفہوم خیز اردو ترجمہ ہے۔

۲۲۔ام القرآن

سورۃ الفاتحہ کا خلاصہ اور انسانی زندگی سے اس کے گہرے تعلق کا جائزہ لیا گیا ہے۔ ڈاکٹر بشیر الحق قریشی کی اردو زبان میں تقریری اور تحریری خدمات اعتناء کے ہیں ہی اور یہ خدمات بھی لائق ذکر ہیں کہ آپ تین ٹرمس میں ٹمل ناڈو اسٹیٹ اردو اکاڈمی چنئی کے گورننگ کونسل اور اسٹانڈنگ کمیٹی کہ ممبر رہے۔ اور مدراس یونیورسٹی کے شعبۂ اردو عربی وفارسی کے بورڈ آف اسٹڈیز کے ممبر ہیں۔

۲۳۔حضرت قطب ویلور اور انکے خلفاء کا علمی و ادبی کارنامہ

ڈاکٹر بشیر الحق قریشی کی پی، ایچ، ڈی کا مقالہ ہے جس پر سری شنکر اچاریہ یونیورسٹی آف سنسکرت کیرالا نے موصوف کو ڈاکٹریٹ کی ڈگری تفویض فرمائی۔ یہ مقالہ انھوں نے پروفیسر سید قدرت اللہ باقوی کی نگرانی میں تحریر کیا ہے۔

۲۴۔سرزمین وحی کا سفرنامہ

ڈاکٹر موصوف نے ۲۰۱۰ء میں اپنی اہلیہ محترمہ کے ساتھ حج بیت اللہ کی سعادت دوسری مرتبہ حاصل کی وہاں کے

تاریخی مقامات اور آثار اور مشاہدات و مطالعہ پر یہ سفرنامہ مرتب کیا ہے، جس میں بعض فقہی مسائل اور اہل سنت و جماعت کے عقائد و افکار سے متعلق چند اختلافی موضوعات پر روشنی ڈالی ہے۔

۲۵۔زمانۂ نبوت کی اشیاء و خوردونوش اور ان کے طبی فوائد

اس کتاب میں ڈاکٹر بشیر الحق قریشی نے یہ تفصیل دی ہے کہ نبی کریمؐ نے لحمیات، سبزیات، مشروبات میں کیا کیا تناول فرمایا ہے اور آپ کے دور میں کھانے پینے کی چیزیں کیا کیا تھیں اور ان اشیاء خورد ونوش میں کن کن امراض کے لئے شفاء ہے۔اس کتاب کا انگریزی ترجمہ سید عاکف چنئی کے قلم سے ہوا ہے جو ۲۰۱۲ء میں منظر عام پر آیا ہے۔ اس کتاب کا ٹمل ایڈیشن بھی مولوی محمد اقبال لطیفی کے قلم کا مرہون منت ہے۔ یہ ترجمہ بھی ۲۰۱۲ء میں منصۂ شہود پر آچکا ہے۔

۲۶۔مرض اور مریض احادیث کی روشنی میں

ڈاکٹر بشیر الحق قریشی، اردو زبان و ادب کے ڈاکٹر ہی نہیں بلکہ طبِ یونانی پر بھی خاص درک رکھتے ہیں طب کے میدان میں انہوں نے مطالعہ اور تحقیق کے ذریعہ کافی پیش رفت

اور ترقی کی ہے۔ اس موضوع پر ان کی دو تین کتابیں منظر عام پر آ چکی ہیں۔ یہ کتاب ان عمیق مطالعہ اور تجربہ کا حاصل ہے۔

۲۷۔ ویلور کا طبِّ یونانی منظرنامہ

یہ کتاب ۲۰۱۲ء میں شائع ہوی ہے جس میں ویلور میں طب یونانی کے ارتقاء پر روشنی ڈالی ہے ویلور کی دو بڑی درسگاہوں دارالعلوم لطیفیہ اور مدرسہ باقیات صالحات کے فارغ علماء وفضلاء میں جو اطباء اور حکما نکلے ہیں ان کی طبی خدمات کا جائزہ لیا ہے اور اسکے علاوہ غیر باقوی و لطیفی حکماء کا تذکرہ بھی کیا ہے اور موجودہ وقت میں شہر ویلور میں موجود مختلف اطباء اور ان کے مطب اور ان کی طبی خدمات کا جائزہ لیا ہے۔

۲۹۔ خطبات محرم الحرام

ڈاکٹر بشیر الحق قریشی اپنے خطبات جمعہ کو ضبط تحریر میں لے آنے کا سلسلہ شروع کر دیا ہے اللہ کرے کے وہ سارے خطبات تحریر کا لبادہ اوڑھ لیں تو ائمہ مساجد کو جمعہ کا خطبہ دینے میں مدد مل سکتی ہے۔ ہر مہینہ کے نام سے سات سات خطبات کی شروعات کر دی ہے خطبات محرم الحرام کے نام سے ایک جلد ۲۰۰۹ء میں شائع ہو چکی ہے،۔

ڈاکٹر بشیر الحق قریشی نے اپنے علمی و تصنیفی اور تحقیقی کو سیع و مستحکم اور مفید بنانے کے خیال سے ایک ادارہ بنام

ویلور اسلامک فاؤنڈیشن قائم کیا ہے اسی ادارہ سے ان کی تصنیفات، تراجم اور خطبات شائع ہو رہے ہیں ۔ تحریر کے علاوہ مختلف مقامات پر خطبات اور مواعظ و تقاریر کا سلسلہ بھی جاری و ساری ہے، اس طرح تحریر و تقریر دونوں پہلو سے اردو زبان کی ترویج و ترقی میں ان کا کردار نہایت قابل ذکر رہے ۔ اردو زبان و ادب کی خدمات کا یہی وہ پہلو ہے جس کے باعث انہیں ٹمل ناڈو اسٹیٹ اکاڈمی مسلسل تین ٹرم گورننگ کونسل اسٹانڈنگ کمیٹی کی رکنیت حاصل ہوئی ۔

مدراس یونیورسٹی کے شعبۂ عربی فارسی واردو بورڈ آف اسٹڈیز کے ممبر ہیں اور یہ سلسلہ کئی سالوں سے قائم ہے ۔

موصوف کی تحریر و تقریری خدمات آج بھی جاری و ساری ہیں اور مستقبل قریب میں آپ کی بہت ساری چونکا دینے والی تصنیفات کا اہل علم کو انتظار ہے اور کیوں نہ ہو موصوف کی شخصیت صفت اور ہمہ وقت متحرک رہی ہے اور رہے گی ۔ موصوف کی ان خدمات کا اعتراف نہ کرنا کفرانِ نعمت کا مترادف ہے ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدمہ

حضرت قطب ویلور قدس سرہ......حیات وعلمی خدمات

ڈاکٹر راہی فدائی

آپ کا اسم گرامی سید شاہ عبداللطیف نقوی اور لقب محی الدین ہے مگر آپ ''قطب ویلور'' کے نام سے معروف ومشہور ہیں ۔ آپ کے والد ماجد سید شاہ ابوالحسن قادری محوی ویلوری (متوفی ۱۲۴۳ھ)ابن حضرت سید شاہ عبداللطیف ذوقی ویلوری (متوفی ۱۱۹۴ھ)اور والدہ ماجدہ حضرت بی بی امۃ المجید صاحبہ (متوفاۃ ۱۲۸۲ھ) بنت حضرت سید شاہ علی محمد قادری ویلوری (متوفی ۱۲۲۶ھ) ہیں ،آپ کی ولادت بتاریخ ۱۴؍جمادی الاول ۱۲۰۷ھ بروز دوشنبہ بمقام محلّہ سعید آباد، ویلور میں ہوئی ۔تعلیم کی ابتداءحسب روایت چار سال کی عمر میں ہوگئی،شفیق والد نے اپنی سرپرستی میں فارسی کی تدریس کا آغاز کردیا۔اس پر خداداد صلاحیت اور آپ کے شوق وذوق نے مہمیز کا کام کیا،کھیل کود میں بالکل دل ہی نہیں لگتا تھا،لہذا لکھنا پڑھنا ہی مشغلہ ٹھہرا۔آپ آٹھ سال کی عمر میں عربی کے خوش نویس ہوگئے تھے۔بچپن ہی سے طبیعت میں ایک گونہ استغنا تھا،والدین پر اپنے اخراجات کا بارڈالنا گوارا نہیں تھا ،چنانچہ تین چار دن میں کلام مجید کا ایک سیپارہ خوش خط سے لکھ کر اپنی

مسجد کے مؤذن کے حوالے کر دیتے، مؤذن اس کے ہدیہ کی رقم آپ کے ہاتھ تھما دیتا، اور آپ اپنی والدہ کی خدمت میں وہ پوری رقم پیش کر دیتے، قطب ویلورؒ ایک طرف اپنے خاندانی مدرسہ میں ماہر اساتذہ کرام کی زیر نگرانی علوم عقلیہ ونقلیہ کی تحصیل کرتے تھے، تو دوسری طرف قدرت نے فنون حرب وضرب سے بھی آپ کو آراستہ کرنے کا انتظام فرما دیا تھا، ہوا یہ کہ ۱۲۱۳ھ میں جب حضرت ٹیپو سلطان، شہید ہوئے تو انگریزوں نے سلطان کے اہل خانہ وافراد خاندان کو سری رنگا پٹن سے لا کر ویلور کے قلعے میں نظر بند کر دیا۔ سلطان کے گھر والوں کو حضرت مکان کے بزرگوں بالخصوص قطب ویلور کے والد حضرت محوی سے بھی عقیدت تھی، چنانچہ ایک شہزادے نے حضرت محوی کی خدمت میں یہ عریضہ ارسال کیا کہ حضرت: میں صاحبزادے (حضرت قطب ویلوری) کی تعلیم کی نیت کر چکا ہوں، آپ اجازت دیں تو صاحب زادے کے لئے اتالیق مقرر کر دوں گا، شہزادے کی خواہش پر آپ نے اجازت دے دی، اس طرح آپ کو علوم شرعیہ کے علاوہ فنون حرب سیکھنے کا نادر موقع مل گیا۔ اس طرح حضرت قطب ویلور انیس سال کی عمر (۱۲۲۶ھ) ہی میں تمام علوم متداولہ سے فارغ ہو گئے اور ۱۲۲۷ھ سے ۱۲۲۸ھ تک دو سال سے بھی کم مدت میں قرآن شریف کا حفظ مکمل کر لیا۔ بعد ازاں آپ نے تقریباً آٹھ سال تک کتب تفاسیر، احادیث، سیر رجال، ملفوظات بزرگان، تواریخ گذشتگان، اور کتب فرق گمرہاں کا از خود تفصیلی اور گہرا مطالعہ فرمایا، آپ کی علمی تشنگی الغرض کے ساتھ بڑھتی ہی گئی تو آپ نے ۱۲۳۴ھ میں جب کہ آپ کی عمر ۲۷ سال تھی

شہر مدراس (چینئی) کا قصد کیا، اس وقت شہر مدراس علماء فضلاء اور اکابر صوفیاء کا مرجع تھا، گوکہ اس وقت تک علامہ باقر آگاہ (متوفی ۱۲۲۰ھ) او رحضرت مولانا عبدالعلی بحر العلوم (متوفی ۱۱۲۵ھ) جیسی عظیم المرتبت وفخر روزگار شخصیتیں پردہ کرچکی تھیں، مگران کے خوشہ چیں اور فیض یافتہ جانشین موجود تھے، حضرت قطب ویلور نے ملک العلماء مولانا علاء الدین احمد شارح فصول اکبری ودامات حضرت بحر العلوم (متوفی ۱۲۴۲ھ) اور دیگر اساتذہ مدرسہ کلاں سے مختلف علوم وفنون کی تکمیل کی بالخصوص علم ہیئت سیکھنے کے دوران انگریزی کی ضرورت محسوس ہوئی تو شب وروز محنت کرتے ہوئے صرف سترہ دن میں انگریزی زبان لکھنے پڑھنے پر عبور حاصل کرلیا۔ آپ کے بعض تذکرہ نگاروں نے لکھا ہے کہ آپ نے حضرت بحر العلوم اور علامہ باقر آگاہ سے بھی تبرکاً وتیمناً پڑھا ہے، ممکن ہے کہ یہ واقعہ بچپن میں مدراس کے کسی سفر کے دوران پیش آیا ہو، ورنہ آپ باقاعدہ حصول تعلیم کے لئے مدراس روانہ ہونے تک مذکورہ بالا اکابر واصل بہ حق ہوگئے تھے۔ مدراس میں آپ کا قیام پورے آٹھ سال رہا۔ یہاں تک کہ آپ نے ۵/شعبان ۱۲۴۲ھ مطابق ۱۸۳۰ء کو سند فراغت حاصل کی۔ بعد ازاں آپ ۱۲۴۲ھ میں مدراس سے ویلور تشریف لائے اور اپنے والد کی خدمت میں منازل سلوک طے کرنے لگے، آخر کار آپ کے والد حضرت محوی نے اپنے وصال (۱۲۴۳ھ) سے پہلے آپ کو خاندانی روایات کے مطابق ایک سو اکانوے (۱۹۱) سلسلوں اور چھبیس (۲۶) خانوادوں کی اجازت وخلافت سے بہرہ ور فرمایا۔

والد ماجد کے ارتحال کے بعد حضرت قطب ویلور جب مسند ارشاد پر متمکن ہوئے تو اس خانقاہی مدرسہ میں گویا نئی روح پڑ گئی، ایک طرف درس وتدریس کا نظام جو حضرت محوی کے دور میں ذرا سا بے ترتیب ہو گیا تھا، دوبارہ پورے آب وتاب کے ساتھ جاری ہو گیا، دوسری طرف تزکیہ واحسان کی تعلیم وتربیت کا سلسلہ اس قدر پھیل گیا کہ دور دراز سے لوگ اپنی روحانی تشنگی بجھانے آجاتے، اور خانقاہ میں قیام پذیر ہوتے، پھر چند دن کی تربیت ہی سے فیض یاب ہو کر چلے جاتے، آپ کی جامع ذات والا صفات مجمع البحرین تھی، جس کی وجہ سے عقیدتمند کشاں کشاں آپ کے آستانے کی طرف چلے آتے تھے۔ آپ کی علمی وروحانی شخصیت سے کما حقہ استفادہ کرنے والوں کی تعداد لاکھوں میں ہے، عرب وعجم میں تقریباً سات لاکھ نفوس نے آپ کے دست حق پرست پر بیعت کی اور نعمت باطنی سے مالا مال ہوئے، ان میں سے تقریباً چار سو بزرگوں نے خرقہ خلافت زیب تن کیا، اور اجازت دعوت وہدایت سے سرفراز کئے گئے، جن کی بدولت ہر شہر میں بلکہ قریہ قریہ میں شمع ایمان وعرفان روشن ہوتی گئی، کفر وجہالت کی تاریکی دم توڑنے لگی، افراد سازی کی یہ عظیم وبے لوث خدمت حضرت قطب ویلور کا زندہ جاوید کارنامہ ہے۔ اس بات کا اعتراف آپ کے معاصرین اور آپ کے تمام تذکرہ نگاروں نے کیا ہے۔ چنانچہ مشہور عالم دین ومفکر اسلام مولانا ابوالحسن علی ندوی کے والد محترم حضرت مولانا سید شاہ عبدالحی حسنی نے اپنی معرکۃ آراء تالیف ''نزہۃ الخواطر'' میں اور حضرت مولانا شاہ ولی اللہ قادری تلمیذ علامہ مفتی ابوالحسنات محمد عبدالحی لکھنوی

فرنگی محل نے اپنی لاجواب تصنیف جوہر العرفان میں حضرت قطب ویلور کی خدمات جلیلہ کو نہ صرف کھلے دل سے سراہا، بلکہ مؤخرالذکر نے آپ کے خلفاء کی تعداد بھی وہی بتلائی، جس کا ذکر سطور بالا میں گزر چکا ہے۔ حضرت قطب ویلور نے رشد وہدایت کا کام اس وسیع پیمانے پر جاری کر رکھا تھا کہ ہندوستان کے طول وعرض میں واقع مختلف رجواڑوں کے راجاؤں کو دنیا بھر کے عیسائی رہنماؤں او رحکام کو یہاں تک کہ ملکہ انگلستان وکٹوریہ (Queen Victoria) کو بھی اسلام قبول کرنے کی دعوت دی۔ ملکہ وکٹوریہ نے آپ کے خط کا جواب دیتے ہوئے برملا اعتراف کیا کہ مذہب اسلام دین برحق ہے۔ مگر چند وجوہ کی بنا پر وہ اسلام قبول کرنے سے قاصر ہے۔ آپ ہر سہ شنبہ خواتین میں اور ہر جمعہ مردوں میں وعظ وتقریر فرماتے تھے۔ آپ کی شہرت ومقبولیت ملک وبیرون ملک سمندر پار پہنچ چکی تھی۔ جس کی وجہ سے بعض ناعاقبت اندیش شر پسندوں نے ۱۲۵۵ھ میں انگریز حکام کے سامنے یہ جھوٹی گواہی دی کہ حضرت قطب ویلور اپنے وعظ وبیان کے ذریعہ لوگوں کو جہاد کی ترغیب دے رہے ہیں۔ یہ سنتے ہی حکام بے چین ہوگئے، کیوں کہ ایک تو آپ کی شخصیت مرجع خلائق اور مقدس مانی جاتی تھی، دوسرا تین دہائی پیش تر ۱۲۲۱ھ مطابق ۱۸۰۶ھ میں اسی شہر ویلور میں انگریزوں کے خلاف ایک زبردست بغاوت ہوچکی تھی، جس سے ہزاروں جانیں تلف ہوگئی تھیں۔ لہذا افسروں نے حکام بالا سے مشورہ کرکے آپ کو حراست میں لے لیا اور چتور کے صدر حوالات میں نظر بند کردیا۔ جیل میں آپ سے کرامات سرزد ہوئیں، جسے دیکھ کر جیل کے ذمہ دار آپ کی

عزت کرنے لگے اور آپ کو قید خانے ہی میں ہر طرح کی سہولت فراہم کر دی گئی، آپ کے پورے پچاس دن حوالات میں گزرے، جب مقدمہ شروع ہوا، تفتیش ہوئی اور گواہوں پر جرح وقدح کی گئی تو بالآخر آپ کو تمام الزامات سے بری ٹھہراتے ہوئے باعزت واحترام رہا کر دیا گیا، جج نے آپ کو ان شرپسندوں کے خلاف ہتک عزت کا دعویٰ دائر کرنے کی اجازت دے دی تھی، مگر آپ نے ان کی توقعات کے برعکس تمام مخالفین کو معاف فرمادیا۔ اس وسعت اور احسان مندی کو دیکھ کر دوست دشمن سب کے سب حیران وششدر رہ گئے اور آپ کی بے حد تعظیم وتوقیر کرنے لگے، آپ نے دوبار حج وزیارت کی سعادت حاصل کی، آپ کا پہلا حج ۱۲۶۰ھ م ۱۸۴۴ء میں ہوا، آپ ۲ شعبان ۱۲۶۰ھ کو ویلور سے روانہ ہوئے تقریباً دوسال ارض مقدس میں قیام فرمایا، جہاں سینکڑوں عقیدت مندوں نے آپ سے اکتساب فیض کیا۔ ۱۲۶۱ھ میں شہر طائف کی زیارت کی اور بتاریخ ۹ ذی الحجہ ۱۲۶۲ھ مطابق ۱۸۴۶ء شہر ویلور پہنچ گئے۔ قیام مکہ مکرمہ کے دوران آپ نے حضرت مولانا شاہ اسحاق ویلوری مہاجر مکی سے ماہ جمادی الاولیٰ ۱۲۶۲ھ میں تبرکاً سند حدیث حاصل کی۔ اسی سفر میں آپ کے ساتھ یہ واقعہ پیش آیا کہ جب آپ نے بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضری دینے کے لئے روضہ اطہر میں داخل ہونا چاہا تو دربانوں نے آپ کو روک دیا اس پر آپ نے بیتابانہ پکارا ’السلام علیکم یا جدی‘‘ تو روضہ انور سے جواب ملا ’’وعلیکم السلام تعال یا ولدی‘‘ چنانچہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک آواز سننے کی سعادت وہاں پر موجودہ تمام حاضرین کو نصیب ہوئی۔

(اللطیف بابت ۱۴۰۴ھ ص:۸۴)

حضرت قطب ویلور نے دوسرا حج ۱۲۸۸ھ میں فرمایا، مناسک حج سے فارغ ہو کر مدینۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کوچ کر یا، ۶/محرم الحرام ۱۲۸۹ء کو روضۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئے اور پانچ دن بعد مورخہ ۱۱/محرم الحرام ۱۲۸۹ھ بروز پنجشنبہ بوقت عصر اپنے خالق حقیقی سے جا ملے، جنت البقیع میں حضرت امام حسنؓ کے پائیں تدفین عمل میں آئی۔

حضرت قطب ویلور کا پہلا نکاح آپ کے پھوپھا سید غوث صاحب قادری ویلوری کی دختر نیک اختر سیدہ عائشہ بی بی صاحبہ سے ہوا، جن کے بطن سے ایک صاحب زادی امۃ الصمد تولد ہوئیں، حضرت قطب ویلور نے پہلے سفر حج سے واپسی کے بعد جب کہ آپ کی اہلیہ محترمہ کا انتقال ہو گیا تھا، دوسرا نکاح محترمہ عفت النساء بی بی صاحبہ سے ۱۲۶۷ھ میں کیا جن سے سید شاہ رکن الدین محمد قادری ۱۲۶۹ھ میں پیدا ہوئے۔ آگے چل کر شاہ رکن الدین حضرت قطب ویلور کے جانشین او رخلف صالح ثابت ہوئے۔

حضرت قطب ویلور کی شخصیت مرجع انام تھی، آپ کے مریدین، مسترشدین میں عوام کے علاوہ خواص علماء وفضلاء اور ادباء وشعراء کی معتدبہ تعداد تھی، جیسے مولانا قلندر حسین اطہر بنگلوری (متوفی ۱۲۹۲ھ) مولانا شاہ عبدالحی واعظ احقر بنگلوری (متوفی ۱۳۰۱ھ) مولانا شاہ عبدالقادر علی صوفی بنگلوری (متوفی ۱۳۱۴ھ) مولانا سید شاہ شہاب الدین شہاب میسوری (متوفی ۱۳۲۳ھ) مولانا سید شاہ عبدالغفار

بخاری مسکین مدراسی (متوفی ۱۳۲۶ھ) بانی مدرسہ باقیات الصالحات مولانا شاہ عبدالوہاب قادری ویلوری (متوفی ۱۳۳۷ھ) وغیرہ قابل ذکر ہیں۔ حضرت قطب ویلور جب مدینۃ الرسولؐ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت یاولدی لاتحزن انت من ارضنا (اے میرے فرزند! گھبراؤ نہیں، تم ہماری سرزمین سے ہو) کے مطابق واصل بہ حق ہوئے تو آپ کے جانثاروں میں سے مختلف شعراء نے مرثیے لکھے۔ جن میں حضرت سلیم ویلوری، حضرت اطہر بنگلوری اور حضرت ولی وانمباڑی بھی شامل ہیں۔

حضرت قطب ویلور نے عربی، فارسی اور اردو تینوں زبانوں میں تصنیف وتالیف کا مشغلہ جاری رکھا تھا، چنانچہ آپ کی عربی تصانیف میں حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی (متوفی ۱۲۴۸ھ) کی بے نظیر تالیف تحفہ اثناعشریہ (فارسی) کا عربی زبان میں ترجمہ ہے جو کہ ردشیعیت میں تحریر کی گئی تھی، آپ نے یہ ترجمہ اپنے قیام مکہ مکرمہ (۱۲۶۰ھ تا ۱۲۶۲ھ) کے دوران سلطان روم کے لئے شریف مکہ کی فرمائش پر کیا تھا، آپ کی عربیت سے سلطان بہت متاثر ہوا تھا، فی الحال یہ کتاب نایاب ہے۔(۱۲)۔

(۲) صراط المؤمنین۔ یہ کتاب بھی مکہ مکرمہ کے قیام کے دنوں میں تصنیف کی گئی تھی۔ اس کتاب کا ذکر حضرت احقر بنگلور نے اس طرح کیا ہے:

پہلے مکہ میں وہ صراط لکھا اس میں مجمل بیاں ہے ایماں کا
اس بیاں کو دلیل عقلی سے ہے مدلل کیا ہے دیکھ اسے

(۳) رسالہ اُلف مقام ۔ یہ رسالہ ۱۲۶۱ھ میں بہ مقام طائف (حجاز) تصنیف کیا گیا تھا، اس رسالہ میں ایسے ایک ہزار مقامات کی نشاندہی کی گئی ہے جس کا طے کرنا سالک کے لئے ضروری ہے، مصنف مطلع النور اس تعلق سے فرماتے ہیں:

اور طائف میں وہ کیا ارقام ایک رسالہ بذکر الف مقام
کیا تفصیل اس کی با ایجاز عربی میں ہے وہ نکو انداز

آپ کی فارسی تصانیف درج ذیل ہیں:

(۱) جواہر الحقائق ۔ یہ کتاب فل اسکیپ کے ۱۸۱ صفحات پر محیط ہے، ہر صفحہ پر ۲۱ سطریں ہیں، سال تصنیف ۱۲۷۳ھ ہے، یہ کتاب ۱۲۷۴ھ میں مطلع مظہر العجائب مدراس میں شائع ہوئی ہے، اس کتاب کا موضوع تصوف و معرفت ہے ۔ آپ کی معرکہ آراء کتابوں میں سے یہ ایک اہم کتاب ہے اس میں روح اور اس کے اقسام، وجودات کے انواع، انسان وغیرہ کے تعلق سے عقل و نقل کی روشنی میں سیر حاصل بحث کی گئی ہے ۔ لہذا یہ محققین علم تصوف کے لئے بہت ہی کارآمد ہے ۔ اس گرانقدر خزانہ علمی کی طباعت و اشاعت کی تمام تر ذمہ داری حضرت شمس العلماء وہاب العلوم شاہ عبدالوہاب قادری خلیفہ قطب ویلور قدس سرہ نے اٹھائی تھی ۔

(۲) فصل الخطاب فی الفرق بین الخطا والصواب: یہ کتاب بھی فل اسکیپ کے ۱۵۰ صفحات پر مشتمل ہے ۔ ہر صفحہ پر تئیس (۲۳) سطریں ہیں ۔ سال تصنیف ۱۲۷۷ھ ہے، یہ کتاب ۱۸۸۴ء میں مطبع قادری ویلور میں طبع ہوئی ہے، اس میں چالیس مختلف فیہ عنوانات کے

تحت صوفیاء وفقہاء کی مستند کتابوں سے دلیلیں پیش کی گئی ہیں، ہر عنوان پر مفصل بحث کی گئی ہے، طرفین کے دلائل عمدگی اور بڑی سنجیدگی کے ساتھ پیش کئے گئے ہیں، کتاب کے آخر میں مولانا شہاب میسوری، مولانا غلام ویلوری اور مولانا معمور کے تاریخی قطعات درج کئے گئے ہیں۔ یہ کتاب دراصل اس وقت کی اہم ترین ضرورت کے تحت تحریر کی گئی تھی، بارہویں صدی کے اختتام اور تیرھویں صدی کے اوائل میں مدراس ویلور وغیرہ علمی مراکز میں شیعہ، سنی اختلافات سر اٹھا چکے تھے بلکہ شباب پر تھے، حضرت خواجہ رحمت اللہ نائب رسول اللہ (متوفی ۱۱۹۷ھ) حضرت باقر آگاہ (متوفی ۱۲۲۰ء) حضرت شاہ کمال کڑپوی (متوفی ۱۲۲۴ھ) وغیرہ اکابر اہل سنت کے مباحثے اور مناظرے شیعیت کے خلاف جا بجا ہورہے تھے اور کتابیں تصنیف کی جارہی تھیں، نواب عظیم الدولہ ابن امیر الامراء کی تخت نشینی (۱۲۱۶ھ) مطابق ۱۸۰۱ء) تک یہ سلسلہ جاری رہا بعدازاں یہ معرکہ سرد پڑ گیا، ابھی مسلمان اطمینان کا سانس لے بھی نہیں پائے تھے کہ ایک اور زبردست فتنہ شمالی ہندوستان سے اہل جنوب پر نازل ہوا۔ حضرت مولانا اسماعیل شہید ابن شاہ عبدالغنی ابن شاہ ولی محدث دہلویؒ (۱۱۹۳ء۔ ۱۲۴۶ء) سے منسوب اختلافی ونزاعی کتاب ''تقویۃ الایمان'' مدراس پہنچی، جس کے مندرجات کے تعلق سے مسلمان دوفرقوں میں بٹ گئے، حضرات اہل علم کے درمیان توسل، استمداد، تعیین اوقات برائے صدقات نذرونیاز، میلادالنبی صلی اللہ علیہ وسلم، زیارت قبول، تعظیم تبرکات انبیاء واولیاء، علم غیب، دوگانہ قادریہ، تکفیر اہل قبلہ، ندا لغیراللہ، وحدۃ الوجود وغیرہ فروعی

مسائل میں سخت ترین اختلاف رونما ہو گیا۔ علماء اور فضلاء کی تقریروں او تحریروں میں انتہائی افراط وتفریط کے جذبات جگہ پا گئے ، اس سنگین صورت حال کے پیش نظر مسلمانوں کے متنازع جتھوں کے درمیان موجود منافرت کی خلیج کا پاٹنا وقت کا اہم ترین تقاضا تھا، اسی داعیہ کے زیر اثر حضرت قطب ویلور قدس سرہ نے ''فصل الخطاب فی الفرق بین الخطا والصواب'' جیسی لاجواب کتاب تصنیف کی، اس کتاب میں درحقیقت اختلافی مسائل میں اعتدال کی راہ دکھائی گئی ہے، جوں ہی یہ کتاب منظر عام پر آئی، ہاتھوں ہاتھ لی گئی، اس کا خاطر خواہ اثر بھی مرتب ہوا، علاقہ مدراس اور کرناٹک میں مسلمان کے درمیان آپس کی رسہ کشی او رسر پھٹول بہت حد تک کم ہو گیا، مسلمان پھر سے مل جل کر رہنے لگے، اب ایک زمانہ دراز کے بعد تاریخ خود کو دہرا رہی ہے، پھر اختلافی وفروعی مسائل میں الجھ کر مسلمان آپس میں دست وگریباں ہو رہے ہیں۔ اشتہار بازی، مسلکی تنافر اور اہل علم کہلانے والوں کے درمیان افتراق وانشقاق کا بازار گرم ہے، اس صورت حال کے مدنظر دور حاضر میں اس کی افادیت کو محسوس کرتے ہوئے مولانا ڈاکٹر بشیر الحق قریشی لطیفی نے اس کا ترجمہ اردو زبان میں کیا اور یہ مقتدر کتاب ۲۰۱۱ء میں دار العلوم لطیفیہ حضرت مکان سے بڑے ہی تزک واہتمام کے ساتھ شائع ہوئی۔

(۳) غایۃ التحقیق: یہ رسالہ تصوف کے بعض مسائل بالخصوص مسئلہ وحدۃ الوجود کے متعلق کئے گئے سوالات کا مفصل ومدلل جواب ہے، مولوی عبدالقادر صاحب پیریاپکم (نزد آمبور شمالی آرکاٹ) نے

آپ کی خدمت میں چند سوالات روانہ کئے تھے، جوابات ۵ رجب المرجب ۱۲۷۹ھ کو مولوی ٹیپو حسین صاحب پرنامبٹ کے بدست ارسال کئے گئے، یہ رسالہ ۱۲۸۰ء میں مطبع مظہر العجائب، مدراس سے شائع ہوا۔

(۴) جواہر السلوک: آپ کی یہ تصنیف بھی جواہر الحقائق کی مانند تصوف وحقائق کے موضوع پر ہے۔ یہ کتاب بھی فل اسکیپ کے ۲۴۳ صفحات پر محیط ہے۔ اس کا سن تصنیف ۱۲۸۱ھ ہے، جس کی تاریخ ''غافر'' سے نکالی گئی ہے، آپ نے اس کتاب کی تصنیف پر کئی سال صرف کئے تھے، فصل الخطاب میں بھی اس کے حوالے موجود ہیں، یہ علم تصوف پر آپ کی اہم ترین تصنیف ہے اس میں چالیس فوائد مذکور ہیں، یہ کتاب نواب امیر الدولہ کی فرمائش پر لکھی گئی تھی، جواہر السلوک کی طباعت واشاعت کی ذمہ داری حضرت قطب ویلور نے اپنے خلیفہ خاص بانی مدرسہ باقیات صالحات حضرت مولانا شاہ عبدالوہاب ویلوری ابن مولانا حافظ شاہ عبدالقادر آتوری کے سپرد کی تھی۔ حضرت بانی باقیات نے اپنے معتقد تاجر جناب بابا میاں صاحب کو ترغیب دلا کر اس نادر روزگار کتاب ۱۲۸۱ھ میں مطبع مظہر العجائب مدراس سے طبع فرمایا تھا۔

مکتوبات لطیفی: یہ حضرت قطب ویلور کے مکاتیب کا مجموعہ ہے، جس میں اکثر فارسی اور بعض اردو خطوط شامل ہیں، یہ مکتوبات آپ نے اپنے معتقدین وسائلین کے استفسارات کے جواب میں تحریر فرمائے ہیں، ان خطوط کو یکجا کرنے اور انہیں ترتیب دینے کا شرف حضرت

قطب ویلور کے ہم شیر زادے اور داماد حضرت مولانا سید شاہ محمد قادریؒ کو حاصل ہے، جنہوں نے حضرت قطب ویلور کے حین حیات یہ کارنامہ انجام دیا اور اس مجموعہ کا نام ''مکتوبات لطیفی'' رکھا، یہ بڑی ہی مسرت کی بات ہے کہ ان نادر و نایاب مکتوبات کا ترجمہ مولانا ڈاکٹر بشیر الحق قریشی لطیفی نے بہت ہی حزم واحتیاط کے ساتھ کیا ہے جس کی اشاعت حضرت مولانا ڈاکٹر سید شاہ عثمان پاشا قادری ناظم دارالعلوم لطیفیہ حضرت مکان ویلور کے زیر اہتمام ہو رہی ہے۔

حضرت قطب ویلور کی اردو تصانیف جملہ سات ہیں، ان کی تفصیل ذیل میں دی جا رہی ہے۔

(۱) خلاصۃ العلوم: حضرت قطب ویلور قدس سرہ نے اس مختصر رسالے میں علوم باطنی کا نچوڑ عام فہم انداز میں پیش کیا ہے۔ یہ رسالہ خود شناسی، خدا شناسی، دنیا شناسی اور آخرت شناسی پر مشتمل ہے، مثنوی مولانا رومی کے اشعار جا بجا بحث کی تائید میں پیش کئے گئے ہیں۔

(۲) احیاء السنۃ: سولہ صفحات کا یہ رسالہ سنت کی اشاعت اور بدعت کی اہانت کے موضوع پر قلمبند کیا گیا ہے۔ اس میں قرآن و حدیث اور اقوال صوفیاء کی روشنی میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں کو زندہ کرنے کی اشد ضرورت کا احساس دلایا گیا ہے، یہ رسالہ ۷ جمادی الثانی ۱۲۶۹ھ کو بخط نور رقم مطبع اسلامیہ میں طبع ہوا۔

(۳) احیاء التوحید: اس رسالہ کا موضوع نام سے ہی ظاہر ہے۔ یہ رسالہ نایاب ہے، اس کا خلاصہ ''نور روح قدسی'' کے نام سے حضرت قطب ویلورؒ کے ایک خلیفہ مولانا میر محی الدین ابن سید شاہ امین

اللہ قادری ابن حضرت سید شاہ عبدالقادر دہلوی نے کیا تھا، جس کے کل صفحات ۵۴ ہیں اور یہ خلاصہ ۱۲۶۹ء میں مطبع فردوس بنگلور سے طبع ہوا۔

(۴) شفاعت بالاذن: یہ رسالہ دراصل ایک استفسار کا جواب ہے، مرواگل'' کے قاضی سید مخدوم صاحب نے حضرت قطب ویلور سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کبریٰ کے تعلق سے سوال کیا تھا۔ شفاعت اللہ تعالیٰ کی اجازت سے ہوگی یا نہیں ؟ آپ نے قرآن وحدیث کے دلائل اور اکابر اہل سنت والجماعت کی ارشادات سے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت باجازت کو ثابت کیا ہے۔ یہ فتوی ۱۲۷۳ھ میں مطبع مولوی فیض اللہ کلکتہ سے شائع ہوا۔

(۵) فتویٰ آثار شریف: آپ کا یہ فتویٰ بہ صورت مکتوب ۱۲۶۸ء میں مطبع حیدری ویلور سے شائع ہوا، اس کے عنوان ہی سے مندرجات ظاہر ہو رہے ہیں۔

(۶) تنبیہ الجاہلین: اس رسالہ کا موضوع عوام الناس میں گھر کئے ہوئے بدعات وخرافات کی بیخ کنی ہے۔

(۷) رسالہ فطرہ: (۱۷) یہ رسالہ فطرہ کی مقدار اور اس کی تفصیلات کا احاطہ کرتا ہے۔ یہ تمام رسائل نایاب ہیں اور کتب خانہ دارالعلوم لطیفیہ حضرت مکان ویلور میں ان کے نسخے محفوظ ہیں۔

یہاں ہمیں قطب ویلورؒ کے خطوط کے مجموعے مسمیٰ بہ'' مکتوباتِ لطیفی'' پر کچھ عرض کرنا ہے۔

مکتوبات دراصل رازہائے دروں کے افشا کا ذریعہ ہوتے ہیں، مکتوب نگار کا باطن اس کی اپنی تحریر کے آئینہ میں جلوہ گر ہوتا ہے۔ کسی

بھی شخص کے احوال واقوال اور گفتار وکردار کے وزن وقار کی جانچ اس کے خطوط کے توسط سے ممکن ہے۔ان معنوں میں مکتوبات اپنے محرر کے جذبات واحساسات اور افکار وخیالات کی کسوٹی ہوتے ہیں، دنیا بھر کے مکتوب نگاروں نے اپنی تحریروں کو مختلف مقاصد کے لئے استعمال کیا ہے ،جیسے مکتوب الیہ کے احوال سے آگاہی، اپنی دلی کیفیات کا اظہار، آپسی معاملات کی باز پرسی وغیرہ گوناگوں اغراض کے تحت خطوط نگاری ہوتی رہی ہے۔حتیٰ کہ بعض اہل قلم نے تفنن طبع کے لئے بھی خطوط نویسی کی ہے مگر ان تمام امور سے ہٹ کر ایک غرض جو ہمیشہ بزرگان دین وحاملانِ شرعِ متین کے پیش نظر رہی ہے وہ مکتوب الیہ کے ذہن دل میں تعلیم وتربیت کا ذوق بہم پہنچانا اور اس ضمن میں اشاعتِ دین کا فریضہ انجام دینا ہے۔ یہی غرض وغایت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سے مستنبط اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خطوط نگاری کے عمل کی پیروی ہے ۔اس جذبۂ صادق کے تحت حضرت قطب ویلور نے ملکہ انگلستان کوین وکٹوریہ (Queen Victoria) اور ہندوستان کے مختلف راجاؤں او رحکمرانوں کے نام دعوت اسلام کا مکتوب روانہ کیا تھا۔ یہ حقیقتاً بہت اہم دینی ذمہ داری کے علاوہ ایک بے نظیر تاریخی کارنامہ بھی ہے، یہ اس لئے کہ تیرھویں صدی ہجری سے تاحال سارے ہندوستان میں کسی برگزیدہ شخصیت نے اس سنت پر عمل نہیں کیا، حضرت قطب ویلور نے تمام بزرگوں کی طرف سے گویا فرض کفایہ ادا فرمایا ہے۔

مکتوبات لطیفی میں حضرت قطب ویلور کے تحریر کردہ جملہ ایک سو ایکاسی (۱۸۱) خطوط شامل ہیں، جنہیں آپ نے اپنے معتقدین،

مریدین اور محبین کے استفسارات کے جواب میں رقم فرمایا تھا، ان میں سے بیشتر خطوط میں تاریخ بھی درج کی گئی ہے۔ لیکن حیرت کی بات یہ ہے کہ از مکتوب اول تا مکتوب سی ام مکمل تیس خطوط میں تاریخ درج نہیں کی گئی ہے البتہ اکتیسویں مکتوب میں ۵/ جمادی الثانی ۱۲۴۸ھ لکھا ہوا ہے جو جناب حمید الدین نلوری صاحب کے نام تحریر کیا گیا تھا، پھر اس کے تقریباً چھ ماہ بعد ۹/ ذی الحجہ ۱۲۴۸ھ کی تاریخ کو تحریر شدہ خط موجود ہے جس کے مکتوب الیہ جناب محمد امام الدین صاحب مہکری منصف شہر بنگلور ہیں۔ اس سے یہ نتیجہ اخذ کیا جانا ممکن ہے کہ حضرت قطب ویلور کے انہیں خطوط کو شامل مجموعہ کیا گیا ہے جن میں قارئین کے لئے استفادے کی کوئی نہ کوئی بات موجود ہو، ورنہ یہ بات قرین قیاس نہیں ہے کہ آپ کے خدمت میں چھ ماہ تک کوئی خط ہی نہیں آیا تھا، یہ اس لئے کہ آپ کے ہزاروں شاگرد و مرید سارے ہندوستان میں بلکہ بیرون ہند عرب ممالک میں بھی پھیلے ہوئے تھے اور آپ کے روابط ان سبھی احباب سے کسی نہ کسی سطح پر ضرور تھے، تو ان میں سے کسی نہ کسی شخص کا آپ کی خدمت میں مکتوب روانہ کرنا بدیہی اور معقول بات ہے۔ ایسے میں آپ نے ان کے جوابات بھی تحریر فرمائے ہوں گے۔ مگر ان تمام میں سے جن خطوط میں کسی علمی اور دینی استفسار کا جواب مرقوم تھا، انہی کو مجموعے میں نقل کیا گیا ہے۔

ان خطوط کے مکتوب الیہ افراد میں اکثر و بیشتر اکابر اہل علم او رمشاہیر اہل فضل شامل ہیں جیسے قاضی القضاۃ افضل العلماء مولانا ارتضٰی علی خان بہادر، مولانا غلام محمود مہاجر حسرت مدراسی جنہوں نے حضرت

ذوقی علیہ الرحمہ (متوفی ۱۱۹۴ھ) کی ضخیم فارسی مثنوی "معجز مصطفیٰ ﷺ" کا منظوم اردو ترجمہ کیا تھا ، مدار الامراء مولوی عبدالوہاب صاحب دیوان کرناٹک، نواب محمد غوث صاحب صدر امین بہادر، نواب محفوظ خان شہادت جنگ بہادر، جناب محی الدین علی خان مہکری قاضی بلاد میسور ، قاضی حسن شریف صاحب معروف بہ شاہ علی صاحب ، قاضی لشکر بنگلور، نواب معتبر خان بہادر صفدر جنگ ، مولوی خیر الدین مدراسی، مولوی غلام رسول چودھری، مولوی سید حسین الملک عرف پاچھا صاحب مفتی بلہاری وغیرہ ذی حیثیت احباب کے اسمائے گرامی ہیں۔ یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ ان تمام مشاہیر کے استفسارات کا مقصد علمی مسائل پر آگاہی، تصوف کے نکات کی وضاحت، اور بعض دینی امور کے متعلق معلومات کی فراہمی ہے۔ چنانچہ حضرت قطب ویلور نے سبھی سوالات کے تشفی بخش جوابات مرحمت فرمائے تھے، جو آج بھی اہل علم کے لئے قابل مطالعہ اور باذوق افراد کے لئے باعث استفادہ ہیں۔

حضرت قلب ویلور جب اپنے والد ماجد حضرت محوی علیہ الرحمہ کے منصب دعوت وارشاد پر متمکن ہوئے تو آپ نے دور افتادہ تشنہ گان علم وطالبانِ عرفان کی تعلیم وتربیت کے لئے مکاتیب تحریر کرنے کا سلسلہ شروع فرمایا جو ۱۲۴۷ھ سے شروع ہوکر ۲۹/رجب ۱۲۸۸ھ تک جاری وساری رہا، اس طرح گویا آپ نے اپنے وصال (۱۱محرم ۱۲۸۹ھ) تک خطوط کے ذریعہ تبلیغ واشاعت اسلام کی عظیم ذمہ داری نبھائی ہے۔ یہ آپ کی عظمت وشانِ انفرادیت کے لئے بین ثبوت ہے۔

''مکتوباتِ لطیفی'' کے مطالعے کے وقت قارئین کے ذہن میں یہ نکتہ مستحضر رہے کہ حضرت قطب ویلور نے مذکورہ خطوط علمی موضوعات پر قلمبند کئے ہیں جس کی وجہ سے زبان وبیان میں ایک طرح کی سنجیدگی اور اک گونہ وقار در آیا ہے، تاہم آپ نے عبارت آرائی سے کہیں کام نہیں لیا ہے بلکہ بے جا تکلف سے اپنی تحریر کو پاک وصاف رکھا ہے، علاوہ ازیں ان مکتوبات کی ایک اہم خصوصیت یہ ہے کہ آپ نے اپنے خطوط میں جا بجا برمحل اشعار کا استعمال کیا ہے جس سے بیان میں خشکی کی بجائے شیفتگی اور تکلف کے بجائے تسہل در آیا ہے، حیرت ہے کہ ان تمام مکتوبات میں استعمال شدہ اشعار کی تعداد تقریباً چھ ہزار نو سو انسٹھ (۶۹۵۹) ہے جو کسی بھی دیوان کے تعداد اشعار سے کم نہیں ہے۔ اس سے آپ کی قدرت کلامی اور قوت حافظہ کی غیر معمولی صلاحیتوں کا انکشاف ہوتا ہے۔

غرض یہ کہ ان معرکہ آرا مجموعۂ مکاتیب کو فارسی سے اردو میں منتقل کرنا کوئی آسان کام نہیں تھا، خدا خوش رکھے صدیق محترم مولانا ڈاکٹر بشیر الحق قریشی لطیفی کو کہ انہوں نے بڑے ہی عرق ریزی اور دیدہ وری کے ساتھ اس کارنامے کو بحسن وخوبی انجام فرمایا۔ جس کے لئے مولانا موصوف ہم تمام اصحاب ذوق کے شکریہ کے بجا طور پر مستحق ہیں۔ جزاھم اللہ خیر الجزاء۔ موصوف کا میلان طبع ان جیسے علمی خدمات کی طرف ہونے کی حقیقی وجہ ان کا خاندانی پس منظر ہے جس کا علمی ماحول اور صالح اقدار نے ان کی پوشیدہ صلاحیتوں کو اجاگر کرنے میں بہت اہم رول ادا کیا ہے، اس کی تفصیل اس طرح ہے کہ مولانا موصوف کی

ولادت امتیاز گڑھ (ادھونی، ضلع کرنول صوبہ آندھرا) کے ایک عظیم وقدیم وعلمی ودینی گھرانے میں ۱۹۵۳ء میں پیدا ہوئے۔ والد ماجد حضرت مولانا محمد نور قریشی اشرفی شاہی جامع مسجد کے امام اور مسجد کارواں کے خطیب تھے۔ آپ کا خاندان کئی پشت سے امامت، خطابت اور قضاوت کی خدمات انجام دیتا رہا ہے۔ آپ کے جدامجد مولانا مولوی عبدالصمد قعریشی نہ صرف خطیب وقاضی تھے بلکہ صاحب قلم بھی تھے، موصوف کا خانگی کتب خانہ عوام وخواص کے استفادہ کے لئے ہمیشہ کھلا رہتا تھا۔ آج بھی اس چمن علم کے خوشہ چیں شہر ادھونی اور اطراف واکناف کے علاقوں میں موجود ہیں۔

مولوی بشیر الحق صاحب کی ابتدائی تعلیم مدرسہ تحفظ القرآن شاہی جامع مسجد ادھونی میں ہوئی۔ آپ نے مولانا حافظ ریاست علی خان نظامی سے حفظ قرآن مجید کی تکمیل کی، بعدازاں دارالعلوم لطیفیہ ویلور حاضر ہوئے آپ کا داخلہ مولوی کورس میں ہوا۔ آپ نے تقریباً آٹھ سال تک فارسی، عربی اور تصوف کی اعلیٰ تعلیم حاصل کی۔ آپ کے اساتذہ میں مولانا ابوالمعالی علوی صاحب، مولانا مولوی سید تمید اشرف کچھوچھوی اور مولانا مولوی عبدالواحد جونپوری، مولانا مولوی سید مصطفیٰ بخاری کڑپوی قابل ذکر ہیں۔ جنہوں نے آپ کی فطری صلاحیتوں کو اجاگر کیا۔ ذہن ودل کی گرہیں کھولیں اور علم وادب کی لازوال لذتوں سے روشناس کیا۔ آپ نے ۱۹۷۶ء میں دارالعلوم کے درجۂ فضیلت سے امتیازی کامیابی حاصل کی۔ آپ ابتداء سے ذہین وفطین اور باوقار وباکردار طالب علم تھے۔ آپ کی دیانت وذیانت اور آپ کے بلند اخلاق ومرنجا مرنج طبیعت

سے خوش ہوکر دارالعلوم کے ذمہ داروں نے فراغت کے بعد فوری تدریسی خدمات کی پیش کی کی جسے آپ نے اپنے بزرگوں کا حکم سمجھ کر بے چوں وچرا قبول کرلیا اور تاحال اسی منصب تدریسی پر فائز ہیں۔ دوران طالب العلمی آپ نے مدراس یونیورسٹی سے افضل العلماء، منشی فاضل اور ادیب فاضل کی سندیں حاصل کیں، جس سے آپ کے ادبی ذوق کو جلا ملی۔ بعد ازاں آپ نے پروفیسر ڈاکٹر مولانا سید قدرت اللہ باقوی کی نگرانی میں بعنوان ''حضرت قطب ویلور اوران کے خلفاء کے علمی وادبی کارنامے'' سری سنکراچاریہ یونیورسٹی آف سنسکرت، کالینڈی، کیرلا سے پی ایچ ڈی کی سند حاصل کی۔ آپ جید عالم ہونے کے علاوہ صاحبِ قلم اور ممتاز مصنف بھی ہیں۔ آپ کی تاحال انتیس (۲۹) کتابیں زیورطبع سے آراستہ ہوچکی ہیں۔ جن میں سے بعض کتابوں کے نام حسب ذیل ہیں: (۱) شراب اور اس کا اسلام موقف (۲) توسل نبیؐ کی شرعی حیثیت (۳) مجدد جنوبی ہند حضرت قطب ویلور قدس سرہ (۴) رضوان صحابہؓ (۵) صحابہ کرامؓ کے متعلق اہل سنت وجماعت کے عقائد (۶) بیعت وارادت کی شرعی حیثیت (۷) رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم (۸) آثار الرسول صلی اللہ علیہ وسلم (۹) غایۃ التحقیق (فارسی سے اردو میں ترجمہ)۔ (۱۰) فصل الخطاب (فارسی کا اردو ترجمہ)۔ (۱۱) اسلامی قانون سازی کا تاریخی جائزہ (پروفیسر عبدالوہاب خلاف ازہری کی عربی تصنیف ''خلاصۃ تاریخ تشریع اسلام'' کا اردو ترجمہ)۔ (۱۲) سرزمین وحی کا سفر نامہ (۱۳) بیانات تفسیر (۱۴) گہرہائے صدف (انشاء لطف اللہی فارسی کا ترجمہ)

آپ ذی الحجہ ۱۴۰۵ء مطابق ۱۹۸۴ء میں سابق سجادہ نشین

آستانہ قطب ویلور حضرت مولانا ابوالنصر قطب الدین سید شاہ محمد باقر قادری رحمۃ اللہ علیہ کی بیعت اور خلافت سے سرفراز ہوئے ہیں۔ فی الحال مدرسہ کی تدریس کے علاوہ مسجد حضرت علی سلطان گاندھی روڈ کی امامت وخطابت کے منصب پر فائز ہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۱۔دعوت اسلام کا مکتوب ملکۂ انگلستان

(کوئن وکٹوریہ) کے نام

جنوبی ہند میں حضرت قطب ویلوراوران کے سلسلے کے علماء نے روزاول ہی سے انگریزی تعلیم کی افادیت کومحسوس کرلیا تھا۔ جس کے باعث انہوں نے یہاں کے مسلمانوں کودینی تعلیم کے ساتھ ساتھ انگریزی تعلیم کی تحصیل کی ترغیب دلائی اورخودحضرت قطب ویلور نے یہ زبان سیکھی اوراس کے ذریعہ دعوت اسلامی کا کام انجام دیا۔ مولانا حکیم سید عبدالحئیؒ، سابق ناظم ندوۃ العلماء لکھنو اپنی عربی تصنیف ''نزھۃ الخواطر'' میں فرماتے ہیں۔'' وھو تلقی اللغة الانکلیزیه فی کبرسنه وبعث رسالة تلك اللغة الی الی الملکة انکلیزا یدعوھا الی اسلام'' (مولانا حکیم سید عبدالحئیؒ لکھونی: ''نزھۃ الخواطر'' ص:۳۱۷) حضرت قطب ویلور نے بڑھاپے کے زمانہ میں انگریزی زبان سیکھی اوراسی میں کوئین وکٹوریہ کودعوت اسلام کا مکتوب روانہ کیا۔

حضرت قطب ویلور کا انگریزی زبان میں تحریر کردہ دعوت اسلام کا

مکتوب جو ملکہ انگلستان کی خدمت میں پیش ہوا تھا تلاش بسیار کے باوجود راقم الحروف کو دستیاب نہ ہوسکا۔ البتہ ملکہ، وزراء حکام اور اہل کتاب کے نام عربی زبان میں تحریر کردہ اسلام کا مکتوب ''مقالاتِ طریقت'' میں ثبت ہے۔ حضرت قطب ویلور نے اس مکتوب میں جہاں اسلام کے عقائد کو اجاگر کیا ہے وہاں حضرت مسیح کی بشریت و آدمیت اور ان کی نبوت کا اثبات اور ان کی الوھیت کا ابطال بڑی خوبی وعمدگی اور اختصار وجامعیت کے ساتھ کیا ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمدللّٰه الذی خلق الانسان من نطفة فجعله سميعاً بصيراً واعطاء قلباً منيراً۔ ثم وهب لمن اراد فی العاجلة نعيماً ملكاً كبيراً وربّى بدنه وقلبه ولتربيه بدنه صب الماء صباًوشق الارض شقاً وانبت حباً وعنباً وقصباً وزيتوناً ونخلاً وحدائق غلباً وفاكهةً وباً متاعاً لكم ولا نعامكم ولتربية قلبه ارسل رسلاً هداة الى خالقه وربّه۔

ايهاالملك ! كان عيسىٰ رسول الله وعبده، كما كان موسىٰ ومحمد رسول الله وعبده ايدهم الله بالايات والمعجزات لتميز الصادق عن الكاذب فی دعوىٰ الرسالات وماكانوالهاًومعبوداً۔

ايها الملك ! جاء عيسىٰ بايات من ربه يصور من الطين كهيئة الطير فينفخ فيه فطيراً باذن الله ويبرى الاكمه والابرص

ویحی الموتیٰ باذن الله کماجاء موسیٰ یفلق البحر وجاء محمد یشق القمر فقد جائو ابالمعجزات والنبیاء العظیم وقالوا ان الله ربی وربکم فاعبدوه هذا صراط مستقیم۔

کان عیسیٰ مخلوقاً من غیر الاب کما کان اٰدم من غیر الاب والاُم فکیف یکون خالقاًوربّاً۔

ایهاالملك ! کان عیسیٰ عبداً مغلوباً من الیهود وان الله غالب علی کل شی ء فالعبد المغلوب کیف یکون ء الهاًومعبوداً۔

ایهاالملك ابوخذ العبد بذنبه لابذنب غیره' لاتزرو وازرة وزراُخریٰ فکیف اخذ الله عیسیٰ بذنب امّته والقاه فی جهنم واخذ بعقوبته۔

ایهاالملك ! اخذ البرّی بذنب غیره ظلم فاحش والله عادل فیف الباب الثالث من متّی وکان عیسیٰ نبیاً مبعوثاً الی بنی اسرائیل حاضراً بین یدی یحییٰ فکیف یکون نبیاً مبشراً۔

ایها الملك !ما ادعی بنبیناﷺ بانه نبی مبعوث الی الناس کافةً وخاتم الانبیاء ولم یات نبی بعده کما ادّعاه کیف لم یکن نبیاً مبشراً خاتماً۔

ایهاالملك ! ان الانکار من عمال الملك بغی کذلك الانکار من انبیاء الله کفر، وان الانکار نبی الله عیسیٰ کفر، کذلك الانکار من نبی الله محمد کفر، عصمنا الله تعالیٰ عما ینکرون۔

ایهاالملك ! ان البغی موجب للافات کذالك الکفر مورث للعقوبات ۔وانّ فی طاعة الملك وعامله امن وراحة ولیس فی عیش المطیع ولا فی سکونه ثقبة کذالك فی الایمان باالله ونبیه امان وجنّة ولیس فی دولة الملك ولا فی ملکه ثلمةٌ۔

ایهاالملك ! الدولة الفانیة سم "قاتل والملك ظل زائل بحادثٍ اووارثٍ فالموت حق والبرزخ حق والعبث حق والحساب حق وعلم الله بالسروالعلانیة حق والجنة والنار حق ۔ خف من اله تعالیٰ فانه خلقك ورباك واعطاك ملکاً وبیده الحیوة والموت والعبث والحساب والعفوو العقاب وانه هو الغفور الرحیم وان بطشه شدیدوعذابه الیم۔

ایها الملك ! لا تجعل مع الله الٰهاً اٰخر فتلقیٰ فی جهنم ملوماً مدهوراً۔

ایها الملك ! انی لااقول لاهل الکتاب الا ان تعالوا الی کلمة سواء بیننا وبینکم ان لا نعبد الا الله ولانشرك شیاءً ولایتخذ بعضنا بعضاً ارباباً من دون الله فان تولوا فاشهدوا بانّا موحدون۔

ایها الملك ! انی ادعوك الی الله تعالیٰ وتوحیده اسلم تسئلم یوتك الله اجرك مرتین اجرك واجرالتابعین ۔فان تولیت فعلیك اثمك واثم المطعین۔

ایھا الملک ! انی لست بنبیؐ ولا رشسول ولکنی لجدی محمد رسول اله وارث والاخرتی حارث۔

ایھا الملک ! انی لک ناصح امین ان ارید الاالاصلاح مااستطعت وما توفیقی الابالله علیه توکلت والیه انیب۔

ایھا الملک ! ماسئلک علیه من اجران اجری الاعلیٰ رب العالمین۔

من محی الدین وارث خاتم النبیین الی الملکة الوکتوریه وارکان المشورة و سائر العیسویون۔ هداهم الله الی سبیل الرشاد وحماهم عن کل شروفساد۔"

ترجمۂ مکتوب

تمام تعریفات اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے انسان کو نطفے سے پیدا کیا، پھر اس کے لئے اعضائے جوارح اور ایک روشن قلب عطا کیا اور دنیا میں جس شخص کو چاہا سلطنت وحکومت عطا کیا اور انسان کے قلب اور جسم کی پرورش و تربیت کا نظام قائم کیا۔اس کے جسم کی تربیت کے لئے آسمان سے پانی برسایا اور اس کے لئے اور اس کے مویشیوں اور جانوروں کے لئے زمین سے غلّہ ،انگور، سبزیاں، زیتون، کھجور، گھنے باغ، میوہ اور چارہ اگایا اور اس کی روح اور قلب کی تربیت کے لئے رسولوں کو مبعوث کیا تا کہ اس کے رب اور اس کے خالق کی جانب راستہ دکھلا سکے۔

اے ملکہ! حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے بندے اور اس کے رسول ہیں ۔ جس طرح موسیٰ علیہ السلام اور حضرت محمد ﷺ اللہ کے بندے اور رسول ہیں ۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی تائید اور توثیق معجزات کے ذریعہ کی۔تا کہ رسالت ونبوت کے دعوے میں جھوٹے اور سچے الگ الگ ہوجائیں اور جھوٹے مدعیان نبوت کی حقیقت کھل سکےاور یہ حضرات پیغمبران معبود اور الہٰ نہیں ہیں۔

اے ملکہ! حضرت عیسیٰ اپنے رب کی جانب سے معجزات لے کر آئے تھے اور آپ مٹی سے پرندے کی مورت بناتے اور اس میں پھونکتے تو وہ پرندہ

اللہ تعالیٰ کے حکم سے زندہ ہو جاتا تھا اور حضرت عیسیٰ مادر زاد اندھے اور کوڑھی کو اچھا کر دیتے تھے۔ لیکن یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے حکم اور اس کی قدرت سے ہوتا تھا۔ اور یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ذاتی فعل اور تصرف نہ تھا۔ جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دریا کو چیر دیا تھا اور حضرت محمد ﷺ نے چاند کے دو ٹکڑے کر دئے تھے۔ اور یہ سارے انبیائے کرام دنیا میں معجزات اور کتابوں کے ساتھ تشریف لائے اور سب نے یہی کہا۔ بے شک اللہ تعالیٰ ہمارا اور تمہارا رب ہے لہٰذا تم سب اسی کی عبادت کرو اور یہی سیدھی راہ ہے۔

اے ملکہ! حضرت عیسیٰ علیہ السلام بغیر باپ کے پیدا ہوئے ہیں۔ جس طرح حضرت آدم علیہ السلام بغیر ماں اور باپ کے پیدا ہوئے۔ پھر کیوں کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام رب اور معبود ہو سکتے ہیں؟

اے ملکہ! حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک بندۂ مغلوب یہود تھے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر غالب ہے۔ لہٰذا ایک مغلوب انسان کیوں کر معبود اور الٰہ ہو سکتا ہے؟

اے ملکہ! آدمی اپنے جرائم اور گناہوں کی وجہ سے ماخوذ ہوتا ہے۔ دوسرے کے جرم میں گرفتار نہیں ہو سکتا۔ اور کوئی بھی کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھاتا تو پھر اللہ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ان کی امت کے عوض کیسے ماخوذ کیا اور ان کو دوزخ کے عذاب میں گرفتار کیا؟

اے ملکہ! کسی بے گناہ آدمی کو دوسرے شخص کے گناہ کے بدلہ میں گرفتار کرنا اور اسے سزا دینا یہ تو ایک کھلا ہوا ظلم ہے اور اللہ تعالیٰ تو عدل و انصاف والا

ہے پھر بھلا وہ کیسے ظالم ہوگا۔ اللہ کی ذات ایسی باتوں سے پاک وصاف ہے۔ اور بلند و بالا ہے۔ جو کفار کہتے ہیں۔

اے ملکہ! حضرت یحییٰ علیہ السلام نے اپنے بعد ایک بزرگ نبی (بزرگ نبی سے مراد حضرت محمد ﷺ ہیں) کے مبعوث ہونے کی بشارت دی تھی، جیسا کہ انجیل متی کے تیسرے باب میں ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام بنو اسرائیل کی طرح حضرت یحییٰ علیہ السلام کی موجودگی میں نبی بنا کر بھیجے گئے تھے تو حضرت یحییٰ علیہ السلام کی بشارت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے کیسے ہوسکتی ہے؟

اے ملکہ! حضرت محمد ﷺ سے پہلے دنیا میں جتنے بھی پیغمبر مبعوث ہوئے اور کسی نے بھی خاتم النبیین ہونے کا دعویٰ نہیں کیا تو کس طرح زمانہ مدت دراز تک ناصح اور امین پیغمبر سے خالی رہے گا؟

ہمارے پیغمبر حضرت محمد ﷺ نے اس بات کا دعویٰ کیا ہے کہ وہ یقیناً اور تحقیقاً نبی ہیں اور سارے انسانوں کی طرف نبی بنا کر بھیجے گئے ہیں۔ لہٰذا وہی خاتم الانبیاء ہیں۔ کیوں کہ ان کے بعد کوئی نبی مبعوث نہیں ہوا۔ جیسا کہ انہوں نے دعویٰ کیا۔ لہٰذا آپؐ ہی مبشر، پیغمبر موعود اور خاتم الانبیاء کیوں کر نہیں ہوں گے؟

اے ملکہ! بے شک عالموں اور سفیروں کا انکار کرنا بادشاہ کا انکار کرنا ہے اور اس سے بغاوت کی نشانی ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کے نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا انکار بھی کفر ہے اور اسی طرح اللہ کے نبی خاتم الانبیاء حضرت محمد ﷺ کا

انکار بھی کفر ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان لوگوں سے محفوظ رکھے جو انکار کرتے ہیں۔

اے ملکہ! بے شک بغاوت آفتوں کے لئے سبب ہے، اسی طرح کفر بھی عذاب کے لئے سبب ہے۔ اور یقیناً بادشاہوں اور ان کے عاملوں کی اطاعت میں امن وسلامتی ہے اور فرماں برداروں کے چین وسکون میں کوئی خلل نہیں ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولوں پر ایمان لانے میں امن وسلامتی اور راحت ونجات ہے اور بادشاہ کی سلطنت میں کوئی رخنہ نہیں ہے۔

اے ملکہ! مال ودولت اور حکومت وسلطنت زوال پذیر اور سمِ قاتل ہے۔ بادشاہت ڈھلنے والا ایک سایہ ہے اور حکومت کسی بھی وقت کسی بھی حادثہ کی وجہ سے ختم ہو جاتی ہے یا وارث کی وجہ سے چلی جاتی ہے۔ لہٰذا تم حکومت کی حقیقت سے آگاہ ہو جاؤ اور اس حقیقت کو یاد رکھو کہ موت یقینی ہے۔ برزخ حق ہے۔ مرنے کے بعد زندگی حق ہے۔ حساب حق ہے اور جنت ودوزخ حق ہے اور یہ حقیقت ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام ظاہر وباطن کا جاننے والا ہے۔

اے ملکہ! اللہ تعالیٰ سے خوف کرو۔ اسی نے تم کو پیدا کیا ہے اور اسی نے تمہاری پرورش کی ہے اور اسی نے تم کو حکومت عطا کی ہے۔ اور اسی ذات وحدہٗ لاشریک کے قبضۂ قدرت میں زندگی اور موت ہے اور مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کرنا اور حساب وکتاب اور عفو ودرگزر اور عتاب وعقاب یہ سب اسی کے ساتھ مخصوص ہیں۔ بے شک وہی بخشنے والا ہے اور بلا شبہ اس کی گرفت بڑی سخت ہے اور یقیناً اس کا عذاب بڑا دردناک ہے۔

اے ملکہ! اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی مخلوق کو معبود اور مسجود نہ ٹھہراؤ کیوں کہ وہ

ملامت کیا ہوا اور راندہ کیا ہوا دوزخ مین پھینک دیا جائے گا۔

اے ملکہ! اہلِ کتاب عقل وفہم رکھتے ہوئے بھی مخلوق کی پرستش کیوں کرر ہے ہیں اور خالق کو کیوں چھوڑ رہے ہیں؟ اور کیوں حق کو باطل کے ساتھ ملا رہے ہیں؟ اور حق کو چھپا رہے ہیں؟ حالاں کہ یہ سب کچھ اچھی طرح جانتے اور سمجھتے ہیں۔

اے ملکہ! میں اہل کتاب کی خدمت میں صرف یہی ایک بات عرض کروں گا کہ ایک ایسی حقیقت کی جانب آؤ جو ہمارے اور تمہارے درمیان برابر ہے اور وہ حقیقت یہ ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کی عبادت نہ کریں اور ہم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو بھی معبود نہ ٹھرائیں اور اگر تم اس روشن حقیقت سے پھر جاؤ تو گواہ رہو کہ ہم موحد ہیں۔

اے ملکہ! میں تم کو اللہ تعالیٰ اور اس کی توحید کی طرف بلا رہا ہوں۔ اگر تم اسلام قبول کرو تو سلامت رہوگی اور تم کو دوگنا اجر ملے گا۔ ایک تمہارے مسلمان ہونے کا اجر اور دوسرا تمہاری رعایا کے مسلمان ہونے کا اجر بھی تم کو ملے گا اور اگر تم نے اسلام قبول نہیں کیا تو اس کا گناہ اور تمہاری رعایا کا گناہ بھی تمہارے ہی سر رہے گا۔

اے ملکہ! بے شک میں تمہارا خیر خواہ ہوں اور اس امرِ خیر میں تمہارے لئے فلاح ونجات اور اپنے لئے اجر وثواب کے علاوہ کوئی مقصد نہیں رکھتا ہوں۔ ہدایت اللہ ہی کی طرف سے ہے۔ اور میں اس معاملہ میں اسی کی ذات پر اعتماد کرتا ہوں اور اسی کی جانب رجوع کرتا ہوں۔

اے ملکہ! میں تمہیں اسلام کی دعوت دینے میں تمہاری ذات سے کوئی امید و آرزو اور کوئی دنیاوی منفعت کی امید نہیں رکھتا ہوں۔ میری اس نیکی کا بدلہ رب العالمین پر ہے۔

اے ملکہ! میں کوئی نبی اور رسول نہیں ہوں، لیکن میں اپنے جد امجد محمد رسول اللہ ﷺ کا وارث ہوں اور اس عمل کے ذریعہ میں اپنی آخرت سنوارنا چاہتا ہوں۔

دعوتِ اسلام کا یہ مکتوب محی الدین وارثِ خاتم النبیینؐ کی طرف سے ملکہ انگلستان اور اس کے وزراء و حکام اور تمام عیسائیوں کی خدمت میں پیش ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ان تمام کو قبول اسلام کی ہدایت عطا فرمائے ۔اور ان کو گمراہی و فساد سے محفوظ رکھے۔آمین بجاہ سید المرسلین واله الطیبین واصحابه الظاهرین۔

۲۔ دعوت اسلام کا مکتوب ہندوستانی راجائوں کے نام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت قطب ویلور نے ملکۂ انگلستان اور اس کے وزراء و حکام اور عیسائیوں کے علاوہ ہندوستان کے راجاؤں اور یہاں کے غیر مسلم باشندوں کو بھی اسلام کی دعوت دی۔ ۱۲۸۵ھ میں ایجادنگر، صبح کونگرد، کالیسترونکٹ، تروندرم، کوچین اور مالابار کے راجاؤں کی خدمت میں اپنے خلیفہ مولانا مولوی سید حفیظ الدین اور مولانا مولوی سید علی کے ذریعہ دعوتِ اسلام کا پیغام بھیجا اور اس موقعہ پر ایک مکتوب کے ذریعہ تبلیغ کی اہمیت، داعی کے انتخاب اور اس کی صفات اور مدعو کے ساتھ حسنِ خلق سے پیش آنے کے بارے میں روشنی ڈالی۔ مولانا مولوی شاہ عبداللہ قادری سے ان الفاظ میں مخاطب ہیں:

''دعوت اسلام کے مکتوبات دو طرح کے ہیں۔ راجاؤں کے نام اور تمام مشرکوں کے نام، راجاؤں کے نام تحریر کردہ مکتوبات میں خالی جگہ میں مدعو راجہ کا نام اور موضع لکھیں۔ کتابت کر کے عزت و احترام کے ساتھ کسی صاحب علم اور ذی اخلاق شخص کے ذریعہ روانہ کریں اور ہمیشہ اصلاح و دعوت میں مصروف و مشغول

رہیں۔اصل کام تو یہی ہے۔باقی سب ہیچ ہے۔

ایک دوسرے مکتوب میں مولانا میر ابراھیم رضوی کو حکم دیتے ہیں کہ ہندوستان کے مختلف صوبوں کے غیر مسلم باشندوں کو ان کی مادری زبان میں اسلام کا پیغام پہنچانے کا انتظام کرواور دین کی دعوت کو عام کرو۔

''دو قطعہ دعوت نامہ درزبانِ انگریزی ،تلنگی ، اروی (ٹمل) ،مرہٹی، راجپوتی وغیرہ دراخبارات نامجات مشتہر سازو۔''

ہندوستان کے راجاؤں کی خدمت میں دعوت اسلام کے جو مکتوبات روانہ کئے گئے ہیں ان کا مضمون اہل کتاب کے مضمون سے مختلف ہے۔چنانچہ ان خطوط کے اندر اقوامِ ہنود میں پائے جانے والے عقائد و خیالات کی اصلاح و تردید کرتے ہوئے اسلام کی دعوت پیش کی گئی ہے۔

سب تعریف اللہ کو ہے، جس نے انسان کو نطفہ سے پیدا کیا اور شنوا اور بینا کیا۔پھر ہوش والا دل دیا اور راجہ بھی بنایا۔پھر انسان کے تن کو پالنے مینہ برسایا اور قسم قسم کے اناج، میوے، زیتون گڈے، گرِد (گھنے) باغ اور گھانس بھی اگایا تاکہ اس کو اور اس کے چار پایوں کے کام آئے۔اور انسان کے دل کو پالنے پیغمبروں کو بھیجا تاکہ پہچانت (معرفت) اپنے پیدا کرنے والے اور پالنے والے کی سکھادے۔پھر پیغمبروں کی سچوائی (سچائی) کے لئے معجزات دیا جیسا کہ معجزۂ شق القمر کا حضرت محمد ﷺ کو اور معجزۂ مردے جلانے کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو معجزۂ بحر احمر میں پار پاٹ (عبور) کرنے کا حضرت موسیٰ علیہ السلام کو۔

یہ سب پیغمبران علیہم الصلوٰۃ والسلام خدا کے مقرب بندے تھے اور خدا

کی ہی پوجا کرتے تھےاور لوگوں کو بھی کراتے تھے۔

اے راجہ! یہ مورتاں جماد ہیں بے جان تھوڑی پھوڑی تو اپنی کو نہیں بچاتی ہیں ہم کو کیا بچائیں گی۔

اے راجہ ! یہ مورتاں نہ سماعت (کان) رکھتی ہیں اور نہ بصارت (آنکھ) آواز ستار اور سراندی (سارنگی) کی کیا سنتی اور ناچ کیا دیکھتی؟

اے راجہ! یہ مورتاں کو نہ ہاتھ کرنے کا ہےاور نہ پاؤں چلنے کا ہےاور نہ دل حاجت روائی کا، ہاتھ پاؤں اور دل والا انسان اپنے پیدا کرنے والے اور پالنے والے کو چھوڑ کر، یہ مورتاں کو پوجا کرنا اور مراد، ان سے مانگنا بڑی بے عقلی ہے۔

اے راجہ! یہ مورتاں نہ کسی کو نفع پہنچاتی ہیں اور نہ نقصان۔ گدھا مورتاں پر پیٹھ لگڑتا ہےاور کتا ان پر پیشاب کرتا ہے۔ انسان کا ہوش میں حیوان سے کم ہونا اور مورتاں کی پوجا کرنا بڑی نادانی ہے۔

اے راجہ! جیسا کہ جسم کی کثرت میں حاکم ایک ہی جان (روح) ہے۔ ویسا اجسام اور ارواح کی کثرت میں حاکم ایک ہی خدا ہے پھر جیسا ، جان جسم میں مخفی ہے ویسا ہی خدا بھی اجسام وارواح میں مخفی ہے۔ جیسا جان کو جسم سے پہنچانتے ہیں ویسا ہی خدا کو اجسام اور ارواح سے پہچانتے ہیں پھر جیسا پرورش جسم کی جان سے ہے۔ ویسا ہی سب اجسام اور ارواح کی پرورش خدا سے ہے۔ لیکن پیدا کرنا خدا ہی کا کام ہے۔ پیدا کرنے میں کسی مخلوق کو دخل نہیں۔ سب مخلوق مل کر ایک تل کا دانہ بنانے کی قدرت نہیں رکھتے ہیں۔ انسان کا ایسے خدا کو پوجنا چھوڑنا اور مورتوں کا پوجا کرنا، بڑی بے انصافی ہے۔

اے راجہ! یہ مورتاں اپنا پوجا کرنے کے لئے زبردستی نہیں کرتی۔ بلکہ چاہتی بھی نہیں، اور مورتاں کا پوجا چھوڑے تو ملک و دولت اور عیش و آرام میں خلل بھی نہیں۔ پھر انسان کا بے سبب خدا کا حق، مورتاں کو دینا، اور حق تعالیٰ کی پوجا چھوڑ کر مورتاں کی پوجا کرنا بڑی نمک حرامی ہے۔ کھانا کس کا گانا کس کا۔

اے راجہ! دنیا فانی اور سم قاتل ہے۔ اور ظل ملک، زائل ہے، ملک زوال پاتا ہے۔ حادثہ سے یا بدل جاتا ہے وارث سے۔ پس موت حق ہے اور حساب حق ہے اور اللہ کا انسان کے ظاہر و باطن کو جاننا حق ہے اور جنت و ودزخ حق ہے اور ڈروتم اللہ سے جس نے تم کو پیدا کیا اور پالا اور ملک دیا، اور اسی کے ہاتھ میں حیات وممات، قیامت وحساب، عفو اور عذاب ہے۔ بے شک خدا غفور اور رحیم ہے۔ اور بے شک اس کا مواخذہ دردناک اور شدید ہے۔

اے راجہ! میں تم کو خدا کی طرف اور خدا کی توحید کی طرف بلاتا ہوں۔ تم اسلام قبول کرو گے تو سلامت رہو گے۔ خدا تم کو دہرا اجر دے گا۔ ایک تمہارا اجر اور دوسرا تمہارے تابعین کا۔ اسلام قبول نہ کرو گے تو تمہارے اوپر تمہارا اور تمہارے متبعین کا گناہ ہے۔

اے راجہ! مورت والوں کو میں یہی بولتا ہوں کہ آؤ ایک بات پر جو برابر ہے ہمارے اور تمہارے میں وہ یہ کہ پوجا نہ کریں کسی کی سوائے خدا کے۔ شریک نہ ٹھہرائیں کسی کو خدا کے ساتھ اور نہ پکڑیں خدایاں ہم مخلوقات کو، اور یہ بات قبول نہ کریں تو اس بات کی گواہی دو کہ ہم موحد ہیں۔

اے راجہ! میں نہ نبی ہوں اور نہ رسول لیکن میرے جد محمد رسول ﷺ کا وارث اور آخرت کا حارث ہوں۔

اے راجہ! میں تمہارا بہتر خیر خواہ ہوں اور جہاں تک ہو سکے میں سنوارنا چاہتا ہوں اور بن لانا ہے اللہ سے اس پر بھروسہ کیا اور اسی کی طرف رجوع ہوں۔

اے راجہ! میں نہیں مانگتا ہوں اس پر مزدوری، میری مزدوری رب العالمین پر ہے پاس بڑی خرابی ہے۔

یہ اظہار محی الدین وارث سید المرسلین کا اپنے بھائیاں اور ہوش والے آدمیاں کے لئے ہے۔ خدا ان کو سبیل رشاد پر چلنے والے بنادے اور ہر شر و فساد سے بچادے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

۳۔ مکتوب بنام
محمد ابراھیم منشی پلٹن فوج

اس مکتوب میں ہندوستان کے دارالحرب
ہونے اور انگریزوں کے حربی ہونے اور
دارالحرب سے ہجرت کرنے اوراس میں سکونت
اختیار کرنے اوراس میں سود کھانے سے متعلق
بحث کی گئی ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حمد وصلوٰۃ اور سلام ودعاؤں کے بعد واضح ہو کہ گرامی قدر کا الفت نامہ ۲۳ جمادی الآخر ۱۲۶۴ھ کو موصول ہوا۔ آپ کی خیریت اور سود ودیگر مسائل کے استفسار سے آگاہی حاصل ہوی۔

اللہ تعالیٰ تمہارے علم اور عمل کے درجات میں اضافہ فرمائے تمہیں سارے مشتبہات ومکروہات اور دارین کی بلاؤں سے اپنی امان میں رکھ کر نجات عطا کرے۔

فقیر ایک مدت سے کتبِ فقہ کے مطالعہ سے محروم ہے، اور دل بھی مائل نہیں ہے۔ کیا کہا جائے زندگی ایسی ہی بسر ہو رہی ہے، جیسی ہماری پرورش ہوی اور ویسی ہی ہماری روش ہے۔ علاوہ ازیں میں قلیل الفرصت ہوں۔ تمہارے

سوالوں کا جواب دینا بھی ضروری تھا۔لہٰذا مولانا شاہ عبدالعزیز دہلوی کا فتویٰ تمہارے سوال کے جواب میں روانہ کیا ہوں۔

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ اس امت کے لئے چراغ ہیں اور شاہ عبدالعزیز دہلوی اور مولانا عبدالعلی لکھنوی، یہ دونوں ہمارے زمانہ میں علوم ظاہر و باطن کے جامع اور خانۂ اسلام کے ستون اور ہندوستانی مسلمانوں کی آنکھ ہیں۔

ہدایہ اور مذہب، (ابوحنیفہ) کی دوسری کتابوں میں جو کچھ لکھا ہوا ہے، وہ تو ظاہر ہے اور جو کچھ مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے مذہب امام اور انگریزوں کے عمل (پالیسی) کی بنیاد پر، ہندوستان کو قول راجح کی بنا پر دارالحرب قرار دیا ہے، یہ تمام تفصیلات تمہاری نظر سے گذر چکی ہوں گی۔ مجھ جیسے ہیچ مدان مقلد میں اتنی ہمت کہاں کہ ائمہ کے عظیم اجتہادات کے بارے میں لب کشائی کرسکوں اور مجھ بے دست و زبان اور بے سروچشم کو اتنی کہاں طاقت، کہ خانۂ اسلام کے ستون اور ہندوستانی مسلمانوں کی آنکھ کے بارے میں کچھ کہہ سکوں۔

ہاں! دارالحرب میں سود کھانا اور انگریزوں کا حربی ہونا۔ یہ دونوں مختلف فیہ مسئلے ہیں۔امام اعظم ابوحنیفہ کے علاوہ ائمہ ثلاثہ (امام مالک، امام شافعی، امام احمد بن حنبل) میں سے کسی امام نے دارلحرب میں سود خواری کو جائز نہیں قرار دیا ہے۔ جو لوگ انقلاب حکومت کو جائز نہیں سمجھتے ہیں اور وہ لوگ جو انقلاب کو جائز قرار دیتے ہیں، ان میں سے بھی ایک طائفہ کا قول ہے کہ انگریزوں کے عمل (حکومت اور پالیسی) سے ہندوستان دارالاسلام سے دارالحرب کی طرف منتقل نہیں ہوا، امور مختلفہ میں اگرچہ کہ اجتناب کرنا قول راجح

اور درست ہوتو بھی ورع اور تقویٰ کا تقاضہ یہ ہے کہ اس سے پرہیز کیا جائے اور کسی مجتہد کا قیاس خطا پر مبنی اور مرجوح ہو، تب بھی ایسے قیاس پر عمل کرنا، دائرہ شریعت سے خارج نہیں کرتا۔

قرآن وحدیث، اجماع اور مذکورہ تین چیزوں پر مبنی قیاس کا نام شریعت ہے۔ لہٰذا امام کا اجتہادی مسئلہ بھی مذکورہ چار دلائل شرعیہ میں سے چوتھی دلیل ہے۔ فتویٰ اپنی جگہ ایک چیز ہے لیکن تقویٰ بھی ایک چیز ہے۔

بے حکم شرع آب خوردن خطااست
در خوں بفتویٰ بریزی رواست

(پانی بہانہ بادی النظر میں ایک معمولی کام دکھائی دیتا ہے، لیکن وہ بھی اگر خلاف شرع بہایا جارہا ہے تو گناہ لازم آئے گا اور خون بہانا ایک عظیم فعل ہے۔ لیکن وہ بھی اگر حکم شریعت کے مطابق بہایا جارہا ہے تو روا، اور درست ہے)

حاصل کلام شریعت، صراط مستقیم ہے جو شخص صراط مستقیم سے ایک رائی کے دانہ برابر بھی ہٹ جائے تو وہ جیسے جیسے آگے بڑھتا جائے گا صراطِ مستقیم سے دور ہوتا جائے گا اور یہاں تک کہ اپنی منزل مقصود کو پہنچنے سے محروم رہیگا۔ اللہ تعالیٰ بحرمت سید المرسلین والہ ہمیں اور تمہیں صراط مستقیم پر ثابت قدم رکھے۔ آمین

آپ نے دارالحرب میں سکونت و رہائش کے جواز اور عدم جواز سے متعلق بھی استفسار فرمایا تھا۔ آپ نے قرآن کریم میں یہ آیت دیکھی ہوگی، اس کی تفسیر وتشریح معتبر ومستند اور مبسوط تفاسیر میں دیکھئے۔ ان الـــذیـــن تـــوفـهـــم

الملٰئکة ظالمی انفسھم قالو افیم کنتم قالوا کنامستضعفین فی الارض قالوا الم تکن ارض اللہ واسعة فتھا جروافیھا (جولوگ اپنے نفس پرظلم کرر ہے تھے ان کی روحیں جب فرشتوں نے قبض کیں تو ان سے پوچھا کہ یہ تم کس حال میں مبتلا تھے؟ انہوں نے کہا، ہم زمین میں کمزور تھے، فرشتوں نے کہا کیا خدا کی زمین وسیع نہ تھی کہ تم اس میں ہجرت کرتے)

اور دارالحرب میں سود کا مسئلہ مختلف فیہ ہے سکونت اور چیز ہے، اور سود خوری دوسری چیز ہے۔ ہاں! اگر کوئی شخص کسی غیر مختلف فیہ (متفقہ) امر کا، کسی شرعی حیلہ کے ذریعہ ارتکاب کرے تو لوگوں کے نزدیک مجرم نہیں ہوگا اور قاضی کو بھی المرء یوخذ باقرارہ (انسان کو اسکے اقرار پر مؤاخذہ کیا جائے گا) کے تحت کسی کے دل پر حکم لگانے کا اختیار نہیں ہے لیکن ایسا شخص اللہ تعالیٰ کے نزدیک پکڑا جائے گا کیونکہ دلوں کی پوشیدہ چیزوں کو علام الغیوب اور مالک القلوب کے علاوہ کوئی نہیں جانتا اور اللہ تعالیٰ ہی حقیقت حال سے واقف ہے۔ دل میں بہت سی باتیں ہیں، لیکن زبان قلم اسکی ترجمانی سے قاصر ہے، لہٰذا مجبوراً ان باتوں کو بالمشافہ پیش کیا جائیگا۔ عمر بگذشت وحدیث درد من آخر نشد

شب بآخر شدکنوں کوتہ کنم افسانہ را

(عمر گذر گئی بالآخر میری درد بھری بات پوری نہ ہوسکی رات ختم ہو رہی ہے۔ لہٰذا میں داستان کو مختصر کرتا ہوں)

اللہ تعالیٰ تمہیں نیکیوں کی توفیق میں زیادتی عطا فرمائے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

٤۔مکتوب بنام مولانا مولوی مفتی سید حسین الملک عرف پاچھا صاحب مفتی بلھاری (کرناٹک)

اس مکتوب میں مولانا شاہ اسمٰعیل دہلوی کی تکفیر سے متعلق بحث کی گئی ہے۔ حضرت مکتوب نگار قدس سرہ فرماتے ہیں۔ فقیر مولوی اسمٰعیل کی تکفیر کرنے والوں کے ساتھ شریک نہیں ہے۔

امام اعظم ابوحنیفۃ النعمان، یزید پلید کی تکفیر نہ کرنے اور سب وشتم نہ کرنے کی وجہ سے اور احتیاط پر عمل کرنے کی وجہ سے مطعون نہیں ہیں تو یہ فقیر احتیاط پر عمل کر رہا ہے تو، اس پر طعن وتشنیع کیوں کی جارہی ہے۔

شاید یہ حقیقت لوگوں کی نگاہوں سے مخفی اور مستور ہے کہ ایسی باتوں اور ایسے کاموں میں مشغول و مصروف ہوجانا، جن سے اسلام اور مسلمانوں کو نقصان پہنچے تو یہ نادانوں کا کام ہے۔ خدا معلوم کہ مسلمانوں کو مولوی اسمٰعیل دہلوی کو کافر قرار دینے میں اور انہیں ملت اسلام سے خارج کرنے میں اس قدر اصرار واہتمام اور دلچسپی کیوں ہے؟

ہزار کفار کو غلطی سے زمرۂ اسلام میں باقی رکھکر ان کو
رحمت خداوندی کا مستحق بنا دینا یہ ایک کم درجہ غلطی ہے۔ بہ
نسبت اس غلطی کے کہ کسی مسلمان کو زمرۂ اسلام سے خارج
کر کے اس کو عذاب خداوندی کا مستحق قرار دے دیا جائے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سلام مسنون کے بعد معلوم ہو کہ عنایت نامہ جو ۱۵ رجب ۱۲۶۸ھ کو فقیر کے نام تحریر کیا گیا تھا، موصول ہوا۔ آپ لوگوں کی خیر و عافیت کی خبر سے دل کو اطمینان ہوا۔ الحمدللہ علی ذلك خط سے یہ بھی معلوم ہوا کہ شادی کی تاریخ ملتوی کر دی گئی ہے۔ میرے عزیز! جو کام ضروری ہے اسے جہاں تک ممکن ہو جلد کر دینا چاہئے۔ چھ ماہ تاخیر کی کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی ہے

من نمی گویم زیاں کن یا بفکر سود باش
ای ز فرصت بے خبر ہر چہ باشی زود باش۔

اور جیسا کہ اشارہ کیا گیا ہے اس فقیر مشتاق کی ملاقات کو تمام دوستوں کی ملاقات سے مقدم سمجھیں۔ خط میں اپنی لڑکیوں کی کثرت اور مزاج شریف کی ناسازی کا ذکر کیا گیا ہے۔ میرے مکرم میں نے تو آپ کی دونوں لڑکیوں کے متلعق تجویز سوچی تھی۔ لیکن آپ کی غفلت سے اس کا موقع نکل گیا۔ بہر حال حتی المقدور کار خیر میں ہاتھ بٹانے سے فقیر نہ پیچھے ہٹا ہے اور نہ ہٹے گا۔ بیماری کا تذکرہ جو آپ نے کیا ہے اس کے لئے عرض ہے کہ علاج و معالجہ کیلئے بیمار کا

طبیب کے سامنے ہونا ضروری ہے۔ ملاقات کے وقت جو تجویز مناسب ہوگی وہ کی جائے گی۔ تاہم فی الحال شربت وردمکرر ہفتہ میں دوباراور مفرح بارددد دلکشا بقدرایک مثقال روزانہ بوقت ظہر تازہ پانی کے ساتھ استعمال کریں۔

مکتوب میں بعض لوگوں کے افتراء اور بہتان کا سبب مجھ سے پوچھا گیا ہے۔ عزیز مکرم، مجھے کچھ نہیں معلوم کہ مولوی اسمٰعیل صاحب کون ہیں، ان کا مذہب کیا ہے، کل قیامت کے دن وہ دوزخی ہیں یا جنتی ہیں، مومن ہیں یا کافر ہیں، جو کچھ واقعہ یا حقیقت ہے وہ ظاہر ہوجائیگی ۔لیکن صاحب تکمیل الایمان نے قول ولاتکفر ولاعن کی جانب کفر ولعنت کے رجوع کرنے کے اندیشہ کے متعلق لکھا ہے وہ نظر سے گذرا ہوگا۔ علامہ ملاعلی قاری نے لکھا ہے کہ علماء نے کہا ہے کہ وہ مسئلہ جس کا تعلق کفر سے ہے اگر اس میں ۱۹۹ احتمال کفر کے ہوں اور ایک احتمال اس کی نفی کا ہوتو مفتی اور قاضی کے لئے بہتر ہے کہ وہ نفی والے احتمال پر عمل کریں، اس لئے کہ ہزار کفار کو غلطی سے زمرۂ اسلام میں باقی رکھ کر ان کو رحمت خداوندی کا مستحق بنادینا یہ غلطی کم درجہ اور معمولی ہے، بہ نسبت اس غلطی کے کہ کسی مسلمان کو غلطی سے زمرۂ اسلام سے خارج کر کے عذاب خداوندی کا مستحق قرار دے دیا جائے۔

مسئلہ مذکورہ میں اس بات کی تصریح ہے کہ اگر قائل اپنے قول کی تاویل کرتا ہوتو اس کی تاویل قبول کی جائے گی۔ اور تکفیر وغیرہ کا حکم اس وقت ہے کہ جب قائل نے معنیٰ کفر کا قصد کیا ہو۔ حدیث میں آیا ہے رفع عن امتّی الخطاء والنسیان اگر اس سے خطاء یا نسیان ایسا ہوا ہے، تو وہ معاف

ہے۔فتاویٰ قاضی خان میں ہے اگر کسی نے غلطی سے کلمہ کفر کا تکلم کر دیا تو اس کی وجہ سے کسی کے نزدیک بھی کافر نہ ہوگا۔منابیع میں ہے کہ اگر کسی مسئلہ میں متعدد وجوہ موجب تکفیر ہوں اور ایک وجہ مانع تکفیر ہو تو مفتی پر لازم ہے کہ وہ اس وجہ کو اختیار کرے جو مانع تکفیر ہے مسلمان سے حسن ظن کی وجہ سے پھر اگر قائل کی نیت اسی جانب تھی جو مانع تکفیر ہے،تو وہ مسلمان ہے اگر اسکی نیت اس جانب نہ تھی کہ جو موجب تکفیر ہے تو مفتی کے فتوے سے اسے کچھ فائدہ نہ ہوگا بلکہ اسے توبہ اور کلمہ کفریہ سے رجوع اور تجدید کا حکم دیا جائے گا حاشیہ سراجیہ محیط اور ذخیرہ میں ہے کہ مسلمان کافر نہ ہوگا جب تک کہ وہ کفر کا ارادہ نہ کرے،اگر چہ اس نے کلمۂ کفریہ کا تلفظ کیا ہو، خلاصہ میں مرقوم ہے کہ ایسا لفظ جس میں چند احتمالات اور وجوہ ہوں ،اسکی وجہ سے قائل کا فرنہیں ہوگا اسلئے کہ کفر سب سے بڑی سزا ہے ۔لہٰذا اس کے لئے جُرم بھی بڑا ہونا چاہئے اور جب لفظ محتمل الوجوہ ہے تو جُرم کی شدت باقی نہ رہی تو پھر سزا بھی سخت نہ ہوگی۔ ملتقط میں مرقوم ہے کہ عالم کو چاہئے کہ جب اس کے سامنے اس قسم کا معاملہ پیش ہو تو وہ اہل اسلام کی تکفیر میں جلد بازی سے کام نہ لے۔ حالانکہ یہ اس کو معلوم ہے کہ اگر کسی کو تلوار کے خوف سے کلمۂ کفریہ کے تلفظ پر مجبور کیا گیا ہو اور اس نے جان کے خوف سے کلمۂ کفر زبان سے کہدیا ہو، جب بھی وہ مسلمان ہی رہتا ہے، کافرنہیں ہوتا۔

جب سے فقیر نے صراط مستقیم مطبوعہ ۱۲۳۹ھ کا مطالعہ کیا ہے مولوی اسمٰعیل صاحب کے سبّ وشتم اور تکفیر کرنے والوں سے متفق نہیں ہے، جس طرح خلفاء ثلاثہ کی تکفیر کرنے والے یعنی روافض کا اور خلیفہ رابع حضرت علیؓ کی تکفیر

کرنے والے یعنی خوارج کا اہل سنت والجماعت ساتھ نہیں دیتے اور روافض و خوارج اس وجہ سے اہل سنت سے ناراض رہتے ہیں اور ان پر افترا اور اہتمام رکھتے ہیں، اسی طرح فقیر جو مولوی اسمٰعیل صاحب کی تکفیر کرنے والوں کے ساتھ شریک نہیں ہے تو وہ لوگ مجھ سے ناخوش ہیں اور مجھ پر افترا و بہتان رکھتے ہیں۔

سراج الامۃ امام اعظم علیہ الرحمۃ والرضوان، یزید پلید کی عدم تکفیر اور عدم سب وشتم کی وجہ سے اور احتیاط پر عمل کرنے کے باعث مطعون نہیں ہیں۔تو یہ فقیر جو مولوی اسمٰعیل صاحب کی تکفیر نہیں کرتا اور احتیاط پر عمل کرتا ہے تو اس پر کیوں طعن وتشنیع کی جاتی ہے۔قرآن مجید، احادیث شریف اور بزرگان دین کے اقوال سب فرعون کے کفر پر دلالت کرتے ہیں اور صاحب مسیح الازہر نے فرعون کو تمام اگلوں ن اور پچھلوں میں سب سے زیادہ شقی اور بد بخت لکھا ہے، لیکن اس کے باوجود شیخ ابن عربی نے فرعون کے ایمان کو تاویلات سے ثابت کیا ہے اور اس کی تکفیر سے اجتناب کیا ہے اور یہ عدم تکفیر شیخ محی الدین ابن عربی قدس سرہٗ العزیز کی قطبیت میں کچھ بھی خلل انداز نہ ہوی اور کسی نے شیخ کو فرعون یا کافر نہیں بنایا بلکہ ملا جلال الدین دوّانی نے شیخ ابن عربی م کی وسعت نظری اور مخلوق پر شفقت کو دیکھ کر شیخ کی مدح وتحسین کی ہے تو اگر فقیر نے احتیاط کا پہلو اختیار کرتے ہوئے مولوی اسمٰعیل کی تکفیر نہیں کی تو فقیر کے ایمان میں کیا فرق پیدا ہوگا۔اور کس طرح اس مسکین کو اسمٰعیلی کہا جا سکتا ہے ۔ یہ مسکین اہل سنت والجماعت سے ہے اور حنفی المذہب ہے ،لیکن اگر صرف مولوی اسمٰعیل

صاحب کی عدم تکفیر کی وجہ سے کوئی مجھے اسمٰعیلی کہتا ہے، تو فقیر اسمٰعیلی ہے، جیسا کہ امام شافعی صاحب فرماتے ہیں، کہ اگر آل رسول ﷺ کی محبت موجب رفض ہے، تو میں رافضی ہوں اس لئے کہ آل رسول کی محبت سے بڑھ کر اور کیا شئی ہوگی۔ اگر اس وجہ سے کوئی مجھے رافضی سمجھتا ہے تو سمجھا کرے۔ اس کے اس لعن و طعن سے میں آل رسولؐ کی محبت کو ترک نہیں کرسکتا۔

شاید یہ حقیقت لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ ہے کہ اپنے مذہب سے خارج کرنا اور ایسی باتوں میں مشغول ہونا، جن سے ملت اسلام کو نقصان پہنچے ،احمقوں اور نادانوں کا کام ہے۔ نصاریٰ باوجود عیسیٰ پرستی کے لاکھوں لوگوں کو اپنے مذہب میں داخل کرتے ہیں اور اپنی جماعت کو بڑھاتے ہیں۔ وہ روز بروز اسکی کوشش کرتے ہیں۔ خدا معلوم کہ مسلمانوں کو باوجود خدا پرست ہونے کے مولوی اسمٰعیل صاحب کی تکفیر اور زمرۂ مومنین سے اخراج اور مسلمانوں کے اندر تفریق و انتشار پیدا کرنے پر اس قدر اصرار و اہتمام کیوں ہے۔ یہ بھی واقعہ ہے کہ جو شخص شہرت رکھتا ہو اور مطعون نہ ہو، یہ عنقا کے حکم میں ہے، کیونکہ مثل مشہور ہے الشہرۃ آفت۔

ہمارے اسلاف اور بزرگ بھی لوگوں کے طعن و تشنیع کا نشانہ بنے ہیں۔ امام ربّانی شیخ محی الدین ابن عربی اور دوسرے مشائخ متاخرین، ائمہ اطہار، ائمہ اربعہ اور خلفاء اربعہ سب تکفیر اور لعن و طعن میں مبتلا ہوچکے ہیں۔ مروانی ستر سے زائد سال تک اپنے زمانۂ خلافت میں نمبروں پر خلیفہ رابع حضرت علیؓ پر لعن طعن اور سب و شتم کرتے رہے ہیں۔ رافضی خلفاء ثلاثہ (حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ اور

حضرت عثمانؓ) اور دیگر صحابہ کی تکفیر کرتے ہیں۔ اور لاکھوں خارجی خلیفہ رابع اور دوسرے اہل بیت کی تکفیر کرتے ہیں، تو جب اتنی بڑی بڑی ہستیاں لوگوں کے طعن و تشنیع سے نہ بچ سکیں تو دوسرے لوگ طاعنین کی زبان سے کیسے بچ سکتے ہیں۔

بوستان۔

اگر در جہاں از جہاں رستہ است — دراز خلق برخویشتن است
کس از دست جور زبانہا نرست — اگر خود نما یست وگر خود پرست
بدامن درآویزدت بدگماں — بکوشش تواں دجلہ را پیش بست
نشاید زبانِ بد اندیش بست — کہ یار دبکُن سلامت نشست

حاصل کلام! کار مومن یہی ہے کہ وہ خدا کو اپنے پیش نظر رکھے اور کسی شخص کی بات کی کوئی پروانہ کرے۔ حدیث شریف ہے، انی ترکت فیکم الثقلین، کتاب اللہ وعترتی۔

میں تمہارے درمیان دو چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں، اللہ کی کتاب اور میرے اہل بیت۔

ہر چند کہ یہ مسکین عاجز کوئی حیثیت نہیں رکھتا ہے لیکن وہ اہل بیت نبوی کا ایک فرد ہے اور کتاب اللہ کی پیروی کرنے والا ہے شاہراہ شریعت کا راہ رو ہے۔

آج یہ حقیقت مخفی اور پوشیدہ ہے لیکن کل یہ روشن ہو جائے گی کہ اس فقیر کی پیروی کرنے والا راہ حق کا رہرو نظر آئے گا اور اس فقیر کی مخالفت کرنے والا

بے راہ نظر آئے گا۔

بوقت صبح شود ہمچو روز معلومت
کہ باکہ باختۂ عشق در شب دیجور

اللہ تعالیٰ سے امیدوار ہوں کہ وہ مجھے اور تمام دوستوں اور تمام مسلمانوں کو جادۂ شریعت پر قائم رکھے گا، اللہ تمہارے ساتھ رہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

۵۔مکتوب بنام حضرت مولانا عبدالرحیم ضیا حیدرآباد خلیفۂ حضرت قطب ویلور، مصنف، ''مقالات طریقت''

یہ مکتوب ۱۱ شوال المکرّم ۱۲۸۷ھ کو تحریر کیا گیا ہے جس میں اسفار عروجی، اسفار نزولی، توحید وجودی، توحید شہودی، توحید ذاتی، توحید افعالی، اولیائے کرام کی ولایت، انبیائے کرام کی ولایت، ولایت محمدیؐ وغیرہ کی مختصر سی وضاحت کرتے

ہوئے مکتوب الیہ کو کتاب ''جواہر السلوک'' (مصنف حضرت قطب ویلور) کے دسویں اور ۳۲ ویں فائدہ کے مطالعہ کی ہدایت دی گئی ہے۔

اور یہ صراحت کی گئی ہے کہ لوگوں کی استعداد و قابلیت کے اختلاف سے ان کے سلوک کے اندر بھی اختلاف ہوتا ہے۔ بری خصلتوں اور مذموم عادتوں سے پاک وصاف ہونے کے بعد طریقہ قادریہ، چشتیہ، نقشبندیہ اور مجددیہ کے بزرگوں کے اذکار اور اشغال میں مشغول رہیں۔ ان اذکار اور اشغال کی تاثیر و برکت سے سالک و طالب کو فرشتوں سے مشابہت پیدا ہوی ہے اور ان اشغال کا نتیجہ نکلتا ہے کہ سالک کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ نسبت حاصل ہوتی ہے، مکتوب الیہ سے یہ کہا گیا ہے وہ سامنے رہیں تو حقائق و معارف اور مسائل کی تفہیم ہوسکتی ہے کیونکہ یہ علم کتابوں سے نہیں صحبتوں سے میسر ہوتا ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سلام مسنون کے بعد معلوم ہو کہ التفات نامہ پچیس ۲۵ رمضان المبارک ۱۲۸۷ھ کو پہنچا اور خیریت کی خوشخبری اور اس میں شامل مضمون پر آگہی ہوی۔ الحمدللہ علی ذالك ،

صالحین کی صحبت اختیار کرنے کے بارے میں دریافت کیا گیا ہے۔

سعادت آثار! آیت کریمہ انعمت علیھم، وانعم اللّٰہ علیھم کی تفسیر، تفسیر رحمانی اور تفسیر عزیزی اور ان کے علاوہ دیگر کتب تفاسیر میں ملاحظہ فرمائیں معلوم ہو جائے گا کہ صالح کون ہے اور اس کی صحبت کی برکت کیا ہے؟ ا یہی وہ صحبت جسمانی ہے کہ خیر التابعین حضرت اویس قرنی کو نبی کریمؐ کی صحبت میسر نہ رہنے کے باعث آپ ادنیٰ صحابی کے مرتبہ کو نہیں پہنچ سکے۔ تو اسی سے آپ کو اندازہ ہو جائیگا کہ صحبت جسمانی کے اثرات اور فوائد کیا ہیں۔ غربت اسلام کے اس زمانہ میں کسی اہل اللہ کی صحبت کو غنیمت جاننا چاہئے۔

بعد ازیں معلوم ہو کہ راہِ خدا میں سلوک کے اندر سالک کو دو راستے سامنے آتے ہیں۔ ایک راہ سلوک، دوسرا راہ جذب، راہِ سلوک اور مجاہدہ کی تفصیلات 'جواہر السلوک' (مصنف حضرت قطب ویلور) کے ۳۲ ویں فائدہ دیکھ لیں کہ طالب کو اوامر کے بجالانے و نواہی سے بچنے اور رذائل سے خالی ہونے اور فضائل اخلاق سے آراستہ ہونے کے بعد بزرگانِ طریقہ قادریہ چشتیہ اور نقشبندیہ، و مجددیہ کے اذکار و اشغال کا نتیجہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ نسبت کا حصول ہے، جس کو سکینہ اور نور سے تعبیر کرتے ہیں، اور اسی میں ملائکہ سے مشابہت اور اس پر جبروت کی جانب آگاہی حاصل ہوتی ہے، اور راہِ جذب کو جواہر السلوک کے دسویں فائدے میں تلاش کیجئے جس کو سفر اول، سفر دویم، سفر سوم، سفر چہارم کہتے ہیں۔ اسفار عروجی کے اندر لا الہ الا اللہ کی حقیقت حاصل ہوتی ہے اور اسفار نزولی میں محمد رسول اللہ ﷺ کی حقیقت کھلتی ہے۔ سفر اول میں اولیاء کے

ولایت کی انتہا ہے۔اور سفر دوئم ولایت انبیاء کی نہایت ہے اور سفر سوئم عروجی میں ولایت محمدی ﷺ کی انتہا ہے۔ ولایت اولیاء کے اندر جذب کی ابتدا فناء افعالی سے ہے، جس کو توحید افعالی کہتے ہیں اس کے بعد فناء ذاتی میں ہے جس کا نام توحید ذاتی رکھتے ہیں اور ان توحیدوں کو وحدت در کثرت اور احدیت در کثرت بھی کہتے ہیں۔اور اس ولایت اولیاء میں یا تو حق کا شہود صورت کے آئینے میں ہے یا معنی (حقیقت) کے آئینے میں ہے۔یا صورت و معنی ہر دونوں کے اندر ہوتا ہے۔اس کو توحید وجودی کہتے ہیں، یا شہودی کہتے ہیں اس کو ادراک بسیط اور فناء الفناء اور تجلی برقی اور نہایت ولایت اولیاء کہتے ہیں۔

اس مرتبہ توحید شہودی میں حق کے سوا کوئی مشہود نہیں ہے اور یہ ملائکہ مہیمہ کا مرتبہ ہے جو اپنے اور غیر کے ساتھ مشغول نہیں ہوتے۔اور ان مراتب جذب کو قربِ نوافل کہتے ہیں۔اور سفر چہارم نزولی کے اندر عبد کی بقا باللہ اور کثرت در وحدت و کثرت در احدیت کہتے ہیں۔اور ان تمام مراتب بقاء کو قربِ فرائض بھی کہتے ہیں۔

اور اسی جگہ معلوم ہونا چاہئے کہ ولایت اولیاء اجمال ہے اور ولایت انبیاء اور ولایت محمدی علیہم الصلوٰۃ والسلام ولایت اولیاء کی تفصیل ہے۔ ولایت اولیاء کے اندر وحدت کے چہرے سے کثرت حجاب دور ہوتا ہے اور ولایت انبیاء کے اندر کثرت کا حجاب دور ہوتا ہے۔اور ولایت انبیاء کے اندر کثرت علمیہ باطنیہ (یعنی اسماء الٰہیہ کا قرب) کے چہروں سے وحدت کا حجاب دور ہوتا ہے۔اور ولایت محمد ﷺ علیہم الصلوٰۃ والسلام کے اندر تقید بالضدین ظاہر اور باطن کا

زوال احدیہ عین الجمع میں حصول کے ساتھ ہوتا ہے۔ نیز جاننا چاہئے کہ لوگوں کی استعداد کے اختلاف سے ان کے سلوک کے اندر بھی اختلاف ہے۔اس مقدمہ کی بھی مختصر تفصیل جواہرالسلوک کے فائدے بیس و پچیس میں پا سکتے ہیں،آپ نے سنا ہوگا کہ علم منہ سے لو نہ کہ کتابوں اور، دفتروں سے معاملہ،قلم سے نہیں، سامنے رہنے سے واضح ہوگا،علاوہ ازیں یہ فقیر اکیاسی سال کی سرحد میں پہنچ چکا ہے اور گور کے کنارے بیٹھا ہے۔اور اشغال کی کثرت،اس کے علاوہ ہے، دل میں باتیں تو بہت سی ہیں لیکن قلم اسکی ترجمانی سے قاصر ہے۔اللہ تعالیٰ کی ذات سے امید ہے کہ ہمیں اور تمہیں اور تمام مسلمانوں کو روشن شریعت پر استقامت کی توفیق عنایت فرمائے (آمین) دنیا اور جو کچھ اسکے اندر ہے فنا ہونے والی اور خدا کی دھتکاری ہوی سے فریب نہ کھائیں، بیشک وہی قریب اور دعا قبول کرنے والا اور ہر چیز پر قادر ہے،اطراف کے تمام مخدومین احباب کو سلام پہنچائیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

٦۔مکتوب بنام
میر محی الدین صاحب بنگلوری

اس مکتوب میں راہ سلوک میں تحقیق کی اہمیت کو اجاگر کیا گیا ہے اور کہا گیا ہے کہ لوگوں کے انکار تصوف کا اصل سبب جاہل و بے عمل صوفیہ کے اعمال و اشغال ہیں جن کو تصوف سمجھ لیا گیا ہے، اگر لوگ علم تصوف کو صحیح اور حقیقی معنوں میں جان لیں تو ہرگز انکار کے درپے نہیں ہوں گے اور آدمی کو اس علم تصوف کا کچھ حصہ ضرور حاصل کرنا چاہئے ورنہ اس کے سوءِ خاتمہ کا اندیشہ ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سلام مسنون!

مورخہ ۱۷ ماہ ربیع الآخر کا نامہ مخلوص موصول ہوا جو تمام کدورتوں سے منزہ تھا، بہت سی خوشیوں کا باعث بنا۔ الحمد لله على ذالك

اس دور فساد نشان میں چند ملحد پیدا ہو گئے ہیں جو خود کو صوفی کہلواتے ہیں۔ بعض لوگ اسی الحاد بے معنی کو تصوف جان کر اس کے منکر ہو گئے ہیں۔ اگر وہ تصوف کی حقیقت سے آگاہ ہو جائیں تو یقیناً انکار نہیں کرینگے۔ حضرت امام

شافعی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

''جس شخص نے علم تصوف حاصل کیا اور فقہ نہیں سیکھا تو یقیناً وہ زندیق ہو گیا اور جو شخص علم فقہ سیکھا اور تصوف نہیں حاصل کیا تو مجھے اس کے سوءِ خاتمہ کا خوف ہے۔''

فقیر آپ کی ملاقات سے شاداں وفرحاں ہوئے ایک عرصہ بیت گیا اگر ایک کامیاب ملاقات کا انتظام ہو جائے تو مسرت ہوگی زیادہ اللہ معلم۔

دوسری بات یہ کہ شاہ محمد یعقوب صاحب قادری کا مکتوب نظر سے گذرا۔اور مندرجہ کوائف سے واقفیت ہوی۔

اس جماعت کے احوال، جو تقلید کے ذریعہ اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے اور اس کے عاشق ہو گئے، مراتب میں بہتر ہیں سلوک نہ طئے کئے ہوئے طالبان اور ان پیاسوں کے احوال سے جو سراب کو دیکھ کر آرام اختیار کر لئے۔

حق پرست اور باطل پرست پرہیزگار اور گناہ گار میں بے حد فرق ہے، بطورِ مثال:

ایک شخص کعبۃ اللہ کا قصد کیا اور وہاں تک پہنچنے کے لئے ذوق وشوق سے متوجہ ہوا۔اچانک درمیانِ راہ میں اسکو خانہ کعبہ سے مشابہ گھر نظر آیا اس نے سمجھا کہ کعبہ یہی ہے اور اسی مقام پر معتکف ہو گیا۔

ایک دوسرا شخص اسکی علامات اور خصوصیات کعبۃ اللہ پہنچنے والوں سے دریافت کرتے ہوئے کعبہ کی تصدیق کر لیا۔اگر چہ کہ یہ شخص چند قدم اللہ کی طلب وتحصیل میں نہیں رکھا ہے لیکن غیر کعبہ کو کعبہ نہیں سمجھا۔لہٰذا اپنی تحقیق کے

اندر درست ہے اسکی حالت خطا کار طالب مذکور سے بہتر ہے۔

فقیر مولوی عبدالسبحان کو جانتا ہے کہ وہ ایک صالح شخص اور شریعت کے پکے ہیں کچے صوفیاء کی حالت کا مشاہدہ انہیں انکار تصوف پر آمادہ کیا ہوگا۔ ایک ایسا صاحب علم وتقویٰ شخص چاہیۓ جو صراط مستقیم پر چلا ہو، تا کہ ان کے دل ودماغ کو تشفی اور سکون بخش سکے۔ اور انکی طبیعت پر زحمت کا باعث نہ ہو، اور وہ تعلیم و تزکیہ میں منہمک رہے۔

اگر مولوی عبدالسبحان کیمیائی سعادت کا پہلا، دوسرا، تیسرا اور چوتھا باب اور من عرف نفسہ کی تشریح کتاب مذکور سے مطالعہ کرلیں، تو ظن غالب ہے کہ وہ تصوف کا اقرار کرلیں گے۔ کیونکہ وہ کتاب شرع اور عقل کی تطبیق سے لکھی گئی ہے۔

عمر بگذشت وحدیث دردمن آخر نہ شد
شب بآخر شد کنوں کونہ کنم افسانہ را

عمر گذر گئی بالآخر میری درد بھری بات پوری نہ ہوسکی رات ختم ہورہی ہے لہٰذا میں داستان کو مختصر کرتا ہوں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

۷۔مکتوب بنام
نواب محمد داؤد خان بھادر
کرنول(آندھرا)

نواب داؤد خان انگریزوں کے دور اقتدار میں کرنول اور اسکے گرد و نواح کے نواب تھے اور حضرت قطب ویلور کے مرید خاص تھے جن کے نام حضرت قدس سرہ کے خطوط ہیں جن میں آپ نے نواب موصوف سے مسلمانوں کے تحفظ و امان اور معیشت و ترقی سے متعلق گفتگو کی ہے اور ان کے نام تحریر کردہ بعض مکتوبات میں نواب موصوف کی ذات و شخصیت کی تعلیم و تربیت اور اصلاح و تزکیہ سے متعلق بھی مفید ہدایتیں ملتی ہیں۔

نواب موصوف کو حضرت قطب ویلور سے بڑی عقیدت و محبت تھی اپنے شیخ محترم کے دوسرے سفر حج کے موقعہ پر بمبئی پہنچ کر وداع کرنا چاہتے تھے لیکن سرکار انگلش نے ان کو سفر کی اجازت نہیں دی جسکی وجہ سے وہ اپنے شیخ سے ملاقات نہ کر سکے اپنے ایک خط کے ذریعہ اظہار افسوس کیا ہے جو حضرت قطب ویلور کے نام ہے۔

اس مکتوب میں خدا تک پہنچنے کے لئے چار طریقوں کی
نشاندہی کی گئی ہے مبتدی اور متوسط شخص کے لئے شیخ مربی و
مرشد روحانی کی صحبت کو لازم قرار دیا گیا ہے۔
تمام انسانوں تک پیغام پہنچانے اور مسلمانوں کی تعلیم و
اصلاح میں مصروف رہنے کی ہدایت دی ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

درود و سلام کے بعد

واضح ہو کہ مورخہ ۱۸ محرم الحرام کا الفت نامہ جو فقیر کے نام ارسال فرمایا تھا دستیاب ہوا۔ جب کسی میں اہل اللہ کی محبت و الفت کی بو باس دماغ میں پہنچتی ہے تو دل کو خوشیاں حاصل ہوتی ہیں۔اس جماعت سے الفت رکھنے والے کو المرء مع من احبہ آدمی کا حشر اسی کے ساتھ ہوتا ہے جس کے ساتھ اسے محبت و الفت ہوتی ہے۔ کی خوشخبری کافی ہے۔اس جماعت سے اُنس و محبت رکھنے والے اور اسکی صحبت اختیار کرنے والے کو پیغام مسرت ہے۔ کیونکہ وہ ایسی جماعت ہے جن کے ساتھ بیٹھنے والا کبھی بد بخت نہیں ہوتا، اور ان سے محبت رکھنے والا کبھی ناکام و نامراد نہیں ہوتا۔

جان لیجئے! اللہ تبارک وتعالیٰ تمہیں ہر حال میں مبارک و مسعود بنائے اور تمہارے ساتھ بہتر اور عمدہ معاملہ فرمائے آں عزیز یہ مہربانی جو دور افتادہ فقیروں کی جانب فرمایا کرتے ہیں اور خوش خلقی و خوش گوئی سے جو پیش آتے

ہیں۔اس سے توقع ہے کہ آپ کی یہ ادا اللہ تعالیٰ کی عنایات والتفات کا موجب اور اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کا سبب ہوگی ۔ بے شک وہ قریب ہے اور دعا قبول کرنے والا ہے۔ انه قريب مجيب۔

دیگر یہ ہے کہ خدا تک رسائی حاصل کرنے کے لئے چار طریقے ہیں۔
پہلا ذکر دوسرا فکر یعنی مراقبہ تیسرا تلاوت قرآن پاک چوتھا مرد باصفا کی صحبت، لیکن مرد خدا کی صحبت اور ہم نشینی کیمیا کی حیثیت رکھتی ہے اور تمام مذکورہ طریقوں سے افضل و بہتر ہے ۔یہی وہ مقام ہے کہ خیر التابعین حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ سے کوہ احد کی مقدار انگور کا صدقہ ایک ادنیٰ صحابی کے آدھا سیر جو کے صدقہ سے ہمسری نہیں کرتا (یعنی مطلب یہ ہے کہ غیر صحابی کا صدقہ مقدار میں کتنا ہی عظیم اور بڑھا چڑھا ہوا کیوں نہ ہو، اجر وثواب میں ایک ادنی صحابی کے تھوڑے سے صدقہ کے ساتھ میل نہیں کھا سکتا۔) اس کی وجہ یہ ہے کہ، دل حس کے زیر اثر رہا کرتا ہے، بس لامحالہ جو حس سے دور ہے وہ دل سے بھی دور ہے۔حدیث من لم يملك عينه فليس القلب عنده کا اشارہ اسی مرتبہ کی طرف ہے، اور جب دل کام کی انتہا میں حس کی اطاعت و پیری میں نہیں رہتا ہے تو یہ حس سے کنارہ کشی، کسی کے دل میں قربیت کے پہلو سے اثر انداز نہیں ہوتی۔ اسی لئے حضرات مشائخ کرام نے مبتدی اور متوسط کو شیخ کامل کی صحبت سے جدائی کی اجازت نہیں دی۔ اور جب کسی کامل بزرگ کی صحبت میسر نہ آسکے۔ تو قرآن مجید کی تلاوت معانی ومطالب کی سمجھ بوجھ اور غور وفکر کے ساتھ بہترین عبادت ہے۔ خدائے تعالیٰ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل اور صدقہ

میں ہمیں اور تمہیں رزق عطا فرمائے۔ حضور علیہ السلام اور جمیع اہل اسلام پر صلوٰۃ و سلام نازل فرمائے۔

دیگر یہ ہے کہ تم نے کوئی شغل طلب کیا تھا، حسب ایماء ذیل میں مراقبہ لکھا ہوا ہے، اثر انداز ہووے۔

دیگر یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے ارشاد فرمایا! وہ کونسی بات زیادہ اچھی اور بھلی ہے جس کے ذریعہ لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی جانب بلایا جاسکے و نیز اللہ فرماتا ہے اے محبوب! کہہ دیجئے کہ یہ میرا راستہ ہے میں بصیرت پر اللہ کی طرف دعوت دیتا ہوں اور لوگ بھی جنھوں نے میری اتباع اور پیروی کی اور ہم فقیروں کا یہ پیشہ جو انسانوں کو اللہ کی جانب دعوت دینا ہے، سرور انبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے جانشین اور وارث ہونے کی وجہ سے ہے اسی مبارک و مسعود دعوت کا فیض ہے کہ چار سال کے اندر کابل سے دریائے مغرب اور قسطوں سے لے عدن تک بے حساب آدمی بغیر کسی قیمت کے دولت ظاہری و باطنی کی وجہ سے خدا پرستی میں کامیاب ہوگئے اور کفر و شرک کی بلاء و نحوست سے کنارہ ہوگئے ہیں۔ فقیر اللہ کے فضل اور اخوت انسانی پر نظر کرتے ہوئے اس دولت اور آخرت کے ذخیرہ سے فارغ نہیں ہوتا اور حد درجہ نرمی و دلجوئی اور خوش کلامی کے ساتھ قابل اہل دل انسانوں کو حکمت اور مصلحت کے پیرایہ میں دین حق کی طرف بلاتا ہے۔ حاصل کلام دو دعوت نامے ملفوف ہیں اگر مستحسن سمجھتے ہیں اور کسی دل کو قابل پاتے ہیں تو اس کی اصلاح میں سعی بلیغ فرمائیں اور لوگوں کو خدا کی جانب مائل فرمائیں بیشک وہ قریب ہے دعا قبول کرنے والا ہے اور ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔

ان دنوں اسلام انتہائی کمزوری وخاصا بدحالی رکھتا ہے اور یہ دور ایسا ہے کہ آپ کا تھوڑا عمل بھی عالم غیب میں بکمال حفاظت مقبولیت کی منزل پر پہنچ جاتا ہے۔ کرنول سرزمین کے مسلمانوں کی خوش قسمتی ہے کہ ایک چیز اپنے سر پر اس عالی جاہ کی طرح رکھتے ہیں اور آپ جیسے صاحب بلند درجات کے زیر سایہ خوشحال زندگی بسر کرر ہے ہیں ۔ جب اس صاحب حشمت کی اچھائی اور بھلائی میں مسلمانوں کے ایک جم غفیر کی فلاح و بہبودی پوشیدہ ہے تو اس لئے دعا کرنا گویا تمام مسلمانان کرنول کے لئے دعا ہے۔

فقیر محض فقیری اور مسکینی کے نام اور قبولیت کے احتمال پر دعائے خیر سے فارغ نہیں ہوتا ہے بلکہ ہمیشہ دل کی گہرائیوں سے آپ کی ظاہری اور باطنی ترقیوں کا آرزومند رہتا ہے۔ اے خدا اس کو توفیق عطا فرما جیسا کہ تو اس کو محبوب رکھتا ہے اور اس سے راضی ہو جا اور اسکی آخرۃ کو دنیا سے بہتر بنادے اور اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس بلند مرتبہ والے کے ظاہر کو روشن شریعت کے ارکان اور منور ملت کے احکام سے آراستہ فرمائے اور اس کے باطن کو دنیا و مافیہا سے جو خدا کی لعنت بھیجی ہوی ہے اس سے چھٹکارا دیوے آمین۔

اللہ تعالیٰ تمہاری عمر دراز فرمائے اور تمہاری بقا سے اسلام کی شان وشوکت باقی رکھے۔

مخلصی چنو خاں کی وفات کی خبر معلوم ہوئی جس سے دل بے چین ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ انکی مغفرت فرمائے آمین۔ بلا شبہ ہم تمام اللہ کیلئے ہیں اور اسی کی جانب ہمیں لوٹنا ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

۸۔ مکتوب بنام
محمد امام الدین خان مهکری
میر منصف عدالت میسور

اس مکتوب میں سب سے پہلے قاضی کو پابند شرع شریف رہنے کی تلقین کی گئی ہے، جناب مہکری کی وساطت سے چند ہدایات دی گئی ہیں جن کوامور قضاؤت میں پیش نظر رکھنے کی ہدایت دی گئی ہے افسوس ہے کہ یہ انمول نصائح کا کاغذ موجود نہیں ہے قاضی صاحب کو یہ تاکید کی گئی ہے کہ قضاؤۃ کے ذریعہ شرعی احکام کونافذ کریں عدم تنفیذ کی صورت میں اس عہدہ اور منصب کو اپنے لئے مصیبت اور بلاء سمجھیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حمد وصلوٰۃ اور سلام ودعا کے بعد واضح ہو کہ فقیر کے پاس آنے والوں کی زبانی اور مخدومی محی الدین علی خان صاحب مہکری کے خط سے آنجناب عہدۂ قضا پر فائز ہونے کی خبر معلوم ہوئی ۔۔خدمتِ قضا کی تقرری کے وقت سے آپ کے خطوط کی آمدورفت بالکل بند ہے۔حتیٰ کہ خانصاحب ممدوح کے خطوط میں آپ کا سلام ودعا بھی مذکور نہیں ہوتا۔خط وکتابت کا ذکر ہی کیا ہے۔ایسا معلوم ہوتا

ہے کہ قضاءت کی خدمت ہم فقیروں کی یاد اور محبت سے مانع ہے۔

امیر المومنین صدیق اکبر رضی اللہ عنہ، مغرب کے بعد اپنے محلّہ کی چند اونٹنیوں کا دودھ دوہا کرتے تھے۔ جب مسند خلافت پر رونق افروز ہوئے تو اس وقت بھی دودھ کا دوہنا آپ نے ترک نہیں کیا۔ تعجب ہے کہ آنجناب مسند قضائت پر فائز ہونے کے بعد ہم فقیروں کی یاد روا نہیں رکھتے۔

محبِ محترم ! ع از ہر چہ میرو دسخن دوست خوشتر است خانصاحب موصوف کے خط میں چند کلمات جو حق تعالیٰ کی یاد دلائیں گے تحریر کئے گئے ہیں۔ اس کو اپنا دستور العمل بنالیں۔ اپنے کو شریعت کا پابند بنائیں، عدالت و قضاءت کو مقدمات شرعیہ کی تنقید کا ذریعہ سمجھیں اور اگر ایسا نہ ہو سکے تو عہدہ قضاء کو اپنے لئے ایک بلا اور مصیبت تصور کریں۔ حدیث شریف میں وارد ہے کہ بہت سے وہ لوگ جو دنیا میں عزت والے تھے قیامت کے دن ذلیل وخوار ہونگے اور بہت سے وہ لوگ جو دنیا میں خوار و حقیر سمجھے جاتے تھے قیامت کے دن عزت و اعتبار کے مقام پر فائز ہونگے۔ حق تعالیٰ سے درخواست ہے کہ وہ ہمیں اور آپ کو دنیا کی فانی عزت و جاہت ظاہری ٹیپ ٹاپ وطمطراق میں گرفتار نہ کرے بلکہ آخرت کی دائمی عزت و جاہت اعتبار و وقار کے شرف سے معزز فرمائے (آمین) وہ ہماری دعا قبول فرمائے، خدا تمہاری مدد کرے جہاں تم رہو۔ والسلام

☆☆☆☆☆☆☆☆

۹۔ مکتوب بنام مرتضیٰ حسین صاحب

اس مکتوب میں دنیا کی ناپیداری اور بے ثباتی کو واضح کیا گیا ہے۔ اور اس سے ربط و تعلق ضرورت کی حد تک ہی محدود رکھنے کی ہدایت دی گئی ہے اور بڑی عجیب و غریب اور نادر مثال یہ دی گئی ہے کہ ایک مومن کو دنیا میں اس طرح رہنا چاہئے جیسے کوئی حاجت مند رفع حاجت کے لئے بیت الخلاء میں جاتا ہے اور جیسے ہی اپنی ضرورت سے فارغ ہو جاتا ہے تو فوراً باہر نکل آتا ہے۔ اس میں ٹھہرنے کے لئے اسے کوئی رغبت اور دلچسپی نہیں ہوتی۔

اور مکتوب الیہ کو یہ نصیحت کی گئی ہے کہ وہ اپنے دل کو غیر اللہ کی محبت و الفت سے خالی کر دیں کیونکہ اللہ کے سوا ہر چیز کی محبت دل کو تاریک اور زنگ آلود کر دیتی ہے اس تاریکی کو دور کرنے کا واحد ذریعہ توبہ اور اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے۔

نبی کریمؐ کے فقر اور حضرت عمرؓ اور حضرت اویس قرنیؒ اور ملا علی قاریؒ کی فقیرانہ اور قناعت پسندانہ زندگی کی مثال دیتے ہوئے رزاق مطلق کی روزی رسانی پر مطمئن رہنے کی ہدایت دی گئی ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سلام ودعا کے بعد معلوم ہو کہ بتاریخ ۲۵ ذی الحجہ ۱۲۶۲ھ کا تحریر کردہ تمہارا محبت نامہ دستیاب ہوا۔ جو کدورت آمیز مضامین سے پُر تھا۔ بھائیوں کے اختلاف اور تنگی روزگار اور دنیا کی بے وفائی کی جانب اشارہ ہو رہا تھا۔ غرض تم نے اپنے مکتوب میں ماسوی اللہ چیزوں کی آرزو کی تھی۔

سعادت آثار! تمہیں معلوم ہو جانا چاہئے کہ ماسویٰ چیزوں کا تصور دل کو تاریک اور زنگ آلود کر دیتا ہے۔ خدا کی یاد سے ظلمت زائل ہو جاتی ہے اور اس سے دل میں جلا آجاتی ہے۔ لہٰذا تمہیں چاہئے توبہ کے ذریعہ رجوع بحق ہوں کیونکہ رزاقِ مطلق جیسا کہ خود بیان فرماتا ہے وما من دابة فی الارض الا علی اللہ رزقھا یعنے زمین پر موجود ہر جاندار کا رزق اللہ کے ذمہ ہے۔ دیکھو شکم مادر میں ناف کے ذریعہ اور پیدائش کے بعد جو بندے کے بغیر کسی سوال کے غذا مہیا فرمایا ہے۔ پھر کمانے کا شعور اور قوت و توفیق عطا فرمایا اس پر غور کریں۔

شیخ سعدیؒ فرماتے ہیں۔

عدیم زمیں سفرۂ عام اوست چہ دشمن بریں خوان یغما چہ دوست

مومن کو دنیا میں اس طرح رہنا چاہئے جیسا کہ کوئی حاجتمند رفع حاجت کے لئے بیت الخلا کو بصد کراہت و نفرت جاتا ہے اور فارغ ہوتے ہی فوراً نکل آتا ہے۔ اسمیں اس کو خوشی و رغبت نام کو نہیں ہوتی۔ تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کئی دن اپنے شکم مبارک پر پتھر باندھ رکھے تھے اور کبھی کھجور کی باریک دانوں پر تو کبھی کیکر کی پتیوں پر قناعت فرماتے تھے۔ اور مہینوں آپ کے گھر سے دھواں نہیں نکلتا اور نہ چراغ چلتا تھا۔ امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ باوجود خلیفہ ہونے کے مدینہ منورہ میں اینٹ بنا کر فروخت کرتے اور اسی سے اپنا گزر فرماتے۔

اویس قرنی علیہ الرحمہ جو خیر التابعین کہلاتے ہیں مسکینوں کی طرح زندگی بسر کرتے تھے جس کی وجہ سے آپ کو لوگ دیوانہ سمجھتے کبھی کبھی وہ ایک ایک دو دو سال روپوش ہو جایا کرتے۔ معلوم نہیں ہوتا تھا کہاں رہتے ہیں اور کیا کھاتے ہیں، اور غذا کا یہ عالم تھا کہ راستے میں پڑی ہوئی خام کھجوریں چن چن کر کھاتے اور لباس بھی گھوڑ پر پڑے ہوئے کپڑوں کا ہوتا تھا۔

ملا علی قاری رحمت اللہ علیہ جو مرقات (شرح مشکوٰۃ) مسیح الازہر اور حزب الاعظم جیسی مایۂ ناز کتابوں کے مصنف ہیں، ان کا یہ عالم تھا کہ صحرائے مکہ سے ہڈیاں چُن کر فروخت کر کے اپنا رزق حاصل کرتے تھے۔ اس سے بڑھ کر غریبی کیا ہو سکتی ہے۔

انتہائی مفلسی فاقہ کشی ہے، جو بھی رات فاقہ سے گذرتی ہے، وہ درویش کے لئے شبِ معراج ہوتی ہے۔ یہاں تک کہ کہا گیا ہے، جو نماز حالتِ سیری میں ادا کی جاتی ہے اس کو شیطان اپنے پہلو میں لیتا ہے، اور جو شخص بھوکا رہتا ہے، شیطان اس سے کوسوں دور بھاگتا ہے، حق سبحانہ وتعالیٰ سے امید کرتا ہوں کہ وہ ہمیں اور تمہیں دنیوی لذتوں اور چرب و شیریں غذاؤں اور منقش و رنگین

لباسوں اور طلب عزت و جاہت اور امراء اور اغنیاء کے قرب سے دور رکھے گا جو فنا کے سوا کوئی چارہ نہیں رکھتے اور جن سے آخرت خراب ہو جاتی ہے دھوکے میں نہ آئیں اور ہمارے سینوں کو اپنی محبت سے معمور رکھے اور موت کو یاد کرنے نیز خوف آخرت کو پیش نظر رکھنے کی توفیق بخشے

کار این است غیر ایں ہمہ ہیچ اصل کام تو یہی ہے باقی سب ہیچ ہے زیادہ کیا لکھوں الله معکم اینما کنتم

☆☆☆☆☆☆☆☆

۱۰۔مکتوب بنام حاجی مرتضیٰ خان بہادر

بتاریخ ۷ ذی قعدہ ۱۲۶۶ھ

اس مکتوب میں یہ وضاحت کی گئی ہے کہ لوگوں کا فائدہ اور نقصان ارباب حکومت اور اصحاب دولت کے ساتھ مربوط ہے۔ ان کی خوبی وخرابی اور تعمیر و تخریب کا اثر دوسروں تک پہنچنا، ایک لازمی چیز ہے۔

ایسی صورت میں علماء وفضلاء کو چاہئے کہ وہ اس وقت کے سلاطین و امراء کی صحبت اختیار کریں تا کہ امراء وسلاطین کو شرع شریف کا پابند بنایا جائے، شرعی احکام کا نفاذ اور لوگوں کی حاجت روائی کا کام انجام دیا جائے اس سے بڑھ کر کوئی سعادت نہ ہوگی۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سلام مسنون کے بعد واضح ہو کہ، مکرمی سید شاہ محمد قادری نے بتایا کہ فقیر کی سفارش مقبول ہوی اور عمدہ و بہترین کوششوں کی وجہ سے مسجد بھی آباد ہوگئی۔ خدائے تعالیٰ ہماری جانب سے جزائے خیر عطا فرمائے۔ آپ جو دور افتادہ فقیروں کی طرف التفات کرتے ہیں اور غیب وحضور میں ان کی باتوں کا پاس ولحاظ رکھتے ہیں اس سے امید ہے کہ یہ حق جل مجدہٗ کی التفات کا باعث اور اس کی خوشنودی کا سبب ہوگا۔ انہ قریب مجیب (بیشک اللہ تعالیٰ قریب اور جواب دینے والا ہے) حضرت خواجہ احرار قدس سرہٗ سے منقول ہے کہ آپ شریعت کی ترویج واشاعت اور حاجتمندوں کی حاجت روائی کرتے تھے۔ یہ حال تو اس زمانہ کا ہے۔ اب تو ایسا دور ہے کہ جس میں اسلام انتہائی ضعف وشکستگی کے عالم میں ہے، اور یہ ایسا زمانہ ہے کہ اس میں تھوڑا سا عمل بھی ثواب کثیر کا موجب ہے اور عالم غیب میں قابل قدر اور درجہ قبولیت کو پہنچ جاتا ہے۔ ہمارے اس زمانہ میں اگر کوئی صاحب علم خلوص نیت سے امراء کی صحبت اختیار کرتے ہوئے شریعت کی ترویج اور لوگوں کی حاجت روائی کا کام انجام دے تو اس سے بڑھ کر کوئی سعادت نہیں ہوسکتی، ایں کار دولت است کنوں تا کرا رسید۔

سفر ناگور سے واپسی کے بعد نواب عظیم جاہ بہادر کو مختار النساء سے دختر تولد ہوی۔ انہی ایام میں بہو بیگم صاحبہ نے مریم بی کو دعائے اولاد صالح کی استدعا کے ساتھ میرے پاس روانہ کی تھیں تو میں اسم 'المصور' کے نقوش اور صفوف

کی تیرہ پڑیاں جو بانجھ پن اور تقویت رحم وجنین کے لئے مجرب ہے روانہ کیا جس کے پچپن دن بعد مریم بی کے معرفت سے نواب صاحب کے حمل کی بشارت دی گئی۔ منجملہ اور باتوں کے فقیر اس خوش خبری کو دعا اور دوا کا نتیجہ سمجھتا ہے۔ تاہم غیب کی باتوں کا ظہور انسان کو ترقیات ظاہری و باطنی کے لئے دعا سے بے پروا نہیں کرتا۔ ربنا تقبل منا انك انت السميع العليم۔

سعادت آثار! دنیا کی فلاح اور لوگوں کا نفع ونقصان امیروں کے ساتھ مربوط ہے۔ ان کی خوبی وخرابی کا اثر دوسروں کے ساتھ متعدی ہوتا ہے۔ ایسے لوگ بہت کم ہیں جو آغاز شباب میں باوجود دولت وکامرانی کے حق کی جانب مائل ہیں۔ دولت مندی صحیح معنی میں دولت کے عطا کرنے والے کی اطاعت میں ہے اور دولت مند رعایا کی دولت ہے۔

الموت حق والبعث حق والحساب حق وعلم الله بسروعلانية حق والجنة حق والنار حق

یہ اہل سنت والجماعت کے عقائد میں سے ہیں۔ اچھی طرح نواب صاحب کے ذہن نشین کرادیں۔ اور ایک رسالہ میں نے اثباتِ توحید ونبوت انبیاء اور آخرت پر لکھا ہے جو روانہ کیا جاچکا ہے اگر پسند آئے تو مطالعہ میں رکھو۔ مناسب سمجھو تو نواب صاحب کے گوشگذار کردو کہ تفسیر قرآن مجید، اور احادیث کی شرحیں اور آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت وسیر صحابہ خصوصاً خلفائے راشدین کی سیرت اپنی مطالعہ میں رکھیں اور روضۃ الاحباب جو جمال الدین مدک کی تصنیف ہے، اور حجۃ الاسلام، امام غزالی کی تصانیف و ملفوظات اور جدی

غوث الثقلین شیخ عبدالقادر جیلانی اور مکتوب شیخ شرف الدین یحییٰ منیری کی تصانیف اور امام ربانی شیخ محدث دہلوی کی آداب الصالحین رضوان اللہ علیہم اجمعین وغیرہ کو اپنے مطالعہ میں رکھیں کیونکہ، الاشیاء تعرف باضدادھا، اشیاء کی پہچان اضداد سے ہوتی ہے۔علم حق کے نور سے جہالت کی تاریکی اور کفر کی قباحت ظاہر ہوتی ہے۔اور خوفِ خدا سے دل معمور ہوجاتا ہے۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ''انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء'' علماء دین ہی اللہ تعالیٰ سے خوف کھاتے ہیں۔مزیدار غذائیں، لباسِ فاخرہ، جاہ وحشمت، ظاہری شان وشوکت، اغنیاء کی قربت کا لحاظ اور نکتہ چینی کا خوف، یہ چند ایسی چیزیں ہیں جن سے آخرت خراب ہوتی ہے اور قبر وآخرۃ میں کام آنے والی نہیں ہیں۔اور یہ تمام چیزیں مؤمن کی جان کے لئے قید خانہ ہیں جو اسکو دلیر ہونے سے باز رکھتی ہیں۔ ؎

اے سرائے وباغ تو زندانِ تو خان ومان تو بلائے جان تو

ترجمہ: اے انسان تیرا باغ اور مکان تیرے لئے قید ہے اور مال و اسباب تیری جان کیلئے مصیبت ہیں۔ نجانا اللہ وایاکم عن حب الدنیا واھلھا، بچائے اللہ تعالیٰ ہمیں اور تمہیں دنیا ومافیھا کی محبت سے۔آخر میں خدا سے دعا ہے کہ موت کو یاد کرنے اور آخرۃ کی پریشانیوں پر نظر رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔اور ہمارے دلوں کو اپنی معرفت کے نور سے معمور کردے۔دنیا جسے ثبات نہیں ہے اور نہ قبر میں ساتھ آنے والی ہے اسکی محبت سے بچائے اور ہمارے دلوں کو مضبوط بنائے۔ ؎ روبۂ خویش خواں شیری جبیں

تم مجھے دل دو اور بہادری کا نظارہ کرو مجھے اپنی بلی کہہ دو اسکے بعد مجھ سے شیری دیکھو، الوقت سیف قاطع وقت کاٹنے والی تلوار ہے۔ اس پر قدرت کو غنیمت سمجھو، زیادہ کیا لکھوں اللہ معکم اینما کنتم ،تم جہاں بھی رہو اللہ تمہارے ساتھ ہے۔ فقط والسلام۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

۱۱۔ مکتوب بنام جناب مولانا عمر خان کتوال پلٹن ھفتم فوج

''زیر نظر مکتوب میں درجہ ذیل موضوعات پر روشنی ڈالی گئی ہے.

(۱) تقلید و اجتہاد (۲) اجتہاد و استنباط سے حاصل شدہ احکام و مسائل میں خطا و صواب دونوں پہلو ہیں اور مجتہد و مقلد کو ان پر عمل کرنے سے اجر و ثواب ہے۔

(۳) اپنے امام کے مذہب کے خلاف عمل کرنا صحیح نہیں ہے۔

(۴) ایک امام کی پیروی اور تقلید کرنی چاہیئے۔ (۵) ائمہ طریقت اور تمام صوفیائے کرام، ائمہ اربعہ کے مقلد رہے ہیں۔ (٦) ایک حنفی شخص کن حالات و ضروریات میں شافعی مسلک پر عمل کرسکتا ہے اور اسی طرح ایک شافعی شخص کن صورتوں میں حنفی مسلک پر عمل کرسکتا ہے۔ دوسرے امام کے

مذہب پر عمل کرنے کی صورت میں تلفیق کا خاص خیال رکھا جائے۔(۷) تلفیق کی صورت وشکل۔''

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حمد وصلوٰۃ کے بعد واضح ہو کہ گرامی کا التفات نامہ دستیاب ہوا جو مسائلِ دینیہ کے استفسار پر مشتمل تھا۔ جن میں سات مسئلوں کا جواب طلب کیا گیا تھا، بے پایاں مسرت اور خوشی حاصل ہوئی، اور آپ کی حُسن خیریت سے بھی آگہی ہوئی۔

الحمدللہ علی ذالک! اے سعادت مند، اس دور پرفتن میں عوام افراط وتفریط کا شکار ہوچکی ہے۔ ان ہی دلسوز اور جانکاہ حالات کو دیکھتے ہوے میں نے ''فصل الخطاب'' کے نام سے ایک کتاب سپرد قلم کی ہے۔ انشاء اللہ عنقریب مولوی غلام قادر صاحب مدراسی کے پریس میں زیور طباعت سے آراستہ ہوجائیگی۔ لہٰذا آپ مسائل مذکورہ کی تفصیل اور تشریح ''فصل الخطاب'' میں تلاش کیجئے۔

حاصل کلام مجتہد کے استنباط شدہ احکام خطا اور صواب دونوں پہلو رکھتے ہیں۔ خواہ مجتہد مستقل ہو، یا غیر مستقل۔ اور اگر اس کا اجتہاد درست اور صحیح رہے، تو دوگونہ اجر وثواب پائے گا ورنہ یک گونہ اجر وثواب کا مستحق بہرحال رہیگا۔ اور مجتہد کی تقلید کرنے والا اگر خطا کرجائے تو بھی وہ ثواب کا مستحق ہوگا اور نجات

پائے گا۔ لہٰذا کسی مقلد کو جائز نہیں ہے کہ وہ اپنے امام کے خلاف عمل کرے۔

حجۃ الاسلام امام غزالیؒ کیمیائے سعادت میں لکھتے ہیں کہ کسی شافعی کو لائق نہیں ہے کہ نکاح بے ولی اور حق شفعہٗ جوار اور اسی قسم کے وہ مسائل جو امام شافعی کے مذہب کے خلاف ہیں ان کو موضوع بحث بنا کر کسی حنفی پر اعتراض کرے یعنی مقلد کے لئے روا نہیں ہے کہ دوسرے امام کے مذہب پر حرف گیری کرے اور اس کے مقلدین پر اعتراض کرے۔

اور اگر کوئی شافعی شخص ولی کے بغیر نکاح کرے اور نبیذ خرما کا استعمال کرے تو اس کو ان چیزوں سے روکنا اور منع کرنا ہر شافعی اور حنفی پر ضروری ہے۔ لہٰذا ہر ایک مذہب کے مقلد پر یہ بات واجب ہے کہ وہ اپنے امام کے مذہب کی اتباع کرے۔

علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ کوئی شخص اپنے اجتہاد کے خلاف عمل کرے تو وہ گناہ گار ہوگا۔ مثلاً کسی نے قبلہ کا رخ جاننے کے لئے اجتہاد کیا اور اپنے اجتہاد کردہ رخ کے خلاف نماز ادا کیا تو گناہگار ہو جائے گا اگر چہ کہ دوسرا اس کو صحیح گمان کر رہا ہے۔

اور ایسا ہی کسی مقلد کا اپنے امام کے مذہب کے خلاف عمل کرنا بھی حرام ہے۔ لہٰذا دونوں صورتوں میں آدمی گناہگار سمجھا جائیگا۔

اور یہ بہت ہی بے ہودہ اور نا قابل اعتبار بات ہے کہ آدمی اپنا مذہب جب چاہے تبدیل کر سکتا ہے کیونکہ جب آدمی اپنے خیال کے مطابق کسی امام کو فاضل تر قرار دے اور خود کو اس امام کا مقلد قرار دینے کے بعد ضروری ہے کہ وہ

اپنے ہی متعین اور مقرر کردہ امام کے مذہب پر عمل کرے مثلاً کوئی شخص امام شافعی کو فاضل سمجھنے کے بعد ان کے مذہب کے خلاف عمل کرنا خواہشاتِ نفسانی کے علاوہ اور کیا سبب ہوسکتا ہے۔

صاحب شرح منہاج الاصول الی علم الوصول فرماتے ہیں کہ حضرت امام شافعیؒ اور دیگر مجتہدین کا اتفاق ہے کہ مقلد جمیع مسائل میں اپنے ہی امام کی تقلید کرے۔

مولانا شاہ عبدالعزیز دہلوی، بادشاہِ بخارا کے چھٹے سوال کے جواب میں لکھتے ہیں کہ کسی حنفی کو بعض احکام میں مذہب شافعی پر عمل کرنے کی اجازت تین صورتوں میں ہے۔ان میں سے پہلی صورت یہ ہے کہ حنفی شخص جن مسائل کے اندر امام شافعی کی تقلید کرنا چاہتا ہے، ان مسائل کو کتاب وسنت کی روشنی میں حنفی مذہب پر ترجیح دے اور اس کے بعد عمل کرے۔ظاہر بات یہ ہے کہ اتنا عظیم کام ہر کس و ناکس انجام نہیں دے سکتا اور یہ کام مجتہد ہی کرسکتا ہے۔

دوسری صورت یہ ہے کہ کسی حنفی مسئلہ پر عمل دشوار ہو اور اس مسئلہ میں شافعی مذہب پر عمل کئے بغیر کوئی چارہ نہیں ہے مثلاً پانی کے مسائل میں حضرت امام اعظمؒ کے یہاں ضیق اور کچھ سختی ہے لیکن اللہ کا شکر ہے کہ ہمارے ملک میں پانی کی تنگی نہیں ہے۔

اور تیسری صورت یہ ہے کہ وہ شخص صاحب تقویٰ اور طہارت ہو اور صرف احتیاط کی خاطر شافعی مذہب اختیار کرے تو درست ہے مثلاً حضرت امام شافعیؒ کے نزدیک مقدار سے کچھ زائد صدقہ دینا ضروری ہے۔لہٰذا اس مسئلہ کے

احتیاطی پہلو کو پیش نظر رکھتے ہوے حنفی مسئلہ پر عمل کرے تو جائز ہے اور اسی طرح احتیاط کے خیال سے مور کا گوشت کھانا چھوڑ دے تو درست ہے۔

لیکن ان تین صورتوں میں ایک قید یہ بھی رہیگی کہ تلفیق بین المذاھب کی صورت پیدا نہ ہوجائے، اور دونوں مذہب کی پیروی میں ایسی صورت اور شکل نہ نکلے جو دونوں مذہب کے لحاظ سے صحیح نہ ہو، مثلاً حضرت امام شافعی کے نزدیک فصد (خون کا نکلنا) ناقضِ وضو نہیں ہے، لیکن امام اعظم کے نزدیک ناقض وضو ہے، اگر کوئی صاحب وضو کے بعد بلحاظ شافعی مذہب اسی وضو سے ایسے امام کے پیچھے نماز ادا کرے جو فاتحہ کی قرأت نہ کرنے والا ہو، ایسی صورت میں تلفیق واقع ہوجائیگی، کیونکہ شافعی مذہب کے لحاظ سے وضو ٹھیک ہے لیکن فاتحہ کی قرأت نہ ہونے کی وجہ سے نماز درست نہیں، اور حنفی مذہب کی رو سے نماز ٹھیک ہے لیکن فصد کی وجہ سے وضو نہیں ہے۔

حاصل کلام اگر کوئی حنفی شخص مذکورہ تین صورتوں سے ہٹ کر مذہب شافعی پر عمل کرے یا کوئی شافعی شخص مذہب حنفی پر عمل کرے تو ناجائز اور حرام ہے۔ کیونکہ اس طرح اپنی سہولت اور اپنے نفس کی خاطر اپنے امام کی تقلید ترک کردینا ہے، گویا دین کے ساتھ لہو ولعب اور استہزاء کے مترادف ہے۔

مولانا نظام الدین حنفی لکھنوی اور مولانا عبدالعلی حنفی لکھنوی نے ''شرح مسلم'' میں اور مولانا شاہ اسماعیل حنفی دہلوی نے ''ایضاح الحق'' میں ''تنویر العینین'' سے استفادہ کرتے ہوئے جو لکھا ہے کہ مجتہد معین کی تقلید واجب نہیں۔ اس سے مراد یہ ہے کہ کسی ایک امام کی تقلید استمراری اور دوامی

حیثیت سے واجب نہیں ہے۔اس کا مطلب یہ نہیں کہ مطلقاً کسی معین مجتہد کی تقلید واجب نہیں۔اگر کسی مجتہد کو معین نہ کیا جائے تو یہ بالکل اسی طرح ہے کہ آدمی بے لگام گھوڑے کی سواری کرے۔اگر مجتہد کا تعین واجب نہ ہوتا تو ان لوگوں کو حنفی کہنا کیا معنی رکھتا ہے۔

اور سید احمد مجاھد، مولانا شاہ عبدالعزیز دہلوی، مولانا شاہ ولی اللہ دہلوی، شیخ عبدالرحیم دہلوی، مولانا سید عبداللہ، شیخ آدم بنوری، امام ربانی و دیگر مشائخ کرام حنفی ہیں اور صاحب، سفینۃ الاولیاء'' لکھتے ہیں کہ خواجہ بہاؤالدین نقشبندی اور اس سلسلہ کے اکثر علماء و مشائخ اور عوام حنفی ہیں۔ایک مجتہد کی طرف ان اکابرین کی نسبت سے معلوم ہوا کہ مجتہد معین کی تقلید واجب ہے۔

شیخ الہند ''مرج البحرین'' میں لکھتے ہیں کہ طریقت کے تمام ائمہ کرام 'مذاہب فقہا' کی اتباع کرتے تھے۔

سید الطائفہ جنید بغدادی، امام سفیان ثوری کے مذہب کی پیروی کرتے تھے اور غوث الثقلین شیخ عبدالقادر جیلانیؒ حنبلی تھے۔اور امام شبلیؒ، مالکی تھے اور امام جریری، حنفی تھے اور امام محاسبی، شافعی تھے۔ قدس اللہ اسرارھم رضی الله عنهم ۔غرض مجتہد معین کی تقلید کا مسئلہ ساری دنیا میں مشہور و متواتر اور معمول ہے اور حضرت امام غزالیؒ کی طرف جو قول منسوب ہے، وہ بالکل ضعیف ہے.

اور دوسری بات یہ ہے کہ مقلد کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ کتاب اللہ اور سنت رسول سے احکام استخراج کرے۔ امام ربّانی شیخ احمد سرہندی اپنے

مکتوبات میں لکھتے ہیں کہ مقلد کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ اپنے امام کے مقابلہ میں قرآن وحدیث سے احکام کا استنباط کرے اوران پر عمل کرے۔

مولانا شاہ اسماعیل حنفی دہلوی اپنی کتاب ''ایضاالحق'' کے مقدمہ میں استنباط احکام کے مسئلہ پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھتے ہیں، دوسری شرط یہ ہے کہ قیاس کا حق صرف مجتہدین کو حاصل ہے۔

موجودہ زمانہ میں بہت سےلوگ ایسے پائے جاتے ہیں جو کتاب وسنت سے احکامات اخذ کرتے ہیں اور ائمہ کرام کی خلاف ورزی میں اور نئے نئے احکامات نکالنے میں پیچھے نہیں ہے۔اورامام اعظم ابوحنیفۃ النعمان کی تقلید و پیروی کا دعوی کرنے کے باوجود دین متین میں اپنی نفسانی خواہشات کے تحت رخنہ ڈالتے ہیں اوراحادیث مشکوٰۃ (صاحب مشکوٰۃ شافعی تھے جس کی وجہ سے انہوں نے بیشتر حدیثوں کو اپنے مسلک کے تحت جمع کیا ہے) سے احکام اخذ کرتے ہیں اوران حدیثوں کو سامنے رکھ کر مسئلہ رفع یدین (ہاتھ اٹھانا) اور وضع یدین علی الصدر (سینہ پر ہاتھ باندھنا) پر بحث کرتے ہوئے دونوں جلیل القدر امام حضرت شافعیؒ اور حضرت ابو حنفیہؒ کے درمیان فیصلہ کرتے ہیں اور عدم رفع اور وضع پر بدعت کا حکم صادر کرتے ہیں۔

اتنا ہی نہیں مزید طرفہ یہ ہے کہ علم تصوف سے لاعلم اور ناآشنا ہوتے ہوئے بھی حضرات شیخین شیخ محی الدین ابن عربی اورامام ربانی مجدد الف ثانی کے درمیان حکم اور ثالث بنتے ہیں۔ اور وحدۃ الوجود کے بطلان اور وحدت الشہود کے اثبات پر فیصلہ صادر کرتے ہیں اور بے شمار اولیاء کرام اور صالح علماء پر

حلول واتحاد کی تہمت باندھتے ہیں اوران نفوس قدسیہ کی طرف کفروالحاد کی نسبت کرتے ہیں۔کبرت کلمة تخرج من افواھھم ان یقولون الاکذبا۔

حدیث شریف میں وارد ہے کہ میرے امتیوں کی عمر ساٹھ اور ستر کے درمیان ہے۔ فقیر کی عمر ستر سال ہو چکی ہے اور لبِ گور بیٹھا ہوا ہے۔ طاقت جواب دے چکی ہے فقہی مسائل اوراختلافات کی طرف سے توجہ کم ہوئے عرصہ بیت چکا ہے اسکے ساتھ ساتھ بہت ہی عدیم الفرصت ہوں۔ایک انار وسو بیمار والا معاملہ ہے۔ مسائل کی تفتیش و تفحص اور انتخاب کا موقع نہیں مل رہا ہے۔ ذہن مختلف خیالات میں الجھا ہوا ہے۔لیکن دل میں بہت سی باتیں ہیں، مگر کیا کیا جائے زبانِ قلم میں اتنی توانائی نہیں ہے کہ ان کی ترجمان بن سکے۔ ؎

عمر بگذشت وحدیث دردمن آخر نہ شد
شب بآخر شد کنوں کوتہ کنم افسانہ را

عمر ختم ہوگئی لیکن میری درد بھری بات پوری نہ ہوسکی۔رات اپنا ماتمی لباس اتار رہی ہے۔لہٰذا اب میں اپنی داستان ختم کئے دیتا ہوں۔

اللہ سے امید رکھتا ہوں کہ دنیا ومافیھا جو ملعونۂ خدا ہے۔اس سے فریب نہ کھائیں اور جمیعت ومحبت کی بو باس باقی رکھتے ہوئے اپنے مشام تک پہنچائیں۔ فقط والسلام

☆☆☆☆☆☆☆☆

۱۲۔مکتوب بنام
سید عارف اللہ خان آرکاٹ

زیر نظر مکتوب میں بیعت کے لغوی معنی اور شرعی مفہوم کی وضاحت کرتے ہوئے اسکی مختلف قسموں مثلاً بیعت ہجرت، بیعت جہاد، میدان جہاد سے نہ بھاگنے پر بیعت ، بیعت تقویٰ اور بیعت تبرک کی تشریح کی گئی ہے۔اور جو لوگ بیعت کو صرف خلافت کے ساتھ مخصوص اور محصور قرار دیتے ہیں۔اور صوفیہ کے ہاں رائج بیعت کو بے اصل قرار دیتے ہیں اس نقطۂ نظر کی تردید احادیث کی روشنی میں کی گئی ہے۔ (من مات بغیر امام) (من لم یعرف امام زمانه) فقد مات میته جاهلیة (جو شخص اپنے زمانے کے خلیفہ کو نہ پہنچانے اور امام کے بغیر مر جائے تو اس کا خاتمہ سوٗ پر ہوا۔

اس حدیث کی تاول اور تشریح کے ساتھ خلیفہ اور امام سے مراد، اور خلیفہ کے تقرر کے مسئلہ پر روشنی ڈالی گئی ہے۔اور خلیفہ کے تقرر کے باب میں قدرت واختیار اور عجز واضطرار اور معصیت لزوم معصیت کے پہلو کو واضح کیا گیا ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حمد وصلاۃ کے بعد واضح ہو کہ گرامی کا التفات نامہ جو اس فقیر اور مسکین کے نام ارسال کیا گیا تھا وہ اور محبی محمد حیدر بخش منشی کے خطوط دستیاب ہوئے۔ مکتوب کو مسائل دینی کے استفسار پر مشتمل پا کر بے پایاں مسرت اور شادمانی حاصل ہوی۔ الحمد لله علي ذالك ایں کار دولت است کنوں تا کرا رسد

لغت میں بیعت کا معنی یہ ہے کہ کسی شخص کے ہاتھوں میں ہاتھ دے کر کسی معاملہ میں عہد و پیمان کیا جائے اور شریعت کی زبان میں عبادت اور تقرب کے خیال سے کسی معاملہ میں کسی آدمی کے ہاتھ پر عہد کر لینا، یہ بیعت کہلاتا ہے۔

شرعی بیعت کئی طرح کی ہوا کرتی ہے جیسے بیعت خلافت جس میں خلیفہ اپنی خلافت کے اقرار اور اثبات پر ملت کے افراد سے بیعت لیتا ہے۔

بیعت اسلام، بیعت تقویٰ، بیعت ہجرت، بیعت جہاد اور جہاد میں ثابت قدم رہنے کے لئے بیعت، یہ تمام بیعت ہی کی نظائر اور امثال ہیں۔

صوفیائے کرام کے ہاں جو بیعت رائج ہے، وہ تین حیثیت کی حامل ہے۔ ایک بیعت توبہ، جس میں آدمی سے اس بات کا عہد اور اقرار لیا جاتا ہے کہ وہ معاصیات و محارم اور گناہوں سے کنارہ کشی اختیار کریگا۔ دوسری بیعت تبرک جس میں کوئی آدمی محض تحصیل تبرک اور سعادت کے خیال سے صلحاء اور اولیاء کے سلسلہ میں داخل ہو جاتا ہے جیسے کسی محدث اور مرد عارف سے سندِ حدیث

لیتے ہیں اور تیسری بیعت آدمی سے اس لئے لی جاتی ہے کہ وہ اپنے پر عائد شدہ حقوق ادا کرتا رہے اور ممنوعات سے اجتناب کرتا رہے اور اپنے قلب کو ہمیشہ خدا کی جانب مائل رکھے۔ مذکورہ تیسری بیعت میں مرید کا خدا کی طرف ہر وقت مائل رہنا، یہی صوفیاء کے نزدیک بیعت کے اندر مقصود اصلی ہے۔

جو لوگ بیعت کو صرف خلافت کے ساتھ محصور و مقید کر دیتے ہیں اور اسکے علاوہ صوفیاء کرام کے یہاں ہونے والی بیعت کو بے اصل قرار دیتے ہیں یہ بالکل غلط قسم کی بات ہے کیونکہ بیعت کا ثبوت حضور اکرم ﷺ کے اقوال و افعال سے اچھی طرح ثابت ہے۔ آپ ؐ نے مختلف موقعوں پر لوگوں سے مختلف معاملات میں بیعت لی ہے، کبھی ارکان اسلام پر قائم رہنے کے لئے، کبھی سنت کا دامن مضبوطی سے تھامے رہنے کیلئے اور کبھی امت میں وعظ و نصیحت کا سلسلہ قائم رکھنے کے لئے بیعت لی ہے۔ جیسا کہ حضرت جریرؓ کو خصوصیت کے ساتھ ارشاد فرمایا النصح لکل مسلم (ہر مسلمان کو اچھی بات بتلاتے رہو) اور کہیں آپ ؐ نے چند لوگوں سے اس بات پر بیعت لی کہ وہ علمی و دینی خدمات کو محض طعنہ دینے والوں اور بے اصل تنقید کرنے والوں کی باتیں سن کر ترک نہ کریں اور حق بات علی الاعلان صاف صاف کہہ دیں اور ملامت کرنے والوں اور نکتہ چینی کرنے والوں کی طرف مطلق توجہ نہ دیں، اور کبھی آپ ؐ نے انصاری خواتین سے بھی بیعت لی کہ وہ نوحہ کی رسم بد کو ہمیشہ کے لئے ختم کریں۔ اور کبھی آپ ؐ نے بعض مہاجرین سے بیعت لی کہ وہ کبھی کسی کے آگے دستِ سوال دراز نہ کریں۔ چنانچہ مؤخر الذکر بیعت کرنے والوں میں سے چند ایسے آدمی بھی ملتے ہیں، جنہوں نے

حضور اکرم ﷺ سے کی ہوئی بیعت کا اس قدر پاس ولحاظ رکھا کہ وہ حالتِ سواری میں اگر ان سے کوڑا گر جاتا تو وہ خود پیچھے اُتر جاتے تھے تاکہ تازیانہ اپنے ہاتھوں سے اٹھالے۔ اسی بیعت کا لحاظ تھا، وہ کسی سے کوئی سوال نہیں کرتے تھے، مذکورہ ہر بیعت کا تعلق امر معروف، نہی منکر، تزکیۂ نفس اور تطہیر باطن سے ہے اور ان میں سے ہر بیعت کو بیعت تاکید عزیمت کہتے ہیں۔

اور تمہارے دوسرے مسئلہ کی توضیح یہ ہے کہ ارباب حل وعقد کے اختیار اور پسند سے کسی شخص کو خلیفہ مقرر کرنا واجب ہے جیسے خلافتِ صدیقؓ یا کسی مخصوص اور صفاتِ خلیفہ سے متصف آدمی کو خلافت کے لئے متعین ومقرر کرنا واجب ہے جس طرح کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے خلافت کے لئے حضرت عمرؓ کو مقرر کیا۔

حضرت عمرؓ کی خلافت گویا خلافتِ صدیق کی نیابت کے خاطر تھی تاکہ احکاماتِ شرعی کا نفاذ، حدود کا اِجراء، اسلامی ممالک کے سرحدوں کی حفاظت، فوجی تنظیم، جرائم کا سدِ باب، زکوٰۃ وصدقات کی تحصیل ظالموں کے ظلم کی روک تھام اور چوروں ڈکیتوں پر نظر اور ان کے لئے سزا، اور ان جیسے امور کا انتظام بھی خلیفہ ہی کے ذریعہ ہو سکے، کیونکہ متولی اور نگران امت میں سے کوئی نہیں ہوسکتا۔

صحابۂ کرام خلیفہ کے انتخاب وتقرر کو ملّتِ اسلامی کے اہم ترین مہمات میں سے سمجھتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ ان نفوسِ قدسیہ نے حضور اکرمؐ کی تدفین کے ساتھ ہی خلیفہ کے انتخاب وتقرر کی جانب توجہ مبذول فرمائی اور اس کے بعد بھی ہر خلیفہ کی وفات کے بعد سب سے پہلا کام یہی کرتے کہ کسی دوسرے آدمی کو جو

صفاتِ خلیفہ سے متصف رہتا، منصبِ خلافت سونپ دیا کرتے تھے، کیونکہ الشرع تحت السّیف (احکام شریعت کا نفاذ اقتدار کے زیر اثر ہے) کے تحت بہت سے شرعی امور خلیفہ کی ذات سے وابستہ ہیں۔ علامہ تفتازانی اور دیگر جلیل القدر علماء نے خلیفہ کے تقرر کو اس حدیث سے واجب قرار دیا ہے من لم یعرف امام زمانه فقدمات میتة جاهلیه جو شخص اپنے زمانے کے خلیفہ کو نہ پہچانے تو اس نے جاہلیت کی موت پائی۔ اور ملا علی قاری نے شرح فقہ اکبر کے اندر اس حدیث سے حجت قائم کی ہے من مات بغیر امام مات میتة جاهلیة یعنی جو شخص امام (مرشد روحانی و شیخ مربی) کے بغیر مر جائے گا تو اس کا خاتمہ سوء پر ہوا۔

بعض علماء نے اس حدیث میں یہ تاویل کی ہے کہ خلیفہ کا تقرر کرنا واجب نہیں ہے بلکہ اس کے معرفت واجب ہے، بشرطیکہ خلیفہ موجود ہو۔ اور بعض علماء نے تو اس حدیث میں لفظ امام سے مراد نبی کی ذات لیا ہے۔ غرض اس حدیث میں تو جیہات اور تاویلات کا سلسلہ بہت طویل ہے۔ مدعی جب تقرر خلیفہ کے واجب ہونے پر دعویٰ کر رہا ہے اور وہ بھی علامہ تفتازانی اور دیگر مستند علماء کے اقوال پیش کرنے کے بعد بھی تاویل پر قائم رہنا اور ثقہ و مستند علماء کی سند کو نظر انداز کرنا، یہ تو آداب مناظرہ سے ہٹی ہوئی بات ہے جیسا کہ علم مناظرہ کے علماء نے تصریح فرمائی ہے۔

مذکورہ حدیث کی تشریح سے بادی النظر میں تو علامہ کا مقصود واضح ہوتے دکھائی نہیں دیتا لیکن اشارہ خلیفہ کے تقرر کو واجب ٹھہرا رہا ہے۔ کیونکہ خلیفہ کی

عدم معرفت ایک مذموم بات ہے اور جو بات مذموم سمجھی جائے اس کا ازالہ ضروری ہے اور وہ ازالہ ہے خلیفہ کا تقرر، لہٰذا مسلمانوں پر واجب ہے کہ اپنے میں سے کسی کو خلیفہ بنائیں۔

علامہ تفتازانی، ملا علی قاری اور دیگر جلیل القدر علمائے کرام اور فقہائے عظام نے خلیفہ کے تقرر کو واجب قرار دیا ہے اور اس پر اجماع اور اتفاق کیا ہے اور عدم تقرر کو معصیت کہا ہے لیکن آپ یہاں اس بات کو ذہن نشین کرلیں کہ لزومِ معصیت، قدرت اور اختیار کے ساتھ مشروط ہے کیونکہ عجز اور اضطرار کی حالت میں عدم تقرر کو لزومِ معصیت قرار نہیں دیا جاسکتا۔ چنانچہ صحابۂ کرام، حضرات تابعین اور اہل بیت امام حسینؓ کو خلیفہ مقرر کرنے میں عاجز اور مضطر تھے۔ بہت کچھ انہوں نے ہاتھ پیر مارا تا آنکہ نوبت شہادت تک پہونچ گئی۔ پھر کیسے وہ لوگ عاصی اور گناہ گار ہوسکتے ہیں، جب کہ انہیں قدرت اور طاقت ہی نہیں تھی اور قدرت و طاقت ہونے کے علاوہ بھی کسی زمانہ میں خلیفہ مقرر کرنے کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ جس فرد کو منصبِ خلافت سونپا جارہا ہے اس کے اندر خلافت کی صفات بدرجۂ اتم موجود ہوں اور اس جلیل القدر عہدہ کا اہل ہو، اولیائے کرام اور علمائے کرام نے خلفاء عباسیہ کے بعد کسی فرد کو اس منصب کے قابل نہیں پایا کہ وہ خلیفہ بننے کا اہل ہو۔ اسی فقدان صفات کو دیکھتے ہوے انہوں نے تقررِ خلیفہ کا التزام اور اہتمام نہیں فرمایا۔ اس صورت حال کے مدنظر کیسے ہم ان لوگوں کو تارکین واجب کا الزام دے سکتے ہیں؟

ترکوں اور دیگر سلاطین کو اگرچہ کہ شان و شوکت اور غلبہ تو حاصل رہا

لیکن خلافت کے شرائط ان کے اندر بھی یکسر مفقود تھے، پھر کیسے ہم انہیں ملت اسلامی کے خلفاء ہونے کا اعزاز بخش سکتے ہیں۔ اوران کے ہاتھوں اوران کے پیروکار کے ہاتھوں پراور دیگرنوابوں کے ہاتھوں پر کیونکر بیعت کر سکتے ہیں جبکہ وہ اس عظیم منصبِ جلیلہ کے قابل ہی نہیں ہیں۔

حاصل تحریر، فقیراور مسکین کی جانب سے اس موضوع پر یہ مختصر سی تشریح ہے جو سپردِ قلم کی گئی حقیقت حال سے تو بس خدا ہی واقف ہے۔

ربنا لا تواخذ نا ان نسینا اواخطأنا ربنا انك رؤف رحيم

اے خداوند قدوس! ہمارے نسیان اور خطا پر ہم سے مواخذہ نہ فرما یقیناً تو رؤف اور رحیم ہے۔ خدا کی نصرت اور تائید تمہارے ساتھ ہے۔ تم جہاں بھی رہو۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

۱۳۔ مکتوب بنام مولانا احمد حسین مھاجر مدراسی

درج ذیل مکتوب میں یہ موضوعات زیر بحث ہیں۔

(۱) صالحین، کاملین اپنی زندگی اور زندگی کے بعد دونوں صورتوں میں، اور کیا نزدیکی و دوری اور صحو تمام حالتوں میں اپنا روحانی فیض دوسروں کو پہنچاتے رہتے ہیں۔

(۲) اولیائے کرام کی اقسام (۳) نسبت ظاہری و نسبت باطنی کی صورت و کیفیت (۴) روحانی طور پر اور جسمانی طور پر اور خرق عادت کے طور پر فیض رسانی کی شکل وصورت۔ (۵) صحبت اور تعلیم و تربیت کی راہ سے فیض رسانی کی نوعیت اور اسکی برتری اور فضیلت۔ (۶) انبیائے کرام سے روحانی فیض کا مسئلہ صوفیہ اور فقہاء دونوں کے نزدیک متفق علیہ ہے۔ اولیائے کرام سے روحانی فیض پہنچنے کا مسئلہ صوفیہ کے پاس متفق علیہ ہے اور فقہاء کے ہاں مختلف فیہ ہے۔ (۷) اصحاب قبور سے توسل و استمداد کے مسئلہ میں صوفیہ اور فقہاء کا مسلک اور موقف۔ (۸) حضور اکرمؐ سے بیداری اور خواب کی حالت میں استفادہ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حمد و صلوۃ، سلام مسنون اور دعاؤں کے بعد! گرامی کا التفات نامہ مورخہ جمادی الثانی ۱۷ / ۱۴۱۳ھ کو موصول ہوا اور سرور قلب کا باعث بنا۔ ایں کار دولت است کنوں تا کرا رسد

آپ نے فیض روحانی سے متعلق دریافت کیا تھا۔ یہ مسئلہ تو تحقیق شدہ اور مسلم ہے، صوفیائے کرام اور فقہائے عظام دونوں بھی حضرات انبیاء کرام کے روحانی فیض کے بارے میں اتفاق رکھتے ہیں البتہ فقہاء کا اختلاف غیرانبیاء سے روحانی فیض پہنچنے کے بارے میں ہے۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی ''ترجمہ مشکوٰۃ'' میں فرماتے ہیں اصحاب قبور سے توسل واستمداد کے مسئلہ میں اکثر فقہا کا مسلک یہ ہے کہ حضور اکرمؐ اور انبیاء کرام کے علاوہ دیگر حضرات کرام سے جائز نہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ زیارت میت کے واسطے دعا اور استغفار کے لئے ہے اور اس کا مقصد یہ ہے کہ مردوں کو تلاوت کلام پاک، استغفار اور دعا کے ذریعہ نفع پہونچایا جائے اور اس چیز کو مشائخ صوفیا اور بعض فقہا نے ثابت کیا ہے۔

اہل کشف اور اصحاب کمال کے نزدیک یہ امر مسلم اور متحقق ہے کہ صلحاء سے بھی بہت سارے فیوض و برکات اور فتوحات، ارواح کو پہونچی ہوئی ہیں۔

شیخ فریدالدین عطار تذکرہ الاولیاء میں لکھتے ہیں کہ ایک جماعت ایسی ہے جس کو اویسی کہا جاتا ہے اور اس کو شیخ کامل کی ضرورت نہیں رہتی ہے۔ بلکہ

نبوت اپنی گود سے بغیر کسی واسطہ کے اس کی پرورش فرماتی ہے جیسا کہ حضرت اویس قرنی کو یہ شرف حاصل ہے۔اگر چہ کہ ظاہر میں انہوں نے حضوراکرم کو نہیں دیکھالیکن بالراست آپ ہی سے تربیت پائی۔

''ترجمہ مشکوٰۃ دہلوی'' میں ہے کہ امام شافعی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ دعائیں قبول ہونے کے لئے امام موسیٰ کاظم کی قبر تریاق مجرب ہے۔

حجۃ الاسلام امام غزالی فرماتے ہیں کہ جس شخص سے حالت حیات میں استمداد کیا جاتا تھا بعد وفات بھی استمداد درست ہے۔

بیعت وارادت میں حضرت بایزید بسطامی امام جعفر صادق سے منسوب ہیں:

اور حضرت بایزید کے مرید ہونے کی بات یہ ہے کہ انہوں نے معنوی طور پر روحانی حیثیت سے امام جعفر صادق سے تربیت پائی۔اور یہ تربیت، ظاہری اور صوری حیثیت سے نہیں ہے جیسا کہ ''رشحات'' میں مرقوم ہے۔

اور بیعت وارادت میں حضرت شیخ ابوالحسن خرقانی، شیخ بایزید بسطامی سے منسوب ہیں اور تصوف وسلوک میں انہوں نے شیخ بایزید بسطامی کی روح پر فتوح سے اکتساب فیض فرمایا۔اوران ہی سے تربیت کا شرف حاصل کیا۔حالانکہ حضرت ابوالحسن کی ولادت اس وقت ہوئی جب کہ بایزید کوانتقال کئے ہوئے ستر سال بیت چکے تھے جیسا کہ ہمعات میں مذکور ہے۔

مثنوی ہمچناں آمد کہ اوفرمودہ بود بوالحسن ازمرد ماں اوراشنود

حضرت ابوالحسن خرقانی کا ظہوراسی طرح ہوا جیسا کہ حضرت بایزید بسطامی نے پیشن گوئی فرمائی تھی حضرت ابوالحسن نے یہ بات لوگوں سے سنی کہ

حضرت بایزیدؒ نے ان کے بارے میں یوں فرمایا ہے۔

کہ حسن باشد مریدی زامتم درس گیرد ہر صباح از تربتم

حضرت ابوالحسن میرے مریدوں میں سے ہوں گے جو ہر صبح میری قبر سے اکتساب فیض فرمائیں گے۔

گفت من ہم نیز خوابش دیدہ ام وزررواں شیخ ایں بشنیدہ ام

حضرت ابوالحسن نے کہا کہ میں نے بھی حضرت بایزید کو خواب میں دیکھا اور شیخ محترم کی روح مقدسہ سے یہ باتیں سنیں۔

ہر صباحی رونہادی سوئے گور استادی تاضحی اندر حضور

حضرت ابوالحسن ہر صبح حضرت بایزید بسطامی کی قبر پر تشریف لے جاتے اور اپنے شیخ معنوی و روحانی کی خدمت میں چاشت کے وقت تک کھڑے رہتے۔

تامثال شیخ پیشش آمدی تا کہ نے گفتی اشکالش حل شدی

یہاں تک کہ شیخ مثالی صورت میں آپ کے سامنے ظاہر ہو جاتے اور ایسا تصرف فرماتے کہ اشکالات پیش کرنے سے قبل ہی وہ حل ہو جاتے تھے۔

تا یکی روز بیامد باسعود گورہا را برف تو پوشیدہ بود

یہاں تک کہ ایک روز وہ صاحب سعادت، شیخ کے مزار پر تشریف لائے دیکھا کہ تمام قبریں برف کے تودوں سے ڈھکی ہیں۔

تو بے برتو برفہا ہچوں علم قبہ قبہ دید جانش شد بغم

حضرت ابوالحسن نے دیکھا کہ ایک ایک قبہ تہہ بتہہ برف کے تودوں

سے پہاڑ بنا ہوا ہے۔ یہ دیکھ کر آپ نہایت غم زدہ ہو گئے۔

بانگش آمداز حضیرہ شیخ جی ہاانااعوک کی تسعٰی الی

حضرت ابوالحسن نے اچانک اپنے شیخ کی یہ آواز سنی، گھبراؤ نہیں، میں تمہیں بلا رہا ہوں، میری طرف چلے آؤ۔

ہمیں بیاایں سو بر آوازم شتاب عالم از برف است رواز من متاب

ہاں میری اس آواز کی طرف دوڑے چلے آؤ۔ اگر سارا عالم برف کا تودہ بنا ہوا ہے تو رہنے دو، مجھ سے مایوس ہونے کی ضرورت نہیں۔

حال اوز آن روز شد خوب و پدید آں عجائب راکہ اول می شنید

وہ عجیب وغریب سی باتیں جن کو آپ نے اپنے متعلق پہلے سنا تھا اس کے مطابق اس دن سے آپ کی حالت نکھرتی چلی گئی۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ سے شیخ ابوبکر ہراراوی منسوب ہیں اور یہ انتساب ظاہری نہیں، معنوی و روحانی ہے۔ حضرت ہراراوی ابتدا میں ایک مشہور چور تھے۔انہوں نے صدق دل اور اخلاص سے توبہ کی اور مخلوق سے کنارہ کش ہو گئے۔ اور خواب میں حضور اکرم اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کو دیکھ کر عرض کیا یارسول اللہ مجھے خرقہ پہنایئے؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔اے ابن ہرارا میں تمہارے لئے نبی ہوں یہ (حضرت ابوبکر صدیقؓ) تمہارے لئے شیخ روحانی ہیں اور اپنے دست مبارک سے حضرت صدیقؓ کی جانب اشارہ فرمایا تو: حضرت ابوبکرؓ نے انہیں خرقہ اور ٹوپی پہنائی اور دعا فرمائی کہ اللہ تعالیٰ تمہیں برکت عطا فرمائے اور اپنا دست مبارک ان کی پیشانی اور سر پر پھیرا۔

شیخ ہراراروی جب نیند سے بیدار ہوئے تو خرقہ اور ٹوپی دونوں کو اپنے بدن اور سر پر موجود پایا۔اس کے بعد یہ جس طرف جاتے مخلوق ان کی طرف متوجہ ہوتی تھی اس کے بعد علامات قرب مسلسل ظاہر ہونے لگے جیسا کہ ترجمہ خلاصۃ المفاخر میں ہے۔

اور اسی طرح حضرت شیخ علی بن وہب بخاری بھی حضرت ابوبکر صدیقؓ سے منسوب ہیں اور یہ انتساب بھی معنوی ہے۔حضرت ابوبکر صدیقؓ نے خواب میں انہیں عمامہ باندھا۔ جب وہ بیدار ہوئے تو ان کے سر پر عمامہ موجود تھا۔ حضرت شیخ علی فرماتے ہیں کہ خواب سے بیدار ہونے کے بعد میں باہر چلا آیا تو مخلوق نے مجھے گھیر لیا۔جیسا کہ ترجمہ خلاصۃ المفاخر میں ہے۔

اور میرے جدامجد اور شیخ محترم حضرت سید عبدالقادر جیلانی ،حضرت ابوسعید مبارک مخزومی سے منسوب ہونے کے باوجود سرور عالمؐ سے منسوب ہیں۔ چنانچہ فرماتے ہیں ماربانی الا رسول الله صلی الله علیه وسلم ولیس لاحد علیٰ منة بعد الله ورسوله ۔حضوراکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے میری تربیت فرمائی اور مجھ پر خدا اور رسول کے بعد کسی کا احسان نہیں ہے جیسا کہ بہجۃ الاسرار میں مذکور ہے۔

اور اسی طرح خواجہ بہاؤالدین نقشبندی بھی اویسی ہیں اگر چہ کہ انہوں نے آداب طریقت کی تعلیم حضرت سید امیر کلال سے حاصل کی۔جیسا کہ نفحات میں ہے۔

اور میرے جد محترم حضرت سید شاہ ابوالحسن حسینی قادری بیجاپوری

المعروف گورے حسن صاحب قدس سرہ' مخزن السلاسل میں اپنی خلافتوں کے بارے میں لکھتے ہیں کہ ان میں سے پانچ سلسلوں کو میں نے چار اولیاء کرام کے واسطہ سے حاصل کیا۔ اوران حضرات کو یہ سلاسل بلاواسطہ حضور اکرمؐ سے حاصل ہوئے تھے اور وہ حضرات یہ ہیں۔

حضرت شیخ ابوالبیان، شیخ شمس الدین محمد بن محمود حنفی خوارزمی، شیخ ابن احمد الرداد، سید جلال الدین ابوعبداللہ حسین حسینی بخاری مخدوم جہانیاں۔

خاتم المجتہدین حافظ شہاب الدین ابن حجر مکی علیہ الرحمہ نے ''منقذ غزالی'' سے شرح ہمزیہ میں یہ قول نقل کیا ہے کہ اولیائے کرام کبھی کبھی بیداری میں ملائکہ اور ارواح انبیاء کا مشاہدہ کر لیتے ہیں اوران کی گفتگو سنتے ہیں اور فیض حاصل کرتے ہیں۔

اوراس کے علاوہ بعض اکابرین سے یہ کلام منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ جس بزرگ کو حضور اکرمؐ کے دیدار سے شرف و بزرگی عطا فرمایا ہے ان کے لئے یہ بات چنداں بعید نہیں کہ ان کے اور حضور اکرمؐ کے درمیان کوئی حجاب نہ رہے۔ حالانکہ حضور اکرم اپنی قبرانور میں تشریف فرما ہیں۔ اور اولیاء کرام اپنی بیداری میں حضور اکرم کو اپنی قبر میں دیکھتے ہیں اور آپؐ سے شرف تکلم حاصل کرتے ہیں اور استفادہ کرتے ہیں اگرچہ کہ یہ اولیاء کرام مسافت کے اعتبار سے کتنے ہی دور کیوں نہ ہوں، اور وہ مراتب و درجات کے لحاظ سے کتنے ہی مختلف بھی کیوں نہ ہوں۔

حافظ ابن حجر فرماتے ہیں کہ یہ نقل اور سند میرے پاس محفوظ ہے کہ

حضرت ابوالحسن اور حضرت ابوالعباس نے حالت بیداری میں حضور اکرمؐ کے دیدار کا شرف حاصل کیا اور حضرت ابوالحسن شاذلی نے تو یہاں تک فرمایا کہ اگر ایک لمحہ بھی میرے حضور اکرمؐ کے درمیان حجاب واقع ہو جائے تو میں اپنے ایمان کو کمزور سمجھنے لگتا ہوں۔

علامہ حافظ ابن حجر لکھتے ہیں کہ میرے اور میرے والد محترم کے استاذ و شیخ مربی حضرت شمس محمد بن ابی الحمائل عموماً حالت بیداری میں حضور اکرمؐ کو دیکھا کرتے تھے۔ اور یہ آپ کی عادت بن چکی تھی کہ جب بھی آپ سے کوئی سوال کرتا تو فرماتے کہ پہلے میں اس مسئلہ کو حضور اکرمؐ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں، اس کے بعد آپ حضور اکرمؐ کی طرف رجوع ہوتے، چنانچہ آپ کا یہ معمول تھا کہ مسائل کے استفسار کے موقعہ پر اپنے سر کو قمیص کے گریبان میں جھکا لیتے اور کچھ دیر کے بعد سر اٹھاتے اور فرماتے کہ اس مسئلہ کی وضاحت سرکار دو عالمؐ نے یوں فرمائی ہے، اور امر واقعہ بالکل اسی طرح ہوتا تھا، کبھی اس کے خلاف نہیں ہوتا لہٰذا ان چیزوں کے انکار و تکذیب سے احتراز کیا جائے۔

اور میرے جد محترم محی الملۃ والدین حضرت سید شاہ عبداللطیف قادری ذوقی ویلوری سے جب بھی مثنوی مولانا روم کے ابیات سے متعلق پوچھا جاتا تو آپ اپنے سر کو جھکا لیتے پھر فرماتے مولانا جلال الدین رومی اس کے یہ معنی بتلا رہے ہیں۔

اور میرے والد ماجد اور شیخ محترم حضرت سید شاہ ابوالحسن محویؔ قادری بھی اویسی تھے۔ آپ حضرت سید عبدالقادر جیلانی سے منسوب ہیں، اور شیخ

جیلانی کی روح پر فتوح سے آپ نے اکتساب فیض فرمایا۔ چنانچہ آپ نے خواب میں کیئے ہوئے غسل کا اثر اور اس کی تری کو اپنے کپڑوں اور جسم پر بیداری کی حالت میں پایا۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی ترجمہ مشکوٰۃ کے باب رویا میں لکھتے ہیں کہ بعض صالحین سے صحیح اور مستند حکایات ملتی ہیں کہ بعض بزرگان دین کو اس دنیا سے کوچ کرنے کے بعد بیداری کی حالت میں دیکھا گیا ہے اس قسم کی روایات تواتر کے ساتھ منقول ہیں۔ لہٰذا تم یہ دیکھو کہ اس چیز کا منکر اولیائے کرام کی کرامتوں کو مانتا ہے یا نہیں؟ اگر منکر ہے تو اس کے ساتھ اس مسئلہ رویت ''یقظت'' (حالت بیداری میں دیدار) پر کوئی بحث ہی نہیں کیونکہ وہ ایسی چیز کا منکر ہے جس کا ثبوت قرآن وحدیث سے ہے۔ اگر اولیاء کرام کی کرامتوں کو مانتا ہے تو یہ چیز بھی رویت در یقظت منجملہ کرامات میں سے ایک ہے لہٰذا اس میں انکار کی کیا بات ہے۔

علامہ قیصری قدس سرہٗ شرح فصوص کے مقدمہ میں لکھتے ہیں کہ یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کر لی جائے کہ عادت تقدیر الٰہی سے تعلق رکھتی ہے جو علم باری تعالیٰ سے مربوط ہے اور عادت، سنت الٰہیہ پر جاری ہے اور ''خرق عادت'' کا تعلق بھی تقدیر ازلی ہی سے ہے۔ لیکن وہ سنت الٰہیہ پر جاری نہیں ہے بلکہ خرقہ عادت کا ظہور کبھی کبھی ہوتا ہے۔ اور اس کا منشا و مقصد، اظہار قدرت ہے۔

شیخ شرف الدین یحییٰ منیری قدس سرہٗ اپنے مکتوبات کے پندرہویں مکتوب میں لکھتے ہیں کہ ایک جماعت ہے جس کو ''اویسان'' کہا جاتا ہے ان

لوگوں کو شیخ کامل کی ضرورت نہیں ہوتی اور بے واسطہ شیخ، نبوت خود ہی اپنے گود میں تربیت دیتی ہے۔ چنانچہ حضرت خواجہ اویس قرنی کی پرورش اسی مزاج اور منہاج پر ہوئی۔ اگرچہ کہ انہوں نے سید الانبیاء کو نہیں دیکھا لیکن بالراست حضورؐ اکرم سے پرورش پائی۔

اور یہ بات بہت ہی نادر ہے کیونکہ اویس قرنی جیسے ذی استعداد افراد بہت ہی کم ہوتے ہیں۔ لہٰذا بہتر طریقہ یہ ہے کہ سالک، شیخ کامل کی صحبت اختیار کرے۔ جو کمال اور مرتبہ چاہے، مل سکتا ہے۔ اور ہمارا منشاء اس میں یہی ہے۔

ہاں تا نہی پائے دریں راہ بیازی زیرا کہ دریں راہ بسے شیب فرازاست

ہاں! جب تک تم اس راہ میں بہادری کے ساتھ قدم نہ رکھو گے (کمال حاصل ہونا مشکل ہے) کیونکہ اس راہ میں بہت سے نشیب وفراز ہیں۔

پس لفظ ملفوظ سے ہی مراد ہے کہ اے اسحاق، امر عادی اور سنت الٰہی کے طریقہ پر شاہ برہان کے پاس چلے جاؤ وہ تمہیں مطلوب و مقصود تک پہونچائیں گے۔

اور جو فیض کہ خرق عادت کے ذریعہ پہونچتا ہے اس کا انحصار بھی قرب بدنی پر ہے۔ فیض اول (یعنی خرق عادت کے ذریعہ جو فیض پہنچتا ہے) یقیناً ایک نعمت ہے لیکن تمام نعمتیں قرب بدنی سے مربوط اور وابستہ رہتی ہیں۔ حضرت اویس قرنی اگرچہ خیر تابعین قرار دئے گئے ہیں لیکن قرب قلبی کے باوجود جب قرب بدنی سے محروم رہے تو ایک ادنی صحابی جس کو قرب بدنی کا شرف حاصل ہے،

اس کے مرتبہ کو نہیں پا سکے یہی وجہ ہے کہ ان کا کوہ اُحد کی مقدار میں سونا صدقہ کرنا ایک صحابی کے مٹھی بھر گیہوں صدقہ کرنے کے برابر نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ صحبت بہت بڑی چیز ہے جس کی برابری کوئی چیز نہیں کرسکتی۔ مکتوبات مجدد الف ثانی میں مرقوم ہے آپ ضرور مطالعہ کریں۔

فیض روحانی کی اقسام کو اپنی جگہ ذکر کیا گیا ہے اور صالحین حالت حیات و ممات، حالت قرب و بعد اور حالت صحو تمام صورتوں میں اپنا فیض برابر پہنچاتے رہتے ہیں لیکن اس مکتوب میں اس کی تفصیل کیلئے گنجائش نہیں ہے۔

اولیائے کرام کی تین قسمیں ہیں پہلی قسم یہ ہے کہ نسبت ظاہری سے مشرف ہوتے ہیں جیسے صحابہ کرام اور اکثر مشائخ صوفیہ۔ اور دوسری قسم یہ ہے کہ نسبت باطنی سے بہرہ ور ہوتے ہیں جیسے حضرت بایزید بسطامی۔ حضرت ابوالحسن خرقانی، حضرت ابوبکر ہراراری، حضرت علی بن وہب بخاری، اور تیسری قسم یہ ہے کہ نسبت ظاہری اور نسبت باطنی دونوں سے مشرف رہتے ہیں جیسے شیخ عبدالقادر جیلانی، خواجہ بہاؤالدین نقشبندی، قدس سرہ اللہ ارواحھم و افاض علینا فتوحھم بحرمة سیدالانبیاء والمرسلین۔

اس مقام پر یہ حقیقت بھی جان لینا چاہیئے کہ شہداء کرام جب نص قرآنی سے زندہ ہیں تو انبیاء کرام اور اولیاء عظام کیسے زندہ نہیں رہ سکتے۔

ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا ط بل احیاء عند ربھم یرزقون، فرحین بما اتاھم اللہ من فضلہ o

جولوگ اللہ کی راہ میں قتل ہوئے ہیں، انہیں مردہ نہ سمجھو، وہ تو حقیقت

میں زندہ ہیں اپنے رب کے پاس رزق پا رہے ہیں۔ جو کچھ اللہ نے اپنے فضل سے انہیں دیا ہے اس پر وہ خوش وخرم ہیں۔

اور آیت من عمل صالحاً من ذکر او انثی وھو مومن فلنحیینہ حیوۃ طیبۃ جو اچھا کام کرے مرد ہو یا عورت اور وہ مومن ہے ضرور ہم اسے اچھی زندگی جلائیں گے۔

اور حدیث من قتلتہ فانادیتہ تو جس کو بھی قتل کرے میں اسی کے لئے دیت ہوں، اور یہ قول ان اولیاء اللہ لایموتون بل ینقلبون من دار الی دار آخر ، بیشک اولیاء اللہ نہیں مرتے بلکہ وہ ایک مکان سے دوسرے مکان کی طرف منتقل ہوتے ہیں۔ یہ تمام چیزیں انبیاء اور صلحاء کی زندگی کے لئے شاہد ہیں اور یہ زندگی اس آیت کے مفہوم کے منافی اور خلاف نہیں انك میت وانھم میتون بے شک آپ کو بھی انتقال کرنا ہے اور ان کو بھی مرنا ہے۔

مثنوی قیمت ہمیاں وکیسہ از زر است
بے زرے ہمیاں وکیسہ ابتر است

تھیلی کی قیمت اور اس کی وقعت پیسوں سے ہے۔ وہ تھیلی جس میں کچھ نہیں ہے اس کی کوئی قدر و قیمت نہیں۔

اسی طرح جسم کی قدر و منزلت، روح سے ہے، روح کا مرتبہ و مقام پروردگار عالم کے پرتو سے ہے۔

چنانچہ دنیا کی محبت و الفت آخرت کے ساتھ جمع نہیں ہوسکتی حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ماالدنیا والآخرہ ضرتان ان رضیت احداھما

سخطت الآخرہ۔ دنیا اور آخرت کی مثال دو سوکن جیسی ہے ایک راضی ہوئی تو دوسری ناراض ہوجاتی ہے۔ اور بالکل اسی طرح، خودی، بھی اللہ تعالیٰ کے ساتھ جمع نہیں ہوسکتی۔

مثنوی گر بقائے جاوداں خواہی دلا از خودی خود بکلی شود فنا

اے دل اگر تو حیات جاودانی چاہتا ہے تو اپنی خودی اور انا سے پوری طرح فنا ہوجا۔

ناگشتند اختراں از ما نہاں داں کہ پنہاں است خورشید جہاں

جب تک یہ ستارے ہماری نظروں سے پوشیدہ نہیں ہوتے اس وقت تک یہ بات یقینی طور پر جان لے کہ سورج ہم سے چھپا ہے۔

بے حجابت باید اسرار لباب مرگ رابگزیں و بردر آن حجاب

اگر تو بے حجابانہ طور پر اسرار کو دیکھنا چاہتا ہے موت کو اختیار کر اور اپنی خودی کے حجاب کو ختم کردے۔

نے چناں مرگے کہ در گورروی مرگ تبدیلی کہ درنورے روی

موت سے مراد یہ قبر میں جانے والی موت نہیں بلکہ یہ ایک انقلابی موت جس کی بدولت تو نور میں پہنچ جائے۔

مرد بالغ گشت وآں طفلی بمرد رومئی شد صبغۂ زنگی سترد
خاک زر شد ہیبت خاکی نماند غم فرح شد حال غمناگی نماند

میرے جد اور شیخ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ نے فرمایا: الدنیا لھا بدل وھوالآخرۃ والخلق لھم بدل وھوالخالق۔ دنیا جس کے لئے

بدل ہے اور وہ آخرت ہے اور مخلوق جس کے لئے بھی بدل ہے اور وہ خالق ہے۔

حاصل تحریر! جسم کی زندگی کا انحصار روح پر ہے۔اور روح کی قوت وتوانائی پروردگار عالم سے وابستہ ہے چنانچہ جب روح کی زندگی لافانی اور طیب رہی اور خباثت سے عاری اور منزہ رہی تو اس بنا پر اناجیل اربعہ اور کتب سماوی میں اس کو حیات جاودانی اور حیات دائمی سے تعبیر کیا گیا اور اسی حقیقت کا نام قرآن مجید میں حیات طیبہ ہے۔

مثنوی گفت پیرے مرطبیے را کہ من درزحیرم از دماغ خویشتن

ترجمہ: بولا اک پیر اک طبیب نیک سے دردسر سے مجھکو بس تکلیف ہے

گفت از پیری است آں ضعف دماغ
گفت در چشم زظلمت ہست داغ
بولا پیری سے ہے وہ ضعف دماغ
بولا تاریکی سے ہے آنکھ نہیں داغ
گفت از پیریست اے شیخ قدیم
گفت پشتم دردمی آید عظیم
بولا پیری سے ہے اے شیخ قدیم
بولا ہے درد کمر مجھکو عظیم
گفت از پیری است اے شیخ نزار
گفت ہر چہ می خورم نبود گوار
بولا پیری سے ہے اے شیخ نزار

بولا جرکھاتا ہوں ہودے ناگوار
گفت ضعف معدہ ہم از پیری است
گفت وقت دم مرادم گیری است
بولا ضعف معدہ بھی پیری سے ہے
بولامیری سانس آنے میں رکے
گفت آرے انقطاع دم بود
چوں رسد پیری دو صد علت شود
بولا سچ ہے کیوں نہ دم ترار کے
جوکہ پیری باعث صد عیب ہے
گفت کم شد شہوتم یک بارگی
گفت از پیری ست این بیچارگی
بولا میری شہوت اب کم ہوگئی ہے
بولا پیری سے ہے یہ بیچارگی
گفت پایم سست للہ ازرہ بماند
گفت از پیری سست درگنجبت نشاند

بولا میرے پاؤ چلنے سے تھکے بولا پیری سے یہ گوشہ گیری ہے
گفت پشتم چوں کمانے شددوتا! گفت از پیری ست ایں رنج وعنا
بولا میری پشت ٹیڑھی ہوگئی بولا پیری سے یہ رنج و عاجزی

گفت تاریکی ست چشمم اے حکیم	گفت کز پیر یست اے مرد علیم
بولا دھند ہے آنکھ میں میری حکیم	بولا پیری سے ہے اے مرد علیم
گفت اے احمق بریں بردوختی	از طبیبــــــے تو ہمیں آموختی
بولا اے احمق تو کہتا ہے کیا	اور طبابت سے یہی سیکھا ہے کیا
اے مدمغ غفلت ایں دانش نداد	کہ خدا ہر در درا درماں نہاد
اے تجھے یہ عقل نے دانش نہ دی	کہ دوا ہر درد کی حق نے رکھی!
تو خراحمق ز اندک مانگی	برزمیں ماندی ز کوتہ مانگی
تھوڑی پونجی سے تو اے احمق گد ہے	کوتہ قدمی سے زمیں پر تو رہے
پس طبیبش گفت اے عمر تو شصت	ایں غضب دین خشم از پیرست
بے طبیب نیک نے اس سے کہا	یہ بھی پیری سے ہے اب غصہ تیرا سبا
چوں ہمہ اجزاء و اعضا شد نحیف	خویشن داری و صبرت شد ضعیف
جو تیرے اعضاء ہوئے ہیں سب نحیف	ہوگیا صبر و تحمل بس ضعیف سبا
برنتابد دو سخن زاں ہے کند	تاب یک جرعہ ندارد قے کند
نے تحمل دو سخن زاں ہے کند	گھونٹ پی سکتا نہیں قے ہے کرے
جز مگر پیری از حق است مست	دردرون او حیات طیب است
بس سوا اس پیر کے جو بست ہے	اور حیات پاک وہ دل میں رکھے
از بروں پیر ست و درباطب صبی	خود چہ چیز است آں ولی آں نبی
پیر ظاہر طفل ہے وہ باطنا	کیا ہے وہ اولیاء وانبیاء

گر نہ پیدا اند پیش نیک و بد　　چیست بایشاں حسان راایں حسد
نے ہیں ظاہر نیک و بد کے سامنے　　پھر حسد نہ کس کا ان سے کس لئے
درنمید انند شاں علم الیقین　　چیست ایں بغض و حیل سازی و کیں
گر نہیں وہ جانتے علم الیقیں　　کس لئے کرتے ہیں حیلہ بغض و کیں
در ہمیں دانند بعث در ستیخز　　چوں زنندی خویش بر شمشیر تیز
ایسے ہی گر جاتے ہیں حشر ونشر　　ڈالتے ہیں خود کو کیوں شمشیر پر
پر تو میخند د مبیں اوراچناں　　صد قیامت در درونستش نہاں
ملتے ہیں تجھ پر جان ایسا نہیں　　سو قیامت تھی ان کے دل میں ہیں
دوزخ و جنت ہمہ اجزائے اوست　　ہر چہ اندیشی تو آں بالائے اوست
دوزخ و جنت اجزاء ان کے سب　　جو تو سوچے ہیں وہ بالا اس سے اب
ہر چہ اندیشی پذیرائے فناست　　دانکہ دراندیشہ نا ید آں خداست
سوچتا ہے جو کہ تو وہ ہے فنا　　سوچنے میں جو نہ آئے وہ خدا
بردرایں خانہ گستاخی چیست　　گر ہمیں دانند کاندرخانہ کیست
در پئے گستاخی ہے گھر کس لئے　　گر یہ جانے ہیں کہ گھر میں کون ہے
ابلہاں تعظیم مسجد می کنند　　در جفائے اہل دل جد می کنند
کرتے ہیں تعظیم مسجد ابلہاں　　اہل کو دیتے ہیں تکلیف جاں
آں مجاز است ایں حقیقت ای خراں　　نیست مسجد جز درون سروراں
وہ مجاز اور یہ حقیقت ہے خراں　　ہے نہ مسجد جز بطون سروراں

مسجدے کو اندرون اولیاء است | سجدہ گاہ جملہ است آنجا خداست
وہ جو مسجد ہے درون اولیاء | سجدہ گہہ سب کی ہے اوواں ہے خدا
تادل مرد خدا نابد بدرو | ہیچ قومے را خدا رسوانہ کرد
اہل دل کا جب تلک نے دل رکھا | حق نے نے اس قوم کو رسوا کیا
قصد جنگ انبیاء میداشتند | جسم دیدند آدمی پند اشتند
قصد جنگ انبیاء وہ رکھتے تھے | جسم دیکھا اور بشر تھے جانتے
درتو ہست اخلاق آں پیشنیاں | چوں نمی ترسی کہ باشی تو ہماں
تجھ پہ یہ اخلاق ان اگلوں کی ہے | کیوں نہیں ڈرتا کہ تو وہ ہی بنے
عادت آں ناسپاسان درتو ست | نایدت ہربار دلواز چہ درست
عادت ان نالائقوں کی تجھ میں ہے | نے درست ہر ڈول نکلے چاہ سے
آں نشانیہا ہمہ چوں درتو ہست | چوں توزیشانے کجا خواہی برست
وہ نشانی جو کہ بالکل تجھ میں ہے | جو تو ان میں سے ہے کب تو بچ سکے
شیخ بود پیر یعنے موسفید | معنی ایں موبداں اے ناامید
شیخ کیا ہے پیر یعنی موسفید | معنی اس مو کے تو جان اے ناامید
ہست آں موے سیہ ہستی او | ناز ہستیش نماندتار مو
ہے یہ ہستی اس کی وہ موے سیاہ | تانہ ہو ہستی سے اس کی رہ دلا
چونکہ ہستیش نماند پیر اوست | گرسیہ مو باشدیا خودو موست
جس کی ہستی نہ رہی وہ پیر ہے | موسیہ ہو یا ہو کھچڑی جان لے

هست آں موئے سیہ وصف بشر | نیست آں مو مورے لیش و موئے سر
وہ سیہ مو کہ جو ہے وصف بشر | ہے نہ وہ مو داڑھی اور نے موئے سر
مہد عیسیٰ اندر بر دارد صد نفیر | کہ جواں ناگشتہ تا گشیتم پیر
بس کیا جھولی میں عیسیٰ نے زبان | کہ میں شیخ و پیر ہوں نے ہوں جواں
گرر ہید از بعض اوصاف بشر | شیخ بنود کہل باشد اے پسر
بعض اوصاف بشر سے گر چھٹے | پیر آدھا ہے نہ بالکل شیخ ہے

علماء ظاہر حیات انبیاء کے مسئلہ میں کس قسم کے اختلافات رکھتے ہیں اس کی تفصیل کے لئے رسالہ حیات انبیاء مولف قاضی الملک بدرالدولہ بہادر کا مطالعہ کیجئے اور یہ بات کہ اللہ تعالیٰ سرور عالم ﷺ قطب مدار اور حضرت خضر ہر جگہ حاضر ہیں جیسا کہ حضرت مخدوم کے ملفوظات میں مذکور ہے۔اس سے حضور اکرم ﷺ کے ساتھ حضرت خضر اور حضرت قطب مدار کی مساوات لازم آئے گی۔اور اسی طرح اللہ تعالیٰ کے ساتھ حضور اکرم ﷺ کی مساوات لازم آتی ہے۔ لہٰذا یہ اعتقاد کیسا ہے؟

جب سالک فنائے آفاقی و انفسی سے فنا فی اللہ ہو جاتا ہے اور اس کی انا نیت صغریٰ، انا نیت کبری سے بدل جاتی ہے اور وہ تینوں سفروں کو مکمل کر لیتا ہے اور جب نقطۂ نہایت، نقطہ بدایت کے ساتھ متصل ہو جاتا ہے تو وہ باقی باللہ ہو جاتا ہے۔ جس کی وجہ سے اس کی انائے آفاق اور انائے انفس حق کے ساتھ برابر ہو جاتی ہے۔

صاحب ''من لگن'' فرماتے ہیں

اپناچ ہے یاد ، یاد حق کا | پرکاں ہے معلم اس سبق کا
اس جھاڑ کو جانیگی جھک جب | تب بیج کو پاویں گے سو کیا رب
اس جھاڑ کو یک تو ہوونیگا بیج | اس بیج میں بیج ہے سو وہ بیج
وہ جھاڑ یو جگ جو دیکھ میں آیئے | لکھنے میں آیے لیک میں آیئے
وہ بیج سو نوراحمدی حق | وہ بیج میں بیج نور مطلق
جس بولتے نور احدیت کا | جان کام نہ خون نادیت کا
اس جھاڑ کو پھول پات عالم | اس جھاڑ کو پہل سو کیا ہے کام
پہر پھل میں او آو بیج آیا | پن پھل گپت آپسے چھپایا
پھل پھوڑ یک آد بیج .آبہار | ہستی تو کریے اپس کے اظہار
بولئیے کہ یو جھاڑ جسم میرا | اس سب میں مرا پچھاں پھیرا
یوں پیر پو ڈالی پات اور پھول | ہے سب بو میری مکان مقبول
یو جھاڑ میں بھی یو بیج بھی میں | اس بیج میں ہے سو بیج بھی میں
معلوم نہیں کیسے یو مذکور | جا پوچ کہ جانتا ہے منصورؒ
ہر گل نہ دہریے یو باس ہر گھاس | عطار کی عطر میں ہے یو باس
غافل ہے ولیک آدمی زاد | آپس کردیئے ہیں توچ برباد

گلشن

روا باشد نا الحق از درختے | چرا نبود روا او نیک نجتے

جب ایک درخت کو انا الحق روا اور درست ہے تو ایک نیک بخت انسان کو انا الحق کہنا کیسے روا نہیں ہے؟

اور اپنے وجود کے اندر تمام موجودات اور کائنات کو موجود پاتا ہے۔اور ان میں تصرف کرتا ہے۔ مثنوی

نان چوں در سفرہ است باشد آں جماد

درتن مردم شود آں روح شاد

ترجمہ خوان میں روٹی تھی اک شئے جماد

پیٹ میں جا کر بنی وہ روح شاد

در دل سفرہ نہ گرد مستحیل مستحیلش جان کند از سلسبیل

خوان میں بدلے نہیں جب تک رہے جان بدلے اس کو بس اک آب ہے

قوت جان است ایں اے سات حواں

تاچہ باشد قوت آں جانِ جاں

جان کی قوت ہے جب اس قدر

جان جاں کی پھر ہو قوت کسی قدر

زور جان کوہ کن شق الحجر زور جان جاں دراں شق القمر

زور جان فرہاد کا شق الحجر زور جان جاں کا ہے شق القمر

اور من حیث المرتبت اس کا ظہور ہر جگہ رہتا ہے کیونکہ تمام اسی کی ملکیت ہے۔

علامہ قیصری شرح فصوص الحکم کی نویں فصل میں لکھتے ہیں، ہر صاحب حق کے حق کی ادائیگی کے بغیر اور عالم جن چیزوں کی طرف متوجہ ہوتا ہے اس

احتیاج کی تکمیل کے بغیر ربوبیت مطلقہ کا تصور ہی نہیں کیا جا سکتا۔ اور یہ معنی قدرت کاملہ اور جمیع صفات الٰہیہ کے بغیر ممکن ہی نہیں۔ پس انسان کے لئے جمیع اسماء ہیں جن کے ذریعہ وہ اپنی حسب استعداد عالم میں تصرف کرتا ہے۔

جب حقیقت انسانیہ دو جہتوں پر مشتمل ہے (الٰہیہ وعبودیہ) تو اس ربوبیت مطلقہ کا انتساب انسان کی طرف اصالۃً اور حقیقتاً نہیں بلکہ تبعاً اور مجازاً درست ہے اور اسی کا نام خلافت ہے۔ انی جاعل فی الارض خلیفه

اور حقیقت انسانیہ کے لئے احیاء، اماتت، لطف، قہر، رضا، سخط اور جمیع صفات ہیں تا کہ وہ عالم میں ان صفات کا تصرف کر سکے۔ اس لئے کہ بشریت بھی عالم میں شامل ہے۔

اور حضور اکرم ﷺ کا رونا، ضجر اور سینہ کی تنگی کا اظہار یہ تمام، اس چیز کی منافی نہیں ہے جو اوپر ہم نے ذکر کیا ہے کیونکہ یہ چیز انسان کی ذات اور صفات کے مقتضیات میں سے ہے اور حضور اکرم ﷺ بھی ایک انسان اور بشر ہیں۔ نبی اکرمؐ اپنے مرتبہ اور بلند مرتبہ اور مقام علو کے لحاظ سے آسمان و زمین کی تمام چیزوں کو اچھی طرح جانتے ہیں لیکن ضیق نفسی کا اظہار محض بشریت کی وجہ سے ہے اور اسی طرح حضور اکرمؐ نے یہ جو فرمایا ہے انتم اعلم بامور دینا کم (تم دنیاوی امور اچھی طرح جانتے ہو) یہ بھی محض بشریت کی لحاظ سے ہے۔

اور صاحب انسان کامل فرماتے ہیں جب حیوانات سے کوئی آواز ظاہر ہو جائے تو حضرت داؤد علیہ السلام علم کشفی والٰہی کے ذریعہ جان لیتے تھے کہ اس آواز سے جانور کیا کہنا چاہتے ہیں او حضرت داؤد و جب بھی حیوانات میں سے

کسی حیوان کے ساتھ کلام کرنا چاہتے تو سریانی زبان میں کرتے تھے اور اگر چاہتے تو حیوانات کی آوازوں میں گفتگو کیا کرتے تھے اور حیوان ان کی بات کو سمجھ لیتے تھے۔

اور جانوروں سے کلام کرنا یہ صرف حضرت داؤد اور حضرت سلیمان کے ساتھ خاص نہیں ہے بلکہ ہر وہ انسان کامل جو خلافت کبریٰ کا اہل ہے وہ بھی جانوروں سے گفتگو کر سکتا ہے اور حضرت داؤد اور حضرت سلیمان کے ساتھ یہ چیز نبی ہونے کے باعث محض ظہور اور تحدی کی بناء پر ہے ورنہ ہر صاحب کمال جو مقام قطبیت پا چکا ہے جانوروں سے کلام کر سکتا ہے اور اس کے لئے بھی جمیع مملکت وجودیہ میں تصرف حاصل ہے۔

اور حضرت شبلی نے فرمایا کہ اگر ایک سیاہ چیونٹی بھی رات کی تاریکی میں ایک سیاہ چٹان پر چلے تو میں اس کی آہٹ کو محسوس کروں گا۔

علامہ قیصری مقدمہ شرح فصوص الحکم، کی آٹھویں فصل میں لکھتے ہیں ہم نے جو کچھ ذکر کیا ہے اس کی تائید حضرت علیؓ کے اس قول سے ہوتی ہے۔آپ لوگوں کے سامنے خطبہ دے رہے تھے اچانک درمیان میں کہنے لگے میں بسم اللہ کے ''ب'' کا نقطہ ہوں اور میں جنب اللہ ہوں، میں قلم ہوں، میں لوح محفوظ ہوں، میں عرش و کرسی ہوں، میں سات زمین اور آسمان ہوں۔

یہاں پہونچنے کے بعد آپ پر سے محو و جذب کی کیفیت ختم ہوگئی، اور آپ عالم بشریت کی طرف لوٹ آئے اور آپ پر سے تجلی وحدت مرتفع ہوگئی۔ اور اس کے بعد آپ اپنی عبودیت کا اقرار اور اظہار کرنے لگے۔اور عاجزی اور

انکساری کا اظہار فرمایا۔

حاصل تحریر جب سالک دائرہ وجود کی مسافت طئے کر لیتا ہے۔اور مقام تمکین میں اقامت پذیر ہو جاتا ہے اور وحدت و کثرت اور جمیع مراتب الٰہی وکونی اس کے قبضہ میں ہو جاتے ہیں اور ہر لمحہ ہر آن ہرکارہ کی طرح وجود کے دائرہ پر گھومتا رہتا ہے۔اس کے بعد وہ وارث انبیاء، مدار کائنات، خلیفۃ اللہ، قطب جہاں اور غوث عالم ہو جاتا ہے۔اور اللہ تعالیٰ تاج کرامت وخلافت کو انــــــی جاعل فی الارض خلیفہ اس کے سر پر رکھ دیتا ہے۔

با مریداں آں فقیر محتشم　　بایزید آمد کہ نک یزداں منم

وہ معزز درویش بایزیدؒ مریدوں کے سامنے آئے اور کہا کہ میں خدا ہوں

گفت مستانہ عیاں آن ذوفنون　　لاالہ الا انا ھافا عبدون

اس صاحب کمالات نے مستی کی حالت میں کھلم کھلا کہا، کوئی معبود نہیں پس میری عبادت کرو۔

چوں گذشت آں حال گفتندش صباح　　تو چنیں گفتی وایں نبود صلاح

جب وہ حالت گذر گئی تو صبح مریدوں نے ان سے کہا آپ نے ایسا ایسا کہا ہے اور یہ ٹھیک نہیں ہے۔

گفت ایں بار ار کنم ایں مشغلہ　　تیغہا بر من زنند آں دم ہلہ

فرمایا! اب کی بار اگر میں یہ کام کروں　　تو فوراً مجھے قتل کر دینا

حق منزہ از تن و من باتنم　　چوں چنیں گویم بباید کشتنم

اللہ تعالیٰ جسم سے پاک ہے اور میں مجسم ہوں　　جب میں ایسا کہوں مجھے قتل کر دینا چاہیے

چوں وصیت کرد آں آزاد مرد ہر مریدے کار دے آمادہ کرد
جب اس آزاد مرد نے (یہ) وصیت کی ہر مرید نے ایک چھری تیار کرلی
مست گشت وباز ز استغراق رفت آں وصیتہا از خاطر برفت
وہ پھر بھاری استغراق سے مست ہوگئے وہ وصیتیں دل سے نکل گئیں
عشق آمد عقل او آوارہ شد صبح آمد شمع او بیچارہ شد
عشق آیا تو ان کی عقل بھاگ گئی صبح ہوگئی تو ان کی شمع بیکار ہوگئی
عقل او شحنہ است چوں سلطاں رسید شحنۂ بے چارہ در کنجے خزند
عقل کو توال ہے جب شاہ آیا بے چارہ کوتوال کونے میں گھس آیا
عقل سایہ حق بود حق آفتاب سایہ را باآفتاب اوچہ تاب
عقل اللہ تعالیٰ کا سایہ ہے اللہ سورج ہے سایہ کی اس کے سورج کے سامنے کیا مجال ہے
چوں پری غالب شود برآدمی گم شود از مرد، وصف مردی
جب جن کسی آدمی پر چڑھ جاتا ہے آدمیت سے آدمی کی صفت گم ہوجاتی ہے
ہرچہ گوید آں پری گفتہ بود زیں سری وزاں سری گفتہ بود
وہ جو کچھ کہتا ہے، جن کی گفتگو ہوتی ہے اس جانب کی، اگرچہ اس جانب سے کہا گیا ہو
چوں پری راایں دم وقانون بود کردکار آں پری خود چوں بود
جب پری کو یہ طاقت اور قاعدہ حاصل ہے وقوم اس جن کا خدا خود کیسا ہوگا
اوی اورفتہ پری خود اوشد ترک بے الہام تازی گوشدہ
اس کی ماہیت چلی گئی وہ خود جن بن گیا ترک بغیر الہام کے عربی بولنے والا بن گیا

چوں بخود آید نداند یک لغت　　چوں پری راہست ایں ذات وصفت

جب وہ ہوش میں آتا ہے ایک لغت نہیں جانتا　　جب کہ یہ ذات اور صفت جن کی تھی

پس خداوندی پری و آدمی　　از پری کے باشدش آخر کمی

تو جن و انس کا خدا　　آخر وہ جن سے کب کم ہوگا

شیرگیراز شیر کے ترسد بگو　　شرح راہ ازکور کے پرسد بگو

بتلا! نیم مست شیر سے کب ڈرتا ہے؟　　بتا! راستہ کی تفصیل اندھے سے کوئی پوچھتا ہے؟

شیر گیر ارخون نرہ شیر خورد　　تو بگوئی اونکرد آن بادہ کرد

اگر وہ پرانے راز کی بات کہے　　تو کہے گا یہ بات شراب نے کہی ہے

بادہ رامی بود گرایں شرو شور　　نور حق رانیست آں فرہنگ و زور

اگر شراب میں یہ شور سر ہوتا ہے　　تو کیا اللہ تعالیٰ کے نور میں یہ لیاقت و طاقت نہیں ہے؟

کہ ترا از توبکل خالی کند　　تو شوی پست او سخن عالی کند

کہ وہ تجھے تجھ سے بالکل خالی کردے　　تو مغلوب ہوجائے (اور)وہ بلند بات کرے

گرچہ قرآن ازلب پیغمبر است　　ہرکہ گوید حق نگفت اوکافر است

قرآن اگر چہ پیغمبر کے لبوں سے ہے　　لیکن جو یہ کہے کہ اللہ تعالیٰ نے نہیں فرمایا تو وہ کافر ہے

اور وہ صاحب نفحات جو جلال الدین رومی سے نقل کرتے ہیں کہ میں تہتر مذاہب میں سے ایک ہوں جب کسی دانشمند نے اشارہ کیا کہ مولانا سراج الدین قونوی صاحب صدر جو مولانا سے خوش نہ تھے۔ مولانا کے اس کلام پر برا بھلا کہنے لگے تو مولانا ئے موصوف مسکرائے اور کہا یہ بھی جو تم کہہ رہے ہو ان ہی میں سے ایک ہے۔

اخبار اور آثار میں آیا ہوا ہے ان اللہ خلق آدم علی صورته، بے شک اللہ تعالیٰ نے اپنی صورت پر حضرت آدمؑ کو پیدا کیا اور توراۃ کے پہلے باب میں بھی یہی مفہوم ہے۔

اور انبیائے سابقین کے صحائف میں وارد ہے کہ من عرف نفسه فقد عرف ربه، جس نے نفس کو پہچانا اس نے اپنے رب کو پہچانا۔

اور یہ حدیث بھی ہے کہ جب بندہ میرا قرب حاصل کر لیتا ہے تو میں اس کو دوست بنا لیتا ہوں، جب میں اس کو اپنا دوست بنا لیتا ہوں تو اس کا کان ہو جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے، اس کی آنکھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اس کی زبان ہو جاتا ہوں جس سے وہ کلام کرتا ہے۔

اور یہ بھی ہے کہ اے بندے! میں بیمار رہا تو نے میری عیادت نہیں کی؟ بندہ حیرت سے پوچھتا ہے، اے اللہ تو کیسے بیمار ہوتا ہے؟ اس پر جواب ملتا ہے میرا فلاں بندہ بیمار تھا اگر تو اس کی عیادت کرتا تو اس کے پاس مجھے پالیتا۔

آپ کے پوچھے ہوئے مسئلہ کا حل مذکورہ مقدمات کی وضاحت پر موقوف ہے۔ بہت سے لوگ اس کو سمجھنے کی صلاحیت نہیں رکھتے، اور اس تشبیہ میں الجھ کر رہ جاتے ہیں اور گمان کرتے ہیں کہ جز کی صورت، ظاہر کی صورت نہیں ہوگی۔

اور بعض حلول اور اتحاد میں پھنس کر رہ جاتے ہیں۔ کلموا الناس علی قدر عقولھم، لوگوں کے ساتھ ان کی فہم و عقل کے مطابق گفتگو کیا کرو!

اس قسم کے مباحث کا سمجھنا سلوک صحیح اور جذبۂ الٰہی پر موقوف ہے اور

شریعت ان کے اظہار کی اجازت نہیں دیتی۔اسی لئے صاحب ''الطاف القدس'' فرماتے ہیں:

بے شک صوفیاء کرام کی کتابیں عجیب تاثیر رکھتی ہیں اور وہ طبقہ خواص کیلئے کیمیا ہے لیکن عوام کے حق میں سمِ قاتل ہے۔

میرے جد محترم سید عبداللطیف ذوقی ''لطائف لطیفی'' میں فرماتے ہیں اس علم کو کتابوں سے حاصل نہیں کیا جاسکتا صالحین اور کاملین کی صحبت اوران کے وعظ وارشاداور تلقین وتعلیم کے ذریعہ حاصل کیا جائے۔

سلطان الاولیاء فرماتے ہیں کہ یا غلام یوخذالعلم من افواہ رجال اللہ لامن الصحائف والدفاتر ،اے عزیز!علم کو اہل اللہ کی صحبت اوران کے وعظ وارشاد سے حاصل کرو۔

لہٰذاان باتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ حقائق و معارف اوراسرار ورموز کا سمجھنا کتابوں پر موقوف نہیں ہے اس کیلئے صالحین وکاملین کی صحبت اختیار کی جائے۔

میرے جد امجد محی الملۃ والدین حضرت ذوقیؒ ''لطائف لطیفی'' میں فرماتے ہیں اے عزیز!علم انسان کے اندر مراتب داخلیہ میں سے ایک مرتبہ ہے، اوراس کے مراتب بے انتہا ہیں۔ جب تمام مراتب حدفعلیت پر پہونچ جائیں توانسان سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں رہے گی۔

طرق وصول الی اللہ، یعنی خدا تک پہونچنے کے لئے تین صورتیں ہیں۔ تصور جس کو شریعت کی زبان میں تفکر کہتے ہیں اور اہل سلوک کی اصطلاح میں

مراقبہ کہتے ہیں دوسری صورت ذکراور تیسری صورت قرآن کریم کی تلاوت ہے۔

جب اللہ تعالیٰ کی ذات انسان کامل کی طرف متوجہ ہوجاتی ہےتو ہرلمحہ یہ استحضار دوام کی شکل اختیار کرجاتا ہے۔ اور ہم صحبت اور ہم نشین کا حکم پیدا کرلیتا ہے۔اوراللہ تعالیٰ کے صفات، بندہ کے صفات پر غالب آجاتے ہیں،اور اللہ تعالیٰ کے افعال بندے کے افعال پر حاکم ہوجاتے ہیں، چنانچہ حدیث میں اسی حقیقت کو بے نقاب کیا گیا ہے کہ میں بندہ کی آنکھ، کان، زبان، ہاتھ، اور پیر ہوجاتا ہوں جب اس کومحبوب بنالیتا ہوں۔

یہ تقرب خاص اللہ تعالیٰ صالحین وکاملین میں سے جس کو چاہتا ہے عطا فرماتا ہے۔

اور صحیحین کی حدیث، میں بندے کے گمان سے قریب ہوں اور جب وہ مجھے یادکرتا ہےتو میں اس کے ساتھ ہوں، اور یہ حدیث، بندہ میری طرف ایک بالشت آگے بڑھتا ہےتو میں ایک گزآگے بڑھتا ہوں، سے معلوم ہوا کہ وہ اپنی یاد کرنے والوں کی طرف نزول فرماتا ہےاوران سے قریب ہوتا ہے۔

اوراحاطۂ علمی، خدائے تعالیٰ کا خاصہ ہے،کلیات اور جزئیات میں سے کوئی چیزاس کےعلم سے باہرنہیں،ارشادخداوندی ہے ان الله قداحاط بكل شئی علماً۔

اورسرورعالم کاعلم تمام انبیائے کرام اوراولیائے کرام اورساری مخلوقات کےعلم سےزیادہ ہے۔

صاحب تحفۂ مرسلہ حضرت بایزید بسطامی کا قول نقل کرتے ہیں مامثل معرفة الخلق وعلمهم بالنبیؐ الاکمثل نداوة یخرج من راس الرق المربوط۔

حضورا کرمؐ کے علم کی وسعت اور عمق کا یہ عالم ہے کہ سارے انبیاء اولیاء اور مخلوق کا علم اس تری کے مانند ہے جو مشکیزہ کا منہ باندھے پر ظاہر ہوتی ہے۔

اوراسی سے یہ بات معلوم ہوئی کہ قطب مدار کا علم اور جمیع اہل اللہ کا علم، جمیع مخلوقات کے علم سے گہرا ہے۔اس سے سرور عالم کے ساتھ دیگر صلحاء کے علم سے گہرا ہے۔اس سے سرور عالم کے ساتھ دیگر صلحاء کے علم سے مساوات لازم نہیں آتی۔

یہ تمام ایسے اسرار رموز ہیں جن کی گرہ کشائی کے لئے صالحین اور کاملین کی صحبت لازم ہے۔

فقیر اپنی عمر کے ستر سال میں قدم رکھ رہا ہے مسائل کی تحقیق اور تفتیش کی جانب فرصت نہیں ہے۔ یک سر اور ہزار سودے کا معاملہ ہے۔

تمہارا مکتوب آ گیا جس کی وجہ سے سرسری طور پر جواب سپرد قلم کردیا ورنہ اس عمر میں قلم کیا چلایا جا سکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے امیدوار ہوں کہ معلونۂ خدا (دنیا) سے فریب نہیں کھاؤں گا۔ عمر بگذشت وحدیث درد من آخر نشد

شب بآخر شد کنوں کوتہ کنم افسانہ

☆☆☆☆☆☆☆☆

۱۴۔مکتوب بنام شخصے

ذیل کا مکتوب حضرت قطبؒ ویلور قدس سرہ نے اپنے کسی معتقد کے نام روانہ کیا تھا جس کے مطالعہ سے یہ حقیقت بخوبی واضح ہوجائے گی کہ حضرت قطبؒ ویلور کے دل میں جوارِ رسولؐ میں سکونت اور اسی زمین میں دفن ہوجانے کی آرزو کس قدر شدت سے جاگزیں تھی۔ لکھتے کہ رسول اللہ ﷺ کی زیارت مقدسہ، سعادتوں اور برکتوں کا مخزن ہے اور مدینۃ الرسول میں دفن ہونا خوف و دغدغۂ آخرت سے نجات کا باعث ہے۔

یہ مکتوب آپ نے مدینۂ منورہ کی واپسی کے بعد تحریر فرمایا ہے جس میں مدینہ منورہ کی سکونت ترک کرنے کی وجہ اور اس سعادتِ عظمٰی کے ختم ہونے پر اظہار حسرت اور دوبارہ مدینہ منورہ میں حاضری کی تمنا ظاہر کی گئی ہے۔

حضرت قطب ویلور، رسول اللہ ﷺ کے سچے عاشق و محبّ تھے۔ اسی سچی محبت اور حقیقی الفت و تعلق کا ثمرہ تھا کہ جب آپ گنبدِ خضرا پہنچے اور دربانوں نے آپ کو اندر داخل ہونے سے روکا تو یہ امتناع آپ سے سہا نہ گیا، بے

تاب و بے قرار ہو گئے، اور دل غم رسیدہ سے آواز دی، السلام علیکم یا جدی صلی اللہ علیہ وسلم۔ جواب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز مبارک بلند ہوی۔ وعلیك السلام تعال یا ولدی۔

حضرت قطبؒ ویلور نے ۱۲۶۰ھ میں ویلور کی رہائش ترک کر کے، مدینۃ الرسول میں بودو باش اختیار کر لی، اور تقریباً تین سال حرمین شریفین میں مقیم رہے۔ ایک شب حضور اکرمؐ آپ کے خواب میں تشریف لائے اور ارشاد فرمایا، اے میرے فرزند، تم ویلور واپس چلے جاؤ، تمہاری والدہ تمہاری دید کی منتظر ہیں۔ خواب سے بیدار ہوئے تو دل غمگین ہے کہ وہ جوار رسولؐ چھوڑنے پر آمادہ نہیں ہے۔ لیکن ارشاد نبویؐ کے سامنے سمع و طاعت کے سوا کوئی چارہ نہ تھا، وداعی سلام عرض کرنے کے لئے بارگاہ نبویؐ میں حاضر ہوئے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دوری و جدائی کے کرب انگیز احساسات سے رقت طاری ہوگئی، اور آپ روضۂ اقدس کے قریب بیٹھ گئے۔ اسی عالم بے قراری اور جذب و سکر کی کیفیت میں یہ بشارت ملی یا ولدی لا تحزن انت من ارضنا۔ اے میرے فرزند غم گین نہ ہو، تم ہماری ہی زمین سے ہو۔ اس مژدۂ جاں فزا کے بعد آپ شاداں و فرحاں

ویلور لوٹ آئے۔

۱۲۶۲ھ میں آپ کی واپسی کے بعد والدہ ماجدہ کا وصال ہوا اور آپ ویلور ہی میں اقامت پذیر رہے۔ دیارِ رسولؐ کی جدائی کا احساس وقلق بڑھنے لگا۔ گویا جسم یہاں اور روح وہاں تھی۔ ۱۲۸۸ھ میں اپنے اعزّہ و اقارب کو آخری سلام پیش کرتے ہوئے عازم حرمین شریفین ہو گئے۔ اور جس روز آپ کی وفات ہوئی، حضور اکرمؐ حاکمِ مدینہ کے خواب میں تشریف لائے اور فرمایا، میرا فرزند فلاں مقام پر ہے، جاؤ اس کی تدفین کا انتظام کرو۔ چنانچہ حاکم مدینہ تلاش کرتے ہوئے نعشِ مبارک کے پاس پہنچا، اور لوگوں کو خواب بیان کرکے زارزار رونے لگا۔ جمعرات کے روز آپ کا وصال ہوا۔ دوسرے دن بعد نماز جمعہ مسجدِ نبویؐ میں آپ کی نماز جنازہ ادا کی گئی جس میں ستر ہزار افراد شریک رہے، اور آپ ''جنت البقیع'' میں حضرت امام حسن علیہ السلام کے پائیں مدفون ہوئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بعد سلام مسنون کے واضح ہو، پانچ ربیع الاول ۱۲۶۴ھ کا ارسال کردہ گرامی نامہ دستیاب ہوا۔ مگر فوری جواب طلب نہ کرنے کی وجہ سے جواب

میں تاخیر ہوی۔مکرمی سید ضیاءالدین صاحب کے وروداور حرمین شریفین کے لئے ان کی روانگی اوراس زمین سعادت گاہ دارین میں سکونت کے عزم کی خبر معلوم ہوئی۔اس سے اپنی محرومی پر حسرتوں کا اضافہ ہوا۔

هنيئًا لاربابِ النعيم نعيمها وللعاشق المسكين مايتجرع

(اصحاب نعمت کوان کی نعمتیں مبارک ہو،اور عاشق مسکین کے لئے اس کے تلخ گھونٹ ہی نعمت ہیں)

فقیر اپنے بزرگوں کے اصلاب اور ارحام طاہرہ میں تھا اس وقت ہی سعادت قرین مکہ مکرمۃ ومدینہ منورہ کی زمین گلزار کی گلی کوچوں اور ان کے اطراف ونواحی میں سیر کی۔

ہفصد وہفتاد قالب دیدہ ام ہمچو سبزہ بارہا روئیدہ ام

(سات سوستر قالب میں نے دیکھے ہیں اور میں سبزے کے مانند بار ہا اگا ہوں)

سالِ گذشتہ سے پہلے اس مکان فضیلت نشان میں اوطان قدیمہ اوران کی انس قدیم کی یاد میں میرادل، جو دعا کی منزل گاہ ہے خوشی اور بے انتہاء انس کا ہم آغوش تھا اور کعبۂ مقدسہ کی زیارت اوراس کے طواف اور روضۂ نبویؐ کے مشاہدہ اوراسکی زیارت (جو تمام سعادتوں وبرکتوں کا معدن ہے اور تمام زیارت گاہوں کا مجمع ہے) سے یہ دل بھی شرف اندوز ہو چکا ہے۔

نام احمد نام جملہ انبیاء است چوں کہ صد آمد نود ہم پیش ما است

(نام احمدؐ تمام انبیاء کا نام ہے، جب سو کہا جائے تو اس میں نود شامل ہے۔مراد یہ کہ جو کمالات انبیاء علیہم السلام میں فرداً فرداً تھے، وہ تمام آپؐ کی ایک

ذات میں جمع تھے)

حرمین میں سے کسی ایک حرم یعنی حرم مکی یا حرم مدنی میں موت واقع ہونا آخرت کے خوف اور دغدغہ سے نجات کا موجب ہے۔ حضور علیہ السلام کا ارشاد گرامی ہے۔ من مات فی احدیٰ الحرمین فقد بعث فے الامنین جو شخص حرمین شریفین میں سے کسی ایک میں وفات پائے تو وہ (قیامت کے دن) امن والوں میں اٹھایا جائیگا۔

اور اکثر علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ مکہ مکرمہ سے بھی مدینۃ الرسول میں فوت ہونا بڑی فضیلت کا باعث ہے۔ اسی لئے چاہا تھا کہ مدینہ منورہ کی مقدس زمین میں حیات و ممات کی سعادت نصیب ہو جائے اور آخرت کی خوفنا کیوں سے اطمینان ہو جائے لیکن والدین کی رضا واجب ہے۔ اور حرمین میں سکونت مستحب ہے۔ جس کی وجہ سے دور دراز مسافت طے کرنے کی مشقت برداشت کی اور حضور اکرمؐ کے اشارے سے بر و بحر کے سفر سے اس جگہ (ویلور) پہنچ گیا ہوں۔ خیر التابعین حضرت اویس قرنیؒ جو اپنی ماں کی رضا کی خاطر صحابیت کے شرف سے محروم رہے۔ اور اپنی اس رفعت شان کے باوجود کسی ادنیٰ صحابی کے مرتبہ کو نہیں پہنچے۔ یہاں تک کہ ان کا کوہ اُحد کی مقدار میں سونا صدقہ کرنا بھی کسی ادنیٰ صحابی کے ایک سیر گیہوں کے صدقہ کے اجر و ثواب کی برابری نہیں کرسکتا۔

اب فقیر اٹھاون سال کی عمر کو پہنچ چکا ہے۔ دنیا میں زندگی کی مدت ساٹھ سے ستر تک ہی ہے اور ستر تک بھی بہت کم افراد پہنچتے ہیں اور وہ بھی ہزار ہا

رنج و کدورت کے ساتھ۔ آخر کار ایک دن ایسا ضرور آئیگا، کہ یہ تمام دنیاوی راحت و فراغت، عزت و وجاہت، روغن دار شیریں غذائیں، رنگین و منقش لباس، اور دوسری لذائذ عاجلہ اور تعلقاتِ پراگندہ کو بادِ فنا لے جائے گی اور زوال وفنا کے سوا کوئی چارہ نہیں، اور اس روز ذلت و مسکنت کے سوا کوئی چیز نہیں رہیگی۔ منہ پر خاک اور بدن کے اوپر خاک ہی خاک رہے گی۔ لباس بھی خاک، خوراک بھی خاک۔

یہاں (ویلور) کے قیام سے فقیر کا دل بے چین ہے، دل کی سینکڑوں خواہشوں کی خواہش یہ ہے کہ خیرالبلاد (مدینہ منورہ) میں سکونت اور اسی میں موت نصیب ہو۔

خدائے کارساز سے امیدوار ہوں کہ وہ اپنی قدرت سے کوئی سبب پیدا کردیگا پھر زندگی میں حرمین شریفین (جو سعادتوں کا معدن اور تمام زیارت گاہوں کا مجمع ہے) کی زیارت اور اپنے فضل وکرم سے حضورؐ سید الانبیاء کے جوار میں وفات کی سعادت اور شرف عطا فرمائے گا۔ اور اپنے احسان و بخشش سے خوفِ آخرت سے رہائی دلائے گا۔

مخدومی مولوی حافظ قادر باشاہ صاحب اہل خانہ کے ساتھ حرمین روانہ ہونے کی اطلاع ملی ہے، شاید وہ اب تک بے انتہا نیکیوں اور اپنے مقصود و مراد سے کامیاب و کامران ہو چکے ہوں گے۔

ایں کار دولت است کنوں تا کرا دسد (یہ امر سعادت ہے اور اب وہ کس کے نصیب ہے) مکرمی علی صاحب طاہر کے نکاح میں تذبذب کی خبر معلوم ہوئی۔

نکاح کو نصف دین کہا گیا ہے اور اولاد کو باقیات صالحات (باقی رہنے والی نیکیاں)

کیا وجہ ہے کہ وہ فانیات اور ناپائیدار چیزوں میں عمر گراں مایہ اور باقی رہنے والی نیکیوں (اولاد) کو رائگاں کرر ہے ہیں۔ اگر مال چاہتے ہیں تو حاجی صاحب کی دختر کے لئے پیام کیوں نہیں دیتے،، اگر عزت چاہتے ہیں تو برادرزادی مخدومی مولوی محمد اسلمی دامت برکاتہم کی صاحبزادی کے لئے کیوں نہیں پیام بھیجتے؟

من نمی گویم زیاں کن یا بفکر سود باش   ای زفرصت بے خبر در ہر چہ باشی زود باش

(میں یہ نہیں کہتا کہ نقصان کر لیجئے، یا نفع کی فکر میں بیٹھے رہئے۔ اے عزیز! وقتِ غنیمت سے بے خبر جو کچھ بھی ہو جلد کرو۔)

فقیر آپ کو اس علاقہ کی رونق سمجھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو سلامت رکھے، فقیر کو فراموش نہ کریں۔ مکرمی سید ضیاء الدین صاحب و صاحبزادۂ سید عبدالقادر صاحب اور تمام احباب کی خدمت میں ہدیۂ سلام پیش کیجئے۔

اللہ آپ کے ساتھ ہے، جہاں کہیں بھی رہو۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

۱۵۔مکتوب بنام
حضرت مولانا شاہ عبداللہ

حضرت قطبؒ ویلور نے ذیل کا مکتوب اپنے مرید وخلیفہ مولانا شاہ عبداللہ کے نام روانہ کیا ہے جس میں آپ نے شاہ صاحب کو دعوت الی اللہ کے فرض کو انجام دینے کی اجازت مرحمت فرماتے ہوئے مہر و دستخط کے ساتھ ''اجازت نامہ'' روانہ کیا ہے اور ہدایت دی ہے کہ کسی مرید کو خرقۂ خلافت دینے کے لئے کن باتوں کا لحاظ ضروری ہے۔

وصول الی اللہ کے طریقوں کی وضاحت کرتے ہوئے مرشد کامل کی صحبت کو ان میں افضل طریقہ بتلایا ہے۔شاہ صاحب کو خصوصیت کے ساتھ ہدایت دی ہے کہ اس خط کے ساتھ دعوتِ اسلام کے رقعے راجاؤں اور دیگر لوگوں کے نام روانہ کئے گئے ہیں جن کی نقلیں اتار کر، بلاد آصفیہ میں کسی لائق وفائق شخص کے ذریعہ بصد عزت و احترام اور کمال نرمی و آشتی کے ساتھ غیر مسلموں کی خدمت میں اسلام کی دعوت پہنچائیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پس از سلام مسنون آپ کے خاطر سعادت ذخائر پر یہ بات ظاہر ہو کہ گرامی کا لکھا ہوا التفات نامہ موصول ہوا جو دعوت الی اللہ کی اجازت کی طلب پر مشتمل تھا۔ دل کو خوشیاں حاصل ہو جائیں ؎

ایں کار دولت است کنوں تا کرا رسد

ارشادِ خداوندی ہے ومن احسن قولا ممن دعا الی الله (حٰمٓ السجدہ) اور اس سے بہتر کس کی بات ہو سکتی ہے جس نے اللہ کی طرف بلایا، نیز ارشاد ربانی ہے قل هذه سبيلى ادعوالى الله على بصيرة انا ومن اتبعنى (یوسف) کہہ دیجئے۔ یہ میری راہ ہے، میں بصیرت کے ساتھ اللہ کی طرف دعوت دیتا ہوں اور وہ بھی جو میرے پیرو کار ہیں۔

اسی دعوت کی برکت سے بیس سال کے عرصہ میں طول میں کابل سے دریائے مغرب تک اور عرض میں روم سے عدن تک لوگ خالق پرست ہو گئے ہیں اور مخلوق پرستی کی بلاء سے چھٹکارا پا گئے ہیں، اور اسی دعوتِ حقہ کے ترک کرنے کی وجہ سے دعوت باطلہ پر مخلوق پرستاں کمر بستہ ہیں۔ انا لله وانا اليه راجعون

پری نہفتہ رخ ودیودر کرشمہ وناز
بسوخت عقل زحیرت ایں چہ بوالعجبی است

آپ جیسے سعادت آثار! اس دور غفلت نشان میں دعوت الی اللہ کی

اجازت طلب کرنے سے دل کو بے پایاں مسرت حاصل ہوی۔الحمدللّٰہ علیٰ ذلك۔

قطب المقر بین شاہ محمد غوث گوالیاری اوراد غوثیہ میں فرماتے ہیں ، بقول بعض صوفیاء، جب سالک کو ان باتوں کا یقین حاصل ہوا اور وہ اس حقیقت کی تصدیق کرتا ہو، کہ حق تعالیٰ ہی فاعل حقیقی ہے۔ خیر و شر کا قبول اور انکار، کامیابی ناکامیابی، قہر و لطف، قبض و بسط، عزت و دولت، فراخی و تنگی، زندگی اور موت یہ سب اسی سے ہے، اس کے بغیر کوئی متصرف نہیں تو ایسے شخص کو خرقۂ خلافت دیں۔اسی لئے اجازت نامہ مہر اور دستخط کے ساتھ بھیجا گیا ہے۔دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیبؐ پاک اور ان کی آل امجاد کے طفیل تمہاری رہبری فرمائے ۔آمین۔

دوسری بات یہ ہے کہ وصول الی اللہ کے طریقے چار ہیں، ذکر اور فکر، یعنی مراقبہ، تلاوتِ قرآن اور صحبتِ مرشد کامل و مکمل (جو خود کامل ہو اور دوسروں کو کامل بنا سکتا ہو) شیخ مربی کی صحبت مذکورہ تمام طریقوں سے افضل ہے اور اکسیر کا حکم رکھتی ہے۔اسی وجہ سے خیر التابعین حضرت اویس قرنیؒ کا کوہ احد کی مقدار میں سونا صدقہ کرنا ایک ادنیٰ صحابی کے مٹھی بھر جو کے صدقہ کے برابر نہیں۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ قلب، بعض اوقات حواس کے تابع ہوتا ہے جو حواس سے دور ہے وہ قلب سے بھی دور ہے۔بمصداق کلام نبوت من لم یملك عینه فلیس القلب عنده (جو شخص نگاہ کا مالک نہیں اس کے نزدیک دل بھی نہیں) اسی مرتبہ کی جانب اشارہ ہے اور جس وقت قلب کو حواس کی تبعیت حاصل نہ ہو،

قرب قلبی میں حواس کی کوئی تاثیر نہیں۔ اسی لئے مشائخ کرام مبتدی اور متوسط کو شیخ کامل کی جدائی ومفارقت کو جائز قرار نہیں دیتے۔ اگر ایسے مرشد روحانی کی صحبت میسر نہ ہو تو قرآن کریم کے معانی میں غور وتدبّر کے ساتھ تلاوت بہترین عبادت ہے رزقنا اللہ وایّاکم بحرمة سید المرسلین علیه وعلیهم الصلوٰة والسلام اجمعین۔

اے سعادت آثار! آپ نے لکھا ہے کہ لنگ سگور جاتے ہوئے ایک مکتوب عبدالرحیم ضیا (حیدرآبادی) کے ذریعہ روانہ کیا ہوں، فقیر کو مذکورہ خط نہیں پہنچا، فقیر حرمین شریفین کا عزم صمیم رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ بمبئی میں آپ کی ملاقات سے مشرف فرمائے گا۔ دل میں بہت سی باتیں ہیں جن کی ترجمانی سے زبان قلم قاصر ہے۔ اب تک کے حالات لائق شکر ہیں، لہ الحمد والمنة ، سعید دارین محمد سعادت اللہ اور خلیل الرّحمان اور تمام دین دار احباب کو ھدیۂ سلام مسنون ارسال ہے۔

عمر بگذشہ وحدیث دردِ من آخر نہ شد
شب بآخر شد کنوں کوتہ کنم افسانہ را۔

دعوت اسلام کے رقعے دو قسم کے بھیج رہا ہوں۔ راجاؤں کو اور تمام مشرکین کو۔ خالی جگہ میں الی الامیر ابن الامیر یا الی الامیر الکبیر راجہ صاحب فلاں موضع لکھتے ہوئے ان دعوت ناموں کو چھاپ کر، یا کتابت کر کے کمال نرمی وآشتی اور عزت واحترام کے ساتھ بلادِ آصفیہ میں کسی لائق وفائق آدمی کے ذریعہ روانہ فرمائیں۔

اوراسی طرح اصلاح وتزکیہ اور دعوت باطنی میں مشغول رہیں، دراصل یہی کام اصل ہے باقی سب ہیچ ہے۔ والسلام

☆☆☆☆☆☆☆☆

۱۶۔مکتوب بنام
محمد علاؤالدین صاحب مھکری

حضرت قطب ویلوراس مکتوب میں محمد علاؤالدین صاحب مہکری کی جواں سال دختر کی وفات پر تعزیت ادائی کے بعد یہ نصیحت فرمارہے ہیں کہ مقبول بندہ تو وہی ہے جو اللہ کے ہر فعل سے راضی رہے۔اب تو یہ وہ وقت ہے کہ دعااور فاتحہ کے ذریعہ مرحومہ کی اعانت اور امداد کی جائے، وفات یافتگان، زندوں کے استغفاراور صدقہ کے شدید محتاج رہتے ہیں۔اس بات کا خیال رکھیں کہ صدقہ اوراستغفار رسم وبدعت کی بنیاد پر نہیں بلکہ شریعت کے طریقہ پر کریں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حمد وصلوٰۃ اور سلام سنت خیرالبریہؐ کے بعد خاطر کرم آثر پرواضح ہو کہ ان مصیبتوں کے دنوں میں آپ کی صاحبزادی جناب سید نجم الدین صاحب قادری کی اہلیۂ محترمہ کی وفات کا واقعہ اس مسکین کے کانوں تک پہنچا اوراضطراب قلب

کا باعث بنا، ایسی جواں سال دختر کی رحلت سے آپ کے قلب پر کس قدر نشتر لگے ہوں گے انّا للّٰه وانا الیه راجعون ہم اللہ تعالیٰ کی توفیق سے اس کے قضا اور فیصلہ سے راضی ہیں۔ آپ بھی راضی رہنا ہے اور وہ شخص جو اپنے مولا کے فعل سے راضی رہتا ہے وہی اللہ کا بندہ اور شخص جو اپنی رضا کے تابع ہے، خود کا بندہ ہے۔

حدیث شریف میں وارد ہے۔ وفات یافتگان، زندوں کے استغفار کے شدید محتاج رہتے ہیں اور جب زندے، مردوں کے لئے مغفرت طلب کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اپنی رحمتوں کے پہاڑ ان کی قبروں میں داخل فرماتا ہے۔

لہٰذا اب یہ وہ وقت ہے کہ دعا اور فاتحہ کے ذریعہ مرحومہ ومغفورہ کی اعانت اور امداد کی جائے اور اس بات کا خاص لحاظ رکھیں کہ دعا وفاتحہ اور صدقہ و استغفار، شریعت مطہرہ کے طریقہ پر ہو۔ رسم و بدعت کی بنیاد پر کوئی کام نہ کریں۔ اور دنیا والوں کے پاس ولحاظ اور کسی ملامت گر کی ملامت کی پرواہ نہ کریں، کیونکہ یہ چیز موت کے بعد مفید اور کارآمد نہیں ہے۔ وہاں تو صرف خالق کے ساتھ معاملہ ہے۔ مخلوق سے کوئی سابقہ نہیں ہے۔

اور اس بات سے بچتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی مرضی کے خلاف، وقت اور مال ودولت صرف ہو اور سر پر گناہ لازم آئے۔

زر دادن و دردسر خریدن از عقل آخرت اندیش دور باشد

روپیہ خرچ کرنا اور دردسر مول لینا، یہ کام آخرت کا خیال رکھنے والی عقل سے دور ہے۔

ہرگز ماسوی اللہ کا غم دل میں آنے نہ دیں کیونکہ یہ چیز باطن کو تیرہ وتاریک کردیتی ہے اور جب بھی کوئی خوف ناک واقعہ یا کدورت، باطن میں رونما ہوتو معوذتین، قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس پڑھ لیا کریں۔ یہ سورتیں اس قسم کی کدورتوں کو دفع کرنے میں بڑی تاثیر رکھتی ہیں۔

حق سبحانہٗ وتعالیٰ اپنے فضل واحسان اور لطف وکرم سے ہم کو اور سارے مسلمانوں کو جادۂ شریعت پر استقامت کی عزت عطا فرمائے اور گوناگوں تعلقات سے محفوظ اور باز رکھے جو فنا پذیر ہیں اور قبر میں ساتھ دینے والے نہیں ہیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

۱۷۔مکتوب بنام محمد امام الدین حسن صاحب مھکری

اس مکتوب میں جناب محمد امام الدین حسن صاحب مہکری کے قاضی ہوجانے کی خبر سن کر مکتوب الیہ سے یوں مخاطب ہیں۔خود کو پابند شریعت کرتے ہوئے عدالت کو مقدماتِ شرعیہ کی تنقید ونفاذ کے لئے ایک بہترین بہانہ سمجھیں۔اگر تم ایسا نہ کرسکو تو عہدۂ قضا کو ایک بری بلا سمجھو۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حمد و صلوٰۃ اور ابلاغ سلام و دعوات کے بعد! خاطر محبت ذخائر پر واضح ہو کہ آنے والے لوگوں کی زبانی اور مخدومی محی الدین علی خان صاحب کے خط سے خدمت قضا پر آپ کی تقرری کی اطلاع پہنچی۔

آنجناب کے عہدۂ قضا پر فائز ہونے کے بعد سے خطوط یک قلم موقوف ہو گئے ہیں یہاں تک کہ خان صاحب ممدوح کے خطوط جو آپ کے ہاتھ سے لکھے ہوئے ہوتے ہیں، ان خطوط میں سلام تک متروک ہے۔ نامہ و پیام کا ذکر ہی کیا؟ معلوم ہوا کہ خدمتِ قضا آپ کو ہم فقیروں کی محبت اور یاد سے باز رکھتی ہے ۔امیر المومنین حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ، اپنے محلّہ والوں کی چند اونٹنیوں کا دودھ دوہا کرتے تھے، جب مسندِ خلافت متمکن ہوئے تو دودھ دوہنے سے کنارہ کشی کو روا نہیں رکھا۔تو آنجناب مسندِ قضا پر جلوہ افروز ہونے کے بعد ہم فقیروں کی یاد کو روا نہیں رکھتے ہیں۔

اے محبت آثار۔! از ہر چہ می رود سخن دوست خوشتر است دوست سے متعلق جو بھی بات چیت ہو وہ خوشتر اور خوب تر ہے۔

چند باتیں جن سے اللہ کی یاد تازہ ہو جائے خان صاحب ممدوح کے مکتوب میں درج ہیں۔ان کو اپنے لئے دستور العمل بنالیں اور خود کو شریعت کا پابند و مقید رکھیں۔ عدالت کو احکام شرعیہ کے نفاذ کے لئے ذریعہ سمجھیں اور اگر آپ ایسا نہ کر سکیں تو مسندِ قضا کو بری بلا سمجھیں۔

حدیث شریف میں وارد ہے کہ بہت سے عزت مند افراد قیامت کے دن ذلیل وخوار ہونگے ،اور بہت سے لوگ جو دنیا میں ذلیل اور بے اعتبار رہے ،اس دن درجۂ اعتبار اور عزت کے مقام پر ہوں گے۔

اللہ سے امید ہے کہ وہ ہمیں اور تمہیں دنیا کی بے ثبات عزت و جاہ اور بے ثبات دنیا کے امور کا پابند وقیدی نہیں بنائے گا اور کامیاب عزت اور دائمی واخروی اعتبار ومقام سے مشرف فرمائے گا انہ قریب مجیب بلاشبہ رب تعالیٰ قریب ہے اور دعا سننے والا ہے۔

تم جہاں بھی رہو خدا کے الطاف وعنایات تمہارے ساتھ رہیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

۱۸۔مکتوب بنام مولانا حسن شریف المعروف شاہ علی صاحب قاضی لشکر بنگلور

اس مکتوب میں مولانا حسن شریف المعروف شاہ علی صاحب لشکر بنگلور کونہایت لطیف پیرایہ میں یہ ہدایت اور تاکید فرمارہے ہیں کہ سعادت منداور خوش بخت قرار دئے جانے کا مستحق وہی شخص ہے جو اسلام کے اس دورِ غربت واجنبیت میں مروجہ بدعتوں کا قلع قمع

کرتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کی متروکہ سنتوں کو زندہ کرے اور نماز جو سلام ربانی ہے تعدیل ارکان اور جمعیت و جماعت کے ساتھ ادا کرے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حمد و صلوٰۃ اور سلام و دعاؤں کے بعد خاطر شریف پر واضح ہو کہ ۱۶ شعبان ۱۲۴۶ھ کا عنایت نامہ جو کمال لطف و کرم سے اس فقیر کے نام تحریر کیا گیا تھا، موصول ہوا۔ مسائل شرعیہ کے استفسار پر مشتمل رہنے کی وجہ سے دل کو خوشیاں حاصل ہوئیں، الحمد للہ علیٰ ذلک۔

اس دورِ غفلت نشاں میں کون ایسا شخص ہے جو مسائل شرعیہ دریافت کرے اور احکام شریعت کی تنفید اور امورِ ملت کی ترویج کرے۔

ہائے افسوس بہت سے مسلمانوں نے کتاب و سنت کو بالکل ہی پس پشت ڈال دیا ہے۔ اگر کسی کو اس کے بیوی بچوں کو سخت و سست بات کہی جائے تو اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں، لیکن اللہ اور رسول اللہ ﷺ کی محبت کی خاطر جان دینے کی کیا بات ہے، ایک سخت بات سننا بھی گوارہ نہیں ہے۔

وائے نہ بکبار کہ صد بار وائے

افسوس ایک بار نہیں بلکہ سینکڑوں بار افسوس، ایسے ماحول میں مسائل شرعیہ کا جو استفسار کیا گیا ہے اس سے مجھے بہت خوشی ہوئی۔ اس سے معلوم ہوا

کہ شریعت مطہرہ آپ کے قلب میں بھی جاگزیں ہے۔

از کوزہ بروں ہموں تراود کہ دروست

پیمانہ سے وہی چیز چھلکتی ہے جو اس میں ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ تمہیں اور تمہارے ہر کام میں خیر و برکت عطا فرمائے۔آمین۔

یہ مسکین قلتِ فرصت کی وجہ سے آپ کے دریافت کردہ مسائل کے جواب لکھنے سے اب تک قاصر رہا اور جانے والے لوگوں کی عجلت کے سبب جوابات کا مسودہ بغیر نظر ثانی کے مبیضہ کروا کر روانہ کیا گیا ہے اور اپنی صوابدید کی بنا پر سوالات میں قدرے کمی بیشی بھی کی گئی۔اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ خطا و نسیان سے عفو فرمائے گا ربنا لا تحملنا مالا طاقة لنابه۔

اے سعادت آثار!

آج وہ دور ہے کہ اسلام انتہائی ضعف و غربت اور اجنبیت کی حالت میں ہے اور یہ ایسا زمانہ ہے کہ اس میں تھوڑا عمل بھی اجر جزیل کیساتھ اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبولیت کے مقام کو پہنچتا ہے۔مسلمان غربت اور اجنبیت کے مقام میں ہیں۔جیسا جیسا زمانہ گذرتا رہیگا اور بھی غریب تر ہوتے جائینگے۔بـــــداء الاسلام غريبا وسيعو دغريباً فطوبىٰ للغرباء۔اسلام غربت و اجنبیت کی حالت میں ظاہر ہوا پھر غربت و اجنبیت سے ہم کنار ہو جائیگا،ایسے ماحول میں حاملین کتاب و سنت کے لئے خوشخبری ہے۔

اس دور غربت و اجنبیت میں سعادت مند شخص وہی ہے جو مسلمانوں میں پھیلی ہوئی بدعتوں میں سے کسی ایک بدعت کو بھی مٹائے اور متروکہ سنتوں

میں سے کسی ایک سنت کو بھی زندہ کرے اور پنج وقتہ نمازیں جو سلام ربانی ہے تعدیل ارکان کے ساتھ سکون قلب اور جماعت سے ادا کرے۔ کیونکہ صف بستہ سلام، کیا حاکم حقیقی اور کیا حاکم مجازی دونوں کے نزدیک مقبول اور پسندیدہ ہے اور دنیا کی لذتیں جو کہ فنا پذیر ہیں اور قبر میں ساتھ دینے والی نہیں ہیں آپ ان سے فریب نہ کھائیں اور موت کی یاد اور آخرت کی ہولناکیوں کو اپنے پیش نظر رکھیں۔ کار این است وغیر ایں ہمہ ہیچ کرنے کا کام تو صرف یہی ہے اور اس کے سوا سب ہیچ ہے۔

حق سبحانہٗ وتعالیٰ ہمیں اور تمہیں اس غیر مفید دنیا کی گرفتاریوں سے جو آخرت میں کارآمد نہیں ہیں، دور رکھے اور جادۂ شریعت پر استقامت کی توفیق عطا فرمائے اور آخرت کے ثمرات حاصل کرنے کا شرف بخشے۔ آمین۔

تم جہاں بھی رہو خدا کی نصرت تمہارے ساتھ رہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

۱۹۔ مکتوب بنام
مدارالامراء مولوی حاجی عبدالوهاب
دیوان صاحب نواب کرناٹک

اس مکتوب میں یہ وضاحت کی گئی ہے کہ دنیا اور آخرت، دوسوکن کی طرح ہیں ایک خوش ہوئی تو دوسری ناخوش ہوگی۔ اب مومن کے ہاتھ میں ہے کہ وہ اپنی دنیائے فانی کو سنوارے یا باقی رہنے والی آخرت کو سنوارے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سلام سنت سنیہ کے بعد!

خدمت شریف میں عرض ہے کہ مورخہ ۲۴ جمادی الاول ۱۲۶۵ھ کا مکتوب شریف جو کمال لطف و کرم کے ساتھ فقیر کے نام ارسال کیا تھا، دستیاب ہوا، خیریت و کیفیت کی خوشخبری اور حج بیت اللہ وزیارتِ مدینہ منورہ سے شرف یاب ہونے کی آگاہی اور منصب جلیل پر فائز ہونے کی خبر پر مشتمل رہنے کی وجہ سے دل کو مسرتیں اور شادمانیاں حاصل ہوئیں۔

این کار دولت است اکنوں تا کرا رسد

آپ کے برسرعہدہ آنے سے ان بے جان شہروں کے جسم میں جان

آ گئی۔الحمدللہ علی ذلك

دنیا و آخرت دو متضاد چیزیں ہیں۔ایک کو اختیار کرلیں تو دوسرے کو ترک کرنا ہوگا۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کلا بل تحبون العاجلة وتذرون الاخرة تم تو دنیا سے محبت رکھتے ہو اور آخرت کو چھوڑ بیٹھے ہو۔

اور حدیث شریف میں وارد ہے ماالدنیا والاخرة الاضرتان ان رضیت احداھما سخطت الاخری دنیا اور آخرت کی مثال دو،سوکن جیسی ہے۔ایک خوش ہوی تو دوسری ناراض ہوگی۔

اسی طرح خودی اور خدائی بھی باہم متضاد ہیں۔

مثنوی تا تو از خودی نگردی دور دور یار کے بینی تو اندر خود حضور

میرے جد و مرشد سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ وارضاہ عنا اپنے ملفوظ شریف میں فرماتے ہیں الدنیا لھا بدل وھو الآخرة والخلق لھم بدل وھو الخالق عزوجل یعنی دنیا کا ایک بدل ہے اور وہ ہے آخرت اور مخلوق کے لئے ایک بدل ہے اور وہ ہے خالق عزوجل۔

یہ بڑی انوکھی بات ہے کہ فقیر آں مخدوم کو اہل دنیا کے لباس میں مرد آخرت پاتا ہے۔اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ فقیر کے اس گمان کو صحیح ثابت کرے گا اور جناب عالی مرتبت کو اللہ والے آدمی بنائے گا۔اللہ تعالیٰ آپ اور آپ کے ہر کام میں برکت اور بھلائی عطا فرمائے اور آپ کے وجود سے اسلام کی رونق باقی رکھے۔آمین۔

آنجناب کی شخصیت اسلام کے لئے رونق کا باعث ہے اور مسلمانوں کی

حفاظت و پناہ کا سبب ہے۔اور آپ کی بھلائی ان سب کی بھلائی ہے اور آپ کے لئے دعا کرنا گویا ان سب کے لئے دعا کرنا ہے جس کی وجہ سے یہ فقیر مسکین صرف فقر و مسکنت کے نام اور قبولیت کے احتمال پر بے اختیار اللہ تعالیٰ سے دعا میں مشغول ہو جاتا ہے اور مجیب الدعوات سے جذب و کشش اور قرب کے لئے سوال کرنے والا اور امید رکھنے والا ہے۔

ربنا تقبل منا انك انت السميع العليم

☆☆☆☆☆☆☆☆

۲۰۔مکتوب بنام محمد امام الدین مھکری بخشی بنگلور

زیر نظر مکتوب میں سائل کی اس سوچ پر اصلاح کی گئی ہے کہ زکوٰۃ اور نفقہ دونوں بھی فرض ہیں، زکوٰۃ کو اسلام کی بنیادوں میں داخل کیا گیا ہے لیکن نفقہ کو اس طرح اساسی اور بنیادی حیثیت کیوں نہیں دی گئی؟

چنانچہ اسکی وضاحت یہ کی گئی ہے کہ مختلف چیزیں فرض اور حلال ہیں لیکن ان کے فرض اور حلال ہونے میں حکمت و مصلحت اور اجر و ثواب کے پہلو سے فرق ہے۔بعض اعمال کا ارتکاب گناہ اور حرام ہے مثلاً

کفر بھی گناہ ہے اور ترک نماز بھی گناہ ہے لیکن کفر کا
ارتکاب کرنے والے اور نماز ترک کرنے والے کے لئے
عذاب وعقاب میں فرق ہے لہٰذا اشیاء کی حلت وحرمت
میں فرق وتفاوت ضروری ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سلام مسنون کے بعد خاطر شریف پر واضح ہو کہ ۱۹ جمادی الاول اور رجب المرجب ۱۲۶۵ھ کو لکھے ہوے مکاتیب الفت جو کمال لطف ومہربانی کے ساتھ فقیر کے نام روانہ کئے گئے تھے۔ موصول ہوئے اور مندرج مضامین اور خیریت و کیفیت کی خوشخبری اور بالخصوص محل شریف کی صحت اور خیریت سے آگاہی ہوی۔ الحمدللہ علی ذلک ۔

آپ نے استفسار کیا تھا کہ زکوٰۃ اور نفقہ ہردونوں فرض ہیں، پھر کیا وجہ ہے کہ زکوٰۃ کو اسلام کی بنیاد میں داخل کیا گیا، اور نفقہ کو خارج ؟

سعادت آثار!

توحید ورسالت پر ایمان فرض ہے اور نماز بھی فرض ہے۔ کفر، گناہ ہے اور نماز کا ترک کرنا بھی گناہ ہے۔ اس کے باوجود ان کے درمیان مشرق ومغرب کی طرح دوری ہے کافر ہمیشہ دوزخ میں رہیگا اور تارکِ نماز ہمیشہ دوزخ میں نہیں رہے گا۔

اسی طرح صحرا کے درختوں کے پتے حلال ہیں اور امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک دارالحرب میں سود بھی حلال ہے۔

مرداراور غصب کی ہوی چیز اور خنزیر حرام ہے اور خنزیر مردار کا غصب بھی حرام ہے۔

اور زکوٰۃ کا مال مسکینوں کو پہنچانا اور بیت المال میں داخل کرنا ہے اور اہل وعیال اور بچوں پر مال کا خرچ کرنا بھی فرض ہے۔ لیکن ان کے درمیان بھی بڑا فرق ہے۔ زکوٰۃ میں مال خرچ ہوتا ہے اور نفقہ میں بھی مال خرچ ہوتا ہے۔ ایک (زکوٰۃ) غیر مرغوب ہے جس میں نفس کا کوئی دخل یا حصہ نہیں ہوتا، دوسرا (عیال پر خرچ) مرغوب اور محبوب ہے نیز زکوٰۃ کے اندر شہروں اور لوگوں کی مصلحت ہے اور نفقہ میں اہل وعیال اور بچوں کی مصلحت ہے اور دونوں کے درمیان کافی فرق ہے۔

یہی وجہ ہے کہ سرور عالم ﷺ کی وفات کے بعد عرب کے بعض زمینداروں نے زکوٰۃ دینے سے انکار کیا تو امیرالمومنین صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فان تابوا واقاموا الصلوٰۃ وآتوا الزکوٰۃ فخلوا سبیلھم ۔ کی آیت کے حکم کے مطابق زکوٰۃ حاصل کرنے کے لئے جنگ کی، اور اموال زکوٰۃ کو قوت وطاقت کے ذریعہ حاصل کیا، اور زکوٰۃ کو شریعت کی اساس اور بنیاد خیال کیا، اسی لئے زکوٰۃ کو خانۂ اسلام کا پایہ اور ستون کہا گیا۔

مشکوٰۃ شریف کی حدیث ہے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے،

توحید و رسالت کی شہادت، اقامت الصلوٰۃ، ادائے زکوٰۃ، حج بیت العتیق اور صیام رمضان۔

اسلام کو ایک ایسے گھر سے تشبیہ دی گئی ہے جس کے یہ ستون ہیں اور ان کے اوپر اس گھر کی بنیاد قائم ہے۔

دل میں بہت سی باتیں ہیں، لیکن وقت کی عدم مساعدت کے باعث زبان قلم ان کی ترجمانی سے قاصر ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو باقی رکھے اور آپ کے امور میں خیر و برکت عطا فرمائے۔ آمین۔

☆☆☆☆☆☆☆

۲۱۔ مکتوب بنام محمد بہاؤ الدین

اس مکتوب کے ذریعہ سارے انسانوں کے ساتھ ہمدردی اور خیر خواہی اور ان کی خدمت گذاری کی تعلیم اور تلقین کی گئی ہے اور حدیث نبوی کی روشنی میں یہ وضاحت کی گئی ہے کہ مخلوق اللہ تعالیٰ کے عیال کی منزل میں ہیں جس طرح کسی شخص کے اہل و عیال کے ساتھ شریفانہ سلوک اور کریمانہ برتاؤ، صاحب عیال کے لئے خوشی و مسرت کا باعث ہوتا ہے اسی طرح اللہ کے عیال (مخلوق) کے ساتھ حسن سلوک اللہ تعالیٰ کے لئے خوشی و مسرت کا باعث ہوتا ہے۔ آل علیؓ اور اولاد فاطمہؓ جو انسانوں کا خلاصہ ہیں ان کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنے پر اللہ اور رسول کو کس قدر خوشی اور مسرت حاصل ہوگی۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بعد سلام مسنون کے واضح خاطر شریف ہوئے کہ التفات نامہ جو اس مسکین کے نام کمال لطف و کرم کے ساتھ ارسال کیا تھا، باصرہ نواز ہوا، خیریت و کیفیت کی خوش خبری اور غربا پروری اور سادات کرام کے حسن سلوک کی خبر پر مشتمل رہنے کے باعث دل کو خوشیاں اور مسرتیں حاصل ہوئیں۔

اللہ تعالیٰ تمہیں اور تمہارے اُمور میں خیر و برکت عطا فرمائے اور اسی ذات جل جلالہٗ سے تمہاری سلامتی اور تمہاری عافیت طلب کی گئی ہے۔

حدیث شریف میں وارد ہے الناس عیال الله واحبّ الناس الی الله من احسن الی عیاله لوگ اللہ تعالیٰ کے عیال ہیں اور اللہ کے نزدیک انسانوں میں وہی سب سے زیادہ محبوب اور پسندیدہ ہے جو اس کے عیال کے ساتھ احسان اور حسن سلوک سے پیش آئے۔

اللہ تعالیٰ اگرچہ کہ اہل و عیال نہیں رکھتا لیکن اہل و عیال کے رزق کی ذمہ داری جس طرح صاحب عیال پر ہوتی ہے اسی طرح اللہ نے بھی محض اپنے فضل و کرم کی وجہ سے خود کو انسانوں کے رزق کی کفالت کا ذمہ دار قرار دیا ہے۔

اور آیت کریمہ وما من دابة فی الارض الا علیٰ الله رزقها کے بموجب اپنے اوپر مخلوق کے رزق کی کفالت لازم کرلیا ہے۔

اس لحاظ سے مخلوق خدا کے اہل و عیال کے مقام میں ہے اور جو شخص بھی کسی کے اہل و عیال کی جان و مال کے ساتھ ہمدردی اور خیر خواہی کرتا ہے تو وہ

صاحب عیال کے نزدیک بہت ہی محبوب اور پسندیدہ ہے۔

اسی طرح سارے انسان جو اللہ تعالیٰ کے عیال کے مانند ہیں ان کے ساتھ خیر خواہی اور نیک سلوک کرنے والا اور ان کی خدمت کرنے والا بھی اللہ کے نزدیک بہت ہی محبوب اور پسندیدہ ہے۔

جب عام انسانوں کے ساتھ خیر و بھلائی اور حسن وسلوک سے پیش آنے کا عنداللہ یہ رتبہ اور مقام ہے تو سادات کرام جو کثیر البرکات اور انسانوں کا خلاصہ ہیں اور سرور دین و دنیا علیہ وآلہ الصلوٰۃ والتحیات کے اجزاء ہیں۔ ان کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنے کا کیا مرتبہ اور مقام ہوگا۔ اللھم جعلنا من محبیھم بحرمة سید المرسلین علیه وعلیهم الصلوٰة والتسلیمات۔

حق سبحانہ وتعالیٰ سے دعا ہے کہ آنجناب کے ظاہر کو شریعت غرا کے ارکان اور ملت زہرا کے احکام سے آراستہ فرمائے۔ اور آں مکرم کے باطن کو دنیا و مافیہا سے جو ملعونۂ خدا ہے خلاصی عطا فرمائے تا کہ ان دو کرامت سے صاحبِ دولت کو شرف فرمائے۔ ایں کار دولت است اکنوں تا کرا رسد

المرء مع من احبه آدمی کا حشر اسی کے ساتھ ہوگا جس کے ساتھ وہ بہت زیادہ محبت رکھتا ہے۔ محل شریف میں سلام مسنون پہنچائیں آنمخدوم کے لئے قاضی الحاجات سے ولد صالح کی دعا کی گئی ہے، اللہ تمہارے ساتھ ہے تم جہاں کہیں رہو۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

۲۲۔مکتوب بنام مولوی خیرالدین خان صاحب مدراس

ذیل کے مکتوب میں حضرت قطبؒ ویلور نے چند ایسے پہلوؤں اور گوشوں کی نشان دہی کی ہے جن پر عمل کیا جائے تو بہت سارے فقہی و عرفانی اور اختلافی و فروعی امور و مسائل میں توسط و اعتدال اور امن و سلامتی کی راہ ہموار ہوسکتی ہے۔

آپ نے لکھا ہے کہ بعض مسئلوں میں میں نے اہل اباحت کی رعایت بھی ملحوظ رکھی ہے تاکہ ان پر حقیقت منکشف ہوسکے کہ ان مسائل میں اہل علم کے درمیان اختلاف ہے لہٰذا وہ بھی تعصب سے کام نہ لیں اور علماء کے آراء اور فتاویٰ کا انکار نہ کریں۔اور یہ حقیقت ہر کسی کے پیش نظر رہنی چاہیے کہ اختلافی امور اور مسائل میں ایک پہلو کو صحیح قرار دینا اور دوسرے پہلو کو غلط قرار دینا یہ ایک صحیح اور علمی موقف نہیں ہے بلکہ ہر ایک کو اس کے حال پر چھوڑ دینا چاہیے۔اور ہر ایک کو چاہیے کہ ایک دوسرے پر لعن وطعن نہ کرے اور کسی کی تحقیر و تذلیل نہ کرے اور کسی کے موقف کی فضیلت و فوقیت اور برتری اس طرح بیان نہ

کرے جس سے دوسرے کے موقف کی تنقیص ہوتی ہے۔ بزرگان دین پر لعنت وملامت کرنے سے اوران کے عیوب نکالنے سے اور انکی تحقیر کرنے سے اجتناب کرے۔ مذاہب اربعہ میں جس طرح حق کو دائراور شامل سمجھا جاتا ہے اسی طرح مذہب وجودی اور مذہب شہودی میں بھی حق کو دائراور شامل سمجھا جائے اور ایک عامی شخص کے لئے ضروری ہے کہ وہ صوفیہ کی تعلیمات کو حق سمجھے اور ان کے امور ومعاملات اور مسائل میں دخل نہ دے اور یہ خیال کرے کہ ان کے بیان کردہ حقائق ومعارف کو سمجھنے سے میری عقل قاصر ہے۔

حضرت قطبؒ ویلور نے اس مکتوب میں یہ بھی صراحت کی ہے کہ فقیر کا مسلک مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی، شیخ عبدالحق محدث دہلوی، شیخ ابن حجر مکی، شیخ جلال الدین سیوطی اور امام ربانی مجدد الف ثانی وغیرہ کے مسلک کے مطابق ہے وہ بھی ان حضرات کی طرح افراط پسند افراد کی زیادتی اور غلو پسند اشخاص کے غلو سے اللہ کی پناہ اور امان طلب کرتا ہے۔

جشن مولد رسولؐ کے مسئلہ میں علامہ ابن حجر مکی

اور علامہ سیوطی وغیرہ جواز کے قائل ہیں، لہٰذا ہم جیسے مقلد
ین کے لئے یہ پہلو ایک سند اور حجت کی حیثیت رکھتا ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بعد سلام مسنون کے واضح ہو کہ مورخہ ۱۸ ذی الحجہ ۱۲۷۹ھ کا التفات نامہ جو اس فقیر کے نام تحریر کیا گیا تھا، دستیاب ہوا، اور خیریت وعافیت سے آگاہ وشاد کیا۔ الحمدللّٰہ علیٰ ذلك۔

اہل اباحت کی رعایت کے باب میں آپ نے جو تحریر فرمایا تھا وہ پسند آیا، اللہ تعالیٰ آپ کو تادیر قائم رکھے اور اس فقیر کا مسلک اور موقف بھی یہی ہے اور آپ کو میری کتاب ''فصل الخطاب'' کے مطالعہ سے واضح ہو جائیگا کہ اہل اباحت کی رعایت کے باوجود، غالی حضرات کی رعایت بھی ملحوظ رکھی گئی ہے اور آپ فقیر کو اپنی صواب دید، اور صلاح سے ایما فرمائیں۔

شیخ الہند شاہ عبدالحق محدث دہلوی ''مدارج'' کے دسویں باب کی چھٹی فصل میں تحریر فرماتے ہیں۔

اباحت کے اقوال پیش کرنے سے راقم الحروف کا مقصد اس حقیقت کی گرہ کشائی ہے کہ مسئلہ مختلف فیہ ہے، اور کسی اختلافی مسئلہ میں ایک ہی جانب حق ہونے کا یقین کر لینا اور اسی کو اہمیت وترجیح دینا اور اس کے اندر تعصب سے کام لینا، یہ علمی اختلاف کا غیر مناسب طریقہ ہے، اگر ان میں سے کسی ایک کو نیکی سمجھیں اور صلاح وقت خیال کریں، تو توقف واحتیاط سے کام لیں اور اختلاف

ونزاع کے بھنور میں نہ پھنس جائیں اوراس روش میں اپنی سلامتی تصور کریں اور بزرگان دین واہل اللہ کو زشت کرنے سے اوران کے عیب نکالنے سے اپنی زبانوں کو بندرکھیں۔دلیلوں کے تعارض اورطریقوں کے تباین وتفاوت اورعلماء و فقہااورصوفیاء کے وجود بابرکت کے باوجوددوسری جانب میں راجح ومرجوح سے قطع نظرکرتے ہوئے بزرگوں کے پیچھے پڑ جانے سے پرہیز کریں اورکبھی بھی راستی وانصاف کادامن ہاتھ سے نہ چھوڑیں۔

صحبت وعافیت گرچہ خوش افتادا ے دل
جانبِ عشق عزیز است فرومکذارش

اوراباحت کے حضرات کے لئے بھی زیبانہیں کہ وہ تعصبو عناد سے کام لیتے ہوئے علمائے کرام کےاقوال کاانکارکریں اورباالخصوص وہ علماء جودیانت و نصیحت کےراستہ کےسالک ورہبر ہیں۔

ولکل وجھة ھوموليھافاستبقواالخيرات۔

اورہردونوں فریق کے لئے ضروری ہے کہ وہ تفصیل اورتمیز کےطریقہ کی رعایت وطرفداری کو ہاتھ سے نہ چھوڑیں۔توقف واحتیاط سارے کاموں کے اندرمحمود پسندیدہ ہے۔وبااللہ التوفيق ومنه العصمة

نیز شیخ الہنداسی کتاب مین فرماتے ہیں۔

عیب مئے چوں ہمہ گفتی ہنرش نیز بگو
نفی حکمت مکن از بہر دل عامی چند

نیز شیخ الہند عبدالحق محدث دہلوی اسی کتاب میں غنا، موسیقی سے متعلق واقع شدہ اختلافات بیان کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

اس چیز کو بیان کرنے سے منشاء اور مدعا یہ ہے کہ یہ امر مختلف فیہ ہے اور اختلافی مسائل کے اندر ایک دوسرے پر نکتہ چینی نہیں کرنی چاہئے اور ہر ایک کو اپنے اپنے حال اور روش پر چھوڑ دینا چاہئے فربکم اعلم بمن ھو اھدیٰ سبیلا ۔ تمہارا رب ہی سب سے زیادہ بہتر جانتا ہے کہ تم میں سے کون سب سے زیادہ ہدایت پر ہے۔

سندالعلماء مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی، مولوی نوراللہ صاحب کے نام لکھے ہوئے مکتوب میں فرماتے ہیں جو کتاب ''فصل الخطاب'' کے آخری فائدہ میں آئے گا۔ آپ خصوصیت کے ساتھ ملاحظہ کیجئے۔

ہم لوگ جو اس اختلاف کے بعد پیدا ہوئے ہیں طرفین میں سے کسی ایک کا یقین نہیں کرسکتے۔ پس ہم لوگوں کے لئے یہی راہ باقی رہ گئی ہے کہ جس طرح مذاہب اربعہ میں حق کو دائر سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ مثلاً مذہب حنفیہ درست ہے لیکن خطا کا احتمال ہے اور مذہب شافعیؒ و مالکیؒ اور ان کے علاوہ دوسرے مذاہب خطا ہیں لیکن درست ہونے کا احتمال رکھتے ہیں بالکل یہی حال مذہب توحید وجودی اور مذہب توحید شہودی کا ہے۔ اگر ان میں سے ایک دلیل کی وجہ سے راجح ہو تو دوسرے کو گمراہی وضلالت نہیں سمجھنا چاہئے۔

نیز اسی مکتوب میں لکھتے ہیں کہ توحید وجودی اور توحید شہودی کے فرق کی وجہ سے امت کے درمیان، جو اختلاف رونما ہوا، وہ سنی و رافضی یا سنی و خارجی

کے اختلاف کے مانند نہیں ہے کہ جانبین سے ایک دوسرے کو کافر اور گمراہ کہیں بلکہ یہ اختلاف، مذاہب اربعہ کے اختلاف کے مانند ہے۔

اور سورۃ التساؤل کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔

اس سورۃ میں مقصود بیان یہ ہے کہ حقائق امور اُخرویہ، مباحث ذات و صفات، مسئلہ قضا وقدر، جبر واختیار، توحید وجودی، توحید شہودی، مشاجرات صحابہؓ کرام اور احکام شرعیہ کی حکمتیں جو لوگوں کی عقل وفہم سے بالاتر اوران کی سمجھ بوجھ سے باہر ہیں ان مسائل کے بارے میں زیادہ سوالات کرنا نہایت قبیح اور مذموم ہے کیونکہ عوام (ان حقائق کے دقیق معانی نہ سمجھنے کی بنا پر) انکار کر بیٹھتے ہیں ۔ورنہ کم از کم (یہ مسائل و مباحث) اکثر ذہن میں تشکیک کا باعث ہوتے ہیں۔حالانکہ ایمان ان چیزوں سے متعلق زیادہ تحقیق وتفتیش کرنے اوران امور و مسائل کی کمیات و کیفیات جاننے پر موقوف نہیں ہے، اور یہی وہ خطرناک مرض ہے، جو اس امت میں گمراہ فرقہ بندی اور عقائد میں گمراہی کا باعث بنا اور ایک عالم کے ایمان کو ہوا میں اڑا لے گیا۔

غرض اللہ نے اس صورت حال (مذکورۃ الصدر مسائل وامور میں تحقیق و تفتیش اور کثرت سوال اور بحث ومباحثہ) کی قباحت بیان کی ہے تاکہ لوگ اس قسم کے مسائل میں الجھنے سے احتراز کریں اور گمراہی وضلالت کے بھنور میں نہ پھنس جائیں۔

نیز اپنے فتاویٰ میں لکھتے ہیں:

ایک عامی شخص جو ابھی صوفیائے کرام کے مقام کو نہیں پہنچا ہے اور نہ

عالم متکلم ہے، وہ مکلّف ہے کہ صوفیاء نے جو فرمایا ہے اس کو اجمالاً جان کر رکھے اور یہ اعتقاد رکھے، کہ صوفیہ نے جو فرمایا ہے وہ حق ہے، البتہ میری سمجھ اور فہم وہاں تک نہیں پہنچ سکتی، متشابہات قرآن پر ایمان کی طرح۔

اور ملا علی قاریؒ ''سم القوارض'' میں فرماتے ہیں کہ ائمہ اجتہاد پر طعن کرنے والا شخص تعزیر و تنبیہ کے قابل ہے۔

اور شیخ جلال الدین سیوطی ''جزیل المواہب فی اختلاف المذاہب'' میں فرماتے ہیں: یہ بڑی تعجب خیز بات ہے کہ کچھ لوگ بعض فقہی مذاہب ومسالک کی فضیلت اس طرح بیان کرتے ہیں کہ اس سے دوسرے مذاہب کی تنقیص لازم آتی ہے اور اس کی وجہ سے بسا اوقات بے علم نادانوں کے درمیان خصومت و دشمنی اور جنگ و جدال کی فضا پیدا ہوتی ہے۔ البتہ اہل علم کا دامن اس قسم کی آلودگیوں سے پاک وصاف ہے، اور بے شک فروعات اور جزئیات میں صحابۂ کرام کے درمیان میں بھی اختلافات رونما ہوئے، حالانکہ یہ حضرات خیر امت ہیں۔ لیکن انہوں نے کبھی آپس میں ایک دوسرے سے عداوت اور دشمنی نہیں کی اور نہ ہی ایک دوسرے کو خطا و غلطی اور گمراہی سے منسوب کیا۔

یہ فقیر بھی افراط پسند اشخاص کی زیادتی اور غلو پسند افراد کے غلو سے اللہ کی پناہ اور امان کا طالب ہے۔

دیگر یہ کہ آپ نے جشن مولد شریف کے رسائل طلب کیا تھا۔ میرے محترم! کتاب سیرت شامی میں جشن مولد شریف میں ایک فصل ہے جو حاجی ابراہیم صاحب مکۃ المکرّمہ میں مولانا شاہ اسحٰق صاحب کے پاس سے اپنے خط

سے نقل کیئے ہیں اور مذکورہ فصل کو مجموعہ میں مجلد کئے ہیں، اور فقیر نے اس کو عاریۃً مولوی حنیف صاحب کی خدمت میں روانہ کیا ہے

نیز رسالہ جلال الدین سیوطی آپ تک عبد الحی صاحب قادری کی معرفت پہنچے گا جس کے مطالعہ سے آپ پر یہ حقیقت منکشف ہوجائیگی کہ ابن حجر مکی اور جلال الدین سیوطی جیسے مجتہدین کرام اس مسئلے (جشن مولد شریف) میں جواز کے قائل ہیں لہٰذا ہم جیسے مقلدین کو ان مجتہدین کی تقلید کے سوا کوئی چارہ نہیں، کذا فی کتب الاصول۔

امام ربانی مکتوبات کی جلد اول کے ۲۸۶ ویں مکتوب میں فرماتے ہیں کہ مقلد کو یہ حق نہیں کہ وہ مجتہد کی رائے کے خلاف قرآن و حدیث سے احکام اخذ کرے اور ان پر عمل پیرا ہو جائے۔

مولانا شاہ اسمٰعیل دہلوی ''مقدمہ ایضاح الحق'' میں مسئلہ استنباط احکام کی بحث میں فرماتے ہیں:

دوسری شرط یہ ہے کہ قیاس کرنے والا مجتہدین سے رہے نہ کہ مقلدین میں۔

حاصل کلام! فقیر افراط اور غلو کی روش سے پناہ طلب کرتا ہے اور اولیائے کرام کا انکار کرنے والوں سے اور ان کو کافر کہنے والوں سے اور مقلدین کے اجتہاد و استنباط سے اور مبتدع اشخاص کی بدعات سے، اور بزرگان دین پر طعن و تشنیع کرنے والوں سے برأت اور بیزاری ظاہر کرتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ سے امیدوار ہے کہ وہ اس فقیر کو اور تمام مسلمانوں کو شریعت مطہرہ اور اہل سنت

وجماعت کے مسلک پر استقامت عطا فرمائے گا اور دنیا و ما فیہا سے جو ملعونہ خدا ہے، خلاصی عطا کرے گا بجاہ سید المرسلین والہ الامجاد۔

دل میں بہت ساری باتیں ہیں لیکن ان کی ترجمانی سے وقت مانع ہے۔

عمر بگذشت وحدیث درد من آخر نہ شد
شب بآخر شد کنوں کوتہ کنم افسانہ را

بقیہ احوال وکوائف کی اطلاع آپ کو مولوی حنیف صاحب کی زبانی مل جائے گی۔اللہ کرے کہ آپ کی مشیخت اور دعوت کے ایام دراز ہوں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

۲۳۔مکتوب بنام معروف صاحب و دیگر عزیزانِ گرامی قدر بنگلور

حضرت قطبؒ ویلور نے ذیل کا مکتوب بنگلور کے علماء اور مشائخ کے نام روانہ کیا ہے اور اپنے خلفاء میں سے مولانا شاہ عبدالوہاب قادری ،بانیٔ مدرسہ باقیات ویلور، مولانا شاہ عبدالحیٔ واعظ بنگلوری، مصنف جنان السیر ،مولانا مولوی شاہ محمد حنیف قادری کو نمائندہ بنا کر بنگلور بھیجا ہے تاکہ یہ حضرات کرام وہاں پھیلے ہوئے اختلافی اور فروعی مسائل میں لوگوں کو سمجھا سکے اور دعوت و اصلاح کا کام انجام دے سکیں۔

اس خط میں بنگلور کے علماء اور مشائخ کی دینی اور اصلاحی ذمہ داریوں سے غفلت و سستی اور چشم پوشی و بے توجہی پر رنج اور افسوس کا اظہار کرتے ہوئے انہیں مسلمانوں میں ابھرتے نت نئے فتنوں کے انسداد کی طرف توجہ مبذول کی ہے اور اس بات سے آگاہ کیا ہے کہ اگر وہ اسی طرح تغافل اور تساہل سے کام لیتے رہیں گے تو وہ بہت جلد یہ منظر بھی دیکھ لیں گے کہ اہل سنت و جماعت سے منحرف بد عقیدہ اشخاص سنت و جماعت کے لوگوں کو اپنے گمراہ کن عقائد کی علانیہ دعوت دیں گے۔

حضرت قطبؒ ویلور نے خصوصیت کے ساتھ اہل علم سے کہا ہے کہ اگر وہ صحابہ وتابعین، ائمہ اربعہ واکابرین پر لعن طعن اور تہمت کی وبا کو ختم کرنے کی کوشش نہیں کریں گے تو یہ وبا ایک ایسے بھیانک فتنہ کی شکل میں پھیل جائے گی کہ اس کے بعد شریعت کے اوپر سے اعتماد ہی اٹھ جائے گا، کیونکہ ہمیں ان حضرات کرام اور بزرگان کرام کے ذریعہ قرآن وحدیث اور فقہ کا سرمایہ ملا ہے لہٰذا ان بزرگوں پر حسن اعتقاد اور حسن اعتماد برقرار رکھنا نہایت ضروری ہے۔ اور تمام مسلمانوں کو ائمہ اربعہ کی تقلید اور پیروی کی تلقین کرتے رہنا چاہئے اور یہ حقیقت فراموش نہ کرنی چاہئے کہ مسلمانوں میں

بہتر فرقے پیدا ہونے اور ان کے گمراہ اور گمراہ کن ہونے کا واحد سبب، ائمہ اربعہ کی تقلید نہ کرنا ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بعد سلام مسنون کے واضح ہو کہ سنا گیا ہے کہ بنگلور کے بعض مقلدین دعویٰ تقلید کے باوجود اجتہادات کررہے ہیں حالانکہ مقلد کو کسی طرح بھی اجتہاد اور استنباط کا حق نہیں پہنچتا۔ کذافی کتب الاصول۔

اور شیخ مجدد مکتوبات کی جلد اول کے ۲۸۶ ویں مکتوب میں فرماتے ہیں۔ مقلد کو یہ حق نہیں کہ اپنے امام کے مسلک کے خلاف قرآن اور حدیث سے احکام اخذ کرے اور ان پر عامل ہو جائے۔

ان جیسے مقلدین کے اجتہادات و استنباطات اور ائمہ اربعہ کی عدم تقلید نے بہتر فرقوں کو گمراہی و ضلالت کے بھنور میں جھونک دیا۔ ضلوا فاضلوا، خود بھی گمراہ ہوئے اوروں کو بھی گمراہ کیا۔

مسلمان ہونے کا دعویٰ کرنے کے باوجود اولیاء اللہ اور علمائے کرام کا انکار کررہے ہیں اور انہیں کافر کہہ رہے ہیں حالانکہ یہ مسلّم حقیقت ہے کہ کسی ادنیٰ مومن کو بھی کافر کہنے سے، کہنے والا خود ہی کافر ہو جاتا ہے جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہے اور عقائد کی تمام کتابوں اور ''تکمیل الایمان'' میں اس مسئلہ کی وضاحت موجود ہے۔

جب کسی ادنیٰ مومن کی تکفیر سے آدمی خود ہی کافر ہو جائے تو ہزاروں علماء، صلحاء، سادات اور اولیاء اللہ کو کافر کہنے کی قوت بھلا کس شخص میں ہوگی۔ کسی مسلمان کو کافر کہنا ایک بدترین غلطی ہے اور اس شنیع اور رذیل کام کو وہی شخص کر سکتا ہے جس کا دل مریض اور جس کا باطن خبیث و گندہ ہو

ترا تیشہ دادم کہ ہیزم شکن نگفتم کہ دیوار مسجد بکن

میں نے تجھ کو اوزار اس لئے دئے کہ لکڑیاں توڑے، دیوار مسجد منہدم کرنے کے لئے نہیں، یعنی یہ چیز تعمیری کاموں میں استعمال کرنے کے لئے تھی نہ کہ تخریبی کاموں کیلئے۔

اور سنیت کے دعویٰ کے باوجود شیعوں، اور خارجیوں کی طرح بزرگان دین پر طعن و تشنیع کرنے کو دینداری کا کمال اور بزرگی خیال کر رہے ہیں۔

بزرگش نخوانند اہلِ خرد کہ نامِ بزرگاں بزشتی برَد

اہل خرد اس آدمی کو نیک اور شریف خیال نہیں کرتے جو بزرگوں کا نام برائی اور سوء ادب کے ساتھ لیتا ہے۔

صحابۂ کرام اور اہل بیت نبویؐ کی تکفیر اور ان پر لعن وطعن ہی نے شیعیوں اور خارجیوں کو صراط مستقیم سے مشرق و مغرب کی طرح دور کر دیا هلکوا فاهلکوا خود بھی ہلاک ہوئے اوروں کو بھی ہلاک کیا۔

حدیث شریف ہے اذکروا محاسن موتاکم وکفوا عن مساویهم رحلت شدہ لوگوں کی خوبیاں اور اس کے محاسن کا اظہار کرو اور ان کی لغزشوں اور خامیوں کے اظہار و بیان سے اپنی زبانیں بند رکھو۔

لیکن لوگوں کا معاملہ یہ ہے کہ مرے ہوے لوگوں کے عیبوں کو ظاہر کرو اور ان کی خوبیوں کو پوشیدہ رکھو بلکہ بزرگان دین کی نیکیوں کو بھی گناہوں کی صورت میں دیکھو۔

چشم بداندیش کہ برکندہ باد عیب نماید ہنرش درنظر

بداندیش آدمی کی نظر سے بچو کیونکہ ہنر بھی اس کی نظروں میں عیب دکھائی دیتا ہے۔

اور یہ حقیقت ہے کہ ہم لوگوں نے ان بزرگانِ دین سے دین اور شریعت کو پایا ہے۔ اگران کے بارے میں لعن وطعن کی گنجائش نکل آئے تو پھر شریعت کے اوپر ہی سے اعتماد اُٹھ جائے گا اوران بزرگوں کے متہم ہونے کے بعد ہماری شریعت کا اثاثہ اور ذخیرہ سب کچھ ناقابل اعتبار بن جائے گا۔ العیاذ باللّٰہ۔

لٰہذا بزرگوں پر طعن اور لعن کرنے والا ھم ذیاب علیھم الثیاب (درندے بصورت انسان) کے حکم کے موافق، سنّیت اور دینداری کے لبادہ میں دین کا دشمن ہے اور دین کی بنیاد ڈھا دینے والا ہے۔

شب گربہ سموری نماید زنگی بچہ حوری نماید

بلی رات کے وقت سمور (جانور) دکھائی دیتی ہے اور زنگی بچہ بھی خوبصورت لگتا ہے

نیز یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ بنگلور کے علماء اور اکابرین اس باب مین تغافل اور تساہل سے کام لے رہے ہیں افسوس صد افسوس ان بے انصاف افراط

پسند لوگوں کی سختی اور تشدد کا کوئی انسداد بھی کررہے ہیں۔

یہ بدبودار پھول ابتدائے اسلام سے لے کر اس وقت تک معلوم نہیں ہندوستان میں کب کھلا ہوگا، قریب ہے کہ اس معاملہ سے پورا شہر بلکہ بالا گھاٹ اور پایاں گھاٹ مہتم ہوجائے بلکہ ہندوستان ہی سے اعتماد مرتفع ہوجائے۔

اور تعجب خیز بات تو یہ ہے کہ وہاں کے علماء اور اکابرین اس واقعہ میں خود کو معاف تصور کررہے ہیں، اور تساہل سے کام لے رہے ہیں۔ اللہ نے اہل کتاب کی مذمت میں فرمایا: لولا ینھھم الربانیون والاحبار عن قولھم الاثم واکلھم السحت لبئس ماکانوا یفعلون۔

کیوں ان کے مشائخ اور علماء انہیں گناہ کی بات کہنے اور حرام کھانے سے نہیں روکتے، کیسی بری ان کی کارستانیاں ہیں۔

نیز ارشاد خداوندی ہے:

کانو الا یتناھون عن منکر فعلوہ لبئس ماکانوا یفعلون۔ جو برائی انہوں نے اختیار کررکھی تھی اس سے باز نہ آتے تھے کیسا بے جا تھا جو کچھ وہ کررہے ہیں۔

اس قسم کے واقعات میں تغافل اور تساہل برتنا دراصل اہل بدعت کو دلیر بنانا ہے وہاں کے علماء اور اکابرین کا غفلت وسستی برتنا گویا دین کے اندر رخنہ پیدا کرنا ہے۔ اگر یہی حالت رہی تو وہ لوگ اہل حق ہی کو برملا اپنے باطل معتقدات کی دعوت پیش کریں گے اور لوگ قلیل مدت میں اس گروہ کو بھیڑیوں کی شکل میں بکریوں کے ریوڑ سے نکلتا ہوا دیکھ لیں گے۔

فقیر اللہ سے امید رکھتا ہے کہ وہ آپ کو اور کوٹے حیدر صاحب اور وہاں کے دیگر اکابرین کو اس فتنہ کے انسداد کے لئے مامور فرمائے گا، اور اس ماتم زدہ کے کانوں تک یہ رخنہ بند ہونے کی خبر سنائے گا، اور ہمیں اور تمہیں عمل برائے آخرت کی توفیق عطا فرمائیگا۔ بجاہ حبیبہ والہ الامجد۔

اس مکتوب کو مولوی عبدالحی صاحب قادری، مولوی محمد حنیف صاحب، مولوی شاہ عبدالوہاب قادری (بانی مدرسہ باقیات صالحات ویلور) کے ذریعہ ارسال خدمت کررہا ہوں، ان کی زبانی سنیں جو صاحب علم ہیں اور جناب کوٹے حیدر صاحب اور وہاں کے دیگر اکابرین کو بھی سنائیں۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

۲۴۔ مکتوب بنام
بعض اعزّہ واقارب

یہ مکتوب حضرت قطبؒ ویلور کے عہد کے مسلمانوں کی مذہبی اور اخلاقی حالت و کیفیت کا آئینہ دار ہے اسکے مطالعہ سے یہ حقیقت آشکار ہوجاتی ہے کہ آپ کے زمانے میں بعض مسلمان دینی احکام اور شرعی مسائل سے ناواقفیت اور لاعلمیت کے باوجود بزرگان کرام کو کافر وملحد اور ملعون کہتے پھرتے نظر آتے ہیں۔اس جہالت و گمراہی میں اشخاص ہی نہیں جماعتیں بھی مبتلا نظر آتی ہیں۔ مزید طرفہ طرازی یہ ہے کہ ہر جماعت کے افراد ایک دوسرے کے بزرگوں کی عیب چینی و طعنہ زنی اور الزام تراشی و تہمت زنی میں باہم سبقت لے جاتے ہوئے نظر آتے ہیں۔

تیرہویں صدی ہجری کا یہی وہ مذہبی منظرنامہ ہے جسے دیکھ کر حضرت قطبؒ ویلور نے ''فصل الخطاب بین الخطاء والصواب'' تحریر کی ہے اور اسکی تالیف کی غرض یہ بیان کی ہے کہ اسکے ذریعہ بزرگان کرام اور اکابر عظام پر بے بنیاد اور بے اصل الزامات اور ان کے مطاعن کا دفاع ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بعد سلام مسنون کے واضح ہو کہ فقیر ۲۵ ربیع الاول ۱۲۷۸ھ خیریت اور عافیت کے ساتھ ویلور پہنچا۔ کتاب فصل الخطاب سے متعلق میرے ماموں حضرت مولوی سید شاہ محی الدین صاحب قبلہ قادری کی جناب میں جو کچھ عرض کرنا تھا عرض کیا گیا، آں مکرم نے بعد سلام مسنون کے جو بھی ظاہر کیا۔

بندگان نفوس دینی مسائل سے لاعلمی و بے خبری کے باوجود پورے افراط اور تفریط کے ساتھ بزرگان دین پر لعن طعن کی جسارت کر رہے ہیں۔ اور ان نفوس قدسیہ کو شہر شہر کافر اور ملحد کہتے پھر رہے ہیں اور دین متین کو برباد کر رہے ہیں اور فقیر کے مشائخ اور آں مکرم کے مشائخ پر لعن طعن کر رہے ہیں بلکہ اس عمل سے خود اپنے ہی بزرگوں کو مطعون اور معیوب ہو جانے کا احساس نہیں رکھتے ہیں اور آگاہ کرنے پر بھی متنبہ اور خبردار نہیں ہو رہے ہیں، قرآن کریم کے اس ارشاد ویل لکل همزہ ۔ اور رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان مبارک اذکروا محاسن موتاکم وکفوا عن مساویھم (گذرے ہوئے لوگوں کے محاسن اور نیکیاں بیان کرو اور ان کے معائب اور گناہوں کے اظہار سے زبان بند رکھو۔) کو پس پشت ڈال رہے ہیں۔ اور شیعیوں اور خارجیوں کی طرح ہر گروہ دوسرے گروہ کے بزرگوں کی عیب چینی وطعنہ زنی میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کر رہا ہے۔ اور نفرت و عداوت کا اظہار کئے بغیر سکوت کو پسند نہیں کر رہا ہے۔

مولانا باقر آگاہ مدراسیؒ ''ایقاظ الغافلین'' میں لکھتے ہیں کہ امام یافعیؒ نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ صوفیائے کرام سے جو کچھ منقول ہے اور ان کی جانب جو کچھ منسوب ہے اگر وہ بادی النظر میں ظاہری شریعت کے خلاف معلوم ہو رہا ہے تو اس کے لئے تاویلات اور احتمالات کی گنجائش ہے۔

اول یہ کہ ہم ان اقوال کا انتساب صوفیاء کی جانب صحیح نہیں سمجھتے جب تک کہ کسی صحیح اور مستند روایت سے اس کا ثبوت نہ ہو۔

دوم یہ کہ ثبوت نہ ملنے کے بعد صوفیاء کی جانب سے ان اقوال کے لئے مناسب اور موافق تاویل تلاش کی جائے گی۔ آخرش کوئی بھی احتمال اور تاویل نہ پائی گئی تو یہ کہا جائے کہ شاید اہل باطن کے نزدیک ان اقوال کی تاویل ہو۔

سوم یہ کہ ان کا صدور صوفیاء سے جذب وسکر اور محو کی حالت میں ہوا ہوگا اور جذب وسکر کی بے خبری، مباح غیر ماخوذ ہے کیونکہ اس حالت میں آدمی غیر مکلّف ہے۔

لہٰذا ان مخارج ومحامل اور احتمالات کے بعد بھی صوفیاء کے ساتھ بدگمانی اور سوءظنی رکھنا عدم توفیق کا نتیجہ ہے۔ ہم اللہ سے بے نصیبی، سوٗقضا اور ہر طرح کی بلاؤں اور مصیبتوں سے پناہ چاہتے ہیں۔

اور امام ربانی شیخ سرہندی مکتوبات کی جلد سوم کے ایک سو سترویں مکتوب میں فرماتے ہیں:

اگر کسی سے کوئی ایسا لفظ صادر ہوا ہے جس کا ظاہری معنی علوم شرعیہ سے مطابقت نہیں رکھتا ہے تو قدرے غور وفکر کے ذریعہ اس کے ظاہری معنی کو دوسرے

معنی کی طرف پھیر دینا چاہئے اور کسی مسلمان کو متہم نہیں کرنا چاہئے۔ جب شریعت میں فحش اور بے حیائی پھیلانا اور کسی فاسق اور فاجر شخص کو رسوا اور ذلیل کرنا حرام ہے تو محض اشتباہ کی وجہ سے کسی دیندار مسلمان کو رسوا اور ذلیل کرنا کیونکر جائز ہوگا۔ اور یہ کونسی دینداری ہے کہ ایک شہر سے دوسرے شہر اس کی منادی کرتے پھریں۔ خیر خواہی اور دینداری کا تقاضہ تو یہ ہے کہ کسی شخص سے ایسا کوئی جملہ یا کلمہ صادر ہوا ہے جس کا ظاہری معنی علوم شرعیہ کے خلاف نظر آئے تو دیکھنا چاہئے کہ اس کا قائل کون ہے۔ اگر کوئی ملحد اور زندیق ہے تو اس کا رد کرنا چاہئے اور اس کی بات کی اصلاح میں کوشش نہیں کرنی چاہئے۔ اور اگر قائل اللہ ورسولؐ پر ایمان رکھتا ہے، تو اس کی بات کی اصلاح میں کوشش کرنی چاہئے اور اس کے لئے ایک صحیح احتمال اور مناسب وموزوں تاویل تلاش کرنی چاہئے۔

اسی لئے یہ فقیر فصل الخطاب تحریر کر رہا ہے اور اس کی تالیف کا منشا اور مقصد صرف بزرگان دین کے مطاعن کا دفع کرنا ہے۔ یہ کتاب اب تک نقل نہ ہوسکی اور اس وقت وہ ارسال کے قابل نہیں ہے۔ اگر اللہ نے چاہا تو جدید مطالب اور نئے مضامین کے اضافہ کے بعد آنجناب کی خدمت میں طباعت کے لئے روانہ کروں گا۔

اس مسکین کو وہی پرانا محی الدین سمجھیں اور آبائی تعلقات و روابط سے غافل خیال نہ کریں۔ اور آپ کی ملاقات کا متمنّی تصور کریں اور قابل اعتماد شخص کی زبان کے سوا کسی بھی فساد اندیش اور خوشامد آدمی کی بات چیت کا باور نہ کریں۔ زیادہ چہ نگارش رود۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

۲۵۔مکتوب بنام
محمد امام الدین خان مھکری

ذیل کے مکتوب میں قلوب اور نفوس کی اصلاح و تربیت سے متعلق روشنی ڈالی گئی ہے ایک مبتدی شخص کی تعلیم و تربیت کے لئے شیخ کامل کی صحبت نہایت ضروری ہے۔

جسمانی صحبت کے بغیر محض روحانی کیفیات مرید کے قلب پر زیادہ اثر انداز نہیں ہوسکتیں۔ چنانچہ خیرالتابعین حضرت اویس قرنیؒ کی ذات گرامی ایک روشن مثال ہے، آپ کو جسمانی صحبت نبویؐ میسر نہ آنے کے باعث ایک ادنیٰ صحابی کا مقام و مرتبہ نہیں مل سکا۔ صحابہ کرام کے قلوب اور نفوس کی تربیت میں صحبت نبویؐ کا غیر معمولی اثر تھا، لہٰذا اس پہلو کو تربیت کے مسئلہ میں نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بعد سلام مسنون کے واضح خاطر شریف ہو کہ عرصہ بیت چکا۔ یہ فقیر آپ کو اپنے حالات و کوائف کی اطلاع و آگہی دینے سے قاصر رہا اور آنجناب نے بھی ہم فقیروں کی خیریت و کیفیت دریافت کرنے کی زحمت گوارا نہ فرمائی۔ الحمد للہ اس مقام کے فقراء خوش حال ہیں۔

چند قلوب کی کیفیت یہ ہوتی ہے کہ وہ حس کے تابع رہتے ہیں، اس سے یہ بات لازم ہے کہ جو حس سے دور ہے وہ قلب سے بھی دور ہے۔ من لم یملك عینه فلیس القلب عنده (جو اپنی نگاہ کا مالک نہیں اس کے نزدیک دل نہیں ہے) کی حدیث شریف میں اسی مقام اور مرتبہ کی جانب اشارہ موجود ہے۔

آخرکار چونکہ دل کو حس کی پیروی نہیں رہتی تو حس سے دوری، قلبی قرب اور لگاؤ میں تاثیر نہیں کرتی ہے، یہی وجہ ہے کہ مشائخ کرام، مبتدی اور متوسط شخص کو ہمیشہ مرشدوں کی صحبت میں رہنے کی تاکید فرماتے ہیں۔

حاصل کلام اس فقیر سے متعلق یہ خیال نہ فرمائیں کہ اس نے آپ کو بھلا دیا ہے لہٰذا آپ بھی ہمیں فراموش نہ کریں۔

سید شاہ محی الدین صاحب قادری ایک سرکاری مقدمہ میں آپ کے الطاف وعنایات کے امیدوار ہیں۔ وہ اہل بیت نبوی کے فرد ہیں۔ اگر نیکی اور صلاح سمجھیں تو ان کی جانب توجہ کریمانہ مبذول فرمائیں۔

اللہ کی نصرت و تائید تمہارے ساتھ ہے تم جہاں کہیں رہو۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

۲۶۔مکتوب بنام
مولوی محمد امام الدین مھکری
میر منصف ضلع میسور

درج ذیل مکتوب میں اصلاح نفس کے لئے کسی صالح آدمی کی صحت کو ضروری قرار دیا گیا ہے اور مکتوب الیہ کو ہدایت کی گئی ہے کہ کسی بزرگ کی صحبت حاصل ہونے تک قرآن کریم کو اسکے معانی اور مطالب میں غور وفکر کرتے ہوئے تلاوت کا اہتمام اور التزام کریں، صحابہ کے سلوک اور تزکیہ کی تکمیل قرآن ہی سے ہوی ہے۔اور تلاوت کے دوران اپنے دل کی توجہ کو اللہ تعالیٰ کی جانب مرکوز رکھیں اس کے بغیر قرآن کے معانی اور مفاہیم کو سمجھنا مشکل ہے۔

تذکرۃ الاولیاء ، کیمیائے سعادت ،اور خودشناسی خداشناسی کے موضوعات کا مطالعہ جاری رکھیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بعد سلام مسنون کے واضح خاطر ہو کہ التفات نامہ جو انتہائی الفت وکرم کے ساتھ اس فقیر کے نام آپ نے تحریر فرمایا تھا، باصرہ نواز اور کاشف احوال

ہوا۔اور غیر اللہ کے گدلے پن اور تیرگی سے پاک وصاف اور مبرّا رہنے کی وجہ سے میرے دل کو خوشی ومسرت حاصل ہوئی، اللہ آپ اور آپ کی شان وشوکت اور عظمت ورفعت میں برکت عطا فرمائے۔

آپ نے کتاب تذکرۃ الاولیاء کے خریدنے سے متعلق اور ترجمۂ قرآن ،موضح القرآن سے متعلق دریافت کیا تھا،اس سے قلبی سرور حاصل ہوا۔آپ کے لئے بشارت اور خوشخبری ہے اس سے یہ حقیقت نمایاں ہوئی کہ آں جناب اس دور غفلت نشان میں دنیوی امور واشغال کی کثرت کے باوجود،حق تعالیٰ کی جانب خواہش اور میلان رکھتے ہیں اور گوناگوں ومتفرق تعلقات آں مکرم کے لئے توجہ الی الحق کی دولت کے حصول میں حائل اور مانع نہیں ہے۔ کل اناء یترشح بمافیه پیمانہ سے وہی چیز چھلکتی ہے، جو اس میں موجود ہے۔

سعادت آثار! گذیاتم کے شیر خان نامی صاحب ایک ماہ قبل کتاب ''تذکرۃ الاولیاء'' پانچ روپیہ قیمت سے فروخت کرنے کے لئے آئے تھے۔لیکن کتاب قدیم شکستہ کتابت کی غلطیوں اور مختلف کاتبوں سے تحریر کی ہوئی تھی۔جسکی وجہ سے نہیں خریدا۔وہ صاحب رانی پیٹ تشریف لے گئے ہیں،اگر واپس آئیں تو حاصل کر کے آپ کو روانہ کرونگا۔ایسی کتابوں کے مطالعہ کو غنیمت جانیں جو دل کے زنگ کو زائل کرنے میں،اور رنگ عطا کرنے میں صیقل اور اکسیر کا درجہ رکھتی ہیں اور ان سے دل روشن ومنور ہو جاتے ہیں۔

مولوی شاہ عبدالقادر صاحب جو مولانا شاہ عبدالعزیز کے برادر محترم ہیں، انہوں نے ''موضح القرآن'' کے نام سے قرآن حکیم کا اردو ترجمہ تحت اللفظ کیا ہے، اور اسکے مطالب و معانی جابجا حاشیہ پر تحریر فرمایا ہے۔ اور یہ ترجمہ اپنی نظیر آپ ہے۔ کم و بیش ستائیس روپیہ میں مدراس میں دستیاب ہورہا تھا لیکن اب یہ عنقا ہے، تاہم مدراس خط بھیجا ہوں اگر مل جائے تو آپ کو روانہ کروں گا۔

کرم اطوار! اللہ تعالیٰ کی نظر انسان کے دل پر ہوتی ہے نہ کہ اس کے جسم پر، لہٰذا قرآن کریم کی تلاوت کے وقت دل کی توجہ اللہ تعالیٰ کی جانب رہنا ضروری اور لازمی ہے۔ اور یہ کیفیت کلام اللہ کے مطالب اور معانی کی فہم و ادراک کے بغیر حاصل نہیں ہوسکتی اور بالخصوص تلاوت کے دوران معانی و مطالب کا ذہن میں مستحضر رہنا ایسا ہی سمجھو جیسا کہ بدن کے لئے روح اور تھیلی میں زر۔

اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کا راستہ ذکر، مراقبہ اور تلاوت قرآن ہے۔ اور اس میں بہترین راستہ تلاوت ہے۔ اور حضرات صحابۂ کرام کا سلوک اور تزکیہ زیادہ تر اسی راستہ سے ہوا۔ زبان نبوت نے ارشاد فرمایا: انی ترکت فیکم الثقلین کتاب اللہ وعترتی میں تمہارے درمیان دو چیزیں چھوڑ جارہا ہوں۔ قرآن کریم اور اہل بیت۔

تلاوت میں اللہ تعالیٰ کے کلام کو بغیر واسطہ سنیں، یہ ادنیٰ مقام ہے اور ہر قصہ اور ہر خطاب کا مخاطب اپنی ذات خیال کریں۔ یہ درمیانی مقام ہے اور اس میں اپنے افعال و صفات کا مشاہدہ کریں۔ یہ اعلیٰ مقام ہے اور جب اس نہج اور

کیفیت کے ساتھ قرآن کریم کی تلاوت کی جائے تو اس کے فوائد و نتائج اور ثمرات کی امید رکھئے اور فیوض و برکات کی فراوانی اور کثرت کا مشاہدہ کیجئے۔

ہاں! یہ حقیقت تسلیم شدہ ہے کہ قلوب کی اصلاح و تربیت میں صحبت کو بڑا دخل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کوئی ولی، ادنیٰ صحابیٔ رسولؐ کے مقام اور مرتبہ کو نہیں پہنچ سکا اور ایک غیر صحابی کا کوہِ اُحد کی مقدار میں دیا ہوا صدقہ ایک صحابی کے مٹھی بھر گیہوں کے صدقہ کے اجر و ثواب میں ہمسری اور برابری نہیں کر سکا۔ ایک شخص نے عبداللہ بن مبارک رضی اللہ عنہٗ سے دریافت کیا ایھما افضل معاویة ام عمر بن عبدالعزیز ؟ معاویہ رضی اللہ عنہٗ افضل ہیں یا حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ؟ جواب میں ارشاد فرمایا: الغبار الذي دخل انف فرس معاوية مع رسول الله عليه وسلم خير من عمر بن عبدالعزيز! رسول کریم ﷺ کی ہمراہی و صحبت میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہٗ کے گھوڑے کی ناک میں جو غبار پہنچا وہ بھی حضرت عمر بن عبدالعزیز سے افضل ہے یعنی غیر صحابی علم و فضل، تقویٰ و طہارت اور ولایت میں کتنا ہی بلند کیوں نہ ہو، وہ ایک صحابیٔ رسولؐ سے افضل نہیں ہو سکتا۔

اللہ تعالیٰ کسی صاحب دل کی مصاحبت و ہم نشینی عطا فرمائے تو اس سے بڑی نعمت اور کوئی نہیں۔ لہٰذا آپ کسی مرشدِ کامل کی صحبت نصیب ہونے تک کیمیائے سعادت بالخصوص خود شناسی، خدا شناسی، حقیقت دنیا اور کیفیت آخرت کے موضوعات و مباحث کا مطالعہ جاری رکھیں۔ اور موضح القرآن، زاد الآخرت (امام غزالیؒ) اور تذکرۃ الاولیاء کی تلاش و جستجو میں رہیں۔ یہاں کے حالات

اچھے ہیں اور تمام احباب و متعلقین بخیر و عافیت ہیں۔

حضرت قیوم جل جلالہ سے آپ کی خیریت و خوبی اور فلاح و بہبودی کا خواہشمند ہوں اور اس خواہش میں علاقۂ میسور کے مسلمانوں کے جم غفیر کی خیریت و خوبی شامل ہے اور آپ کے حق میں دعا کرنا، ان تمام مسلمانوں کے حق میں دعا کرنے کے مصداق ہے، اللہ تعالیٰ آپ کے سایۂ زندگی کو قائم رکھے۔

اللہ کی نصرت و تائید تمہارے ساتھ رہے گی تم جہاں کہیں رہو۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

۲۷۔ مکتوب بنام
سید محمد عبدالرحمن صاحب مہتمم
اخبار ''صبح صادق'' مدراس

حضرت قطب ویلور کے عہد میں میلا د النبی ﷺ کے مسئلہ پر علماء کے درمیان بحث ومباحثہ اور تائید وتردید کا سلسلہ چل پڑا تھا۔ آپ نے بھی اپنی فارسی تصنیف ''فصل الخطاب'' میں اس مسئلہ پر روشنی ڈالی ہے۔ لوگوں کے استفسار اور استفتاء پر فتاویٰ تحریر کیے۔ ذیل کے مکتوب میں بھی اسی مسئلہ پر بحث کی ہے، میلا د النبیؐ پر سرور کے اظہار کو مستحسن فعل قرار دیا ہے اپنی دوسری تحریروں میں میلادؐ کے عمل کو بدعت حسنہ کہا ہے اور اس کے استحسان اور استصواب پر مدلل بحث کی ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سلام مسنون کے بعد، لطف وکرم سے لبریز دل پر واضح ہو کہ التفات نامہ، قرطاس اخبار کے ساتھ دستیاب ہوا۔ اور مسئلہ میلا د سرور عالم ﷺ سے متعلق استفسار دیکھ کر دل کو خوشی ومسرت حاصل ہوئی۔ الحمد للہ علیٰ ذلك۔ رسول کریم ﷺ کی ولادتِ باسعادت پر شریعت کے دائرہ میں سرور ومسرت کا اظہار کرنا تو آپ کے ساتھ محبتِ ایمانی میں اضافہ کا ذریعہ ہے۔

حیرت ہے ایسے مستحسن فعل اور امر ایمانی میں لوگ بحث و مباحثہ کرنے لگے ہیں۔

شیخ الہند شاہ عبد الحق محدث دہلوی ''مدراج النبوۃ'' جلد اول میں تحریر فرماتے ہیں، ثوبیہ یہ وہ باندی ہے جس نے رسول اللہ ﷺ کی ولادت کی خبر سن کر ابولہب کو یہ خوشخبری سنائی کہ تمہارے بھائی عبداللہ کے گھر لڑکا تولد ہوا ہے تو ابولہب نے یہ خوشخبری سنانے پر ثوبیہ کو آزاد کر دیا۔ اور اسے رسول اللہ ﷺ کو دودھ پلانے کا حکم دیا۔ ولادتِ نبوی پر ابولہب کے اس اظہارِ مسرت کا صلہ اللہ نے اس کو یہ دیا کہ دوشنبہ کے روز اس کے عذاب میں تخفیف کی جاتی ہے جیسا کہ احادیث میں وارد ہے۔

اس واقعہ کے اندر قائلین میلاد کے لئے سند ہے کہ میلاد النبیؐ کی شب میں اظہار مسرت کر سکتے ہیں اور مستحسن امور (اسلام اور سیرت محمدیؐ کا پیغام عام کرنے کے لئے ضیافت طعام وغیرہ) میں اپنا مال خرچ کر سکتے ہیں۔ ابولہب ایک کافر شخص جس کی مذمت میں قرآنی آیات نازل ہوئیں۔ جب اس نے رسول کریم ﷺ کی ولادت باسعادت پر خوشی کا اظہار کیا اور اپنی باندی کو رسول اللہ ﷺ کے دودھ پلانے اور اس کی آزادی کا حکم دیا تو اللہ نے اس کو یہ بدلہ (دوشنبہ کے روز عذاب میں تخفیف اور انگلیوں سے پانی رسنا) عطا کیا تو مسلمان جن کے دلوں میں رسول اللہ ﷺ کی محبت و الفت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے اگر میلاد النبیؐ پر خوشی و مسرت کا اظہار کریں اور اس کام میں اپنے اموال کو خرچ کریں تو ان پر اللہ تعالیٰ کے انعامات و کرامات کا عالم کیا ہوگا؟

لیکن مسلمانوں کو چاہئے کہ میلاد النبیؐ کے انعقاد میں بدعات مثلاً

گانا بجانا، آلات محرمہ اور منکرات شرعیہ وغیرہ سے اپنے آپ کو بچائے رکھیں تاکہ غیر شرعی امور انہیں اللہ کے فضل و کرم اور اتباع سنت کے برکات سے محروم نہ کر دیں۔

فقیر اپنی عمر کے ۶۲ ویں سال کو پہنچ چکا ہے اور لب گور بیٹھا ہوا ہے اور کتب فقہ کی جانب رجوع کئے ہوئے عرصہ گذر چکا ہے، اور اب دل بھی آمادہ نہیں ہو رہا ہے۔ کیا، کیا جائے۔ اس روش پر زندگی رواں دواں ہے۔ علاوہ ازیں عدیم الفرصت ہوں، اور ایک انار سو بیمار، ایک سر ہزار سودا والا معاملہ ہے۔ مسائل کی تلاش و تفحص اور انتخاب کی مہلت و فرصت نہیں پا رہا ہوں۔ لیکن سوال کا جواب دئے بغیر بھی چارہ نہیں تھا جس کی وجہ سے علامہ سیوطی کا رسالہ نقل کر کے روانہ کر رہا ہوں۔

دل میں بہت سی باتیں ہیں جن کی ترجمانی سے زبان قلم قاصر ہے۔

عمر بگذشت و حدیث درد من آخر نہ شد شب بآخر شد، اکنوں کو تہ کنم افسانہ را

عمر گزر چکی لیکن میری درد بھری بات پوری نہ ہو سکی، رات ختم ہو رہی ہے ،لہذا میں اپنی داستان کو ختم کر رہا ہوں۔ والسلام خیر الختام

☆☆☆☆☆☆☆☆

۲۸۔مکتوب بنام مولوی حاجی غلام رسول صاحب چودھری

حضرت قطب ویلور نے جب پہلی مرتبہ حج بیت اللہ کا فریضہ ادا کیا۔اس موقعہ پر آپ نے حجاز میں طویل قیام کیا تھا۔ طائف کا سفر کیا۔آپ کی عربی تصنیف ''رسالۂ الف مقام'' اسی فردوس حجاز کی حسین یادگار ہے۔

ذیل کے مکتوب میں آپ نے دوبارہ سفر حج کی تمنا اظہار کیا ہے۔اللہ نے آپ کی یہ آرزو پوری کردی ۱۲۸۸ھ میں حج ثانی سے مشرف ہوئے۔مدینہ منورہ میں داعیٔ اجل کو لبیک کہا۔ جنت البقیع میں امام حسن رضی اللہ عنہ کے پائیں مدفون ہوئے۔تاریخ وفات ۱۱محرم الحرام ۱۲۸۹ھ ہے۔''بجھا ہے چراغ ہند'' سے تاریخ وفات نکلتی ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بعد سلام مسنون کے واضح ہو کہ

آنجناب کا مکتوب مورخہ ۱۷ ذی الحجہ ۱۲۸۵ھ عین عالم انتظار میں نظر نواز ہوا۔حسن خیریت و کیفیت پر مشتمل رہنے کی وجہ سے قلب کے لئے خوشیوں اور مسرتوں کا باعث بنا۔اس غربتِ اسلام کے دور میں آپ کی ذاتِ گرامی ملت

اسلامیہ کے لئے بڑی غنیمت ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے سایۂ زندگی کو قائم رکھے اور آپ کے امور واشغال اور اعمال میں خیر و برکت عطا فرمائے۔

امام الائمہ امام اعظم ابوحنیفۃ النعمان اپنی زندگی کے ستر سال میں پچپن مرتبہ حج بیت اللہ کی سعادت و نعمت سے مشرف ہوئے اور فقیر کو یہ حسرت ہے کہ وہ اپنی زندگی کے ۷۹ سال میں سفر کی سہولتوں کے باوجود حج ثانی سے مشرف نہیں ہے، دنیا کو آخرت کی کھیتی قرار دیا گیا ہے۔ ایسا شخص بے دولت ہے جو بیج کو درست طور پر استعمال نہ کرے اور قابل استعداد زمین میں نہ بوئے اور ایک دانہ سے سات سو دانے حاصل نہ کرے، اللہ تعالیٰ کی رحمت سے امیدوار ہوں کہ وہ فقیر کو عنقریب بمبئی کے راستے سے حجازِ مقدس پہنچا دے گا۔ اور اس کی خاک کو حرمین شریفین میں سے کسی ایک حرم کی زمین میں بکھیر دے گا انه قريب مجيب۔

دیگر ایں کہ مرشد کامل و شیخ مربی کی صحبت اور اس کی تعلیم و تربیت اکسیر کا درجہ رکھتی ہے، کیونکہ چند قلوب کی کیفیت یہ ہوتی ہے کہ وہ حس کے تابع رہتے ہیں، اور جو حس سے دور ہے، وہ قلب سے بھی دور ہے اور من لم يملك عينه فليس القلب عنده (جو اپنی نگاہ کا مالک نہیں اس کے نزدیک دل نہیں ہے) کی حدیث شریف میں اسی مقام اور مرتبہ کی جانب اشارہ موجود ہے۔ آخر کار جب کسی دل کو حِس کی پیروی نہیں رہتی تو یہ حس سے دوری قلب میں تاثیر نہیں کرتی ہے۔ اسی لئے حضرات مشائخ اور صوفیائے کرام مبتدی اور متوسط شخص کو مرشدین کی صحبت اور ان کی تربیت میں رہنے کی تاکید فرماتے ہیں۔

اور جب ایسے شیخ مربی و مرشد کامل کی صحبت میسر نہ ہو تو قرآن کریم کی تلاوت، معانی و مطالب کی فہم کے ساتھ بہترین سلوک ہے۔

دل میں بہت سی باتیں ہیں، قلم ان کی ترجمانی سے عاجز ہے۔ یہاں کے حالات لائق شکر ہیں۔ الحمدللہ والمنۃ۔

سعید دارین رکن الدین سید محمد مدعمرہٗ ملاقات کی تمنا کے ساتھ سلام مسنون پیش فرماتے ہیں اور دعائے خیر کے متمنی ہیں۔ مکرمی اکبر صاحب مدراس میں تشریف فرما ہیں اور انکے داماد حکیم رسول صاحب اور جعفر حسین صاحب کے فرزندان ویلور مین بخیر ہیں۔ اور باقی احباب و متعلقین مینمبور میں بخیریت ہیں۔ والدہ ماجدہ اور برادران و برادرزادگان وغیرہ کی خدمات میں سلام مسنون پیش فرمائیں برخوردار رکن الدین سید محمد سلام مسنون پیش کرتے ہیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

۲۹۔ مکتوب بنام
الحاج مولانا مولوی غلام رسول صاحب
چودھری ناکپور

ذیل کے مکتوب میں فقر اور مرض کی فضیلت کو نمایاں کیا گیا ہے اور حدیث کی روشنی میں یہ حقیقت واضح کی گئی ہے یہی فقر مومن کو جنت میں دوسروں سے پہلے پہنچا دے گا، روساء اور مالدار اپنے حساب و کتاب کی وجہ سے باب جنت پر روک دئے گئے ہوں گے۔

مسلمانوں کے خصومات و مسائل اور امور قضاء سے مکتوب الیہ وابستہ رہنے کی وجہ سے حضرت قطب ویلور نے انہیں فریقین کے درمیان فیصلہ صادر کرنے سے متعلق بڑی مفید اور ضروری ہدایت دی ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بعد سلام مسنون کے، قلب سعادت ذخائر پر واضح ہو کہ:

۲۴ ربیع الثانی ۱۲۶۸ھ کا التفات نامہ جو انتہائی خلوص و محبت کے ساتھ تحریر کیا گیا تھا، نظر نواز ہوا جس سے دنیا و مافیہا (جو خدا کی مطعون و مردود ہے) کی ناپسندیدگی و کراہت کی خوشبو محسوس ہوئی اور یہ چیز قلب کے لئے خوشیوں اور

مسرتوں کا باعث بنی۔ اللہ آپ کی اس قلبی کیفیت کو دوام بخشے اور تمہیں اور تمہارے امور میں خیر و برکت عطا فرمائے۔

دنیا کو آخرت کی کھیتی قرار دیا گیا ہے تا کہ بیج کو زمین استعداد میں بوئیں اور ایک دانہ سے سات سودانے حاصل کریں۔ زندگی کا ہر ایک لمحہ جو گذر رہا ہے وہ عمر کے حصہ کو کم کرتے چلا جا رہا ہے اور وقت مقررہ (موت) سے قریب کر رہا ہے اور جس شخص کے حق میں جسمانی لذتیں اور فانی راحتیں، تعمیر آخرت کی راہ میں حائل ہو جائیں تو وہ اپنی زراعت کی سبزی سے فائدہ نہیں اٹھا رہا ہے اور اس کے ثمرات سے محروم ہو رہا ہے۔ امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں ماالدنیا الاضرتان ان رضیت احدا هما سخطت الاخرىٰ۔ دنیا و آخرت کی مثال دوسوکن جیسی ہے، ایک خوش ہوئی تو دوسری ناراض۔

جس مومن کی نظریں آخرت پر جمی ہوئی ہیں اس کو دنیا و مافیھا سے کوئی خوشی نہیین رہے گی۔ الدنیا سجن المومن وجنة الكافر دنیا مومن کے لئے قید خانہ ہے اور کافر کے لئے جنت ہے۔

علمائے سلف سے منقول ہے کہ جب کوئی بیمار اور مفلس شخص، اہل اللہ کی صحبت اختیار کرتا تو پھر وہ صحت اور دولت کا خواہشمند نہیں رہتا۔ فقر بھی بیماری کی طرح ایک ایسی دولت ہے جو حق تعالیٰ کے عاشقوں کو نصیب ہوتی ہے اور حدیث شریف سے یہ ثابت ہے کہ فقراء، اغنیاء سے پانچ سو سال قبل جنت میں داخل ہو جائیں گے اور اغنیاء حساب و کتاب کی الجھنوں میں گھرے رہیں گے

اور حضرت سلیمان علیہ السلام شرف نبوت سے مستفیض رہنے کے باوجود جنت میں انبیائے کرام کے داخل ہونے کے پانچ سو سال بعد جائیں گے۔اللھم احیینی فقیراً وامتنی فقیراً واحشرنی فی زمرۃ الفقراء اے اللہ مجھے فقر کے ساتھ زندہ رکھ اور مجھے فقر کی حالت میں موت عطا فرما اور میرا حشر فقراء کی جماعت کے ساتھ فرما۔

فقر کی راہ بہترین راہ ہے لیکن اس راہ میں بڑی رکاوٹیں ،صعوبتیں، آزمائشیں اور حاجتیں پیش آئیں گے۔اس کے لئے ثابت قدمی و پامردی اور عالی حوصلگی و بلند ظرفی چاہئے۔

اس زمانے میں اسلام انتہائی ضعف و شکستگی سے دوچار ہے،لہٰذا ایسی حالت میں عمل قلیل بھی اجر جزیل کے عوض اللہ تعالیٰ کے نزدیک کمالِ اعتناء کے ساتھ قبولیت کا مقام حاصل کر لیتا ہے۔

اگر کوئی صاحب دولت انما الاعمال بالنیات (عمل کا دارومدار نیت پر ہے) کے حکم کے مطابق خلوصِ نیت اور خدمت شریعت کے جذبے کے ساتھ امراء کی صحبت اختیار کرے اور مقدمات شرعیہ کے نفاذ اور اسلامی عدالت کے قیام کے لئے سعی کرے تو اس سے زیادہ موثر اور کارگر طریقہ کوئی اور نہیں۔ عدل ساعۃ خیر من عبادۃ ستّین سنۃ ایک گھنٹہ انصاف میں بسر کرنا ساٹھ سال کی عبادت وریاضت سے بہتر ہے۔

حضرت خواجہ احرار قدس سرہٗ سے منقول ہے کہ شریعت مطہرہ کی ترویج و اشاعت اور ملت اسلامیہ کی تائید وحمایت کی خاطر امراء وسلاطین کی صحبت اختیار

کرتے تھے اور اپنے ذاتی اثر ورسوخ اور تصرف سے انہیں منقاد و مطیع بناتے ہوئے احکام شریعت کی تنفیذ فرماتے تھے۔ یہ اس زمانے کا حال ہے جب کہ حکومت و سلطنت کی زمام خود مسلمانوں کے ہاتھوں میں تھی۔ لہٰذا غور فرمایئے اب اس زمانے میں کار عدالت کس قدر خوبیوں اور برکتوں کا موجب ہوگا۔ آپ کے یہاں کے مسلمان خوش نصیب ہیں کہ غیر اسلامی ریاست میں رہتے ہوئے قاضی اسلام کی سرپرستی و حمایت میں اچھی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ فقیر آپ کی ذات گرامی کو شہباز بلند پرواز کے روپ میں دیکھ رہا ہے اور ملت اسلامی و دیگر بندگانِ خدا کے حق میں غنیمت تصور کر رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے سایۂ زندگی کو قائم رکھے۔ بارگاہِ ایزدی میں اپنی دعا کی قبولیت کے احتمال کے خیال سے آپ کی ظاہری و باطنی ترقیات کے خاطر خود کو دعائے خیر سے فارغ نہیں رکھتا ہے کیونکہ آپ کی خیر و خوبی اور صلاح میں جمیع علاقہ داروں اور حاکموں کی خیر و خوبی اور صلاح پوشیدہ ہے اور آپ کے حق میں دعا کرنا، وہاں کے سارے مسلمانوں کے حق میں دعا کرنا ہے، انہ قریب مجیب۔

اور اخلاص نیت کے ساتھ اور پورے دل کے ساتھ کوشش کریں تا کہ کبھی امراء و اغنیاء کا قرب اور حکومت و دنیاوی جاہ و منصب، اور لوگوں کا پاس و لحاظ اور ملامت گروں کی ملامات و نکتہ چینوں کی نکتہ چینی کا خوف تمہارے پیش نظر نہ رہے۔ اگر خلوص میں کبھی کمی محسوس ہو تو بتکلّف اس جانب خود کو مائل کریں۔

اور گواہوں کی صفائی اور تزکیہ میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کریں۔ مدعی

اور مدّعا علیہ کے اظہارِ بیان کے بعد صفائی کی جو صورت بھی ممکن معلوم ہو، اس کو اختیار کرتے ہوئے پوری تحقیق و چھان بین کے بعد فیصلہ صادر کریں اور جب کبھی مدعی اور مدعا علیہ کے اظہارِ بیان کے بعد کوئی حل نظر نہ آئے تو غیر مزکی گواہ پر فیصلہ موقوف رکھتے ہوئے حکم ابو لیلیٰ کے موافق گواہ سے قسم لیں۔ کیونکہ یہی شریعت اور زمانے کا اقتضاء ہے، اور جن خصومات و قضایا کے اندر حق و باطل کی تمیز کرنا مشکل ہو جائے تو جہاں تک ہوسکے طرفین کی راضی سے فیصلہ کریں یا پنچایت کے ذریعہ فیصلہ صادر کریں، اور حق کی وضاحت اور ثبوت کی فراہمی کے بعد حکم جاری کرنے میں اور دستخط ثبت کرنے میں کسی قسم کی تاخیر نہ کریں۔ شرعی حکم کے نفاذ میں تاخیر کرنے سے متعلق جو سخت وعید وارد ہے اس کے ملاحظہ سے مومن کا دل پانی پانی ہو جاتا ہے۔

سقّاف صاحب کا مکتوب موصول ہونے کے دوسرے دن تنجاورر روانہ کر دیا گیا ہے۔

حضرت والدہ ماجدہ اور تمام احباب سے دین و دنیا کی بلیات کے رفع ہونے، اور مقاصد میں کامیاب ہونے کی دعا اور سلام مسنون موصول ہو۔

باقی حالات و کوائف اکبر صاحب کے مکتوب سے واضح ہوں گے۔ فقیر کو اپنوں سے غافل تصور نہ کریں۔ المرء مع من احبہ متفق علیہ حدیث ہے۔

اللہ کی نصرت و تائید تمہارے ساتھ رہے گی، تم جہاں کہیں رہو۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

۳۰۔مکتوب بنام شخص نا معلوم

حضرات انبیاء اور حضرات اولیاء کے تعلق سے عوام جو غالیانہ عقائد اور باطلانہ خیالات رکھتے ہیں ان کی طرف نظر کرتے ہوئے ان بزرگوں کے ساتھ غلط تصورات قائم نہیں کرنا چاہئے۔

یہ نصیحت ذیل کے مکتوب میں کی گئی ہے اور یہ صراحت کی گئی ہے کہ اہل بیت کی عظمت اور فضیلت متفق علیہ مسئلہ ہے جس میں دورائے نہیں اور جو شخص بھی اولاد فاطمہؓ کے حقوق کا خیال ولحاظ نہ رکھے وہ مومن کامل نہیں ہوسکتا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حمد وصلوٰۃ اور سلام ودعا کے بعد واضح ہو کہ آپ کا مکتوب مورخہ ۱۲ محرم الحرام سنہ ۱۲۷۰ھ ۲۲ صفر المظفر سنہ ۱۲۷۰ھ کو پہنچا اور مندرج مضامین سے آگاہ کیا۔

آپ کے علم اور مطالعہ سے یہ چیز خارج نہیں ہے کہ یہودی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معتقد ہیں۔ اور عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معتقد ہیں اور بہتر گروہ سرور انبیاء سیدنا محمد ﷺ کے معتقد ہیں اور بہت سے نام نہاد درویش ابوالاولیاء حضرت علی مرتضیٰ، حضرت اویس قرنیؒ، حضرت جنید بغدادیؒ، حضرت سید عبدالقادرؒ جیلانی، حضرت بہاؤالدینؒ نقشبندی، حضرت خواجہ

معین الدین چشتیؒ اور حضرت شاہ محمد غوث گوالیری اور بدیع الدین مدار کے معتقد ہیں اوران معتقدیان ہدایت وہادیانِ حق اور بزرگان دین کے عقیداور عمل سے مشرق ومغرب کی طرح دور ہیں اور جو شخص معتقدین کے غلط عقائد اور برے اعمال کو دیکھتے ہوئے ان نفوس قدسیہ کے ساتھ غلط خیال اورسوئے ظن قائم کرلےتووہ ان آیات کی زَد میں رہیگا۔ان بعض الظن اثم ۔ بے شک بعض گمان گناہ ہیں۔خسر الدنیا والاخرہ ذالك هو الخسران المبین دنیااورآخرت میں نقصان وخسران سے دوچار ہوااور یہی نمایاں اورعظیم ترین خسارہ ہے۔

خیرآپ سے یہ حقیقت بھی پوشیدہ نہیں ہے کہ اہل سنت والجماعت کی کتابوں میں مرقوم ہے کہ وہ مسلمان جن سے کبیرہ گناہ صادر ہوئے ہیں وہ دوزخ سے نجات پائیں گے۔

اورکسی مسلمان کوقتل کرنے والا گناہ کبیرہ کا مرتکب ہےاورسودخور بھی گناہِ کبیرہ کا مرتکب ہےاور مرتد کی توبہ مقبول ہےصرف اس بات میں اختلاف ہے کہ مرتد کوتوبہ کرنے کی مہلت دی جائے یانہیں۔

اس مہلت کے مستحب ہونے اور مستحب نہ ہونے میں علماء کا اختلاف ہے۔گناہ کبیرہ کا مرتکب کافر ہےاوراس کے لئے دوزخ میں عذاب دائمی ہے۔ یہ خارجیوں کا مذہب ہے۔اہل سنت وجماعت کا مذہب نہیں۔

ساداتِ کرام کی عظمت وبزرگی باتفاق علمائے کرام ثابت ہے۔مؤلف مسیح الازہر فرماتے ہیں جو شخص سید کوحقارت وتذلیل سے چھوٹا سید کہےتووہ کافر

ہے،صواعق محرقہ کے مصنف نے یہ حدیث نقل کی ہے من لم یعرف حق عترتی فلا حدیٰ ثلث امامنا فق اوولد زان اوحملته امه بغیر طهر ۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے میری اٰل کا حق نہیں پہنچانا وہ منافق ہوگا یا ولدالزنا ہوگا یا حالت حیض میں اس کا حمل استقرار پایا ہوگا۔

حضرت امام شافعیؒ سے منقول ہے سادات کرام کا ایک چھوٹا لڑکا اپنے کھیل کے لئے بار بار آتا اور جاتا رہا اور جب بھی وہ آتا تو اس کی تعظیم کے لئے امام صاحب کھڑے ہوجاتے اور جب وہ چلا جاتا تو بیٹھ جاتے حاضرین مجلس نے اس نشست و برخاست کا سبب دریافت کیا تو فرمایا کہ یہ لڑکا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جُز ہے۔

سعادت آثار! آپ کو ان ارشادات کے ہوتے ہوئے بھی کیوں تردّد ہے؟اورآپ کی نظر جاہل عوام کے عمل اور عقیدہ کی جانب کیوں ہے؟

میرے والد اور مرشد حضرت سید شاہ ابوالحسن قادری محوی فرمایا کرتے تھے کہ حضرت بشر حافی غیبت کے اندیشہ سے یوں نہیں کہا کرتے تھے کہ یہ پتھر فلاں پتھر سے بہتر ہے اور یہ درخت فلاں درخت سے بہتر ہے۔

دل میں بہت سی باتیں ہیں لیکن غیبت کا خیال انکی وضاحت کے لئے مانع ہے باقی سوالات کے جواب اور دیگر مضمرات کی وضاحت ملاقات پر موقوف ہے۔

عمر بگذشت وحدیث دردمن آخر نہ شد شب بآخر شد، اکنوں کوتہ کنم افسانہ را۔

عمر گزر چکی لیکن میری درد بھری بات پوری نہ ہوسکی، رات ختم ہو رہی ہے، لہٰذا میں اپنی داستان کو ختم کر رہا ہوں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

۳۱۔ مکتوب بنام
حاجی اسد اللہ صاحب

ذیل کے مکتوب میں دنیا کی بے ثباتی اور بے وفائی ظاہر کی گئی ہے، اور مکتوب الیہ سے کہا گیا ہے کہ دنیا کی مثال اس سونے کی طرح ہے جو نجاست میں گرا ہوا ہے۔ اور یہ شکر آلود زہر کی طرح ہے۔ اس سے اپنا تعلق کم ہی رکھئے، بقدر ضرورت ہی واسطہ رکھئے، اسے زوال کے سوا چارہ نہیں ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بعد سلام مسنون کے واضح ہو کہ آنجناب کا نامۂ نامی وصحیفہ گرامی جو انتہائی لطف وکرم کے ساتھ اس فقیر کے نام تحریر کیا گیا ہے، نظر نواز ہوا، اور تمام کی خیریت وکیفیت سے مطلع کیا جس سے قلب کو خوشی ومسرت اور اطمینان وسکون حاصل ہوا للّٰہ سبحانہ الحمد والمنہ علی ذلک۔

آپ کی ذات گرامی پر یہ حقیقت روشن رہنی چاہئے کہ یہ حقیر دنیا دیکھنے میں بڑی سرسبز وشاداب نظر آتی ہے اور ذائقہ میں بڑی لذیذ اور شیریں معلوم ہوتی ہے۔ لیکن فی الحقیقت وہ متاع باطل اور سم قاتل ہے اور اس کی مثال اس سونے کی طرح ہے جو نجاست میں گرا ہوا ہے اور اس کا حکم شکر آلودہ زہر کے مثل

ہےاوراس کی عمر کا قافلہ ساٹھ ستر سال تک رواں دواں رہتا ہےاور وہ بھی اپنے جلو میں ہزاروں رنج و تکلیف اور ظلمت و کدورت کا سامان لئے ہوئے اور بالآخر ایک روز آہی جائیگا کہ عزت و جاہت اور شوکت و منزلت اور چکنی میٹھی غذائیں اور رنگین و منقش لباس اور دنیاوی لذتیں اور گوناگوں روابط و تعلقات کو بادفنا اڑالے جائیگی اوران ساری چیزوں کو زوال وفنا کے سوا کوئی چارہ نہیں رہیگا اور تمام دنیاوی اسباب اور نقد و جواہرات اور یہاں کی دیگر اشیاء اس آیت کے مصداق ہرآدمی اپنے پیچھے چھوڑ کر قبر کی آغوش میں چلا جاتا ہے۔ و ترکتم ماخولنا کم وراء ظهور کم اور پیٹھ پیچھے چھوڑآئے جو مال متاع ہم نے تمہیں دیا تھا۔

اور یہ تمام چیزیں ایسے اشخاص کے حوالے ہوجائیں گی جن میں اکثر و بیشتر صاحب اسباب کے دشمن اوراس کی موت کے منتظر تھے۔اس روز عزت و منزلت کے عوض میں ذلت ومحتاجی کے سوا کوئی دوسری چیز نقد دقت نہیں رہیگی۔ اورمرغ وسیخ اور ململ ومخمل کے بجائے منہ پر مٹی اور بدن پر مٹی کے سوا کوئی خوراک اورلباس نہیں ہوگا۔

اس لئے فقیر کا دل دنیا مافیہا سے کراہت کرتا ہےاور انتہائی شوق ورغبت کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے امیدوار ہے کہ وہ فقیر کوحجاز مقدس روزانہ فرمائیگا اور در کعبہ پر جبیں سائی کی نعمت عطا فرمائیگا اور سیدالمرسلین وشفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کوآخرت میں نجات کا وسیلہ بنادیگا۔ انه قريب مجيب۔

حجاز مقدس کے لئے فقیر کی روانگی میسوراور تلیچیری سے ہوگی آپ سے

ملاقات نہ ہونے کی وجہ سے دل بے چین ہے اور فقیر سو دل و جان سے آپکے وجود بابرکت کو غنیمت وقت سمجھ رہا ہے، اللہ تعالیٰ آپکو صحت و سلامتی کے ساتھ دعوت و تبلیغ کے راستہ پر قائم رکھے، آں مخدوم کو تمام متبعین و متعلقین اور تمام دوستوں کے ساتھ حافظِ حقیقی کے سُپرد کر رہا ہے استودعکم اللہ الذی لا یضیع ودائعه۔

ہمشیرزادگان سید محمد اور سید فضل اللہ مدعمرھما اور دس بارہ افراد اور مردمِ خانہ اور قرابت دار و غیر قرابت دار سات آٹھ مرد اور عورتیں ماں صاحبہ، بی بی خسر پوری غلام حسین خان مرحوم اور خدیجہ بی بی محل علی دل خان مغفور وغیرہ اس سفر میں فقیر کے ساتھ ہیں۔

معلوم ہوا کہ ویلور اور آرکاٹ کی پانچ چھ خاتون مدراس کے چند مرد اور عورتوں اور میراں صاحب شریف اور طیّبہ بی صاحبہ دختر محمد علی صاحب مہکری اور بالاگھاٹ کی کچھ عورتیں اور مرد بھی ہمراہ فقیر سوئے حرم چلنے کا عزم کئے ہیں۔ جب یہ مسکین خانہ خدا میں پہنچے گا تو انتہائی خلوص کے ساتھ صاحب خانہ و کارساز بے نیاز سے امیدوار رہیگا کہ مازاغ البصر وما طغیٰ کے حکم کے مطابق دائیں بائیں نظر نہیں کریگا اور وان من شئی الا عندنا خزائنه کی آیت کریمہ کے تحت اپنی نظر کو معدنِ خیر و فیض کی جانب مرکوز رکھے گا، والله علیٰ کل شئی قدیر۔

اور آں مخدوم کو نیت خیر اور مساعئ جمیلہ کا اجر و ثواب مکملاً عطا فرمائے گا۔ ربنا تقبل منا انك انت السميع العليم۔ دل میں بہت سی باتیں

ہیں لیکن وقت کی تنگی کے باعث زباں قلم ان کی ترجمانی سے قاصر ہے۔
اللہ کی نُصرت وتائید تمہارے ساتھ رہے تم جہاں کہیں رہو۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

۳۲۔مکتوب بنام
حاجی سیداسداللہ صاحب

اس مکتوب کے مطالعہ سے ایک بات یہ معلوم ہورہی ہے کہ نیک کاموں کے کرنے میں جلدی کرنی چاہیئے، کہیں ایسانہ ہوکہ دیری اور غفلت کی وجہ سے نیکی کرنے کے مواقع ہاتھ سے نکل جائیں۔کسی نیک کام کوانجام دینے کے لئے اسباب کی فراہمی میں لگے رہنا بھی نیک کام میں مشغول رہنا۔نماز کے انتظار میں بیٹھے رہنا بھی نماز میں رہنا ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سلام مسنون کے بعدواضح ہوکہ فقیر کے نام ۲۵ رمضان المبارک کاتحریر کردہ مکتوب دستیاب ہوااورتمام کی خیریت وکیفیت سے آگاہی،سکون وطمانیت کاباعث بنی،الحمد للّٰہ علیٰ ذلک۔

آپ نے موسم کی دیری اور فقیر کی عجلت سے متعلق جوتحریر کیا ہے،وہ

پسند آیا۔ یہ عجلت ناواقفیت کی وجہ سے ہے دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ اس علاقے کے جہازات ذی الحجہ سے بیشتر نہیں جائیں گے۔

امسال دیری کی وجہ سے کہیں حج کا موقعہ ہاتھ سے نہ نکل جائے، اس خیال سے دل بے چین اور بے آرام ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم پر نظر ہے اور اس کے حکم کا منتظر ہوں انه هو الحاكم الحكيم۔

نماز کا وقت شروع ہونے سے پہلے ہی وضو کر لینا اور نماز کے اسباب کی تیاری کر لینا مستحب ہے اور نماز کے انتظار میں رہنا گویا نماز میں رہنے کے مانند ہے۔ اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ وہ فقیر کی عجلت کو پسند فرمائے گا، اور حج کی تیاری کو حج میں رہنے کے مانند قرار دے گا انه قريب مجيب۔

اس ماہ شوال میں فقیر کشتی پر سوار ہو کر کولاندی، کالی کٹ اور ترونگاڑی تک گیا ہوا تھا اور وہاں کے بزرگوں کی زیارت سے مشرف ہوا۔ اکثر مسافرین قے اور سر کی چکر میں مبتلا رہے۔ اور یہ مسکین ان اثرات سے محفوظ رہا للـــــه سبحانه الحمد والمنته علىٰ ذلك۔

حاجی عبدالقادر خان صاحب وکیل نواب صاحب مدراس کے نام آپ کا تحریر کردہ مکتوب حفاظت کے ساتھ رکھا ہوں انشاء اللہ میں پہنچا دونگا۔

اور مخدومی مولوی حافظ محمد حسین صاحب ماہ ذی الحجہ میں وفات پا گئے ان للہ وانا اليه راجعون یہ خبر میسور میں حاجی قاسم صاحب سے معلوم ہوئی۔

خان صاحب سعید اور بڑے صاحب اور تمام بزرگوں اور دوستوں اور وہاں کے دیگر اصحاب کو سلام مسنون کا تحفہ پیش کریں۔

خدا کی نُصرت اور تائید تمہارے ساتھ رہے، تم جہاں کہیں رہو۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

۳۳۔ مکتوب بنام
دلیر خان بہادر دلیر جنگ جاگیر دارو حاکم شاھنور

اس مکتوب میں اہل اللہ کی صحبت اور ہم نشینی اختیار کرنے کی ترغیب اور تحریص دلائی گئی ہے اور یہ بشارت سنائی گئی ہے کہ جو بھی صالحین وکاملین اور عارفین کے ساتھ انس و محبت اور مصاحبت ومجالست رکھے گا وہ بد بخت اور نامراد نہیں ہوگا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سلام مسنون کے بعد قلب سعادت ذخائر پر واضح ہو کہ آپ کا مکتوب گرامی جو کمال التفات اور خُلوص واخلاص کے ساتھ تحریر کیا گیا ہے، نظر نواز ہوا اور اس کے ذریعے درویشوں کے ساتھ محبت والفت کے آثار وعلامات کی بوباس دل ودماغ میں پہنچی تو بے پایاں سرور وانبساط حاصل ہوا۔ اس طائفہ کے ساتھ محبت رکھنے والے کے لئے یہی بشارت کافی ہے کہ زبان نبوت نے ارشاد فرمایا المرءُ مع من احبہ' آدمی کا حشر اسی کے ساتھ ہوگا جس کے ساتھ وہ محبت رکھتا

ہے اور اس طبقہ کے ساتھ انس و محبت رکھنے والے اور اس کے ساتھ مجالست و مصاحبت اختیار کرنے والے کے لئے یہ بشارت کافی ہے قوم لا یشقی جلیسھم ولا یخیب انیسھم اس گروہ کی صحبت اختیار کرنے والا کبھی بد بخت نہیں ہوگا اور اس کے ساتھ موانست رکھنے والا کبھی ناکام اور نامراد نہیں رہیگا۔ اللہ تعالیٰ آپ اور آپ کے کاموں میں برکت عطا فرمائے اور آپ کے ساتھ خیر و احسان کا معاملہ فرمائے۔ آمین۔

تاریخ مسئلہ دلیر جنگی کا تھوڑا بہت مطالعہ ہوا جس سے مصنف کے جوہر کی نفاست و نظافت پوری طرح ظاہر ہے اور مؤلف کی طبیعت رسا شاہباز بلند پرواز کے رنگ وروپ میں موجود اور نمایاں ہے۔

آج ایسا دور ہے جس میں اسلام انتہائی ضعف و شکستگی سے دوچار ہے اور یہ ایسا زمانہ ہے جس میں تھوڑا سا عمل بھی اجر جزیل کے عوض کمال اعتناء کے ساتھ بارگاہِ ایزدی میں قبولیت کا درجہ پالیتا ہے۔

اس خطۂ زمین کے مسلمانوں کی خوش بختی اور نیک بختی ہے کہ اپنے سر پر آپ جیسے بابرکت نیک حاکم کے سایۂ ہمایوں میں پرمسرت زندگی بسر کررہے ہیں۔

جب مسلمانوں کے حاکم اور امیر کی صلاح و فلاح اور بہبودی، مسلمانوں کی صلاح و فلاح اور بہبودی میں متضمن اور پیوست ہے تو ایسے حاکم کے حق میں دعا کرنا گویا تمام مسلمانوں کے حق میں دعا کرنے کے مترادف اور ہم معنی ہے۔

آپ کے حسب خواہش یہ فقیر محض فقر و مسکنت کی برکت کے خیال سے اور دعا کے مقبول ہونے کی امید پر خود کو دعا کرنے سے فارغ اور علیٰحدہ نہیں

رکھ رہا ہے اور ہزار دل وجان سے آپ کی ظاہری و باطنی ترقیات کا خواہاں ہے، اے اللہ انہیں اپنی پسندیدہ ومحبوب چیزوں کی توفیق عطا فرما اوران کی آخرت کو دنیا سے بہتر بنا۔

اور اللہ تعالیٰ سے امید رکھتا ہوں کہ وہ ہمیں اور آپ اور تمام دوست احباب اور سارے مسلمانوں کو ہدایت وتوفیق عطا فرمائیگا تا کہ ہم دنیا جہاں کی لذتوں اور چکنی چپٹی اور میٹھی غذاؤں اور پراگندہ تعلقات اور رنگین ومنقش لباس اور جاہ وعزت کی طلب اور شان وشوکت کی خواہش سے (جن کو زوال اور فنا کے سوا چارہ نہیں) فریب نہیں کھائیں گے اور دائم قائم اور باقی رہنے والی ذات کی محبت کی بوباس سے اپنے مشام جان کو معطّر رکھیں گے اور بے سود و بے نفع دنیا (جو قبر میں ساتھ نہ دے گی) اوراس کی بندشوں اور گرفتاریوں میں پھنس نہیں جائیں گے اور ہمیشہ موت کی یاد اور آخرت کے احوال کو پیش نظر رکھیں گے۔ کار ایں ست غیر ایں ہمہ ہیچ۔

اصل کام تو یہی ہے اس کے سوا سب ہیچ اور بے فائدہ ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ آں ذی حشمت کے ظاہر کو ارکان شریعت غرّا اور احکام ملت زہرا سے آراستہ و پیراستہ فرمائے اور آں ذی شوکت کے باطن کو دنیا و مافیھا سے جو کہ ملعونہ ٔخدا ہے، خلاصی ورہائی عطا فرمائے اور آں شاہباز کو حقیر ونکمی دنیا کا شکار ہونے سے محفوظ رکھے جو نافہ ٔمشک کے روپ میں ہوئی ہے اور آپ کو علوم سماویہ اور معارف الٰہیہ کا صیّاد بنائے۔

اللہ تعالیٰ آپ کو سلامت رکھے اور آپ کے وجود سے اسلام کی شان و شوکت باقی رکھے۔

٣٤۔ مکتوب بنام بخشی الدولہ محمد تقی صاحب بہادر

مکتوب الیہ کے ایک عزیز کی وفات پر یہ تعزیتی خط روانہ کیا گیا ہے۔ جس میں یہ بات کہی گئی ہے کہ زندگی میں رنج و غم اور آزمائش و ابتلاء کے ساتھ موافقت کر لینی چاہیے۔ یہی بندگی ہے۔ مرضی اور بندگی دو متضاد چیزیں ہیں جو ایک ساتھ جمع نہیں ہوسکتیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سلام مسنون کے بعد واضح ہو کہ برخوردار محمد حکیم اللہ کی وفات کی خبر کانوں تک پہنچی جس سے دل بے چین و مضطرب ہوگیا، آپ اور تمام افراد خاندان کے قلب کی بے چینی اور اضطراب کا عالم کیا ہوگا۔

الدنیا دار بلاءٍ ومحنةٍ یہ دنیا بلا و مصیبت اور امتحان و آزمائش کی جگہ ہے جس کا کوئی لمحہ دکھ اور رنج سے اور کوئی قدم امتحان و آزمائش سے خالی نہیں رہتا ہے لہٰذا اس دنیا میں رنج و تکلیف اور ابتلاءِ آزمائش کے ساتھ موافقت کر لینا چاہئے اور قضا و قدر کے آگے گردن جھکا دینا چاہئے۔

انا اللہ لاالٰہ الا انا، ومحمد رسولی ،من یستلم بقضائی

وصبر علی بلائی وشکر علی نعمائی کتبه صدیقاً وابعثه مع الصدیقین ومن لم یستلم بقضائی ولم یصبر علی بلائی ولم یشکر علی نعمائی فلیتخذ ربّا سوائی۔

میں ہی خدا ہوں میرے سوا کوئی الہٰ اور معبود نہیں اور محمد ﷺ میرے رسول ہیں جس نے بھی میری قضا وقدر کو قبول وتسلیم کیا اور میری جانب سے پہنچنے والی مصیبتوں پر صبر کیا اور میری جانب سے ملنے والی نعمتوں پر شکر کیا تو میں اسکو صدیق لکھونگا اور اس کو صدیقین کے ساتھ اٹھاؤں گا اور جس نے میری قضاوقدر کو قبول نہیں کیا اور میری جانب سے ملنے والی نعمتوں پر شکر ادا نہیں کیا تو اسکو چاہئے کہ میرے سوا کسی اور کو اپنا رب اور معبود بنالے۔

ہماری غذاماں کے پیٹ میں خون پینا ہے خونخوار کو راحت ومراد کے ساتھ تعلّی وغروراور خوشی وناخوشی سے کیا سروکار (یعنی ہماری کوئی حقیقت ہی نہیں اور اس زندگی میں اپنی مرضی سے جینے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ لہٰذا اپنی مرضی کو مرضیٔ مولا میں ضم کردینا چاہئے۔)

سلطان الانبیاء حضوراکرم ﷺ فرماتے ہیں یالیت رب محمد لم یخلق محمداً کاش رب محمد ﷺ، محمد ﷺ کو پیدا نہ کیا ہوتا تو بہتر ہوتا۔ افضل البشر بعدالانبیاء والرسل حضرت ابوبکر صدیق فرماتے ہیں یالیتنی کنت ورقه فی شجرة تاکل الانعام۔ کاش میں درخت کا پتہ ہوجاتا تو بہتر تھا کہ جانور کھالیتے باب مدنیة العلم حضرت علی کرم اللہ وجہ فرماتے ہیں یالیتنی کنت حیضا لامی کاش میں اپنی ماں کا حیض بن گیا ہوتا۔

ان تمام بزرگانہ وحکیمانہ اقوال کا مفہوم ایک ہی ہے کہ ہماری تخلیق نہ ہوئی ہوتی تو ہم دنیا میں آزمائش اور اُخروی امتحانات سے محفوظ رہ گئے ہوتے۔

جب ان مقدس برگزیدہ ہستیوں کا یہ عالم ہے تو ہم کیا ہیں؟ اور کیا کہہ سکتے ہیں؟ بندگی، مطلب ومقصد کے ساتھ ضد ہے اور دو متضاد چیزیں ایک جگہ جمع نہیں ہوسکتیں۔ الضدان لا یجتمعان ۔ ہمارے مطلب ومقصد اور مراد کے تحت کوئی کام ہو نہیں پاتا، یہی بات ہمارا بندہ ہونا ثابت کررہی ہے نیز نقل واستدلال کی روشنی میں یہ بات ثابت ہے کہ زندگی، خالق کی ملکیت ہے اور اہل وعیال اور اولاد، اللہ کی ودیعت کردہ امانتیں ہیں لہٰذا صاحب امانت جب اپنی امانت کو واپس لے تو امانتدار کو دوسرے کے مال پر آنکھیں سرخ نہیں کرنا چاہیئے بلکہ امانت کو تمام خوشی اور پوری دیانت کے ساتھ صاحب امانت کے حوالہ کردینا چاہیئے۔

اللہ کے نزدیک مقبول بندہ تو وہی ہے جو اپنے مولا کے ہر فعل سے راضی رہے اور جو اپنی رضا وخواہش کے تابع ہے وہ اپنی ذات اور اپنے نفس کا بندہ ہے، اللہ کا بندہ نہیں۔

حاصل کلام! فقیر اللہ کی توفیق سے اس ہولناک واقعہ میں اس کے فیصلہ سے راضی ہے، آنجناب بھی راضی ہوجائیں اگر قلب میں ظلمت اور کدورت گھر کرگئی ہو تو معوذتین (قل اعوذ بـرب الـفـلـق اور قل اعوذ بـرب الـنـاس) پڑھتے رہیں کیونکہ یہ سورتیں ظلمتوں اور کدورتوں کو زائل کرنے میں عظیم اثر رکھتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے امیدوار ہوں کہ وہ آپ کے لئے مرحوم کو آخرت میں شفیع بنائے گا۔ اور دنیا میں نعم البدل عنایت فرمائے گا اور آپ کی ذات گرامی کو تعلقات پراگندہ سے محفوظ رکھے گا جو کہ فنا پذیر اور قبر و آخرت میں بے سود ہیں اور آپ کی ذات گرامی کو اقاریب اور بالخصوص افراد خاندان کے لئے تسلی اور تشفی کا موجب بنائے گا۔ واللہ علیٰ کل شئی قدیر

☆☆☆☆☆☆☆☆

۳۵۔مکتوب بنام
ہمشیرزادۂ خود
مولانا محمد قادر محی الدین مدراس

حضرت قطب ویلور آفتاب علم وفضل اور مہتاب ولایت وقطبیت ہونے کے ساتھ ساتھ اپنے وقت کے مستند ومعتمد ماہر حکیم اور طبیب حاذق بھی تھے۔ درج ذیل مکتوب میں نواب صاحب (محمد علی والا جاہ) کی بیگم صاحبہ کے بانجھ پن کے ازالہ کے لئے دوا ارسال کئے جانے کا تذکرہ ہے، مزید براں نواب صاحب کے محل شریف کو پند ونصیحت سے نوازا گیا ہے جو دوسروں کے لئے بھی سبق آموز ہے، دوا کو صرف وسیلہ خیال کریں، ذہن اور دل کو شافی امراض کی جانب مائل اور مرکوز رکھیں۔ دوا کے ساتھ دعا کو فراموش نہ کریں، دعا قضاوقدر کو بدل سکتی ہے لیکن دوا میں یہ صفت نہیں ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بعد الحمد والصلوٰۃ وتبلیغ سلام ودعوات

اس مسکین کے نام تحریر کردہ التفات نامہ دستیاب ہوا خیریت وکیفیت کی اطلاع، مسرتوں کا باعث بنی الحمدللہ علی ذالک۔

نواب صاحب کی بیگم صاحبہ کی یاد فرمائی اور محل نواب کے بانجھ ہونے کی اطلاع مکتوب کے ذریعے ملی۔

سعادت آثار!

سفوف کی چوبیس پُوڑیاں ارسال کی گئی ہیں جو بانجھ کی ساری اقسام کے ازالہ میں نظیر نہیں رکھتی ہیں، اور دعا، دوا کے لئے قلب کی منزل میں ہے (یعنی جس طرح قلب جسم کی زندگی کا ذریعہ ہے، اسی طرح دعا، دوا کی تاثیر کا ذریعہ ہے) اور دعا کے اندر اللہ کی قضا وقدر کو بدل دینے کی صفت ہے لیکن اس صفت کی توقع ہرگز دوا سے نہیں کی جاسکتی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لا یــرد الــقــضــاء الا الدعا اللہ تعالیٰ کی قضا وقدر کو کوئی چیز رَد نہیں کرسکتی دعا کے سوا۔

نواب صاحب کی بیگم صاحبہ کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے دل کو تمام اسباب سے ہٹا کر قاضی الحاجات اور مجیب الدعوات کی جانب مایل اور متوجہ رکھیں اور کامل یقین کے ساتھ اسی کی ذات جل جلالہ، کو فاعل حقیقی اور مختار حقیقی سمجھیں اور دعا ودوا، دونوں کو ایک واسطہ اور ذریعہ سے بڑھ کر نہ سمجھیں اور نجار (بڑھئی) کے ہاتھ میں آرہ (لکڑی چیرنے کا اوزار) سے زیادہ خیال نہ کریں (یعنی نظر اسباب پر نہیں بلکہ خالق اسباب پر ہونی چاہئے انہ ھوالقاضی المجیب۔

اور یہ مسکین حاکم حقیقی کے حکم کا محکوم ہے۔ نیز اللہ تعالیٰ دعاؤں کی قبولیت کے لئے کوئی مخصوص جگہ نہیں بنایا ہے جو شخص بھی ضعف وشکستگی اور تضرع وزاری اور دیگر شرائط دعا کے ساتھ جس جگہ میں بھی اپنی حاجت وضرورت کی تکمیل چاہے گا اور دعا کریگا تو ادعــونــی اســتــجــب لــکــم (مجھے پکارو میں تمہاری دعا قبول

کرونگا) کے اقتضاء کے مطابق دعا قبول کرنے کا وعدہ پورا فرمائیگا۔ لٰہذا یہ فقیر نواب صاحب کے یہاں حاضری دینے سے قاصر ہے اور اپنے ہی مقام میں پورے اخلاص کے ساتھ دعا میں مشغول ہے۔

بروند شکستگان ازیں میدان گوئے   الله معکم اینما کنتم

☆☆☆☆☆☆☆☆

۳۶۔ مکتوب بنام محمد محی الدین علی خان صاحب مھکری

ذیل کا مکتوب تعزیتی کلمات اور رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک کی ترغیب پر مشتمل ہے اور اس میں ان رشتہ داروں اور قرابت داروں کے ساتھ بھی نیکی اور حسن سلوک کی ہدایت دی گئی ہے جو برا سلوک کرتے ہیں اور تعلق توڑتے ہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بعد سلام مسنون کے واضح خاطر شریف ہو کہ ان دنوں میں آپکی ہمشیرہ زادی کی وفات کی خبر اس مسکین کے کانوں تک پہنچی جس سے دل بے چین و بے قرار ہو گیا۔

فقیر اللہ تعالٰی کے اس فیصلہ سے راضی ہوا، آن مخدوم بھی راضی

ہو جائیں۔ انا لله وانا اليه راجعون۔ مغفورہ نوجوان تھیں ایسی جواں سالہ بیٹی کی وفات مرحومہ کی والدہ کے قلب وجگر پر کس قدر نشتر زن ہوگی۔ اللہ تعالیٰ انہیں توفیق عطا فرمائے تاکہ صبر وضبط سے کام لیں اور ایسی ہولناک مصیبت کے اجر جزیل کو ہاتھ سے جانے نہ دیں۔

رسول کریم ﷺ نے فرمایا ہے صلوا ارحامکم ولو قطعوکم واقضوا حوائجهم ولو هجروكم فان حبل الرحم موصول بيدالرحمٰن

اپنے عزیزوں اور رشتہ داروں کے ساتھ نیکی اور حسن سلوک کرتے رہو اگرچہ کہ وہ تمہارے ساتھ اچھا سلوک نہ کرتے ہوں۔ اور ان کی حاجات و ضروریات کو پورا کرتے رہو اگرچہ کہ وہ تمہارے سے علیحدگی اختیار کرتے ہوں۔ بے شک رحم کی رسی رحمٰن کے ہاتھ سے ملی ہوئی ہے یعنی جب تم رشتہ داروں پر رحم کروگے تو رحمٰن بھی تم پر رحم کرے گا۔

ابوداؤد کی روایت کردہ حدیث میں ہے لو يعلم ابن ادم ثواب صلة الرحم لماكان ياكل لقمة طعام ولايشرب جرعة ماء حتى يطعم رحمه۔ اگر ایک مسلمان یہ بات جان لے کہ رشتہ داروں اور عزیزوں کے ساتھ نیکی اور حسنِ سلوک کرنے پر کس قدر اجر وثواب ملنے والا ہے تو وہ کھانے کا ایک لقمہ اور پانی کا ایک گھونٹ بھی اپنے حلق کے نیچے نہیں اتاریگا جب تک کہ اپنے رشتہ داروں اور عزیزوں کو کھلا اور پلا نہ لے۔

عزیزوں اور رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک کرنے پر اور ان کے دکھ درد اور مصیبت میں شریک ہونے پر جو فضیلتیں اور بشارتیں آئی ہوئی ہیں اور ان

سے تعلقات منقطع کرنے پر جو تنبیہات اور وعیدیں وارد ہیں، وہ قابل غور ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ وہ آپ کو صلہ رُحمی کے عظیم ثواب اور تعزیت ادائیگی کے حسنات و برکات سے بہرہ ور اور ہم کنار فرمائیگا۔

اور آپ کی ذاتِ گرامی کو مرحومہ کی والدہ کے دل مجروح کا مرہم اور قلب حزیں کی تسکین کا باعث بنائے گا۔

اللہ کی نُصرت و تائید تمہارے ساتھ ہے تم جہاں کہیں رہو۔ والسلام

☆☆☆☆☆☆☆☆

۳۷۔مکتوب بنام
سید جان اللہ صاحب، آمبور

مکتوب الیہ کو مصائب و آلام پر ضبط و صبر اور سکون اختیار کرنے اور اسکا مظاہرہ کرنے کی ہدایت دی گئی ہے اور یہ بات بتلائی گئی ہے کہ مصیبتوں میں تکلیف اور پریشانی تو ضرور ہوتی ہے لیکن ان مصیبتوں کے ذریعہ ایک مومن کو بزرگی اور ثواب حاصل ہونے کی امید ہے۔قرض کی ادائیگی کی اہمیت بیان کی گئی ہے کہ اگر قرض ادا نہ کیا گیا تو مقروض آدمی کی مغفرت مشکل ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حمد وصلوٰۃ اور ابلاغ اسلام وتحیات کے بعد واضح خاطر شریف ہو کہ التفات نامہ جو انتہائی خُلوص والفت کے ساتھ اس فقیر کے نام ارسال کیا تھا۔ باصرہ نواز ہوا، قرض اور دیگر مصیبتوں کی خبر پڑھ کر دل بے چین اور مضطرب ہو گیا ہر چند کہ مصیبتوں میں اذیت وتکلیف ہوا کرتی ہے لیکن ان کے ذریعہ شرف و بزرگی اور اجر وثواب حاصل ہونے کی امید ہے۔ ان شکر پاروں کو تلخ دوا میں رقیق غلاف میں لپیٹ دیا گیا ہے اور اس حیلہ کے ذریعہ ابتلا وآزمائش اور امتحان کی راہ کھول دی گئی ہے۔ مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں دوا کی تلخی، شکر پارہ کی لذت حاصل کرنے میں مانع وحائل نہ ہو جائے اور اللہ کی ذات جو ہر خیر کا مبداء ومنشا اور مقصد ہے کہیں یہ تلخی اسکی جانب سے توجہ ہٹا کر مخلوق کی جانب متوجہ اور ملتجی نہ کردے (یعنی مصیبتوں میں صبر کرنا چاہئے اور اللہ کی جانب متوجہ رہنا چاہئے اس سے ثواب اور بزرگی حاصل ہوتی ہے۔)

ہاں! قرض ایک بری بلا اور مصیبت ہے اور یہ مخلوق کا حق ہے جس کی ادائیگی ہر حال میں ہونا چاہئے، عہد نبوت میں ایک شخص انتقال کر گیا جس کے ذمہ صرف تین درہم قرض تھا اور وہ اپنے گھر میں کوئی اثاثہ ومتروکہ بھی نہیں چھوڑا تھا، رسول کریم ﷺ نے اس کی نمازِ جنازہ نہیں پڑھائی، یہاں تک کہ حضرت علی کرم اللہ وجہٗ نے اس کا قرض ادا کرنے کی ذمہ داری قبول کر لی تو اس وقت آپ ﷺ نے نماز پڑھائی۔ اسی لئے فقیر آپ کے قرض کی مصیبت دور ہو جانے کے لئے قاضی الحاجات اور کافی المہمات کی بارگاہ میں کامل قصد وارادہ کے ساتھ متوجہ اور ملتجی ہے۔

اس قرض کی مصیبت کو دور کرنے کے لئے شمال بالخصوص حیدرآباد کی جانب تمہارا کوچ کرنا کافی ہے۔ کیونکہ وہاں مولوی شجاع الدین صاحب دامت برکاتہم اور دیگر سادات کرام اور بزرگان والا شان جنکا شعار شفقت و فضیلت ہے ضرور آپ کے مقصود اور مطلوب کو پورا فرمائیں گے۔

حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ کی شفقت سے متعلق منقول ہے کہ چوپائے اور بہائم پر لکڑی سے مارا جاتا تو اس ضرب کا اثر آپ کے اعضا پر ظاہر ہوتا تھا آپ تو انسان اور رسول اللہ ﷺ کی اولاد سے ہیں۔ اگر یہ بزرگان کرام آپ کے قرض کی مصیبت سے متاثر ہو جائیں تو کوئی بعید بات نہیں کہ وہ اس کی ادائیگی کے کفیل ہو جائیں۔

وما اغنی عنکم من اللہ من شئی ان الحکم الاللہ علیہ توکلت وعلیہ فلیتوکل المتوکلون میں تمہیں اللہ سے بچا نہیں سکتا۔ حکم تو سب اللہ ہی کا ہے۔ میں نے اسی پر بھروسہ کیا اور بھروسہ کرنے والوں کو اسی پر بھروسہ کرنا چاہئے۔

اللہ تعالٰی سے دعا ہے کہ وہ مجھے اور آپ کو اور سارے مسلمانوں کو توفیق عطا فرمائے تا کہ افعال محبوب کو تمام تر شیریں سمجھ سکیں اور عسرت اور مصیبتوں کی تلخی کو شیریں محسوس کر سکیں۔

اور دنیا و مافیھا جو کہ ملعونہ خدا ہے اس سے فریب نہ کھا سکیں اور باقی رہنے والی ذات کی محبت سے اپنے مشام جان کو معطر کر سکیں۔

اللہ معکم اینماکنتم

خدا کی نصرت و تائید تمہارے ساتھ رہے جہاں کہیں تم رہو۔

۳۸۔ مکتوب بنام
مولانا غلام محمد خان صاحب
ابن مولانا حافظ ضیاالدین صاحب

حضرت قطب ویلور کی ہمشیرہ اور ہم شیرہ زادی اور ان کے شوہر اور ان کی ایک کم سن بیٹی یہ تمام اعزہ واقرباء ایک ماہ کے اندر یکے بعد دیگرے انتقال کر گئے تو آپ کی خدمت میں متعدد تعزیتی خطوط موصول ہوئے، ان ہی میں ایک تعزیتی مکتوب کا جواب ہے جو ذیل میں آرہا ہے جس میں مؤمنانہ زندگی کے ایک اہم رخ کو نمایاں کیا گیا ہے۔ وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نظروں میں مقبول اور محبوب بندہ وہی ہے جو اسکے ہر فعل سے راضی اور خوشنود رہتا ہے۔ اور جو آدمی اپنی مرضی اور خواہش کے مطابق زندگی بسر کرتا ہے وہ اپنے نفس اور خواہش کا بندہ ہے اللہ کا بندہ نہیں، یہ فقیر دل سے اللہ تعالیٰ کے اس فیصلہ سے راضی ہے۔

اس مکتوب میں حضرت مخدوم فقہیہ علی بمبئیؒ کی زندگی اور ان کی تصنیفات کا ضمنی اور سرسری طور پر ذکر قلم کے سپرد ہوا ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حمد وصلوٰۃ اور تبلیغ سلام ودعا کے بعد واضح ہو کہ تعزیت نامہ موصول ہوا اور دلوں کی تشفی وتسلی کا باعث بنا، اللہ تعالیٰ آپ کو ہماری طرف سے بہترین جزاء عطا فرمائے۔

یہ عجیب وغریب اتفاقات ہیں کہ میری ہمشیرہ اور ہمشیرہ زادی اوران کے شوہر اوران کی دس سالہ دختر ۲۸ جمادی الاولیٰ ۱۲۶۳ھ کو وبائے جان رُبا سے بیمار ہو گئے اور ہمشیرہ سات آٹھ روز کے عرصہ میں اپنی جان شیریں، جان آفریں کے سُپرد کردیں اور ہمشیرہ زادی اوران کے شوہر ۲ جمادی الآخر ۱۲۶۳ھ کو اور ۸ جمادی الآخر کو ان کی دختر دار بقا کی جانب کوچ کر گئیں۔انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مرحومہ کے پس ماندگان میں اٹھارہ سالہ بن بیاہی لڑکی اور پندرہ سالہ ایک لڑکا اور سات سالہ ایک لڑکا موجود ہے اوراس چھوٹے لڑکے کی حالت کا مشاہدہ دل کو بے قرار کردیتا ہے ارحم الراحمین جو تمام انسانوں کے آباء اور امہات کے رحم سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔وہ تو باقی ہے، بس یہی دلوں کے لئے مرہم ہے۔

بڑی عجیب وغریب بات تو یہ ہے کہ امام ربانی اپنے مکتوبات میں امام محی السنہ کی کتاب ''لباب الاخبار'' سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن زبیر کے زمانہ میں تین روز کے عرصہ میں وبائے جان ربا کے اثرات سے حضرت انس بن مالک کے ۸۲ بچے بچیاں اور متعلقین حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر کے ۴۹ لڑکے لڑکیاں اور رشتہ دار قضا کر گئے اور یہ دونوں باپ راضی برضائے الٰہی رہے۔

بندۂ مقبول تو وہی ہے جو اپنے مولا کے ہر فعل اور ہر فیصلہ سے راضی رہے اور وہ شخص جو اپنی مرضی اور خواہش کے تابع ہے وہ تو اپنی ذات اور اپنے نفس کا بندہ ہے، یہ فقیر پورے دل کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے فیصلہ اور حکم سے راضی ہے اور آپ کی سعادتمندی سے بھی یہی امید ہے کہ قضائے الٰہی سے راضی رہیں گے اور رحلت کنندگان کے حق میں دعائے مغفرت فرمائیں گے۔ انہ قریب مجیب ۔

آپ نے مکتوب میں حضرت عالم علامہ اور کامل فہامہ مخدوم فقیہ علی المہایمی ابن احمد المشہور ابن بنت حسین ناخدا کا سلسلہ ارسال کرنے کے لئے آگاہ فرمایا تھا؟

کرم اطوار! مطلوبہ سلسلہ فقیر کی کتابوں میں سے کسی کتاب میں موجود ہے لیکن بڑی تلاش اور جستجو کے باوجود بھی مذکورہ کتاب کا خیال ذہن میں نہیں آرہا ہے اگر ہاتھ لگ گئی تو انشاء اللہ ضرور ارسال خدمت کیا جائیگا۔

حضرت مہایمی کے قلم سے بلند پایہ تصانیف معرض وجود میں آئی ہیں مثلاً تفسیر رحمانی، شرح فصوص، شرح نصوص، شرح جام، جہاں نما، امحاض النصیحہ وغیرہ جو علمائے نقاد کے ہاتھوں میں کاغذ کے مانند ہیں (یعنی اہل علم کے نزدیک سند اور حجت کا درجہ رکھتی ہیں)

آپ کی وفات حسرت آیات ۸ جمادی الآخر ۸۳۵ھ کو بوقت عشا شب جمعہ ہوئی اور جزیرہ بمبئی کے قریوں میں سے مہائم نامی قریہ میں آپ کے آبائی مقبرہ میں جمعہ کے دن ربیع النہار میں تدفین عمل میں آئی جن میں آپ کی

والدہ ماجدہ بھی مدفون ہیں آپ کی تاریخ وفات، جنات الفردوس سے نکلتی ہے۔

اور آپ کا مزار مقدس جزیرۂ بمبئی میں قلعہ سے پانچ میل کے فاصلہ پر واقع ہے اور زیارت گاہ خاص و عام ہے۔ فقیر بمبئی آنے جانے کے وقت میں کئی مرتبہ زیارت سے مشرف ہوا ہے۔

اللہ آپ کو قائم رکھے اور آپ اور آپ کے کاموں میں برکت عطا فرمائے اور اللہ تعالیٰ کی نصرت آپ کے شامل حال رہے جہاں کہیں آپ رہیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

۳۹۔ مکتوب بنام شخص نا معلوم

درج ذیل مکتوب میں عقیدہ کی تصحیح اور عمل کی تصحیح کی تشریح کی گئی ہے اور صحابہؓ و ائمہ مجتہدین کی پیروی کو موافق شرع شریف ہونے پر استدلال قائم کیا گیا ہے۔

مکتوب الیہ نے اپنے خط میں حضرت قطب ویلور سے بعض سوالات کے جوابات اور اشکالات کا حل چاہا تو یہ کہا جا رہا ہے کہ کتاب احیاء السنہ (مصنف حضرت قطب ویلور) کا مطالعہ کریں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حمد وصلوٰۃ کے بعد واضح ہو کہ آپ نے سوال کیا تھا کہ حضرات صحابہ و مجتھدین کی تقلید واتباع، لازم وواجب ہے یا مشروع (شرع شریف کے موافق) اسکے لئے سند کیا ہے؟

محبت اطوار!

اہل سنت و جماعت کے کتب کلامیہ کے موافق عقیدہ کی تصحیح کو علم عقائد کہتے ہیں۔

اور انکی فقہی کتابوں کے مطابق عمل، فرض، واجب، سنت، مندوب، حلال، حرام، مکروہ اور مشتبہ سے عمل کی تصحیح کو علم فقہ کہتے ہیں کیونکہ یہ دونوں (علم عقائد اور علم فقہ) عالم قدس کی جانب پرواز کرنے میں جناح اور بازو کی طرح ہیں۔

مذکورۃ الصدر آٹھ اقسام میں سے پہلی پانچ قسموں کو مشروع کہتے ہیں۔ اور بقیہ تین قسموں کو غیر مشروع کہتے ہیں۔ لازم اور واجب مشروع کے اندر داخل ہوتے ہیں اور پھر سوال میں تردد کی کیا بات ہے؟

حضرات صحابہ جنکا تعلق قرن اول سے ہے ان کی اتباع لازم اور واجب ہونے میں اور ان کی تقلید و پیروی شریعت مطہرہ کے موافق ہونے میں کسی شک و شبہ اور سوال کی گنجائش ہی نہیں ہے۔

علمائے سلف نے اس حدیث خیر القرون، قرنی ثم الذین

یلونھم ثم الذین یلونھم (بہترین عہد میرا عہد ہے پھر اس کے بعد کی صدی ، پھر اسکے بعد کی صدی خیر اور بھلائی سے ہمکنار رہیگی) کی وجہ سے تابعین (جو صحابہ کرام کے دیدار اور مشاہدہ سے مشرف ہیں) کے اقوال کو بھی سند اور حجت تسلیم کیا ہے اور امام اعظم ابو حنیفہ النعمان کوفی رحمۃ اللہ علیہ کی ذات اقدس تو حضرات تابعین سے سند پانے والوں میں سے ہے۔

اور فاسئلوا اھل الذکران کنتم لاتعلمون تمہیں کوئی شرعی حکم معلوم نہ ہو تو اہل علم سے پوچھ لو۔

اور فاعتبروایااولی الابصار (اے آنکھ والو! عبرت پکڑو) کی آیات کریمہ اجتہاد اور استنباط کے لئے سند اور حجت ہیں۔ ان امور کی تفصیل اصول کی کتابوں میں تلاش کریں۔ ان کی تفصیل وتشریح کے لئے وقت ساتھ نہیں دے رہا ہے۔ اگر آپ کے نزدیک فقیر کی کتاب احیاء السنہ موجود ہو تو اسکا مطالعہ کریں۔ جس میں آپ کے سوالات کے جوابات سے متعلق کسی قدر وضاحت موجود ہے۔

اللہ کی نصرت وتائید تمہارے ساتھ رہے تم جہاں کہیں رہو۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

۴۰۔مکتوب بنام
نواب غلام محی الدین خان
ابن نواب قمرالدین خان

اس خط میں لوگوں کی لغزشوں اور خطاؤں کو معاف کرنے کی ترغیب نہایت حسین و دل نشین پیرایہ میں دی گئی ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام عصمت کے باوجود لغزش کر بیٹھے تو غلام علی بیگ عدم عصمت اور نفس و شیطان کے اثر کے باعث لغزش کر بیٹھے تو چنداں تعجب کی بات نہیں ہے، جب خداوند حقیقی عذر قبول فرمالیتا ہے تو خداوند مجازی کو بھی عذر قبول کر لینا چاہئے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حمد وصلوٰۃ اور سلام مسنون کے بعد واضح خاطر شریف ہوئے کہ، ابتدائے خلقت سے لے کر انتہا تک گناہوں کی گندگی وآلائش سے پاک وصاف رہنا فرشتوں کا کام ہے اور گناہوں سے ناپاک وآلودہ رہنا شیاطن کا کام ہے اور ناپاک و پلید ہونا پھر پاک وصاف ہونا، اور گناہ کرنا پھر توبہ کرنا انسانوں کا کام ہے۔ بندہ محض گناہ کرنے سے ماخوذ نہیں ہے بلکہ توبہ نہ کرنے کی وجہ سے ماخوذ ہوگا۔ چنانچہ علمائے کرام کا اجماع ہے کہ جب کوئی بندہ گناہ کرے اور توبہ

کر لے تو وہ عنداللہ ماخوذ نہیں ہوگا۔ التائب من الذنب کمن لا ذنب له۔ گناہوں سے توبہ کرنے والا اس آدمی کی طرح ہے جس نے گناہ ہی کیا نہیں۔

آدمی کی تربیت، شہوات و حرص اور ہوا و ہوس سے ہوئی ہے اور اسکے پیچھے نفس اور شیطان کو لگا دیا گیا ہے۔ لہٰذا کسی آدمی سے گناہ کا صدور ہو جائے تو تعجب کیا ہے۔ البتہ وہ گناہوں سے باز آجائے اور توبہ کر لے تو یہ تعجب ہے۔ انسانوں میں کوئی انسان ایسا نہیں ہے جس سے گناہ کا صدور نہ ہو لیکن گناہ گاروں میں سب سے اچھا اور بہتر وہی ہے جو خطاء و عصیان کے بعد پشیمان ہو جائے اور رجوع الی اللہ کا مظاہرہ کرے۔

حضرت آدم علیہ السلام دار السلام (جنت) میں رہتے ہوئے عصمت اور خلافت کے باوجود ولا تقربا هذه الشجرة (اس درخت کے قریب بھی نہ جاؤ) کی ایک نہی سے خداوند حقیقی کے ساتھ لغزش کر بیٹھے تو یہ غلام علی بیگ بلاؤں، مصیبتوں، آفتوں، اور اوامر و نواہی سے بھرپور دنیا میں رہتے ہوئے نفس اور شیطان کی قربت و ہمراہی میں خداوند مجازی کے ساتھ اگر کوئی لغزش کر بیٹھے تو تعجب کیا ہے اور اسکی کیا حیثیت ہے۔ ان هذا لشئی عجاب (یہ تو انتہائی درجہ تعجب خیز بات ہے)

جب خداوند حقیقی، بندۂ حقیقی کے عذر کو قبول فرما لیتا ہے تو خداوند مجازی، بندۂ مجازی کے عذر کو قبول کر لے تو یہ چنداں تعجب کی بات نہیں۔ والقبول عندکم بل کل من عند الله (قبول کرنے کا اختیار تو تمہارے پاس ہے بلکہ ہر چیز اللہ تعالیٰ ہی کے پاس ہے)

اللہ تعالیٰ توفیق ہدایت عطا فرمائے کہ ہم لوگ ناپائیدار لذتوں، چکنی چپڑی اور شیریں غذاؤں اور رنگین اور منقش لباسوں، تعلقات گوناگوں، جاہ و عزت کی طلب اور شان و شوکت کی خواہش و امنگ سے فریب نہ کھائیں جو آخر کار زوال و فنا سے دوچار ہونے والی چیزیں ہیں اور قبر و آخرت میں ساتھ دینے والی نہیں ہیں اور ہم اپنے دلوں اور دماغوں کو اللہ کی محبت اور سکینت و جمعیت کی خوشبو سے معطر کریں۔

خدا کی نصرت تمہارے ساتھ رہے تم جہاں کہیں رہو۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

۴۱۔ مکتوب بنام
مولانا محی الدین خان مہکری
قاضی میسور

نامۂ ذیل کو قاضی نامہ کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا جس میں حضرت قطب ویلور نے قاضی محی الدین خان مہکری میسوری کو جن تاکیدات اور ہدایات اور تنبیہات سے نوازا ہے وہ سب ہر اس شخص کے پیش نظر رہنا ضروری ہے جو منصب قضاؤۃ پر فائز ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سلام و تحیت کے بعد واضح خاطر شریف ہو کہ اس مسکین مشتاق کے نام آپ کے تحریر کردہ مکتوبات پے در پے موصول ہوئے اور تمام کی خیریت و کیفیت کی اطلاع و آگہی بے پایان فرحت کا باعث بنی الحمدلله علی ذلك ۔ مکتوبات سابق و لاحق کے ذریعہ اطلاع ملی کہ میسور کی قضاوٴت کا عہدہ آپ کو تفویض کیا گیا ہے اور مخدومی سید محی الدین صاحب قادری ۲۷ شوال کو اپنے توابع اور لواحق کے ساتھ وارد مکان ہوئے اور ان کی زبانی بھی وہاں کے تمام لوگوں کی خیریت و کیفیت اور مقدمات شرعیہ کی تنفیذ کی خبریں ماتم زدہ مسلمانوں کے گوش گذار ہو کر فرحت بخش اور جانفزا ثابت ہوئیں ۔ بارك الله فيكم وفی كل شانكم ۔

وہاں کے مسلمانوں کی خوش نصیبی ہے کہ ریاست کفار میں بستے ہوئے قاضی اسلام کی حمایت کے زیر سایہ خوش حال زندگی گذار رہے ہیں ۔

هنيا لارباب النعيم نعيمها. وللعاشق المسكين مايتجرع ۔

اربابِ نعمت کو نعمتیں مبارک ، عاشق مسکین کے لئے وہی گھونٹ ہیں جو وہ پی لیتا ہے ۔

حضرت خواجہ احرار قدس سرہٗ کے بارے میں منقول ہے کہ شریعت مطہرہ کی ترویج و تنفیذ اور مسلمانوں کی فلاح و بہبودی کے خاطر امراء و سلاطین کی

صحبت اختیار کرتے تھے اور اپنے ذاتی اثر ورسوخ اور تصرف کی بدولت امراء و سلاطین کو مطیع و منقاد بناتے ہوئے احکام شریعت کی تنفیذ کیا کرتے تھے۔ یہ اس زمانے کی بات ہے جس میں مسلمانوں کی حکومت تھی۔آج ایسا دور ہے کہ اسلام انتہائی ضعف وشکستگی سے ہمکنار ہے اور یہ ایسا زمانہ ہے کہ اس میں تھوڑا سا عمل بھی اللہ تعالیٰ کے نزدیک پورے اعتناء کے ساتھ قبولیت کا درجہ پاتے ہوئے اجر جزیل کا مستحق اور سزاوار ہوگا۔ ہمارے اس زمانے میں بھی اگر کوئی صاحب سعادت واقبال، خلوص نیت کے ساتھ امراء کی صحبت اختیار کرے تو یہ اقدام، احکام شرعیہ کی تنفیذ اور کامیاب عدالت کے قیام کا سبب بن سکتا ہے۔اور یہ ایسی سعادت ہے کہ اس سے بالاتر سعادت کا تصور نہیں کیا جا سکتا۔آپ کا ایک لمحہ انصاف و عدالت میں گذار دینا ساٹھ سال کی عبادت سے افضل و بہتر ہے۔،عدل ساعة خيرمن عبادة ستين سنة

اور یہ اقدام پورے دل سے خلوص نیت کے ساتھ کرنا چاہئے تاکہ اغنیاء وامراء اور دنیاوی جاہ وحکومت کا قرب اور لوگوں کا پاس ولحاظ اور ملامت گروں کی ملامت کا خوف واندیشہ پیش نظر نہ رہے۔اگر خلوص میسر نہ ہو تو بھی محنت وتکلیف کے ذریعہ پیدا کرنے کی سعی کریں اور گواہوں کی صفائی اور تزکیہ میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کریں۔اور تزکیہ وصفائی کے باب میں جو صورت بھی ممکن نظر آئے اسکو اختیار کریں ،اور بیانات گواہوں اور قرائن کی روشنی میں پیش آنے والے واقعے کی اچھی طرح کھوج کریں اور اسکے بعد اپنا فیصلہ صادر فرمائیں اور جب فریقین کے بیانات سے بھی فیصلہ کی کوئی صورت پیدا نہ ہو اور گواہوں کی صفائی

اور تزکیہ تنقیہ نہ ہوتو فیصلہ موقوف رکھیں اور ابولیلی کے حکم کے مطابق گواہوں سے حلف لیں کیونکہ زمانے کا یہی اقتضاء ہے۔اور جن جھگڑوں میں حق و باطل کی تمیز مشکل ہوتو جہاں تک ہو سکے فریقین کی رضامندی سے یا پنچایت کے ذریعہ فیصلہ صادر کریں اور جیسے ہی حق اور ثبوت کی تحقیق ہو جائے۔ فیصلہ سنانے میں ایک لمحہ کی تاخیر نہ کریں۔ فیصلہ سنانے میں تاخیر کرنے پر جو شدید وعید آئی ہوئی ہے اسکو سننے ہی سے مومن کا دل پانی پانی ہو جاتا ہے۔

آپ نے عقد و تزویج کے متعلق دریافت کیا تھا۔اللہ تعالیٰ آپ کو سلامت و عافیت کے ساتھ رکھے جو ہم فقراء کے حالات دریافت کرتے رہتے ہیں اور موجودگی اور غیر موجودگی میں خلوص و محبت اور عقیدت و احترام کا اظہار یکساں رہتا ہے جزی الله عنا خیر الجزاء۔

اس استفسار کا جواب بالمشافہ درست رہیگا اور آپ کی تشریف آوری کا وعدہ بھی لسانِ قلم سے ظاہر ہو چکا ہے لہٰذا اسکا جواب ملاقات ہی پر موقوف رکھا گیا ہے۔آپ نے میسور اور بیطوری کے شہروں اور علاقوں میں فتنہ و فساد بھڑک اٹھنے کی خبر دی تھی۔اس سے یہ حقیقت عیاں ہوگئی کہ دنیا رنج وغم اور تکلیف و مصیبت کا گھر ہے اور ہر جگہ یہی حالت رہے گی۔ دنیا میں سکون وطمانیت اور راحت محض خواب وخیال ہے۔

بہر دیار کہ رفتیم آسمان پیداست

ہم دنیا کے جس خطہ میں بھی گئے وہاں آسمان نظر آتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم لوگوں کو بے سود دنیا کی گرفتاریوں میں الجھنے سے بچائے

رکھے۔جسکو بادفنا اڑا لے جائیگی اورآخرت میں کارآمد نہ ہوگی۔اور ہمیشہ رہنے والی آخرت کی محبت کی بوباس ہمارے دل ودماغ میں پہنچائے۔اس مسکین کو اپنوں سے علحدہ نہ تصور کریں المرأ مع من احبه۔آدمی کا حشر اسی کے ساتھ ہوگا جسکے ساتھ اسے محبت ہوگی۔ ایام عدالت دراز باد۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

۴۲۔مکتوب بنام جعفرمحی الدین خان ابن باقر علی خان ابن بدرالزمان خان بهادر میسور

ذیل کے مکتوب میں مزارات اولیاء کے پاس چراغ روشن کئے جانے کے عمل سے متعلق وضاحت ملتی ہے، یہ وہی بدعت ہے جسکا نظارہ آج بھی عام ہے ۔ یہ دراصل نذرونیاز کی تکمیل کی علامت ہے۔بعض سادہ لوح افراد اپنی نذر اور منت پوری ہونے پر اولیائے کرام کی مزارات کے قریب مٹی کے بنے ہوئے چھوٹے چھوٹے برتنوں میں تیل یا گھی ڈال کر جلاتے ہیں۔اس عمل کو حضرت قطب ویلور نے یہود ونصاریٰ کا عمل کہا ہے، قدیم متحدہ ہندوستان کے اسلامی ادوار میں مطلق اور بلا کسی نیت چراغ روشن کرنے کا یہ عمل ایک ضرورت کے تحت وجود میں آیا۔وہ ضرورت تھی بزرگوں

کے مزارات پر لوگوں کی آمدورفت اور اقامت وسکونت، نماز و تلاوت اور ذکر و تسبیح وغیرہ، لیکن موجودہ زمانے میں بجلی کی فراہمی کے باعث یہ ضرورت، ضرورت نہ رہی، جسکی وجہ سے ان چراغوں کی روشنی بے فائدہ اور عبث کے درجہ میں آگئی۔ بعض عوام نذر و نیاز اور منت کے پورے ہونے پر اولیاء اللہ کے مزارات کے پاس مٹی کے بنے ہوئے چھوٹے چھوٹے برتنوں میں تیل یا گھی ڈال کر جلاتے ہیں۔ غالباً اس مکتوب میں چراغ افروزی سے یہی عمل مراد ہے۔ ورنہ لوگوں کی سہولت مثلاً آمدورفت، ذکروتلاوت، زیارت اور اقامت وسکونت وغیرہ کے خیال سے مزارات کے آس پاس روشنی کے خیال سے چراغ روشن کرنے میں کوئی قباحت نہیں ہے، لیکن یہ صورت بھی قدیم زمانے میں ضرورت سے جڑی ہوی تھی جب کہ بجلی نہیں تھی، جب ضرورت، ضرورت نہ رہی تو محذورات کی اباحت بھی ختم ہوجاتی ہے۔۔ واللہ اعلم بالصواب۔ مترجم۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حمد وصلوٰۃ، سلام مسنون اور دعاؤں کے بعد خاطر سعادت ذخائر پر واضح ہو کہ آپ کے تمام مکتوبات جو بے پایاں لطف و کرم اور دلی محبت کی نشاندہی

کرر ہے ہیں۔ نظر نواز ہوئے اور ذہن و قلب کے لئے خوشیوں اور مسرتوں کا باعث بنے۔الحمدلله علی ذلك۔

اللہ تعالیٰ آپ کے ظاہر و باطن کو تسلی و تشفی اور قرار و جمعیت سے آراستہ ومزین فرمائے اور اپنے قرب کی نعمت سے سرفراز فرمائے۔ حاجی سید محی الدین صاحب قادری توابع اور لواحق کے ساتھ وارد مکان ہوئے جنکی زبانی بھی آپ کی خیریت و کیفیت معلوم ہوئی۔جزاكم الله خير الجزاء۔

والد ماجد اور شیخ مربی حضرت قربی قدس اللہ سرہٗ کی درگاہ شریف میں چراغ افروزی سے متعلق آپ کی خواہش معلوم ہوئی۔ مزارات کے پاس چراغ روشن کرنے کا عمل شریعت مطہرہ کے موافق نہیں ہے۔ بلکہ آخرت میں نقصان وخسران کا باعث ہے۔لہٰذا یہ عمل ایک قلم موقوف کیا گیا۔ زر دیں اور درد سر خریدیں، یہ کام تو آخرت اندیش عقل سے دور ہے۔اصحاب قبور چراغ کے محتاج نہیں ہیں اور یہ چراغ،افروزی نصاریٰ کا عمل ہے۔

آنجناب کی تشریف آوری کی خبر نوک ریز قلم رہی جو دل مہجور کے لئے فرحت بخش اور روح افزا ثابت ہوئی۔ اللہ تعالیٰ اس کو حقیقت بنائے۔ آں سعادت کی والدہ ماجدہ کی تشریف آوری کی خبر بھی اس مشتاق کے گوش گذار ہوئی جس سے مسرت ہوئی۔ یہ مسکین موصوفہ کی خدمت میں سلام مشتاقانہ پیش کررہا ہے۔

سنا گیا ہے کہ آپ نماز اور جماعت کی پابندی کا چنداں اہتمام نہیں کرر ہے ہیں۔اس اطلاع سے دل بے چین اور مضطرب ہوگیا۔عنفوان شباب

میں آرام و آسائش کے اسباب کا حصول اور کثرت فراغت بڑی بری بلا اور مصیبت ہے۔ایسے اشخاص کم ہی ہوں گے۔ جو عالم شباب میں ہر طرح کے اسباب آسائش اور حصول فراغت کے ساتھ راہ حق پر گامزن رہتے ہوئے سعادت سے ہم کنار رہیں۔

مجھے خوف ہے کہ بے علم وعمل اور بدکار اشخاص کی صحبتیں آپ کی صالح طبیعت اور نیک طینت کو خراب نہ کردیں جنکا مطمح نظر صرف چکنی چپٹی اور شیریں غذائیں، رنگین و منقش لباس، جاہ و منصب کی خواہش، امراء و اغنیاء کا قرب اور دنیا بھر کے امور معاملات وغیرہ ہے۔

جب دنیا دار العمل اور آخرت دار الجزاء ہے تو اعمال صالحہ کے ادا کرنے میں بھرپور کوشش کرنی چاہئے۔عبادات میں فاضل ترین عبادت او اعمال میں فاضل ترین عمل نماز قائم کرنا ہے جو اہل ایمان کی معراج اور دین متین کا ستون ہے لہٰذا اسکی ادائیگی میں حد درجہ کوشش اور احتیاط کرنی چاہئے تاکہ نماز کے جو ارکان و شرائط اور سنن وآداب ہیں پوری طرح ادا ہوسکیں نیز ارکان کی صحیح ادائیگی اور خشوع و خضوع کو بھی پوری حفاظت و صیانت کے ساتھ عمل میں لانا چاہئے۔

نماز سلام ربانی ہے، لہٰذا آپ جماعت کے ساتھ ادا کرنے کو لازم کرلیں چاہئے کیونکہ صف بستہ سلام پیش کرنا کیا حاکم مجازی اور کیا حاکم حقیقی دونوں کے نزدیک مقبول و پسندیدہ عمل ہے۔

افسوس اور صد افسوس ہمارے زمانے میں اکثر مسلمان نماز اور جماعت

کو ضائع کر چکے ہیں اور خشوع وخضوع اور طمانیت وسکینت اور تعدیل ارکان کو درہم برہم کردئے ہیں ۔ایسے لوگوں کے حق میں جو وعیدیں اور تہدیدات و تنبیہات آئی ہوئی ہیں اگر کوئی مسلمان چشم عبرت سے ان کا مشاہدہ کرلے تو اسکا قلب وجگر ٹکڑے ٹکڑے ہوجائے اللہ یجتبی الیہ من یشاء ویھدی الیہ من ینیب اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ آپ کو اپنی جانب رجوع فرمالے۔آپ کے بزرگوں کے تعلقات واحسانات کی یاد نے اس ضروری گفتگو کی جانب متوجہ کردیا اور مجھے خاموش رہنے نہیں دیا والسلام۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

۴۳۔مکتوب بنام
حمید الدین خاں صاحب نیلوری

اس خط میں حضرت قطب ویلور نے اپنے زمانے کے بعض مسلمانوں کے اس کردار وعمل پر رنج وغم اور افسوس کا اظہار کیا کہ آج لوگ انگریز حکام کی فرماں برداری وطاعت میں پیش پیش نظر آتے ہیں لیکن حاکم حقیقی کے احکام کی پابندی و پیروی میں پیچھے اوسست نظر آتے ہیں ۔اس مکتوب یہ بھی صراحت اور وضاحت ہے کہ مکتوب الیہ کے سوال کا جواب اردو زبان میں تحریر کرکے روانہ کررہا ہوں تاکہ حاکم حقیقی کے احکام وقوانین کے متلاشی لوگوں کو زحمت نہ ہو،

افسوس ہے کہ حضرت قطب ویلور کے اس جواب کی نقل دستیاب نہ ہوسکی۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حمد وصلوٰۃ اور سلام سنت خیر الوریٰ ودعا کے بعد قلب محبت ذخائر پر واضح ہو کہ ۲۵ جمادی الثانی ۱۲۴۸ھ کا تحریر کردہ مکتوب ۶، رجب المرجب کو دستیاب ہوا۔ دینی احکام ومسائل کے استفسار پر مشتمل رہنے کی وجہ سے ذہن وقلب کے لئے خوشیوں اور مسرتوں کا باعث بنا الحمدلله على ذلك۔

آج جس شخص کو بھی دیکھئے کہ وہ انگریز حکام کے قوانین وضوابط کو پیش نظر رکھا ہے اور حاکم حقیقی کے احکام کو پس و پشت ڈالا ہوا ہے بلکہ ان کی جانب التفات بھی نہیں کر رہا ہے۔ اہل زمانہ کی یہ غفلت، غور اور تامّل کے قابل ہے۔ قیاس کن ز گلستان من بہار مرا۔ میرے گلستان ہی سے میری بہار کا اندازہ کرلو۔ آپ کا ایسے غفلت نشان زمانے میں حاکم حقیقی کا حکم دریافت کرنا بہت پسند آیا۔ بارك الله فيكم وفى كل شانكم۔ اللہ تعالیٰ آپ اور آپ کے امور و مقاصد اور احوال میں خیر و برکت عطا فرمائے۔

یہ مسکین کثرت اشغال اور یوم جمعہ کی آمد اور ایک روز بخار و کھانسی کے سبب تا دم تحریر جواب دینے سے قاصر رہا۔ پرسوں کے دن سے فرصت میسر ہوئی تو سوال کا جواب اردو زبان میں صاف صاف تحریر کر کے روانہ کر رہا ہوں تا کہ حاکم حقیقی کے احکام وقوانین کے متلاشی لوگوں کو کسی قسم کی زحمت نہ ہوسکے۔

محبت آثار! مومن کے لئے لازم ہے کہ حق کے اثبات اور باطل کے ابطال میں پوری پوری احتیاط کرے تاکہ فریقین کی حقیقت اور واقعہ کی تحقیق میں کسی قسم کی سستی و کاہلی نہ ہو اور باطل کے اثبات اور حق کے ابطال میں کسی قسم کا عمل نہ ہو کیونکہ قبر و آخرت اور جنت و دوزخ سامنے ہی ہے اور حساب و کتاب اور سزا و جزا قاضی حقیقی (اللہ تعالیٰ) کے روبرو ہے۔ اور جیسا عمل کیا جائے ویسا ہی نتیجہ اور بدلہ ملے گا۔ فمن یعمل مثقال ذرة خیر یره ومن یعمل مثقال ذرة شر یره ۔ جس نے بھی ذرہ بھر بھلائی کی، اسے وہ دیکھ لے گا اور جس نے بھی ذرہ بھر برائی کی اسے وہ دیکھ لے گا۔ آپ نے مختلف امراض کے علاج سے متعلق دریافت کیا تھا۔ اس قسم کے امراض میں مریض کا طبیب کے سامنے رہنا ضروری ہے۔ اس کی حاضری اور موجودگی کے باوجود بھی اس قسم کے امراض کا علاج بہت مشکل ہے آپ ہی اندازہ کیجئے کہ سات روزہ مسافت پر انکا علاج کس قدر مشکل ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کی نصرت و تائید تمہارے ساتھ رہے تم جہاں کہیں رہو۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

٤٤۔مکتوب بنام مولانا غلام علی صاحب شریف نیلونگلی

درجِ ذیل مکتوب میں عہد قطب ویلور کے مسلمانوں کی دینی وملی زندگی کی ایک واضح تصویر ملتی ہے کہ کس طرح مسلم معاشرہ میں بدعات وخرافات پھیل چکے ہیں اور لوگ دین کی فکر سے بے نیاز ہیں ان پر کسی فکر کا غلبہ اور تسلط ہے تو وہ صرف بیوی، بچے، زرزیور، رسومات وعادات ہیں، اس مکتوب سے عہد حاضر کے مسلمانوں کی تصویر کشی بھی بخوبی ہورہی ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حمد وصلوٰۃ اور سلام سنت خیرالوریٰ کے بعد واضح خاطر شریف ہو کہ کتابوں کی طلب سے متعلق آپ کا التفات نامہ جو انتہائی لطف وکرم اور الفت و محبت کے ساتھ اس مسکین کے نام تحریر کیا گیا ہے۔ نظر نواز ہوا، جس سے دین کی حرات کی بوباس آرہی ہے۔ قلب کے لئے خوشیوں اور مسرتوں کا باعث بنا۔ بارك الله فيكم وفى شانكم۔

مخدوم من!

ایک مسلمان کو چاہئے کہ وہ اسلام کا محافظ اور دین کا مبلغ رہے۔ افسوس صد افسوس تو یہ ہے کہ آج اکثر مسلمان اسلام اور اسلام کی نیادی تعلیمات

واحکامات ہی سے بے خبر اور نا آشنا ہیں پھر بھلا وہ اسلام کے محافظ اور دین پرور کیا ہو سکتے ہیں۔ بلکہ یہ تو دین واسلام کے لئے نقصان کا باعث ہیں اور بدعات و محرمات کی اشاعت کا موجب بن رہے ہیں، اور ان کے دلوں میں دین کی فکر اور غم ہی نہیں اگر کسی چیز کی فکر اور غم ہے تو وہ صرف چکنی چپٹی اور شیریں غذائیں، رنگین ومنقش ملبوسات، بیوی، بچے، زر، زیور، عزت، حرمت اور عادات ورسوم ہیں، ان ہی اعمال وافعال کی وجہ سے اللہ نے دست اعانت کو کھینچ لیا ہے اور ان پر ظالم قوتوں کو مسلط کر دیا ہے۔ عمالکم، اعمالکم، عنقریب ایک ایسا دور بھی آجائیگا کہ لوگ مساجد میں نماز ادا کرتے نظر آئیں گے لیکن ان کے دلوں میں حقیقی اور کامل ایمان کی شمع فروزاں نہ رہیگی۔ یصلون فی المساجد لیس فیهم مسلم

ضعفِ اسلام وانحطاط دین کی ایسی فضا میں آپ کا دینی کتابوں کو طلب کرنا بڑا پسندیدہ معلوم ہوا۔ الحمدلله علی ذلك۔ آپ کی دریافت کردہ تفصیل سردست موجود نہیں ہے انشاء اللہ اس موضوع پر کوئی مختصر کتاب ہی ارسال کرونگا آپ خود ہی مطالعہ کرلیں۔

اللہ کی نصرت وتائید تمہارے ساتھ رہے تم جہاں کہیں رہو۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

۴۵۔مکتوب بنام جعفر محی الدین خان
ابن باقر علی خان
ابن بدرالزمان خان بہادر میسور

اس مکتوب میں موت کی تین اقسام کی وضاحت کی گئی ہے اور یہ نکتہ بیان کیا گیا ہے کہ کسی صالح شخص کی وفات کے بعد اسکی اولاد صالحہ کا سلسلہ جاری رہنا بھی اس مرد با صفا کے فیوض و برکات کے جاری رہنے کی علامت ہے۔

نیز اس حقیقت سے بھی مطلع کیا گیا ہے کہ جس کسی آدمی کے پاس جس قدر دولت ہوگی اسی قدر اسکے ساتھ مسائل اور مصائب رہیں گے، نبی کریمؐ اور حضرات صحابہ نے اسباب زندگی کے دائرہ کو بہت ہی محدود رکھا ،دنیا کی لذتوں اور آسائشوں میں کھوجانا،آخرت کی نعمتوں کو کھودینا ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بعد سلام مسنون کے واضح خاطر ہو کہ ۲۹ ربیع الثانی کا تحریر کردہ التفات نامہ دستیاب ہوا۔

- مخدومی محمد مستعان علی کے انتقال پر ملال کی اطلاع سن کر دل بے چین و بے آرام ہوگیا۔انا للہ وانا الیہ راجعون فقیر اس الم ناک واقعہ میں اللہ

تعالیٰ کے قضاو قدر سے راضی ہو چکا آپ لوگ بھی راضی ہو جائیں۔ مرحوم صاحب معرفت و برکت تھے۔ ایسی بابرکت ہستی کا دنیا سے اٹھ جانا اگرچہ کہ دوسروں کے حق میں رنج والم اور تعزیت کا باعث ہے لیکن خود مرحوم کے حق میں بہشت و بشارت کا سبب ہے کیونکہ موت کی کئی اقسام ہیں۔ ایک موت ہے جس میں بیدار شخص نیند کی آغوش میں چلا جاتا ہے۔ دوسری موت ہے جس میں سونے والا بیدار ہو جاتا ہے۔ تیسری اخص الخواص کی موت ہے جس میں نینداور بیداری دونوں یکساں ہوتے ہیں۔ فقیر کا گمان ہے کہ مرحوم کی موت، خواص کی موت ہے، اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ وہ فقیر کے اس گمان کو راست فرمائے گا اور مرحوم کو اپنی جوار رحمت و مغفرت میں جگہ عطا فرمائے گا۔ انه قريب مجيب۔

مرحوم نے اپنے پیچھے جو صالح اولاد چھوڑی ہے۔ یہ بھی ان کے برکات وباقیات ہیں۔ یہ بات حدیث نبویؐ سے اخذ کردہ ہے کہ فقراء، اغنیاء سے پانچ سو سال سے پہلے جنت میں جائیں گے اور حضرت سلیمان علیہ السلام شرف نبوت سے بہرور ہونے کے باوجود حضرات انبیائے کرام کے بعد پانچ سو سال کے بعد جنت میں جائیں گے۔ اللهم احيينى فقيراوامتنى فقير اواحشر نى فى زمرة الفقراء۔

علمائے سلف سے منقول ہے کہ جب کوئی بیمار و مفلس آدمی اہل اللہ کی صحبت اختیار کر لیتا تو پھر وہ صحت اور دولت کا طالب نہیں رہتا۔

فراوان خزینہ فراواں غم است　　　　کم اندوہ آنرا کہ دنیا کم است

دولت وثروت کی جس قدر بہتات اور فراوانی ہوگی اسی قدر غم و تفکر کی

زیادتی ہوگی اور اس شخص کے لئے رنج وغم بھی کم رہیگا جس کے پاس دنیا بھی کم ہوگی۔

یہی وجہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کئی کئی روز فاقہ فرمایا کرتے تھے اور اپنے شکم مبارک پر پتھر باندھے رہتے تھے۔ کبھی ناقص چوہارے اور خرما تو کبھی کیکر کے پتوں پر قناعت فرماتے تھے، مہینوں گذر جاتے تھے کہ آپ کے گھر میں چولھا نہیں سلگتا تھا اور چراغ روشن نہیں ہوتا تھا

اور امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ ساری دنیائے اسلام کے خلیفہ ہونے کے باوجود مدینہ منورہ میں اینٹیں تیار کرتے اور فروخت کرتے تھے اور اسی آمدنی پر آپ اور آپ کے اہل وعیال کا گذر بسر ہوتا تھا۔

خیر التابعین حضرت اویس قرنی کی غذا کھجور کی گٹھلیاں ہوتی تھیں اور آپ کا لباس پھٹا پرانہ اور پیوند لگا ہوا رہتا تھا۔ اور حضرت ملا علی قاری مکہ مکرمہ میں جنگلات سے لکڑیاں لے آتے اور انکو فروخت کرتے تھے اور اسی پر ان کا گذر بسر ہوتا تھا۔

غایت کار افلاس ہے اور کار افلاس کی انتہا فاقہ کشی ہے اور جس رات میں فاقہ نصیب ہو وہ شب، درویش کے حق میں شب معراج ہے۔ بزرگوں نے فرمایا ہے کہ جس نماز میں شکم سیری رہے تو شیطان نمازی کو اپنے پہلو میں لے لیتا ہے اور بھوکے خمیدہ شخص کے قریب بھی نہیں جاتا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اور تمام لوگوں کو توفیق وہدایت عطا فرمائے۔

ومامن دابة فى الارض الاعلىٰ الله رزقها کی آیت کریمہ میں رزاق مطلق نے اپنے اوپر رزق کی جو ذمہ داری لی ہے ہم اسکو ہمیشہ پیش نظر

رکھیں، ماں کے پیٹ میں ناف کے ذریعہ اور فضائے دنیا میں پہنچتے ہی ماں کے سینہ میں دودھ کے ذریعہ بغیر کسی طلب کے پرورش فرمایا اور اسکے بعد کسب کا شعور اور اسکی قوت اور توفیق عطا فرمایا۔ان تمام پہلوؤں پر غور کریں اور مشاہدہ کریں کہ رزاق مطلق کس طرح اپنے ذمہ رزق کو پورا فرمارہا ہے اللہ تعالیٰ کے افعال کو تمام تر شیریں تصور کریں اور حسرت وتنگی کی تلخی کو برعکس صفراوی لذیذ و شیریں خیال کریں اور خوشحالی و فراغت اور اسکی لذت و حلاوت کی آرزو میں آخرت کی دائمی وابدی نعمتوں اور لذتوں سے محروم نہ ہو جائیں اور دنیا و مافیھا سے فریب نہ کھائیں جو خدا کی نظر میں ملعون و ناپسندیدہ ہے دل میں بہت سی باتیں ہیں جنکی ترجمانی سے زبان قلم قاصر ہے۔ باقی باتیں بالمشافہ ہوں گی۔اللہ تعالیٰ کی نصرت وتائید تمہارے ساتھ رہے تم جہاں کہیں رہو۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

٤٦۔ مکتوب بنام
مولانا مولوی مرزا شاہ عبدالحی صاحب قادری واعظ بنگلوری
خلیفۂ حضرت قطب ویلور، مصنف جنان السیر فی احوال سیدالبشر صلی اللہ علیہ وسلم

مکتوب الیہ حضرت مولانا شاہ عبدالحئیؒ قادری واعظ بنگلوری کی شخصیت جنوبی ہند میں غیر معمولی شہرت کی حامل ہے۔ آپ کو زبان اور قلم دونوں پر یکساں قدرت حاصل تھی۔ آپ کی نوک قلم سے مختلف موضوعات پر پچاس سے زائد مبسوط ضخیم کتابیں وجود پذیر ہوئیں۔ جنوب کے اندر اردو زبان میں سیرت طیبہ کو منظوم شکل دینے میں اور جمعہ کے خطبات کا مجموعہ مرتب اور مدوں کرنے میں آپ کو اولیت کا شرف حاصل ہے۔ آپ کی منظوم سیرت ''جنان السیر فی احوال سید البشرؐ'' جنوب کے گھر گھر پہنچی، اسکی شہرت اور مقبولیت کا یہ عالم تھا کہ جنوب میں دلہن کی رخصتی کے موقعہ پر قرآن کریم کے ساتھ جنان السیر بھی تبرکاً بطور تحفہ دلہن کو دی جاتی تھی۔ اور ماہ ربیع الاول میں تقریباً وعموماً ہر گھر میں خواتین کی مجلسیں منعقد ہوا کرتے تھیں جن میں اس کتاب کے

پڑھنے اور سننے کا خاص اہتمام اور التزام کیا جاتا تھا۔ یہ روایت ماضی قریب تک چلی آتی رہی، حال حال میں بدعت ضلالت کی نذر ہوگئی۔ جسکی وجہ سے ایک بابرکت دینی و اصلاحی قدیم روایت وحکایت ختم ہوگئی۔

مولانا عبدالحیٔ احقر بنگلوری، حضرت قطب ویلور کے شاگرد رشید اور خلیفہ سعید تھے، ان کے نام حضرت قطب ویلور کے متعدد خطوط ملتے ہیں جن میں مولانا عبدالحیٔ کے مختلف اشکالات، شبہات اور سوالات کے جوابات ہیں۔

ذیل کے مکتوب میں عوام اور علماء کے کردار پر روشی ڈالی گئی ہے اور اس وقت پھیلے ہوئے فتنہ کو ختم کرنے کے خیال سے جواب دینے سے اعراض کیا گیا ہے۔ مولانا عبدالحیٔ کے مسلسل اصرار پر یہ مکتوب سپرد قلم کیا گیا ہے اور اسی کے ساتھ مولانا عبدالحیٔ کا استفتاء اور حضرت قطب ویلور کا تحریر کردہ فتویٰ روانہ کیا گیا ہے، افسوس ہے کہ استاد اور شاگرد کی یہ گراں قدر تحریر دستیاب نہ ہوسکی۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بعد سلام مسنون کے خاطر سعادت ذخائر پر واضح ہو کہ التفات نامہ ،قرطاس استفسارات کے ہمراہ ۲۵ شعبان المعظم ۱۲۵۹ھ کو دستیاب ہوا۔ آں

عزیز کا مکتوب تمام کی خیریت کی اطلاع اور دینی وشرعی مسائل کے استفسار پر مشتمل رہنے کی وجہ سے خوشیوں اور مسرتوں کا باعث بنا، الحمدلله علیٰ ذلك۔

سعادت آثار!

العلماء ورثة الانبياء (علمائے ربانی انبیائے کرام کے نائب اور وارث ہیں) والی حدیث اور معتمد عليه قول، اختلاف العلماء رحمة (علمائے حقانی کا اختلاف رحمت اور خیر ہے) سن چکے ہونگے یہی علمائے کرام اسلام کی عزت وناموس کا ذریعہ ہیں ایسے مسائل جو صدیوں سے پوشیدہ تھے ان کے واضح اور روشن ہونے کا سبب علمائے کرام کا یہی اختلاف ہے۔ رحمة الله عليهم اجمعين۔

ہاں! حق اختلاف میں ایک ہی جانب رہیگا، حق کی تشریح وتوضیح میں حَکَم اور ثالث ایسا عالم ہونا چاہئے جو کتاب وسنت پر گہری نظر رکھتا ہو اور مذاہب اربعہ کے اصول اور فروع کا ماہر ہو۔ اور اسکے اندر خودغرضی و ہٹ دھرمی اور تعصب و نفسانیت کا شائبہ تک نہ ہو۔

افسوس اور صد افسوس تو یہ ہے کہ اس زمانے کے مختلف عوام اور مختلف گروہ گروہ حکم اور ثالث بن رہے ہیں مسلمانوں کا ایک جم غفیر خود کو علمائے کرناٹک کا تابع قرار دے رہا ہے تو دوسرا انبوہ کثیر خود کو علمائے بنگال کا تابع قرار دے رہا ہے اور ہر گروہ دوسرے گروہ کے افراد پر لعن وطعن، گالی گلوج اور تکفیر وتفسیق کر رہا ہے اور ہر دونوں اپنی اپنی دائمی آخرت کو تباہ و برباد کر رہے ہیں۔ نعوذ بالله من الغبادة والغواية ونسال من جنايه

العفو والهداية۔ حضرت بحریؒ فرماتے ہیں۔

سے نا ایک دوسرا قبولئے
گرچہ اوسے دوسرا قبولئے
خمل چار یکسی قبول جانے
عین القضاۃ کر بچھالے
کرتے ہیں رداس کو دوسرے چار
بحری تو رکھ ان سے اون سے انکار
اب پوچھ بھلا جو بھیج لاحول
رکھ راست اپس کے فعل اور قول
اچھا یاد میں اپنے خدا کے
اپس کے قدیم آشنا کے

مسلمانوں کو چاہیئے کہ کتاب و سنت کی پیروی کریں اور اہل سنت و جماعت کے مذاہب اربع (حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی) کی مستند و معتبر کتابوں کو اپنا پیشوا بنائیں۔ انہیں زید و عمر سے کیا سروکار اور دین کے معاملہ میں قوم و ملک اور باپ و استاد کا کیا اختیار و اعتبار۔ کسی عالم کا قول کیوں نہ ہو اگر وہ کتاب و سنت کے مطابق ہے تو اسکو قبول کر لینا چاہیئے اور اگر مخالف قرآن و حدیث ہے تو اسکو قبول کرنے سے اجتناب کرنا چاہیئے۔

مجتھد کو اجتھادات و استنباطات میں ائمہ اربعہ کے متفق مسائل سے اختلاف کرنے کا حق ہے اور اسے شاگرد ہونے کے باوجود اپنے استاذ کے قول پر عمل کرنا جائز نہیں۔ اسی لئے مجتھدین نے ائمہ اربعہ کے متفق مسائل کے خلاف اجتھاد کیا۔ چنانچہ امام محمدؒ اور امام ابو یوسفؒ اور دیگر شاگردوں نے اپنے استاذ امام اعظم ابوحنیفۃ النعمان سے بعض مسائل میں اختلاف کیا۔ لہٰذا دین داری میں کتاب وسنت کے برخلاف زید اور عمر کی اتباع کرنا دیانت سے بعید ہے اور یہ طرز عمل ایک مسلمان کے لئے زیبا نہیں۔ نفس امارہ کا مبتلا ایک شخص میرے دادا محترم محی الملۃ والدین سید شاہ عبداللطیف ذوقی ویلوری قدس سرہٗ سے فتویٰ طلب کیا تو آپ نے استفتاء کو چراغ کی نذر کر دیا اور اسی جلائے جانے کو استفتار کا جواب قرار دیا۔ (بعض قلمی بیاضوں میں مرقوم ہے کہ حضرت ذوقیؒ نے اپنی فراست اور بصیرت سے یہ جان لیا کہ سائل اس فتویٰ کی مدد سے مسلمانوں کے درمیان ایک فتنہ کھڑا کرنا چاہتا تھا، آپ نے استفتاء کو نذر آتش کر کے یہ تعلیم دی کہ فتنہ کو ختم کر دینا چاہیئے نہ کہ اسے ابھارنا اور ہوا دینا۔ مترجم.)

اہل زمانہ اور زمان فساد نشان کو دیکھتے ہوئے اس فقیر نے بھی چاہا کہ استفتاء کا جواب تحریر کرنے سے باز رہوں لیکن آں سعادت کے الحاح والتماس اور دیگر طالباں فتویٰ کی نیک طینت و نیک نہادی کا خیال کرتے ہوئے چارونا چار مساعدت وقت کے مطابق سوالات میں تھوڑی سی اصلاح کرتے ہوئے جوابات ارسال کر رہا ہوں۔ فرصت کی قلت اور رمضان کے ایام (جو آخرت سنوار نے کے لمحات میں) جوابات کی تفصیل وتوضیح اور دستاویزات کی زیادتی

اور عبارات کے ترجمہ کے لئے مانع ہیں بعض امور کی تشریح ملاقات پر موقوف رکھی گئی ہے۔ (مکتوب الیہ کو روانہ کردہ فتاویٰ کے کاغذات دستیاب نہ ہو سکے۔ مترجم)

مکرمی یوسف خان شروانی کے جواب میں التفات نامہ پہنچا۔ جواب طلب نہ رہنے کی وجہ سے جواب لکھنے کی تکلیف و تکلف سے باز رہا۔ فقیر کی جانب سے خان صاحب موصوف اور بلند خان شروانی اور تمام دوستوں اور وہاں کے دیندار بھائیوں کی خدمت میں سلام مسنون عرض ہے۔ یہاں کہ اعزہ و اقارب کی جانب سے بھی سلام مسنون عرض ہے۔ آپ کے حسبِ خواہش تفسیر شاہ مراد اللہ انصاری علیہ الرحمہ پر وعظ کہنے کی اجازت دے رہا ہوں اور اس تفسیر کی دونوں جلد بھی ارسال خدمت کیا ہوں، ملتے ہی اطلاع دیں۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ تنبیہ الغافلین (یہ حضرت قطب ویلور کی تصنیف ہے اس مکتوب میں جاھلین کے بجائے غافلین کا لفظ نوک قلم سے صادر ہوا ہے۔ مترجم) بھی وعظ کہنے کے لئے بہت مفید رہے گی۔ اللہ تعالیٰ کی نصرت و تائید تمہارے ساتھ رہے تم جہاں کہیں رہو۔

☆☆☆☆☆☆☆

۴۷۔مکتوب بنام
مولانا منشی مستعان علی

اس مکتوب میں حضرت قطب ویلور نے اپنے مرید مولانا منشی مستعان علی کو درود شفاء کی اجازت دی ہے اور اسے چینی کی طشتری پر زعفران سے لکھ کر گلاب کے پانی سے دھو کر مریضوں کو پلانے کی اجازت دی ہے۔

مشائخ کرام کا اپنے مریدین کو مختلف اوراد اور وظائف کے ورد کی اجازت زبان و قلم سے دینے کی روایت صوفیہ کے ہاں متوارث چلی آرہی ہے۔اجازت میں بڑی تاثیر اور برکت ہے جسکا انکار نہیں کیا جا سکتا ہے۔اسی طرح محدثین کے ہاں بھی اجازت ایک رائج متوارث سنت ہے اور اسکے برکات و فیوض کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بعد سلام مسنون کے خاطر شریف پر واضح ہو کہ التفات نامہ جو انتہائی لطف و کرم کے ساتھ فقیر کے نام تحریر کیا گیا ہے۔باصرہ نواز ہوا۔اور آپ کی خیریت و کیفیت سے آگاہ و شاد کیا اور اطمینان قلب کا باعث بنا۔الحمدللہ علیٰ ذلک۔

مکرمی سید کریم الدین احمد خان بہادر کی ناسازئی مزاج کی خبر سن کر دل بے چین اور بے آرام ہوگیا۔ فقیر ان کی صحت اور سلامتی کے لئے دست بدعا ہے کیونکہ ان کی صحت وسلامتی اور خیر وعافیت میں ایک جماعت کی خیریت وعافیت شامل ہے گویا ان کی سلامتی ایک جماعت کی سلامتی ہے۔ اور ان کے لئے دعا کرنا ایک جماعت کے لئے دعا کرنے کا ہم معنی ہے۔ دعا، دوا کے لئے وہی حیثیت رکھتی ہے جو حیثیت جسم کے لئے دل کی ہوتی ہے اور دعا میں قضاوقدر کو رد کرنے کی صفت اور صلاحیت بھی ہے۔ لیکن دوا کے اندر ہرگز یہ صفت وصلاحیت نہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: لا یرد القضاء الا الدعاء۔ قضاوقدر کو بدل دینے والی کوئی چیز نہیں ہے سوائے دعا کے۔ لہٰذا فقیر آں مکرم کو اجازت دے رہا ہے کہ آپ سورۃ الشفاء (الفاتحہ) کو درود شفاء کے ساتھ چینی کی طشتری پر زعفران سے لکھیں۔ اور گلاب سے دھو کر ہر روز صبح نہار پیٹ پلائیں۔

حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی ''شرح سفرالسعادۃ'' میں فرماتے ہیں کہ دعا طب روحانی ہے اگر وہ صلحاء وابرار کی زبان سے پوری توجہ اور اخلاص کے ساتھ جاری ہوجائے لیکن چونکہ یہ چیز نادارالوجود ہے جسکی وجہ سے لوگ طب جسمانی کی جانب مائل ہوکر طب روحانی (دعا) سے غافل ہوگئے ہیں۔

اس چیز پر نظر کرتے ہوئے فقیر خود کو دعا کے شایاں تو نہیں سمجھتا لیکن صرف (ادعونی استجب لکم مجھے پکارو میں تمہاری دعا سنوں گا۔ قبولیت دعا کی امید پر خود کو دعا سے غافل نہیں رکھنا چاہتا۔ خلوص دل سے دعا کرتے ہوئے دوا بھیج رہا ہوں۔

خان صاحب ممدوح کی صحت وشفاء کی اطلاع سننے کے لئے دل ودماغ بے چین ہے جیسے ہی شفاء نصیب ہو، اولاً فقیر کو اس اطلاع کا مستحق سمجھیں اور تعویذ ملفوف کو خان صاحب کے مکان کے وسط اور دیوار پر چسپان کردیں کیونکہ یہ دیگر بلیات کے رد میں اکسیر کا حکم رکھتی ہے، درودِ شفاء درج ذیل ہے۔

اللھم صل علی محمدؐ وعلی اٰلِ محمدؐ بعددکل داء و دواء و بعددکل علة وشفاء۔

اللہ تعالیٰ کی نصرت وحمایت تمہارے ساتھ رہے تم جہاں کہیں رہو۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

۴۸۔مکتوب بنام یکے از علماء

درجِ ذیل مکتوب میں طب سے متعلق گفتگو ہے اور یہ کہا گیا ہے کہ آدمی کو اکثر بیماریاں، بسیار خوری اور غذا وہضم میں قصور وفتور کی وجہ سے لاحق ہوتی ہیں۔ مرض سے متعلق ایک نصیحت آموز بات یہ کہی گئی ہے کہ جو چیز جسم کے لئے تکلیف کا باعث ہے وہ روح کے لئے راحت کا باعث ہوگی، بیماری بھی اللہ کی نعمت ہے جسکی وجہ سے بیمار آدمی اللہ کی طرف مائل اور متوجہ ہوجاتا ہے اور اپنی آخرت سنوارنے میں مشغول ہوجاتا ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حمد وصلوٰۃ اور سلام و دعا کے بعد واضح خاطر عزیز ہو کہ آپ کا التفات نامہ اور ایک ارسال کردہ رسالہ دستیاب ہوا۔ تمام کی خیریت و کیفیت اور ادائے قرض کی اطلاع، ذہن و دل کے لئے فرحت و مسرت کا باعث بنی۔ الحمدلله علیٰ ذلك۔

خط میں مزاج کی ناسازی اور کئی دفعہ وبا لوٹ آنے کی خبر مرقوم تھی اس سے اندازہ ہوا کہ غذا اور ہضم میں کس طرح کا قصور اور فتور پیدا ہو گیا ہے۔

فان الداء اکثر ماتراة   یکون من الغذاء والشراب

بے شک زیادہ تر بیماریاں کھانے اور پینے کے سبب سے پیدا ہوتی ہیں۔

آپ کی ذاتِ گرامی مشعل ہدایت ہے لہٰذا غذا کے استعمال اور ہاضمہ کی درستگی کا خاص خیال رکھیں اور گذشتہ بیماری کو نعمت الٰہی تصور کریں، کیونکہ جو چیز جسم کے لئے تکلیف والم کا باعث ہے۔ وہ روح کے لئے راحت رساں ہے اور جو جسم کے لئے راحت کا سبب ہے وہ روح کے لئے تکلیف والم کا باعث ہے۔ لہٰذا بیماری فی الواقع اللہ کی نعمتوں میں سے ایک نعمت ہے۔ جسکی وجہ سے ایک غافل شخص اللہ تعالیٰ کی جانب مائل ہو جاتا ہے۔ اور اپنی آخرت سنوارنے میں لگ جاتا ہے۔ واذا انعمنا علی الانسان اعرض ونا بجنبہٖ واذامسه الشر فذو دعاء عریض۔ اور جب ہم نعمتیں بھیجیں انسان پر تو ٹلا جائے موڑ لے اپنی کروٹ، اور جب لگے اسکو برائی تو دعائیں کرے چوڑی۔

دنیا کو آخرت کی کھیتی قرار دیا گیا ہے تا کہ بیج زمین استعداد میں بوئیں اور ایک دانہ سے سات سو دانہ بنائیں۔ لہٰذا آپ ہر اس شخص سے کنارہ کش رہیں جسکو جسمانی راحتیں اور بے ثبات دنیاوی لذتیں، آخرت کی تعمیر میں حائل بنی ہیں اوراسکو غافل کردی ہیں۔ ماالدنیا الاضرتان رضیت احداهما سخطت الاخریٰ۔ دنیا اور آخرت دو سوکن جیسی ہیں ان میں سے ایک راضی ہوگئی تو دوسری ناخوش ہوگی۔

یہی وہ مقام ہے جسکے تعلق سے بزرگانِ کرام نے علمائے سلف سے نقل کیا ہے کہ جب کوئی بیمار اور مفلس آدمی اہل اللہ کی صحبت میں رہنے لگتا ہے تو پھر اسکے بعد وہ صحت اور دولت کا خواہاں نہیں رہتا۔

بھائیوں کے روزگار و معاش کی فکر کو دل میں جگہ نہ دیں۔ آخرت اور دین کی فکر کیجئے وما من دابة فی الارض الاعلی الله رزقها (زمین پر جو بھی چلنے والا ہے اسکی روزی اللہ تعالیٰ پر ہے) کی آیت کے حکم کے مطابق رزاق حقیقی مخلوق کی روزی کا ذمہ اپنے اوپر لے چکا ہے اور وہ رزق رسانی کے طریقے خوب اچھی طرح جانتا ہے۔ شکم مادر میں ناف کے راستہ سے انسان کی پرورش اس طرح کیا کہ وہاں امراض اور وباؤں کا گذر تک نہیں اور جب فضائے دنیا میں سانس لینے لگا تو ماں کے پستاں سے شیریں دودھ پہنچا دیتا ہے اور اب جب کہ عقل و حواس اور اعضاء و زور بازو کو درجہ کمال پر پہنچا دیا ہے تو پھر بھلا پرورش اور روزی کی کفالت کی ضمانت کیوں نہیں لے گا۔

لیکن ایک مسلمان کو چاہئے کہ بقدر ضرورت قناعت اختیار کرے اور

ضرورت وحاجت کی حد اور دائرہ سے پیر باہر نہ نکالے تاکہ زائد اور فضول چیزوں میں گرفتار نہ ہوسکے اور دنیا کو ایک بیت الخلاء کی طرح تصور کرے کہ جس میں آدمی نفرت اور ناخوشی کے ساتھ داخل ہوتا ہے اور اس میں ضرورت کی حد تک ہی ٹھہرتا ہے۔ بقدر ضرورت کا یہی وہ احساس اور تصور تھا جسکی وجہ سے سلف صالحین نے ایک سے زائد کپڑا تک رکھنا پسند نہیں کیا اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جب منصب خلافت پر متمکن ہوئے تو اس وقت جو لباس ان کے بدن مبارک پر تھا اس میں بارہ پیوند لگے ہوئے تھے۔ اللھم احیینی مسکینا وامتنی مسکینا واحشرنی فی زمرة المساکین۔ اے اللہ مجھے فقر و مسکنت کے ساتھ زندہ رکھ اور اسی حالت میں موت دے اور مجھے مساکین کے گروہ میں اٹھا۔

لڑکیوں کی شادی کرنے میں طریق سنت کو پیش نظر رکھیں اور کسی بھی شخص سے قرض لینے میں سختی کے ساتھ اجتناب کریں۔ حدیث شریف میں وارد ہے کہ مخلوق کا حق، خالق کے حق سے ستر درجہ زیادہ ہے یہی وجہ ہے کہ نبی کریم ﷺ ایک آدمی کی نماز جنازہ پڑھانے سے رکے رہے، جس پر دو یا تین درہم قرض تھا۔ جب حضرت علی کرم اللہ وجہٗ نے میت کا قرض ادا کرنے کی ذمہ داری اپنے اوپر لے لی تو اس وقت نبی کریم ﷺ نے نماز جنازہ پڑھائی۔

آپ کے افراد خاندان شریعت کے احکام پر عمل کرنے اور ان پر استقامت اختیار کرنے کی خبر سے دل مسرور ہوا اس دور غفلت نشان میں آپ اس عظیم ترین نعمت کا جس قدر بھی اللہ تعالیٰ کا شکر بجالائیں کم سمجھیں۔ ربنا ھب لنا من ازواجنا وذریاتنا قرة اعین وجعلنا للمتقین

امــامــا۔ اے رب دے ہم کو ہماری عورتوں کی طرف سے اور اولاد کی طرف سے آنکھ کی ٹھنڈک اور کر ہم کو پرہیزگاروں کا پیشوا۔

اور اپنی بیوی بچوں کے تزکیہ نفوس اور تصفیہ ارواح میں پوری رغبت و خواہش اور ہمت و حوصلہ کے ساتھ معروف عمل رہیں کیونکہ اجسام، ارواح کے تابع ہے۔ اللہ کی نصرت اور تائید تمہارے ساتھ رہے تم جہاں کہیں رہو۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

۴۹۔ مکتوب بنام محی الدین شریف

مولانا محی الدین شریف نے حضرت قطب ویلور کے انعقاد نکاح پر مبارک بادی کا خط لکھا ہے جسکے جواب میں درج ذیل مکتوب روانہ کیا گیا ہے۔ حضرت قطب ویلور نے مولانا شاہ غلام محمد جعفری کے گھر اپنے نکاح کا اقدام اس شرط پر کیا تھا کہ غیر شرعی رسومات کو امور شادی و خانہ آبادی میں کوئی جگہ نہیں دی جائے گی۔

اس مکتوب میں مشائخ کرام کے گھروں میں رائج بعض رسومات اور عادات کا ذکر بھی ملتا ہے جن کو حضرت قطب ویلور نے ناپسندیدگی کی نگاہ سے دیکھا ہے۔ حضرت قطب ویلور کی یہ اصلاحی اور تعمیری فکر مسلم معاشرہ میں زندہ

ہو جائے تو مسلمانوں کا ادنیٰ اور متوسط طبقہ شادی بیاہ کے
مسئلہ میں سکون اور اطمینان کی سانس لے سکتا ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حمد و صلوٰۃ اور سلام و دعا کے بعد واضح ہو کہ آپ کا مکتوب گرامی اور فقیر کے عقد پر مبارکبادی کا مراسلہ دستیاب ہوا اور اسکے مطالعہ سے مشرف کیا۔ آنجناب دور افتادہ فقراء کو یاد فرماتے ہیں اور محبت و اخلاص کے ساتھ کلام فرماتے ہیں امید ہے کہ یہ یاد، ذکر و قرب الٰہی کا موجب ہوگی اور اللہ تعالیٰ کی محبت کا سبب ہوگی۔ انه قريب مجيب۔

محبت آثار! نکاح کو نصف دین اور انبیاء و مرسلین کی سنت کہا گیا ہے اور سلف صالحین تین روز بھی نکاح کے بغیر مجرد اور تنہا رہنے کو مکروہ خیال کرتے تھے۔ اس علاقہ کے اکثر لوگ مشیخت و سیادت اور حسب و نسب کے غرور و پندار میں مبتلا ہیں اور رسومات میں گھرے ہیں اس حد تک کہ دلہا کے بدن پر ہلدی اور تیل ملنے اور دلھن کے بدن پر مصری رکھنے کو موجب شرافت سمجھتے ہے اور ننگ و ناموس اور لوگوں کے پاس و لحاظ کی خاطر منہیات اور خلاف شرع اعمال کو اپنے اوپر لازم کر لیتے ہیں اور اللہ و رسولؐ کی اطاعت کے ذریعہ عزت و شرافت سعادت و برکت حاصل کرنا نہیں جانتے بلکہ رسومات کی ادائیگی کو عزت و شرافت سمجھتے ہیں۔ اور یہ مسکین کسی کو آداب شرعیہ سے آراستہ نہیں پایا تو تجرید کے سوا چارہ نہیں سمجھا تھا۔ لیکن مخدومی شاہ غلام محمد جعفری آداب شرعیہ سے آراستہ ہیں۔

اور وہ ہم فقراء کے ساتھ آبائی تعلق وارتباط رکھتے ہیں اور شر ونخوت سے کوسوں دور ہیں اورانہوں نے غیر شرعی رسومات ترک کرنے کا اقرار کیا تو میں نے انکے گھر میں نکاح کا اقدام کیا تا کہ متبع سنت رہوں۔ والدہ صاحبہ، حاجی سید محی الدین قادری اور برادرم سید عبدالعلی قادری سلام مسنون پیش فرماتے ہیں۔

اللہ کی نصرت وتائید تمہارے ساتھ رہے تم جہاں کہیں رہو،

☆☆☆☆☆☆☆☆

۵۰۔ مکتوب بنام
مولوی سید احمد صاحب نوراللھی
المتخلص به مشتاق مدراسی

مولانا سید احمد نورالٰہی مشتاق مدراسی نے اپنے فرزند مولانا عبدالعزیز کو خلافت دینے کے لئے حضرت قطب ویلور سے گذارش کی تو یہ خط روانہ کیا گیا ہے جس میں حضرت مکتوب نویس نے یہ وضاحت کی ہے کہ آپ کے حسب خواہش فرزند کو خلافت دے رہا ہوں لیکن آپ برخوردار کی روحانی تربیت فرمائیں، کیونکہ فنا وبقا کے حصول اور مبدا ومعاد پر اطلاع کے بغیر کسی کو خلافت دنیا درست نہیں۔

حضرت قطب ویلور کی اس صراحت سے اعطائے خلافت، سے متعلق ایک اہم اور ضروری بات یہ معلوم ہورہی ہے کہ مشائخ متقدمین وکاملین کسی شخص کو خلافت دینے سے پہلے یہ معلوم کرلیتے تھے کہ وہ علم تصوف سے آراستہ ہے یا نہیں؟ اگر نہیں ہے تو اسکی تربیت کا اہتمام اور التزام فرماتے پھر جب وہ اس منصب پر پہنچ جاتا تو خلافت سے سرفراز فرماتے تھے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمدلله وکفیٰ وسلام علی عباده الذین اصطفٰی۔

اس خط سے قبل ایک مکتوب موصول ہوا اور مضامین مندرج سے آگاہ کیا اور آپ کے خواب سے متعلق بھی اشارہ کرچکا تھا۔

مخدوم من!

بنارس، متھرا، ترپتی، ترتنی، ترنامل اور کنچی میں کوئی قیمتی پتھر نہیں ہے لیکن کروڑوں انسان ان مقامات کے ساتھ حسن ظن رکھتے ہیں نیز ملاعلی قاری نے ''مسیح الازہر'' میں فرعون کو اولین اور آخرین کا بہت بڑا شقی و بدبخت لکھا ہے۔ اسکے باوجود شیخ محی الدین ابن عربی اس کے حق میں حسن ظن رکھے ہوئے ہیں اگر حضرت قادر ولی ناگوری قدس سرہٗ اور آن مخدوم، اس فقیر کے حق میں جو کہ ہوش و گوش اور حس و حرکت رکھتا ہے اور مسلمان ہے۔ حسن ظن رکھے تو

تعجب کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے امیدوار ہوں کہ وہ اس حسن ظن کو واقع کے خلاف نہیں قرار دے گا اور ارضی و سفلی کو عرشی و علوی بنا دے گا۔ انه قریب مجیب۔

آپ نے اپنے برخوردار عبدالعزیز مدعمرہ کو خلافت دینے سے متعلق ارشاد فرمایا تھا۔ آپ سے یہ حقیقت پوشیدہ نہیں ہے کہ فنا و بقاء کے حصول اور مبداء و معاد پر اطلاع کے بغیر کسی کو خلافت دینا درست نہیں ہے۔ آپ کا حکم صادر ہوا تو اسکی تعمیل میں برخوردار کو خلافت عطا کر رہا ہوں۔ لیکن شرط یہ ہے کہ اس منصب پر پہنچنے کے بعد خلافت کا اجراء فرمائیں۔ امید کرتا ہوں کہ آپ کی نگاہ کیمیاء اثر مذکورہ برخوردار کی تربیت کی جانب مرکوز رہے گی۔

یہ مسکین روز شنبہ ۲ شعبان کو حرمین شریفین کا عزم کر رہا ہے۔ آپ کی دعائے خیر کا امیدوار سمجھیں۔ دل میں بہت سی باتیں ہیں لیکن وقت کی قلت کے باعث ان کی ترجمانی سے زبان قلم قاصر ہے۔ ایام ہدایت و مشیخت شما دراز باد۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

۵۱۔ مکتوب بنام مولوی محمد حسین صاحب ناطق نهتر نگری المعروف به مولانا

ذیل کے مکتوب میں اللہ تعالیٰ کی دو صفات خاصہ ایک احاطہ علمی دوسری قرب و تدلی کی تشریح کی گئی ہے اور ایسے مشائخ طریقت کی قلت و فقدان پر افسوس اور تشویش کا

اظہار کیا گیا ہے۔ جو کتاب وسنت کے عامل اور داعی ہوں اور بدعات وخرافات کا انسداد کرنے والے ہوں۔

نیز مکتوب الیہ کو یہ ہدایت دی گئی ہے کہ وہ قرآن کریم کی تلاوت تدبر وتفکر کے ساتھ کریں اور کتب تفاسیر میں بالخصوص تفسیر رحمانی اور تفسیر عزیزی وغیرہ کو اپنے مطالعہ میں رکھیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سلام مسنون کے بعد خاطر شریف پر واضح ہو کہ آپکا التفات نامہ جو کمال لطف وکرم کے ساتھ اس مسکین کے نام تحریر کیا گیا ہے۔ موصول ہوا، اور قائم ودائم اور باقی رہنے والی ذات جل جلالہ کی محبت و جمعیت کی بوباس سے مشامِ جان کو مہکا دیا اور خوشیوں و مسرتوں کا باعث بنا الحمد للہ علیٰ ذلک۔ حالات اور اشتیاق شریف سے آگاہ کیا۔ غیر اللہ کی کدورتوں سے چونکہ پاک و صاف تھا اس لئے اچھا معلوم ہوا۔ ایں کار دولت است اکنوں تا کرا رسد

بارك الله فيكم وفي كل شانكم

سعادت آثار!

اللہ تعالیٰ کی دو صفت خاصہ ایسی ہیں جن میں کوئی مخلوق شریک نہیں ہے۔ ایک صفت، احاطۂ علمی ہے جو زمانوں، مکانوں، عقول، ذہنوں اور زبانوں کا باہمی اختلاف اللہ تعالیٰ کے علم کے لئے مانع اور حائل نہیں ہے۔

دوسری صفت، نزدیک ہونا اور انسانی عقل و ذہن کو پُر کرتا ہے جسکو شریعت کے عرف میں دنو، تدلی، قرب اور نزول کہتے ہیں۔ اور ان ہی دو امر پر کارخانۂ سلوک کا دارومدار ہے اور راہِ خدا کا سلوک عبارت ہے اپنے نزدیک اللہ تعالیٰ کا حضور طلب کرنے سے، اور جب یہ استحضار ہمیشہ حاصل رہے تو انسان کو اللہ تعالیٰ کی ہم نشینی اور ہم صحبتی کا حکم میسر ہوتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے افعال و صفات، بشریت کے افعال وصفات پر غالب آجاتے ہیں جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہے۔ لایزال عبدی یتقرب الی بالنوافل حتی احببته فاذا احببته كنت سمعه الذی یسمع بی وبصره الذی یبصر بی ویده التی یبطش بها ورجله التی تمشی بها۔

جب میرا بند نوافل کے ذریعہ میرا قرب حاصل کر لیتا ہے تو میں اس کو اپنا محبوب بنا لیتا ہوں پس جب اسکو اپنا محبوب بنا لیتا ہوں تو اسکا کان ہو جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اسکی آنکھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور اسکا ہاتھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے۔ اور اسکا پیر بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے۔

جب اللہ تعالیٰ جسم اور جہت سے مبرا و منزّہ اور پاک وصاف ہے تو اس کا حضور تصور اور (جس کو شریعت کے عرف میں تفکر کہتے ہیں اور صوفیاء کی اصطلاح میں مراقبہ و نگرانی کہتے ہیں) ذکر اور تلاوتِ قرآن کے ذریعہ حاصل ہو سکتا ہے۔

اور اس بلاد کفرستان اور زمان غفلت و طغیان میں کوئی ایسا شخص جو جادۂ شریعت کا سالک ہو اور احیائے سنت و انسداد بدعت کا کام انجام دے۔ یہ تو عنقا ہے۔ جب راہِ خدا کا سالک میسر ہونا ہی محال نظر آئے تو پھر بھلا سلوک کی

رہنمائی کا کیا سوال؟ ایک مرتبہ تو مومن آیت لم تکن ارض الله واسعة فتهاجروا (کیا نہ تھی زمین اللہ کی کشادہ جو چلے جاتے وطن چھوڑ کر وہاں) کے حکم کے مطابق مقصود ومطلوب کے حصول تک اس جگہ سے ہجرت کا خیال پیش نظر رکھنا چاہئے۔ اور تلاوتِ قرآن اور تفاسیر بالخصوص تفسیر رحمانی، تفسیر عزیزی کا مطالعہ کرنا چاہئے کیونکہ طلبِ حضورِ تصور کے لئے کوئی دوسرا طریقہ تلاوت (فہم و تدبر کے ساتھ) سے بہتر نہیں ہے، کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ترکت فیکم الثقلین کتاب الله وعترتی۔ میں تمہارے درمیان اللہ کی کتاب اور میرے اہل بیت چھوڑے جا رہا ہوں۔

قرآن کریم کی تلاوت میں ضروری ہے کہ کلام کو بلا واسطہ اللہ تعالیٰ سے سنیں، یہ ادنیٰ مرتبہ ہے اور خود کو ہر قصہ ہر خطاب کا مخاطب جانیں۔ یہ اوسط مرتبہ ہے۔ اس میں اپنے افعال اور صفات کا مشاہدہ کریں۔ یہ اعلیٰ مرتبہ ہے انه هوالقريب والمجيب۔

آپ کے برادر محترم اور دیگر دیندار بھائیوں کی خدمت میں سلام مسنون پہنچائیں اور اس مسکین کو اپنوں سے علحدہ نہ سمجھیں المرء مع من احبه آدمی کا حشر اسی کے ساتھ ہوگا جسکے ساتھ اسے محبت ہوگی۔

اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ ہم اور تمام مسلمان دنیا کی عاجلہ و بے مہلت لذتوں اور پراگندہ تعلقات سے دھوکہ نہیں کھائیں گے جن کو فنا کے سوا کوئی چارہ نہیں۔ اور اللہ اپنی محبت و جمعیت کی بو باس سے مشامِ جان کو مہکا دے گا۔ اللہ تعالیٰ کا دیدار عظیم نعمتوں میں سے ایک نعمت ہے اسی پر کلام مکمل اور منتہی ہے۔

ربنا اتمم لنا نورنا وغفرلناانك على كل شئی قدير۔ اے رب!

ہمارے پوری کردے ہم کو ہماری روشنی اور معاف کر ہم کو بے شک تو سب کچھ کرسکتا ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

۵۲۔مکتوب بنام نواب معتبر خان بہادر طاہر صفدر جنگ

حضرت مولانا رکن الدین سید شاہ محمد قادری ویلوریؒ کی ولادت باسعادت پر محترم عالی جاہ نواب معتبر خان بہادر طاہر صفدر جنگ حیدرآباد نے حضرت قطب ویلور کی خدمت میں مبارک بادی کا مکتوب ارسال کیا تھا جسکے جواب میں حضرت قطب ویلور نے درج ذیل مکتوب روانہ کیا ہے۔

حضرت قطب ویلور کے صاحب زادہ والا گوہر حضرت رکن الدین کی ولادت سے قریباً ایک صدی قبل آپ کی پیدائش، نام، لمبی عمر اور علمی روحانی درجات و مقامات کی بشارتیں حضرت قطب ویلور کے جد محترم حضرت ذوقی ویلوری اور فرجد مکرم (پردادا) حضرت قربی ویلوری نے دی تھی۔

اور خود حضرت قطب ویلور نے اپنے قیام مکہ مکرمہ میں خواب دیکھا کہ آپ خانہ کعبہ پر علم نصب کر رہے ہیں، نیند سے بیدار ہونے کے بعد حضرت مولانا شاہ اسحٰق مہاجر مکی سے ملاقات ہوئی جو ان دنوں مکہ مکرمہ میں مقیم تھے۔ شاہ صاحب خواب سن کر مسرور ہوئے اور حضرت قطب ویلور سے فرمایا ۔آپ کو فرزند صالح پیدا ہوگا۔

اس مکتوب میں سفر کی ضرورت و اہمیت اور افادیت کو بیان کیا گیا ہے اور یہ بات بتلائی گئی ہے کہ کسی شخص کا ایک ہی مقام پر مستقل مقیم رہ جانے سے اس کے ذہن و قلب میں ظلمت و کدورت اور جمود و تعطل کی کیفیت پیدا ہوجاتی ہے اور وہ امراض کا شکار ہوجاتا ہے۔ سفر سے صحت، مزاج میں نشاط اور ذہن و قلب میں بالیدگی اور وسعت پیدا ہوتی ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سلام مسنون کے بعد خاطر شریف پر واضح ہو کہ نور چشم رکن الدین سید محمد مدعمرہٗ کی ولادت پر مبارک بادی سے متعلق ۴ ذی الحجہ ۱۲۶۹ھ کا تحریر کردہ مکتوب گرامی نظر نواز ہوا اور آپ کی کرم فرمائی اور یاد آوری سے ممنون و مشکور کیا، اللہ تعالیٰ آپ کو ہماری جانب سے جزائے خیر عطا فرمائے ۔ یہ التفات و مہربانی جو آپ دور افتادہ فقراء کے ساتھ فرماتے ہیں اور پورے اخلاص و محبت

کے ساتھ خط وکتابت فرماتے ہیں امید ہے کہ قربِ خداوندی کے حصول کا ذریعہ اوراس کے لطف ومہربانی کا سبب ہوجائے گی۔ اللہ تعالیٰ آپ اورآپ کے ہرکام میں خیروبرکت عطا فرمائے اور آپ کے ساتھ خیرواحسان کا معاملہ فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلینؐ۔

میرے جدامجد وشیخ محترم سید شاہ عبداللطیف المعروف بہ محی الدین ذوقیؒ چھیاسی سال قبل اپنے مراقبات کے ذریعہ ایک فرزند کی بشارت دے چکے ہیں جو بلند درجات ومراتب کا حامل اور عمردراز سے موصوف اور سید محمد کے نام سے موسوم ہوگا اور میرے فرجد وشیخ رکن الدین حضرت سید شاہ ابوالحسن قربیؒ نے اس مراقبہ پر تہنیت لکھی ہے۔ قدس اللہ روحھما۔

نیز فقیر دوسری بشارتیں بھی رکھتا ہے جن کی ترجمانی کے لئے وقت ساتھ نہیں دے رہا ہے، دامن مکتوب بھی کفایت نہیں کررہا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے امید وار ہوں کہ یہ پسر مبشر وموعود یہی پسر مولود ہوگا ۔واللہ علی کل شئی قدیر ۔ اللہ ہر شئے پر قادر ہے۔

حدیث شریف میں ہے سافروا تصحوا سفر کرو اور صحت کی نعمت پاؤ۔ نیز دوسری حدیث میں ہے سافروا فان الماء اذا وقف نتن سفر اختیار کرو بے شک پانی جب ایک ہی جگہ ٹھہرا رہے تو بدبودار ہوجاتا ہے۔

صاحبِ مثنوی مولانا جلال الدین رومی حضرت شیخ قونوی کے احوال میں تحریر فرماتے ہیں کہ وہ ایک منزل میں دوبارہ قیام نہیں کرتے تھے تاکہ دل کو اس جگہ سے کوئی تعلق اورانس پیدا نہ ہوجائے۔

فقیر حجازِ مقدس کے سفر سے واپسی کے بعد ۱۲۶۲ھ سے ۱۲۶۹ھ تک ویلور ہی میں مقیم ہے۔ ملاحظہ فرمائیں کہ اس کے قلب میں کس قدر ظلمت وکدورت اور تعلق وانس نے راہ پائی ہوگی۔ اسی خیال سے ۵ جمادی الاول ۱۲۶۹ھ کو ویلور سے رخت سفر باندھا اور پیارم پیٹ، آمبور، وانم باڑی، ترپاتور، سیلم، ترچنا پلی، تنجاوُر، ناگور، کارے کال، ترونگاری، شیالی، سلمبر، محمود بندر، کلور، تلچری، چنجی، چنگل پیٹ، منرو پیٹ، مدراس، پلیا گھاٹ، کنچی اور آرکاٹ کا دورہ کرتے ہوئے سن مذکور ماہ رمضان کی تیسری تاریخ کو ویلور آ پہنچا۔ الحمدلله علیٰ ذلك۔

اسلام کی غربت اور اجنبیت کے ان دنوں میں آسمان سے تباہی و پریشانی کی بے انتہا بارش مسلمانوں پر برس رہی ہے اور لوگوں کی ایک بڑی جماعت آپ کی ذات گرامی کو جمعیت وطمانیت کا سبب خیال کر رہی ہے۔ فقیر اس چیز کو اسلام کے لئے غنیمت اور مفید خیال کرتا ہے۔ اور ظہرا لغیب سے دعا قبول ہونے کی امید پر خود کو دعا سے فارغ نہیں رکھتا او آپ کے حق میں دعا کرنا اس جماعت کے حق میں دعا کرنے کے مترادف سمجھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو باقی رکھے اور آپ کے وجود سے اسلام کی شان وآبرو کو باقی رکھے۔

اللہ تعالیٰ سے امیدوار ہوں کہ وہ اپنی باقی رہنے والی محبت و جمعیت کی بو باس سے ہماری مشامِ جان کو معطر فرمائے۔ اور ہم دنیا و مافیھا سے فریب نہیں کھائیں گے جو خدا کی مغضوب اور ملعون ہے۔ اللہ تعالیٰ کی نصرت وتائید تمہارے ساتھ رہے۔ تم جہاں کہیں رہو۔

۵۳۔مکتوب بنام
سعید دارین
مولانا مکرمی شاہ باقی صاحب

حضرت مولانا شاہ باقی صاحب نے رسالہ مرأۃ المحققین کے ترجمہ پر حضرت قطب ویلور سے رائے طلب کی ہے، اس پر آپ نے یہ مکتوب ارسال کیا ہے، جس میں کتاب کی تحسین فرماتے ہوئے مترجم کو تصوف کی بعض کتابوں کے مطالعہ کی ہدایت دی ہے اور یہ تاکید فرمائی ہے کہ کلام تصوف کے لئے کسوٹی شریعت مطہرہ قرار دیں۔

حضرت قطب ویلور نے مذکورہ کتاب پر جو تاثراتی کلمات تحریر کئے تھے وہ اسی مکتوب کے ساتھ منسلک تھے۔افسوس ہے کہ حضرت قدس سرہ کی یہ گراں قدر علمی و تجزیاتی تحریر مل نہ سکی۔ اس مکتوب میں مرأۃ المحققین کے ترجمہ پر تقریظ، تبصرہ سے متعلق گفتگو ہے، جس میں مکتوب الیہ کو بعض کتابوں کے مطالعہ کی ہدایت دی گئی ہے اور اس بات کی تاکید کی ہے کہ صوفیہ کے کلام کے لئے کسوٹی شریعت قرار دیں تاکہ حجاب اٹھ جائے اور حق منکشف ہوجائے۔ افسوس یہ ہے حضرت قطب ویلور کی کہ اس گراں قدر تجزیاتی علمی تحریر کا سراغ نہیں ملا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سلام مسنون کے بعد سعادت ذخائر دل پر واضح ہو کہ ۱۵ جمادی الاول ۱۲۸۸ھ کا تحریر کردہ التفات نامہ ترجمہ رسالہ مراۃ المحققین کے ساتھ موصول ہوا۔ خیریت و کیفیت اور درج کردہ مضمون سے آگاہ کیا۔ الحمدللہ علی ذلک آپ نے کتاب پر اظہار رائے کی جانب اشارہ کیا تھا لیکن فقیر اکیاسی سال کو پہنچ چکا ہے اور لب گور بیٹھا ہوا ہے اور اس کے علاوہ ایک انار سو بیمار اور ایک سر ہزار سودا کا حکم رکھتا ہے اور انتہائی قلیل الفرصت ہے۔ علاوہ ازیں رمضان شریف سے پہلے حرمینِ شریفین پہنچنے کا عزم کیا ہوا ہے تا کہ درِ کعبہ پر سر جھکا دے اور ارحم الراحمین سے رحمت و مغفرت طلب کرے، انہ قریب مجیب بے شک اللہ بندے سے قریب ہے اور دعا سننے والا ہے۔

امام الائمہ امام اعظم ابو حنیفہ النعمان علیہ الرحمۃ والرضوان اپنی عمر کے ستر سال میں پچپن مرتبہ حج سے مشرف ہو چکے تھے۔ واحسرتا! یہ فقیر اس اکیاسی سال کی عمر میں باوجود خانی کشتیوں اور پوسٹ وغیرہ کی سہولتوں کے، اب تک دوسرے حج سے مشرف نہیں ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

حدیث نبویؐ میں وارد ہے سافروا فان الماء اذا وقف نتن۔ سفر اختیار کرو، بے شک پانی جب ایک ہی جگہ ٹھہرا رہے تو وہ خراب ہو جاتا ہے اور فقیر سالہا سال سے ایک ہی جگہ پر مقیم ہے۔ اس کے قلب میں کس قدر ظلمت و کدورت اور حجاب نے بسیرا کیا ہوگا۔ ربنا اتمم لنا نورنا واغفرلنا انک

علی کل شئی قدیر ۔اے پروردگار! ہمارے لئے ہمارے اس نور کو آخیر تک رکھ اور ہماری مغفرت فرما، تو ہر شئے پر قادر ہے۔

حاصل کلام! ان دنوں حرمین شریفین کی روانگی کے قصد کے باعث فقیر کی ہمت اور ارادہ کے ساتھ قطع تعلقات میں مصروف ہے۔ اس کی وجہ سے خاطر خواہ استعاب کے ساتھ آپ کی کتاب کے مطالعہ سے قاصر ہے۔ بہر حال آپ کے حسب خواہش سرسری نظر دیکھ لیا ہوں اور قلب میں جو کچھ القاء ہوا ہے۔ سپردِ قلم کیا ہوں۔ لیکن آپ بھی فقیر کی تحریر کا غور و خوض سے جائزہ لیں اور اس میں جو پسند آئے اس کو بحال رکھیں ۔دل میں بہت سی باتیں ہیں لیکن لسان قلم ان کی ترجمانی سے عاجز ہے۔

عمر گذشت و حدیث درد من آخر نہ شد
شب بآخر شد اکنون کونہ کم افسانہ را

عمر گزر چکی لیکن میری درد بھری داستان ختم نہ ہوسکی۔ رات ختم ہورہی ہے لہٰذا میں افسانہ کو مختصر کئے دیتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ وہ اپنے فضل و کرم سے ہم تمام مسلمانوں کو شریعت مطہرہ پر استقامت عطا فرمائے گا اور دنیا و مافیھا سے جو کہ زوال پذیر ہے اور خدا کی ملعون ہے فریب نہ دے گا۔

فقیر آپ کی شخصیت اور وجود کو اسلام اور مسلمانوں کے لئے غنیمتِ وقت جانتا ہے اور خلوص دل کے ساتھ دعا میں مشغول رہتا ہے۔ اللہ تمہیں باقی رکھے ،اور تمہاری بقاء سے اسلام کو بقاء عطا فرمائے۔

دوسری بات یہ ہے کہ ہر چند کہ رسالہ ''مراۃ المحققین'' بہت اچھی کتاب ہے اور کثیر فوائد کی حامل ہے لیکن اس کے بعض مقامات میں فلسفہ کے مباحث بھی درج کئے گئے ہیں۔ تمہیں چاہئے کہ شرح جام جہاں نما، لوائح، لمعات، ہمعات، رباعیات، شرح رباعیات، تعرف، عوارف، ذوارف، فصوص الحکم، شرح فصوص، نصوص، نقد النصوص، ترجمہ عوارف، شرح گلشن راز کا مطالعہ کریں اوران بزرگان کرام کے کلام کے لئے کسوٹی شریعت قرار دیں تا کہ حجاب اٹھ جائے اور حق منکشف ہو جائے۔

والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا وان اللہ لمع محسنین۔

اور جو لوگ ہماری راہ میں مشقتیں برداشت کرتے ہیں ہم ان کو قرب و ثواب کے راستے ضرور دکھائیں گے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

٥٤۔مکتوب بنام مولوی محمد بدرالدین حسین صاحب، حیدرآباد

مولانا بدرالدین حیدرآبادی نے اپنی صاحبزادی فاطمۃ النساء بیگم کا نکاح مولوی محمد مہدی واصف کے ساتھ طے کرنے کے بارے میں حضرت قطب ویلور سے اس رشتہ سے متعلق رائے طلب کی ہے۔اس پر حضرت مکتوب نگار نے درج ذیل خط تحریر کیا ہے۔جس میں اس رشتہ کو پسند کرتے ہوئے مولوی مہدی واصف کے اخلاق و عادات اور علمی و دینی اور تحریری خدمات پر روشنی ڈالی ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بعد سلام مسنون کے قلب سعادت ذخائر پر واضح ہو کہ مورخہ ۲۲ رجب ۱۲۸۸ھ کا مکتوب دستیاب ہوا اور تحریر کردہ مضامین اور نوید خیریت سے مطلع کیا الحمد للہ علی ذلک۔

آپ نے اپنی برخوردار فاطمۃ النساء بیگم کی نسبت سے متعلق استفسار کیا تھا۔

سعادت آثار!

مکرمی مولوی محمد مہدی صاحب واصفؔ کے فضائل و کمالات واضح ہیں کہ انہوں نے دین متین کی تقویت و سربلندی میں ایک عمر صرف کردی

ہے۔ بہت سی کتابوں کے مصنف ہیں۔ تفسیر جلالین اور کیمیائے سعادت کے مترجم ہیں۔ اس کے علاوہ فقیر کے ساتھ روحانی قرابت اور قلبی محبت و الفت رکھتے ہیں۔ ان کے خلف الصدق سعید دو جہاں مولوی عبدالباسط صاحب بھی مختلف فضائل و کمالات کے حامل ہیں اور صاحب علم و فن ہیں اور اس کے ساتھ خوش رو و خوش خو اور خوش معاش ہیں۔ لیکن سنا گیا ہے کہ آمد سے زیادہ خرچ کرتے ہیں۔ اور برخوردار دلوں کے عزیز اور ناز پروردہ ہیں۔ اگر آپ کو ان امور سے اطمینان حاصل ہو جائے اور رنج کا احتمال نہ رہے تو فقیر کی نظر میں اس رشتہ کے لئے اقدام مناسب ہے۔

اللہ تعالیٰ تمہیں اور تمہارے کاموں میں خیر و برکت عطا فرمائے اور اسی سے عافیت و سلامتی طلب کی جائے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

۵۵۔ مکتوب بنام
مولوی بدرالدولہ بہادر

اس مکتوب میں یہ ہدایت دی گئی ہے کہ بے کار
اور بے فائدہ کاموں سے دور رہیں، کسی بندے کا لایعنی
کاموں میں مشغول رہنا، یہ اس بات کی علامت ہے کہ
اللہ تعالیٰ نے اس سے منہ پھیر لیا ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سلام مسنون کے بعد عرض ہے کہ کتاب ''جواھر الحقائق'' خدمتِ شریف میں ارسال ہے قبول فرمائیے اور اس کا ایک جائزہ لیں اور فقیر دعائے ظہر الغیب سے مشرف ہو جائے۔

اسلام کی اجنبیت اور غربت کے ان ایام میں آپ کی ذات گرامی مسلمانوں کے لئے غنیمت ہے اللہ تعالیٰ بحرمت سید البشر ﷺ آپ کو باقی رکھے اور آپ میں اور آپ کے ہر کام میں برکت عطا فرمائے۔

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: علامة اعراضه تعالیٰ عن العبد اشتغاله بما لا یعنیه۔ بے فائدہ اور لایعنی کاموں میں بندہ کا مشغول ہو جانا یہ اس بات کی علامت ہے کہ اللہ نے اس سے منہ پھیر لیا ہے۔

؎ ہر چہ جز عشق خدا بے احسن است گر شکر خوردن بود جان کندن است

عشقِ خداوندی کے سوا ہر چیز بری اور قبیح ہے۔اگر لذت حاصل کرنا ہے تو جان کو مشقت میں ڈالنا ہی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے ماسوا سے دور رکھے اور اپنی جناب قدس میں قسمت نیک کا مالک بنائے اور اللہ ہر شئے پر قادر ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

۵۶۔مکتوب بنام
بخشی الملک نقی صاحب بہادر

درج ذیل مکتوب علم تصوف اور اسکی اصطلاحات، علم حصولی، علم حضوری، فناو بقاء، حلول و اتحاد وغیرہ پر مشتمل ہے ۔اہل ظاہر اور اہل باطن کون ہیں؟ علم ظاہر اور علم باطن میں ان کی منزلیں کیا ہیں۔ یہ مکتوب ان ہی حضرات کے لئے مفید ہے جو علم تصوف سے تعلق رکھتے ہوں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سلام سنت سینہ کے بعد خاطر شریف پر واضح ہو کہ ۱۳ رجب ۱۲۷۷ھ کا تحریر کردہ التفات نامہ جو کمال لطف و کرم کے ساتھ فقیر کے نام ارسال کیا گیا تھا نظر نواز ہوا۔غیر اللہ کی تیرگی و کدورت سے پاک و صاف تھا، قلب کو

خوشیاں پہنچایا۔الحمدللہ علی ذلک۔

امام ربانی مجدد الف ثانی ''معارف لدنی'' میں فرماتے ہیں:

''صوفیاء کرام کی معرفت علم حصول سے عبارت ہے حق سبحانہ‘ وتعالیٰ کے ساتھ جونظر واستدلال کا نتیجہ ہے۔اس کی تفصیل یہ ہے کہ جوعلم کہ خارج سے حاصل ہو، وہ صورت معلومہ کے حصوں سے عبارت ہے۔اس وقت مقولہ سے اضافت ہوتی ہے۔جیسا کہ یہ بعض اہل قلم کا موقف ہے۔یا عالم کے عقل وذہن میں اس علم کی صورت حاصلہ سے عبارت ہے۔اس وقت مقولہ سے ''کیف'' کی بات ہوتی ہے، جیسا کہ بعض اہل علم کا خیال ہےاوراس علم کوعلم حصولی کہتے ہیں۔ اور جوعلم اس طرح نہ ہوگا یعنی خارج سے حاصل نہ ہوگا بلکہ عالم کی ذات سے متعلق ہوگا اس علم کوعلم حضوری کہتے ہیں۔

اور جب عارف اپنی صفات اورذات کی فنا کے بعد بقاباللہ سے مشرف ہوااوراسکی اناوجودکونی سے پوری طرح قید ہوی اوراطلاق کی حقیقت پرپہنچ گئی تو عارف لامحالہ علم حصولی سے علم حضوری کی جانب پہنچ چکا۔اوردانش کے دائرہ سے نکل یافتن کی منزل پالیا۔کیونکہ ''یافت'' یابندہ کی ذات کے باہر میں نہیں ہوگی۔

معاذ اللہ سادہ لوح اشخاص اس مقام میں حلول واتحاد کی حقیقت کونہ سمجھتے ہوئے اوراکابردین کے ساتھ سوءظن نہ قائم کرلیں یا خودکو بداعتقادی کے بھنور میں جھونک کرہلاک نہ ہوجائیں۔ بحرؔی فرماتے ہیں۔ ؎

اپنا چ ہے یاد، یادحق کا پرکان ہے معلم اس سبق کا

شیخ عطارفرماتے ہیں ؎

گم گشتن و بافتن بخود ہم　　　علمی است عظیم بلکہ اعظم

پس اسی سے یہ حقیقت جان لینی چاہئے کہ اصحابِ نظر و استدلال کو اہل ظاہر کہتے ہیں اور اصحاب کشف و شہود کو اہل باطن کہتے ہیں اہل ظاہر کی منزل دانستن ہے اور اہل باطن کی منزل دیدن ہے۔

حسِ حیوان گر بدے شاہ را　　　پس بدیدی گاؤ خر اللہ را

کس بعلم ظاہر ارحق بین بدی　　　محرزاری راز دار دین شدی

ارشاد ربانی ہے: والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا (اور جنہوں نے ہماری راہ میں کوشش کی ہم ضرور انہیں اپنے راستے دکھادیں گے۔)

ریاضت اور مجاہدہ ہی پر ہدایت کا وعدہ جڑا ہوا ہے۔ اور انک لا تخلف المیعاد (بے شک تو وعدہ خلاف نہیں کرتا) حق سبحانہٗ وتعالیٰ کی شان ہے۔ فقیر اللہ سے امید رکھتا ہے کہ آپ کی دستگیری فرمائے گا۔ واللہ علیٰ کل شئی قدیر۔ اللہ کی ذات ہر شئے پر قدرت رکھنے والی ہے۔

فقیر بعض امور و معاملات کی تنظیم میں مصروف اور مشغول ہے۔ اگر اللہ نے چاہا تو ان کاموں سے فراغت حاصل ہونے کے بعد شعبان میں یا رمضان کے پیچھے آپ کے حسب ایما تکلیف دے گا۔ اللہ تعالیٰ قادر ہے کہ وہ اس تکلیف کو دائمی راحت سے بدل دے گا۔ انه قریب مجیب ۔ بے شک وہ قریب ہے سننے والا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

۵۷۔مکتوب بنام
شہزادہ محمد بشیر الدین صاحب

نواب والا جاہ کے خاندان سے حضرت قطب ویلور کے گہرے مراسم تھے اس شاہی خاندان کے تمام اشخاص اور خواتین حضرت قدس سرہ کے ساتھ بڑی عقیدت اور محبت رکھتے تھے ۔ بالمشافہ بات چیت اور ملاقات کے علاوہ مراسلت اور قاصدوں کی آمدورفت کا تسلسل قائم تھا حضرت قطب ویلور کے اس شاہی خاندان کے افراد کے نام تحریر کردہ خطوط ملتے ہیں۔

درجِ ذیل مکتوب میں حضرت نے اپنی دو کتابوں ''جواہر الحقائق'' اور ''جواہر السلوک'' کے ارسال کا ذکر کیا ہے اور اپنے ہم شیر زادے حضرت مولانا سید شاہ فضل اللہ قادری کے ذریعہ نواب زین العابدین خان بہادر کے ذریعہ پیام کا تذکرہ ہے جس میں ٹیپو سلطان مسجد ویلور اور اسے متعلقہ قبرستان اور جگہ سے متعلق یہ صراحت ملتی ہے کہ یہ جگہ شاہی خاندان کے رشتہ داروں کے لئے ہے۔

یہ مسجد اور قبرستان اور بعض مزارات پر گنبدیں آج بھی موجود ہیں جن میں سلطان کی والدہ بخشی بیگم اور سلطان ٹیپو شہید کے داماد اور بیٹی کی قبریں ہیں سقوط سلطنت خداداد کے بعد انگریز حکام نے ٹیپو شہید کے خاندان کے اکثر افراد کو قلعہ ویلور میں مقید اور محصور رکھا تھا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سلام مسنون کے بعد خاطر امارت مظاہر پر واضح ہو کہ ۲۰ جمادی الاولیٰ ۱۲۸۵ھ کا تحریر کردہ مکتوب جو کمال لطف مہربانی کے ساتھ فقیر کے نام ارسال کیا گیا تھا دستیاب ہوا۔ استعدادا حیدری و سلطانی اور آبائی ارتباط کو یاد دلایا۔ اور اس مکتوب کے ذریعہ آپ کی اہل اللہ کے ساتھ محبت و الفت رکھنے کا بخوبی علم ہوا ایسے شخص کے لئے یہی بشارتیں کافی اور وافی ہیں۔ المرء مع من احبہ۔ آدمی کا حشر اسی شخص کے ساتھ ہوگا جس کے ساتھ اسے محبت اور الفت ہوگی۔ ھم قوم لا یشقی جلیسھم ولا یخیب انیسھم۔ یہ وہ نفوس قدسیہ ہیں جن کی صحبت میں رہنے والا بد بخت نہیں ہوگا اور ان کے ساتھ انس و الفت رکھنے والا ناکام اور نامراد نہیں ہوگا۔

اللہ تعالیٰ آپ اور آپ کے ہر کام میں خیر و برکت عطا فرمائے اور آپ کے ساتھ احسان و بھلائی کا معاملہ کرے۔

نواب زین العابدین خان بہادر سے متعلق آپ نے جو کچھ تحریر کیا تھا

فقیر سعید دارین سید فضل اللہ قادری کے ذریعہ ظاہر کیا۔نواب موصوف نے کمال بشاشت اور سمعِ اجابت کے ساتھ سنا اور فرمایا کہ یہ جگہ شاہی خاندان کے رشتہ داروں کے لئے ہے۔

اللہ تعالیٰ توفیق وہدایت فرمائے کہ ہم لوگ اور تمام مسلمان جلد ختم ہونے والی، لذتوں، چرب وشیریں غذاؤں، پراگندہ تعلقات، نقش و رنگین ملبوسات،عزت ووجاہت کی طلب اور شان وشکوت کی خواہش سے فریب اور دھوکا نہ کھائیں۔جن کو فنا ہونے کے سوا کوئی چارہ نہیں اور آخر کار بادفنا اڑا لے جائیگی اور باقی رہنے والی ذات کی محبت و جمعیت کی بوباس سے ہم سب اپنے مشام کو معطر کریں اور اس مختصر دنیا کی قید میں گرفتار نہ ہوجائیں جو قبر میں ساتھ دینے والی نہیں ہے اور آخرت کے اہوال اور موت کی یاد پیش نظر رکھیں۔یہی ایک کام ہے۔اس کے علاوہ سب ہیچ ہے۔

حق تعالیٰ سے دعا گو ہوں کہ آں والا مرتبت کے ظاہر کو شریعت غرّا کے ارکان اور ملت زہرا کے احکام سے آراستہ فرمائے اور آں ذی شوکت کے باطن کو دنیا ومافیھا سے خلاصی عطا فرمائے۔جو خدا کی ملعون اور زوال پذیر ہے۔

ایں کار دولت است اکنوں تا کرا رسد

زیادہ کیا عرض کروں اللہ تعالیٰ آپ کو باقی رکھے اور آپ کے وجود سے اسلام کی قوت کو بقا اور دوام عطا فرمائے۔

اللہ تعالیٰ سے امیدوار ہوں کہ فقیر کی دو کتابیں ''جواہر الحقائق'' اور

''جواہر السلوک'' آں والا مرتبت کی نظر سے گزریں گی۔

واللہ علیٰ کل شئی قدیر: اللہ تعالیٰ کی ذات ہر شئے پر قادر ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

۵۸۔مکتوب بنام
سید غلام شیخن احمد صاحب شطاری

حضرت مولانا سید غلام شیخن احمد صاحب جو شطاری خاندان اور سلسلہ کے فرد فرید ہیں جن کے سجادہ نشین ہونے پر یہ مکتوب روانہ کیا گیا ہے اور موصوف کی خدمت میں مبارک باد اور دعاؤں کا تحفہ پیش کیا گیا ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پس از سلام مسنون! قلب سعادت و ذخائر پر واضح ہو کہ ۲۴ شوال ۱۲۶۵ھ کا التفات نامہ جو انتہائی لطف و کرم کے ساتھ فقیر کے نام تحریر کیا گیا تھا باصرہ نواز ہوا۔ خیریتوں کی خوش خبری سنانے والا تھا۔ فرحتیں اور مسرتیں بخشا: الحمد للہ علیٰ ذلک۔

یہ لطف و کرم جو آپ دور افتادہ فقراء کی جانب فرماتے ہیں اور محبت و خلوص دل کے ساتھ کلام فرماتے ہیں، امید ہے کہ یہ عمل اللہ تعالیٰ کی عنایت کے

حصول کا ذریعہ بنے گا اور اس کی رضا و نزول رحمت کا سبب ہوگا: انــہ قــریـب مجیب۔

آپ کے سجادہ نشین ہونے کی خبر سنا، قلب کو خوشی و مسرت حاصل ہوی۔ اللہ تعالیٰ آپ اور آپ کے امور و اشغال میں برکت عطا فرمائے اور اسی سے آپ کی عافیت وسلامتی طلب کی گئی ہے۔

یہ فقیر گلِ گلزار سیادت کو دودمان عالی شان کا گل سرسد خیال کرتا ہے اور سو دل سے ظاہری اور باطنی ترقیات کا خواہاں ہے۔

حضرت باری تعالیٰ سے امید رکھتا ہے کہ وہ آپ کی ذاتِ گرامی کو حضرت سید شیخن احمد شطاری، حضرت سید شاہ عطاء اللہ صاحب، حضرت سید شاہ نبی صاحب قدس اسرارہم کے ظاہری و باطنی علوم اور معارف کا وارث بنائے گا۔ اور مکان برکت نشان کی آبادی کا سبب بنے گا اور بزرگانِ کرام اور سارے خانوادے خصوصاً محلِ مخدومی سجاد صاحب مغفور کی آنکھوں کی ٹھنڈک اور دلوں کی راحت کا ذریعہ بنائے گا، بحبیبہ واٰلہ الامجد۔

زیادہ کیا عرض کروں، اللہ تعالیٰ آپ کو قائم رکھے اور آپ کے دور سجادگی کو طول و وسعت بخشے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

۵۹۔ مکتوب بنام
مولوی حافظ سید عبداللہ صاحب قادری

مولانا مولوی حافظ سید عبداللہ حضرت قطب ویلور کے شاگرد اور خلیفہ تھے۔ حضرت قطب ویلور نے اسلام کا پیغام غیر مسلموں تک پہنچانے کی زیادہ تر ذمہ داری انہیں کو سونپی تھی، دعوت اسلام کے مکتوبات کو مختلف علاقائی زبانوں میں ترجمہ کرانے اور ان خطوط اور پیغامات کو لائق وذی اخلاق افراد کے ذریعہ پہنچانے کی ذمہ داری مولانا سید عبداللہ کے حوالہ تھی اس ذمہ داری کو انہوں نے بحسن وخوبی انجام دیا۔ حضرت قطب ویلور کے متعدد خطوط مولانا سید عبداللہ کے نام ملتے ہیں، ذیل کے مکتوب میں سالکین اور طالبین کی تربیت اور تعلیم کے لئے اپنی کتابوں کی بعض بحثوں کے انتخاب کی ہدایت دی ہے اور علم تصوف کی بعض اہم اور دقیق بحثوں کی تشریح کی ہے۔ اس خط سے یہ روشنی ملتی ہے کہ حضرت قطب ویلور اپنے مکتوبات کے ذریعہ اپنے شاگردوں اور خلفاء کی تعلیم اور ہدایات کا کس قدر اہتمام فرماتے تھے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سلام مسنون کے بعد، قلب سعادت ذخائر پر واضح ہو کہ ۱۳ ذی قعدہ ۱۲۸۷ھ کا تحریر کردہ محبت نامہ عین انتظار میں آ پہنچا۔ خیریت اور منزل مقصود پر پہنچنے کی خوشخبری پر مشتمل رہنے کے باعث طمانیتیں پہنچایا۔ الحمد للہ علی ذلک۔

''مکتوب مدنی'' مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی تحریر و تصنیف ہے۔ مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور سند العلماء مولانا شاہ عبد العزیز محدث دہلوی یہ دونوں حضرات کرام اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہیں۔ جزی اللہ عنا خیر الجزاء۔

''جواہر الحقائق'' کے صفحہ اسی میں ''بیان سہوین کہ در توحید نفس الامری'' مرقوم ہے اور ''جواہر السلوک'' کے صفحہ ایک سو تیس میں ''بیان توحید حالی'' مرقوم ہے۔ اگر یہ دونوں بحثیں ''مکتوب مدنی'' کے ساتھ شامل کر لی جائیں تو طالبین اور سالکین کی تربیت میں بے حد نفع بخش ثابت ہوں گی۔

اس کے بعد یہ حقیقت جان لینی چاہئے کہ خاص طور پر سالک کو راہ حق کے سلوک میں دو راہ پیش آئیں گی۔ ایک راہ سلوک، دوسری راہ جذب۔

راہ سلوک کی تفصیل 'جواہر السلوک' کے ۳۲ ویں فائدہ میں دیکھ لیجئے۔

سالک کو بیداری، توبہ، اوامر کی انجام دہی، منہیات سے کنارہ کشی، رذائیل سے اجتناب اور فضائل سے انتساب کے بعد ہی طریقۂ قادریہ، چشتیہ، نقشبندیہ، مجددیہ وغیرہ کے بزرگوں کے اذکار اور اشغال میں مشغول کرتے

ہیں۔ان اشغال اوراذکار کا نتیجہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ نسبت کا حصول ہے۔جو نور اور سکینت سے موسوم ہے اوراس میں ملائکہ سے تشبیہ ہے اور جبروت یعنی اسمائے الٰہیہ کی طرف علم وآگہی ہے۔

اور عوارف المعارف' میں ۳۴ ویں باب سے لے کر ۵۰ ویں باب تک یہی معاملہ اور سلوک بیان کیا گیا ہے۔راہِ جذب کی بحث 'جواہرالسلوک' کے دسویں فائدے میں ملاحظہ کیجئے کہ اس کو سفر اول، سفر دوم، سفر سوم، اور سفر چہارم کہتے ہیں۔

اسفار عروجی میں لاالٰہ الا اللہ کا معنی سمجھ میں آئے گا۔اور اسفار نزول میں محمد رسول اللہ کا معنی سمجھ میں آئے گا۔سفر اول میں اولیاء کی ولایت کی انتہا ہے اور سفر دوم میں انبیاء کے ولایت کی انتہا ہے۔اور سفر سوم میں ولایتِ محمدیؐ کی حد کی انتہا ہے۔

اولیاء کی ولایت میں جذب کی ابتدا، افعال کی فنایت جس کو توحید افعالی سے تعبیر کیا جاتا ہے۔اس کے بعد صفاتی سے تعبیر کیا جاتا ہے۔صفات کی فنا سے گزرنے کے بعد ذات کی فنایت۔جس کو توحیدِ ذاتی سے تعبیر کیا جاتا ہے اوران توحیدات کو "وحدت در کثرت" اوراحدیت در کثرت" سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے۔

اولیاء کی اس ولایت میں شہودحق، وراء صورت ومعنی ہے اوراس کو توحید شہودی، ادراک بسیط، فناء فی الفناء، تجلی برقی اور نیابت اولیاء کہتے ہیں۔

اور توحید شہودی کے اس مرتبہ میں غیر مشہود نہیں ہے اور یہ ملائکہ مہیمہ کا مرتبہ جو اپنے ساتھ اوراپنے غیر کے ساتھ پرواز نہیں کرتے ہیں۔اوران تمام مراتبِ جذب کو "قرب نوافل" کہتے ہیں اور سفر چہارم میں نزولی، بقاءِ ذاتی، بقا

صفاتی اور بقاء افعالی، بندہ ہے جس کو بقاء باللہ، کثرت در وحدت، اور کثرت در احدیت کہتے ہیں۔اوران تمام مراتب کو ''قرب فرائض'' بھی کہتے ہیں۔

اس مقام پر یہ حقیقت جان لینی چاہئے کہ اولیاء کی ولایت میں اجمال ہے اور انبیاء کی ولایت اور ولایت محمدیؐ، اولیاء کی ولایت کی تفصیل ہے اور اولیاء کی ولایت میں کثرت حجابات کی دوری، وحدت کی وجہ سے ہوتی ہے۔اور انبیاء کی ولایت میں وحدت کے حجابات کی دوری، اسمائے الٰہیہ کی کثرت وجوہ سے ہوتی ہے اور ولایت محمدیؐ میں تقئید کا زوال، ظاہر و باطن کی ضدین سے عین الجمع کی احدیت میں حصول کے ساتھ ہوتی ہے۔

پچھلی صحبتوں کی یاد یہ گفتگو لا رہی ہے اور خاموش رہنے نہیں دیتی ہے:

از ہر چہ می رود سخن دوست خوشتر است

دل میں بہت ساری باتیں ہیں جن کی ترجمانی سے قلم قاصر ہے۔:

عمر بگزشت وحدیث درد من آخر نہ شد شب بآخر شد اکنون کوتہ کنم افسانہ را

عمر گزر گئی لیکن میری درد بھری داستان پوری نہ ہوسکی۔رات ختم ہورہی ہے لہٰذا میں اپنا افسانہ مختصر کئے دیتا ہوں۔

آپ نے اسلام کی تقویت کے بارے میں نواب صاحب زاد اقبالہ کے قلق واضطرار، اور مرادوں کی تکمیل میں اس فقیر سے دعائے خیر کی درخواست کی تھی۔

مکرمی! الامر بیدہ تعالیٰ وتقدس۔سارے امور و معاملات اللہ تعالیٰ کے ہاتھوں میں ہے لیکن اضطرار مقاصد کے حصول کی کنجی ہے۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

امن یجیب المضطر اذا دعاہ ویکشف السوء : یا وہ جولا چار کی سنتا ہے اور حاجت روائی فرماتا ہے جب اسے پکارے تو وہ برائی اور مصیبت کو دور کر دیتا ہے۔

یہ فقیر، اجتماع خاطر، اخلاص تمام، عزیمت مضبوط اور قوی ہمتِ تامہ کے ساتھ اس کارِ خیر میں نواب صاحبِ ممدوح کی مراد کی جانب متوجہ اور دعا گو ہے:

انہ ھوالقریب المجیب وعلی کل شئی قدیر۔

دعا مقبول و مستجاب ہونے پر اللہ تعالیٰ سے امیدوار ہوں کہ وہ ہم سب کو شریعتِ مطہرہ پر آسانی کے ساتھ استقامت عطا فرمائے گا۔ اور اپنے فضل و کرم سے دنیا و مافیھا جو فنا پذیر اور ملعون ہے فریب نہ دے گا۔

حافظ عبداللہ صاحب، مولوی محمد حسن صاحب اور وہاں کے تمام بزرگوں کی خدمات میں سلام مسنون کا تحفہ پیش کریں۔

برخوردار رکن الدین سید محمد دعائے خیر کے متمنّی اور سلام گزار ہیں۔

مولوی سید محمد قادری، مولوی سید شاہ محمد صاحب، مولوی محی الدین صاحب قصباوی، مولوی سید فضل اللہ صاحب، مولوی سید شہمیر صاحب، مولوی سید عبدالقادر صاحب، مولوی عبدالوہاب صاحب قادری (بانی مدرسہ باقیات ویلور) اور یہاں کے تمام احباب سلام منون کا ہدیہ پیش کرتے ہیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

٦٠۔ مکتوب بنام
جناب محمود صاحب مہاجر مدراسی

درج ذیل مکتوب قطب ویلور نے اپنے مختلف مکتوبات میں انسانوں کی خدمت اور ان کے ساتھ نیک سلوک کی ہدایت مختلف و مفید اور دل نشین لب و لہجہ میں دی ہے یہ وہ پہلو ہے جو تمام صوفیہ کی تحریروں اور ان کی زندگیوں میں موجود ہے اور بتایا گیا ہے کہ مخلوق خدا کی عیال ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے رزق کی ذمہ داری اپنے ذمہ لے لی ہے۔ اور یہ بھی تاکید کی گئی ہے کہ اللہ کے نزدیک وہ شخص سب سے زیادہ محبوب ہے جو اس کے عیال کے ساتھ احسان اور حسنِ سلوک کرتا ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سلام مسنون کے بعد، خاطر شریف پر واضح ہو کہ حدیث شریف میں وارد ہے۔ الناس عیال الله واحب الناس الی الله من احسن الی عیاله۔ مخلوق خدا کی عیال ہے اور اللہ کے نزدیک وہ شخص سب سے زیادہ محبوب اور پسندیدہ ہے جو اس کے عیال کے ساتھ احسان اور حسنِ سلوک کرتا ہے۔

ہر چند کہ اللہ تعالیٰ کے اہل و عیال نہیں ہیں لیکن جس طرح صاحبِ عیال

پر اس کی بیوی بچوں اور رشتہ داروں کے رزق کی ذمہ داری ہوتی ہے اسی طرح اللہ نے بھی محض اپنے فضل وکرم سے بندوں کے رزق کی ذمہ داری اپنے ذمہ لے لی ہے اور ومامن دآبة فی الارض الا علی الله رزقها:۔(زمین پر کوئی جاندار ایسا نہیں ہے جس کا رزق اللہ تعالیٰ کے ذمہ کرم پر نہ ہو۔ یعنی وہ اپنے فضل وکرم سے ہر جاندار کے رزق کا کفیل ہے) کی آیت کریمہ کی رُو سے اللہ تعالیٰ مخلوقات کی روزی کی کفالت اپنے اوپر لازم کرلیا ہے۔ لہٰذا اس معنی ومفہوم کے اعتبار سے مخلوق بھی اللہ تعالیٰ کے عیال کے رنگ میں ہوگی۔

اور جو شخص بھی کسی آدمی کے اہل وعیال کے ساتھ احسان و بھلائی اور ہمدردی کرتا ہے تو وہ شخص صاحب عیال کے نزدیک محبوب ترین اور پسندیدہ ترین قرار پاتا ہے۔ اسی طرح جو بھی شخص اللہ تعالیٰ کی عیال (مخلوق) کی خدمت گزاری اور خیرخواہی کرتا ہے تو وہ بھی اللہ تعالیٰ کی نظروں میں محبوب ترین بن جاتا ہے۔

نیز دنیا کو آخرت کی کھیتی قرار دیا گیا ہے تاکہ بیج کو قابلِ استعداد زمین میں ڈال دے اور ایک دانے سے سات سو دانے حاصل کرسکیں۔ تالاب اور نہر کی تعمیر سے دانہ دار زراعت اور ثمر دار درخت کی پرورش مقصود ہے نہ کہ خاردار درختوں کی پرورش اور پانی کا ضائع کرنا، جیسا کہ کہا گیا ہے۔

آب ایں بے حاصلاں یکسر بدریا می رود

نیز ساداتِ کرام کا حق نصوص شرعیہ کی رو سے خُمس میں ہے۔ اسی بنا پر نواب عظیم الدولہ بہادر مغفور سال بسال آغازِ سال ہی میں سادات کا حق اپنے

خُمس میں سے نکالتے تھے اور پس ماندگان کو اخراج و اجراء اور تقسیم کی تکلیف سے فارغ رکھتے تھے۔ اور محل میں اس صدقۂ جاریہ کے پہنچانے کے سوا کوئی دوسری تکلیف ان کو نہیں دیتے تھے۔

سید الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عترت اور ائمۂ اطہار اور نامور علماء کی اولاد میں سے فقیر کے اعزہ و اقاریب میں فریاد کناں کہ چند نام ہیں۔ ان میں سے ہر ایک کی پرورش ایک جماعت کی پرورش کے مترادف ہے اور ان میں سے ہر فرد کی کہانی اس آیت میں چھپی ہوی ہے:

یحسبهم الجاهل اغنیاء من التعفف تعرفهم بسیمٰهم لایسئلون الناس الحافا: کسی سے سوال نہ کرنے کی وجہ سے نادان انہیں تونگر سمجھتے ہیں۔ آپ انہیں ان کی صورت سے پہچان لیں گے وہ لوگوں سے سوال نہیں کرتے کہ گڑگڑانا پڑے۔

یہ مسکین اپنے نفس اور اپنے اہل و عیال کی کوئی غرض نہیں رکھتا ہے۔ اس وجہ سے بغیر کسی تکلیف کے محض اللہ تعالیٰ کی رضا مندی کی طلب اور قرابت داروں کے حق کی ادائیگی حضرت رحمان کے عیال اور سرور انبیاء علیہ السلام کی اولاد میں مستحق ترین لوگوں اور بے آب ثمر دار درختوں اور خشکی زدگان کی پرورش میں لب کشائی کر رہا ہے۔

مخدومی محمود علی خان صاحب، مولوی نگارش خان صاحب کی خدمت میں مناسب وقت پر بعد سلام مسنون کے پیام پیش کریں کہ موجودہ سال یا آنے والے سالوں میں جس وقت بھی مناسب سمجھیں اور گنجائش پائیں اپنے ذمے

میں لیتے ہوئے صدقہ کاملہ کو مستحق ترین افراد جو چار ہیں، ان کے نام جاری کرادیں۔

قبول کرنا آپ کے اختیار میں ہے بلکہ ہر شئے اللہ تعالیٰ ہی کے اختیار میں ہے، عطا کرنے والا، منع کرنے والا، نفع پہنچانے والا، نقصان پہنچانے والا، بند کرنے والا، کھول دینے والا، عزت دینے والا اور ذلت دینے والا حق سبحانہٗ تعالیٰ ہے۔

مولانا روم فرماتے ہیں:

ساری دنیا تدابیر اور ذرائع سے بھری ہوی ہے اور تیرے لئے کوئی تدبیر اور ذریعہ نہیں ہے جب تک تیرا خدا تیرے لئے کوئی راہ ہموار نہ کرے۔

اگر آپ تعاون فرمائیں تو درحقیقت موئید اور معاون اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ اور آپ ماجور قرار پائیں گے۔ اور اگر آپ نے تعاون نہ کیا تو درحقیقت، مانع اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ اور آپ معذور قرار پائیں گے۔ حضرت باری تعالیٰ سے امیدوار ہوں کہ وہ آپ کی ذات بلند مناصب و درجات کو اپنے عیال اور اپنے حبیب ﷺ کی عترت کی خدمت گذاری میں مشغول و سرگرم رکھے گا اور محبوب ترین بندوں میں شامل کرے گا۔ انہ قریب مجیب ۔ اللہ تعالیٰ آپ کو باقی رکھے آپ کے وجود اور بقاء سے اسلام کی شان و شوکت کو باقی رکھے۔

دیگر این کہ رمضان اور بارہ شوال ۱۲۶۴ھ کے تحریر کردہ مکاتیب مکررہ موافق یادداشت دستیاب ہوے۔ خیریتوں اور کیفیتوں اور درج کردہ مضامین سے آگاہی ملی۔ اللہ تعالیٰ تمہارے اور تمہارے کاموں میں خیر و برکت

عطا فرمائے اور تمہارے ساتھ خیر و احسان کا معاملہ فرمائے۔

فقیر بعض بزرگوں اور دوستوں کے اصرار و خواہش اور فریاد کی وجہ سے ان مستحق ترین لوگوں کی سفارش میں چند کلمات سپرد قلم کیا ہے۔ اگر نعم المعین کی اعانت سے معطیٔ صدقات کے حسب مقصود اور خالق معطی کی رضا اور صدقات جاریہ کے ایصال میں مستحق ترین لوگوں کی جانب التفات فرمائیں تو کوئی تعجب نہیں۔

آپ کو چاہئے کہ اولین یہ پیغام نگارش خان صاحب کے گوش گزار کریں۔ اگر وہ اثبات میں جواب دیں تو مولوی صاحب کو سنائیں۔ اگر وہ بھی پسند کریں تو مخدومی محمود علی خان صاحب کے گوش گزار کریں، ورنہ حق سبحانہٗ وتعالیٰ کی مرضی پر قائم رہیں۔

القلوب بین اصابع الرحمن یقلبها کیف یشآء لوگوں کے دل رحمٰن کی انگلیوں کے درمیان ہے۔ وہ جیسا چاہتا ہے دلوں کو پلٹ دیتا ہے۔ حکمت و مصلحت حکیم مطلق ہی جانتا ہے۔ عسی ان تکرھوا شیاء وھو خیر لکم وعسیٰ ان تحبوا شیأ وھو شرلکم واللہ یعلم وانتم لاتعلمون قریب ہے کہ کوئی بات تمہیں بری لگے اور وہ تمہارے حق میں بہتر ہو اور کوئی بات تمہیں پسند آئے اور وہ تمہارے حق میں بری ہو۔ اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔: مثنوی

طفل می لرزد زنیش احتجام ... مادر مشفق درآن شادکام

*پچھنہ لگانے کی تیز نوک دار چُھری سے بچہ لرز جاتا ہے لیکن اس وقت میں مادر مہربان خوش ہو جاتی ہے۔

حدیث نبویؐ: من کتم سرہ فقد فازامرہ' (جس نے اپنے راز کو پوشیدہ رکھا پس وہ اپنے مقصد میں کامیاب رہا۔) کی ہدایت کے مطابق مقصود کو حصول مقصود تک مخفی رکھیں۔ نیز جہاں تک ہوسکے کوشش کریں کہ محرم الحرام کی آمد سے قبل ہی مقصود پورا ہوجائے۔تاکہ معاملہ نزاع تک نہ پہنچے اور فقیر نزاع کا سبب نہ ہوگا۔ جوابی خطوط ملفوف ہیں۔روانہ کریں نیز حمید صاحب مرحوم کے فرزند محی الدین صاحب کے نام ایک مکتوب بند کئے بغیر رکھا ہوں۔امید ہے کہ پڑھنے کے بعد بند کرکے ان تک پہنچادیں گے۔اتفاق کی صورت میں ان کو تاکید کریں کہ اس کا جواب جلد تحریر کریں۔زیادہ کیا عرض کروں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

٦١۔مکتوب بنام
بخشی الملک نقی بھادر

ذیل کا مکتوب علماء اور خواص کے لئے ہے جس میں فلسفہ اور منطق کی زبان اور اصطلاح میں کلام کیا گیا ہے صوفیہ کے مہمات مسائل میں سے ایک مسئلہ وجود، عینیت اور غیریت ہے جسکی تشریح حضرت قطب ویلور نے مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور ان کے شاگرد رشید مولانا محمد شرف الدین کی تحریروں کے حوالہ سے کی ہے۔

مراقبہ، مشائخ صوفیہ کے اعمال، اشغال اور اذکار

میں ایک معروف شغل ہے، مکتوب الیہ کو مراقبہ کی ادائیگی کی شکل وصورت اور کیفیت سمجھائی گئی ہے یہ تفصیل سلاسل طریقت سے وابستہ اہل علم کے لئے مفید ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سلام مسنون کے بعد خاطر شریف پر واضح ہو کہ ۸ محرم الحرام ۱۲۷۸ھ کا تحریر کردہ التفات نامہ دستیاب ہوا۔ جمعیت معنوی اور طلب الٰہی کی خبر دے رہا تھا۔ دل کو خوشیاں پہنچایا ایں کار دولت است اکنوں تا کرا رسد۔ الحمد لله علی ذلك:

مراقبہ عجیبہ کہ جس میں تمہید کلام کی بات ہی نہیں ہے اور اصل مقصود (جو جامع جمیع کمالات ہے) کی طرف توجہ رہتی ہے۔ ذیل میں مرقوم ہے۔ شغل فرمائیے۔ اصل کام تو بس یہی ہے۔ اس کے علاوہ سب کچھ ہیچ ہے۔ وجود جو کہ اصل مقصود ہے اس پر نظر ڈالنا دشوار ہے۔

''الطاف القدس'' کے مصنف مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور آپ کے شاگرد رشید ''قول الفصل'' کے مصنف مولانا شرف الدین کے کلام کا خلاصہ پیشِ خدمت ہے۔ جو اصل مقصود کی نشان دہی کر رہا ہے۔

مُظہر ایک وجہ سے مَظہر کا عین ہوتا ہے اور ایک وجہ سے مَظہر کا غیر۔ مثلاً! نوعِ انسان ظاہر ہے اور افراد انسان مظاہر، ظہور، ظاہر اور مظہر کے درمیان ایک نسبت ہے اور اس نسبت کا حکم دوسری تمام نسبتوں کے حکم کا غیر ہے۔ اس

لئے کہ وہ ظاہر، جمیع اعتبار سے مظہر کا عین نہیں ہے اور جمیع اعتبار سے مظہر کا غیر بھی نہیں ہے۔ مانند نوع انسان بہ نسبت افراد انسانی

اگر نوع (حیوان ناطق) جمیع وجوہ کے ساتھ اس فرد (مثلاً زید) کا عین ہوتا تو یہ فرد (مثلاً زید) دوسرے فرد (مثلاً عمر) پر محمول ہونا چاہئے جیسا کہ نوع (یعنی حیوانِ ناطق زید اور عمر پر) محمول ہوتا ہے۔ اور اگر جمیع وجوہ کے ساتھ اس فرد کا غیر ہوتا تو (مثلاً زید انسان ہے) ھذا انسان صحیح نہیں ہونا چاہئے جیسا کہ ھذا حجر (زید حجر ہے) صحیح نہیں۔

نوع انسان و نوع فرس حیوان کی طرف نسبت کرتے ہوئے اور حیوان و شجر، نامی کی طرف نسبت کرتے ہوئے اور نامی و جماد، جسم کی طرف نسبت کرے ہوئے اور جسم و مجرد، جوہر کی طرف نسبت کرتے ہوئے اور جوہر و عرض، وجود عام کی طرف نسبت کرتے ہوئے یہی کیفیت رکھتے ہیں۔ (یعنی من کل الوجوہ عین بھی نہیں اور من کل الوجوہ غیر بھی نہیں۔)

لہٰذا یہ بدیہی ہے کہ ان مقامات میں ایک دوسرے پر محمول ہونے کا مصداق اور ایک دوسرے کے مغایر ہونے کا مصداق دونوں پائے جاتے ہیں۔ اور اس صورت میں دونوں قبیل کے احکام کی گنجائش ہوتی ہے۔ ناقص عقلیں کبھی ان (مصداق حمل و تغایر) کو جمیع وجوہ کے ساتھ عین شئے کی قبیل سے قرار دیتی ہیں جیسے ملاحدہ۔

اور جب عینیت کے بعض لوازم نہ پائے جائیں تو اس عقیدہ کی تنقیض کر دیتی ہیں اور کبھی ان کو جمیع وجوہ سے غیر شئی کی قبیل سے قرار دیتی ہیں۔ جیسے

اکثر متکلمین ہیں اور جب غیریت کے بعض لوازم نہ پائے جائیں تو متحیر ہو جاتی ہیں۔

عقولِ سلیمہ جانتی ہیں کہ عالم اور حق تعالیٰ کے درمیان عینیت اور غیریت کی نسبت کے علاوہ ایک اور ہی نسبت ہے۔ خصوصیات عالم میں سے جو بھی خصوصیت ظاہر اور باہر ہے، ساحتِ وجود عام اس غبار سے پاک ہے۔ جیسا کہ جلد کی سیاہی، قد کی کوتاہی، زبان کی لکنت نوعِ انسان کو ملوث نہیں کرتی۔ ہر چند کہ کالا پن، کوتاہ قد اور صاحب لکنت انسان ہی ہے۔ اور جو بھی چیز مطلق ہونے کی حیثیت سے اطلاق کے مرتبہ سے ظاہر ہوی ہو اس کو خصوصیت کے ساتھ منسوب نہیں کر سکتے۔ چنانچہ نوع ہونے، کلی ہونے اور مطلق ہونے کو اس فرد کے ساتھ منسوب نہیں کر سکتے۔ (یعنی ایک فرد لنگڑا ہو تو کہہ نہیں سکتے کہ نوع لنگڑی ہے، کلی لنگڑی ہے۔ مثلاً زید لنگڑا ہو تو کہہ نہیں سکتے کہ حیوان ناطق لنگڑا ہے۔) ہر چند کہ مطلق، مقید میں ہے۔ (جیسے حیوانِ ناطق، زید میں ہے۔)

جب انواع مختلفہ میں قسم قسم کے خواص ہاتھ لگتے جاتے ہیں تو الاشیاء تعرف باضدادھا (اشیاء اپنی ضد سے پہچانی جاتی ہیں) کے حکم کے مطابق عقل ان امور متغائرہ کی سند سے مختلف انواع کے ثبوت کا یقین کر لیتی ہے اور ہر ایک کو دوسرے سے فرق کر کے پہچان لیتی ہے۔ برخلاف وجود عام کے کہ اس کا کوئی غیر محسوس اور معقول نہیں ہے کہ عقل اس کے اندر تصرف کر کے اس میں اور اس کے غیر میں فرق و امتیاز کر سکے۔

اس کے باوجود یعنی وجود عام کا کوئی غیر نہ ہونے کے باوجود، وجود عام پر لطافت پر لطافت اور بساطت پر بساطت چڑھی ہوی ہے۔ لہٰذا حیرت کے

سوا کوئی چیز عقل کے ہاتھ نہیں لگتی۔ اسی لئے فلا فہ اشخاص نے جوہر اور عرض کے درمیان حقیقت مشترکہ کا اثبات نہیں کیا اور وجود عام کی جنسِ اعلیٰ شمار نہیں کیا۔ ان کا منشاء ان کی عقل کے نزدیک وجود عام کا عدمِ حضور ہے۔

اس عبارت پر غور سے نظر ڈالئے تاکہ وجود پر نظر پڑ سکے اور گنج مقصود کی کوئی نشانی ہاتھ لگ سکے۔ پس اس کے بعد ہی وجود پر نظر ڈالئے۔ والذین جاھدوا فینا لنھدنیھم سبلنا ۔(اور جنہوں نے ہماری راہ میں سعی وکوشش کی، ضرور ہم انہیں اپنے راستے دکھائیں گے۔) کے حکم کے مطابق مرقوم الذیل مراقبہ کا شغل مفید ہوگا۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق و ہدایت عطا فرمائے تاکہ مختلف تعلقات سے دھوکہ نہ کھائیں جو کہ زوال پذیر اور فانی ہیں اور باقی رہنے والی ذات کی محبت و جمعیت کی بو باس ہمارے مشام جان میں پہنچائے۔ انہ قریب مجیب وعلی کل شئی قدیر۔

مراقبہ سب سے پہلے شریعت مطہرہ کے احکام پر عامل رہیں اور خطرات نفسانی اور وساوس قلبی کو دور کر کے کامل فراغت اور پوری یکسوئی کے ساتھ مکان ولباس کی صفائی اور جسم کی طہارت کے ساتھ حق سبحانہ وتعالیٰ کی جانب اس طور پر اور اس تصور و خیال کے ساتھ متوجہ اور مائل ہو جائیں کہ اللہ تعالیٰ کا احاطہ اس کی ذات پر اور جمیع اشیاء پر اور چاروں جہات اور فوق وتحت اور اندرون و بیرون ہے۔ وھو بکل شئی محیط۔

یہاں تک کہ حقیقۃ الحقائق (ذات باری تعالیٰ) جو جمیع جہات سے منزہ ہے اس کی نظروں میں آسمانی فضا کے اجزاء میں ہوائے ساری (کسی چیز کے کل اجزاء میں پہنچ جانے والا) یا مٹی میں پانی یا دودھ میں پانی، یا جسم میں روح کے مانند شامل دکھائی دے۔

اور اس طرح اس معنی میں مقید ہوگا۔ یہاں تک کہ یہ نور ساری اس پر اس طرح جلوہ فگن ہوگا اور اس کا دل مطمئن ہو جائے گا۔ اس کے ساتھ یہ بھی ہے کہ اس نور کا ظہور اس کی سعی سے نہیں بلکہ اس کی کوشش کے بغیر اور اس کے بغیر ظہور ہوتا ہے۔

اور یہ اس مراقبہ کا معنی منتہیٰ ہے۔ خواہ یہ چیز ایک ہفتہ میں میسر آجائے یا چھ ماہ میں، جب یہ نور محسوس ہو جائے تو سالک کو چاہئے کہ ساری اشیاء جو تصور کا احاطہ کرتی ہیں۔ ملاحظہ کے بغیر پوری تنزیہہ کے ساتھ تصور کرے تو تھوڑی سی مدت کے اندر اللہ تعالیٰ کی نصرت سے بے رنگی کی نسبت سے کوئی جہت دریافت ہوگی۔

اور مراقبات میں یہ مراقبہ بہترین ہے جس میں اصل مقصود کی جانب توجہ قائم رہتی ہے۔ زیادہ کیا عرض کروں حق تمہارے ساتھ رہے۔ بحبیبہ و اٰلہ الامجد۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

۶۲۔ مکتوب بنام سید محمد غوث صاحب صدرامین تلچیری

اس خط میں مکتوب الیہ کے مطالعہ کے لئے بعض ایسی آیتوں اور حدیثوں کا انتخاب پیش کیا گیا ہے جن میں دنیا کی بے ثباتی، دنیاوی رزق کی وسعت و تنگی، اموال واولاد سے آزمائش، اخروی زندگی کی بقا، دولت و ثروت سے پناہ وغیرہ کو بیان کیا گیا ہے۔

مکتوب الیہ کو نصیحت کی گئی ہے کہ دنیا عمل کرنے کی جگہ ہے اور آخرت اس عمل کا صلہ پانے کی جگہ ہے کوئی شخص عمل کرنے کے بجائے عیش وعشرت میں مبتلا ہوجائیگا تو آخرت میں صلہ اور ثمرہ سے محروم ہوجائیگا، لہٰذا آپ مردآخرت بین، بن جائیے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حمد وصلوٰۃ اور سلام و دعا کے بعد واضح ہو کہ ارسال کردہ رقم موصول ہوی۔ جزی اللہ عنا خیر الجزاء۔

خانۂ شریف کے افراد اور دیگر متعلقین ویلور آ پہنچے اور ہناور، تلچری اور بنگلور کے احوال وکوائف سے آگاہی ہوی۔

کیا بات ہے! چند امور جو مشروع اور معقول ہیں آپ عظیم المرتبت کی نظر میں نہیں آرہے ہیں۔ یہ کیا بلا ہوگی کہ خوفِ خدا، یوم الحساب کی یاد، تقویٰ اور زمانۂ شباب کی قدیم احتیاط یہ سب چیزیں آپ سے کیسے رخصت ہوگئیں اور پیرانہ سری اور پیرانہ سالی کے ان ایام میں یہ سب کچھ کیوں فراموش ہوگئی ہیں۔ **انا للہ وانا الیہ راجعون۔**

جو بھی لمحہ گزر رہا ہے وہ عمر کے حصہ کو کم کر رہا ہے۔اور موت کے لمحات کو قریب کر رہا ہے۔اور آخرت کی کھیتی کا وقت گزر رہا ہے۔دنیا کو آخرت کی کھیتی قرار دیا گیا ہے الدنیا مزرعۃ الآخرۃ اور اس کا ثمرہ آخرت میں رکھا گیا ہے۔لہٰذا دنیا،، زراعت کا موسم اور عمل کا وقت ہے اور آخرت، ثمرہ پانے اور عیش وآرام کا وقت ہے۔اور جو شخص اس جگہ دنیا اور دنیا کی زوال پذیر اور فانی لذتوں میں مشغول ہوجاتا ہے وہ اپنی زراعت وکاشت کو ضائع کر رہا ہے اور ثمرہ پانے سے خود کو محروم کر لے رہا ہے۔

حدیث شریف میں ہے کما تعشون تموتون وکما تموتون تبعثون: جس حال میں تم جی رہے ہو اسی حال میں مرجاؤ گے اور اور جس حال میں مرجاؤ گے اسی حال میں تمہیں دوبارہ زندہ کیا جائے گا۔

موت کے آخری لمحات میں دنیا والوں میں سے کوئی بھی شخص اپنی جان ، جان آفرین کے مشاہدہ کی حالت میں دیدے تو جب وہ قیامت کے دن اپنی قبر

سے اٹھے گا تو بارگاہِ خداوندی میں جسم وجان کے ساتھ اس کو حضوری حاصل ہوگی۔

فقیر کی عمر تر سیٹھ سال ہو چکی ہے۔ عالم برزخ قریب ہے۔ظاہری اعتبار سے ملاقات کا امکان بہت بعید معلوم ہو رہا ہے۔ دل میں تو بہت ساری باتیں جمع ہیں، جن کی ترجمانی سے وقت مانع ہے، محبت پارینہ اور مصاحبت قدیمہ خاموش بھی رہنے نہیں دیتی ہے۔ ناچار اور بے اختیار یہ گفتگو نوکِ قلم پر آگئی:

والمسئول من الله ان يعصمكم عمالايليق بكم بحرمة سيد البشر المطهر عن زيغ البصر عليه من الصلوٰت افضلهاومن التحيات اكملها۔ والله علیٰ كل شئی قدير۔

دوسری بات یہ ہے کہ آپ علماء ربانی کی کتابوں سے ان آیاتِ کریمہ کی تفسیر کا مطالعہ رکھیں۔

۱۔ كل نفس ذائقة الموت وانما توفون اجوركم يوم القيمة فمن زحرح عن النار وادخل الجنة فقد فاز وما الحيوة الدنيا الامتاع الغرور ہر نفس کو موت چکھنی ہے اور تمہارے بدلے تو قیامت ہی میں پورے ملیں گے جو آگ سےء بچا کر جنت میں داخل کیا گیا وہ مراد کو پہنچا اور دنیا کی زندگی تو متاع غرور ہے۔

(ال عمران)

۲۔ انما مثل الحيوٰة الدنيا كمآء انزلنه من السمآء فاختلط به نبات الارض ممايأكل الناس والانعام حتّٰى اذااخذت الارض زخرفهاو زينت وظن اهلها انهم قٰدرون عليها اٰتها امرناليلًا اونها

رافجعلنها حصید اکان لم تعن بالامس کذلک نفصل الایت لقوم یتفکرون۔(سورہ یونس)

دنیاوی زندگی کی حالت تو ایسی ہے جیسے ہم نے آسمان سے پانی برسایا۔ پھر اس پانی سے زمین کے نباتات جن کو آدمی اور چوپائے کھاتے ہیں، خوب گنجان ہو کر نکلے، یہاں تک کہ جب وہ زمین اپنی رونق کا پورا حصہ لے چکی اور اس کی خوب زیبائش ہوگئی (یعنی سبزہ سے خوشنما معلوم ہونے لگی) اور اس زمین کے مالکوں نے سمجھ لیا کہ اب ہم اس (کے نباتات پھلوں) پر بالکل قابض ہوگئے تو ایسی حالت میں دن میں یا رات میں اس پر ہماری طرف سے کوئی حادثہ آپڑا (جیسے پالا یا خشکی یا اور کچھ) اور اس کو ہم نے ایسا صاف کر دیا کہ گویا بالکل (یہاں) وہ موجود ہی نہ تھی (پس اسی نباتات کے مثل دنیوی زندگی ہے) ہم اس طرح آیات کو صاف صاف بیان کرتے ہیں ایسے لوگوں کے لئے جو سوچتے ہیں۔

۳۔انما الحیوٰۃ الدنیا لعب ولھووان تؤ منواوتتقوا یؤ تکم اجورکم ولا یسئلم اموالکم۔(سورۃ محمد)

دنیوی زندگی تو محض ایک لہو لعب ہے اور اگر تم ایمان اور تقویٰ اختیار کرو تو اللہ تعالیٰ تم کو تمہارے اجر عطا کرے گا اور تم سے تمہارا مال طلب نہ کرے گا۔

۴۔انہ کان فی اھلہ مسرورانہ ظن ان لن یحور۔(الانشقاق)

یہ شخص (دنیا میں) اپنے متعلقین (اہل وعیال وحشم وخدم) میں خوش خوش رہا کرتا تھا (یہاں تک کہ فرط خوشی میں آخرت کی تکذیب کرنے لگا۔ اس

نے خیال کرر کھا تھا کہ اس کو خدا کی طرف لوٹنا نہیں ہے۔)

۵۔ولو بسط اللہ الرزق لعبادہ لبغوافی الارض ولکن ینزل بقدر مایشآء انہ بعبادہ خبیر بصیر (الشوریٰ)

اوراگر اللہ تعالیٰ اپنے سب بندوں کے لئے روزی فراخ کر دیتا تو وہ دنیا میں سرکشی اور شرارت کرنے لگ جاتے۔لیکن جتنا رزق چاہتا ہے انداز ومنا سبت سے ہر کے لئے اتارتا ہے۔وہ اپنے بندوں کے مصالح کو جاننے والا اوران کا حال دیکھنے والا ہے۔

۶۔ایحسبون انما نمدھم بہ من مال وبنین نسارع لھم فی الخیرات بل لا یشعرون۔(المؤمنون)

کیا یہ لوگ یوں گمان کرر ہے ہیں کہ ہم ان کو جو کچھ مال اوراولاد دیتے چلے جاتے ہیں تو ہم ان کو جلدی جلدی فائدہ پہنچار ہے ہیں (یہ بات ہرگز نہیں) بلکہ یہ لوگ اس کی وجہ نہیں جانتے۔

۷۔انما اموالکم واولادکم فتنۃ ۔واللہ عندہٗ اجرٌ عظیم۔(التغابن)

تمہارے اموال اورتمہاری اولاد بس تمہارے لئے ایک آزمائش کی چیز ہے۔اور جو شخص ان میں گھل مل کرر ہتے ہوئے اللہ تعالیٰ کو یادر کھے گا تو اللہ کے پاس اس کے لئے بڑا اجر ہے۔

۸۔زین للذین کفرواالحیوٰۃ الدنیاویسخرون من الذین اٰمنوا۔والذین اتقوا فوقھم یوم القیامۃ واللہ یرزق من

یشآء بغیر حساب (البقرۃ)

دنیوی معاش کفار کو آراستہ پیراستہ معلوم ہوتی ہے اور اسی وجہ سے ان مسلمانوں سے تمسخر کرتے ہیں۔ حالاں کہ یہ (مسلمان) جو کفر اور شرک سے بچتے ہیں ان کافروں سے اعلیٰ درجہ کی حالت میں ہوں گے اور روزی تو اللہ تعالیٰ جس کو چاہتے ہیں بے انداز و بکثرت دے دیتے ہیں۔

۹۔ بل توثرن الحیوٰۃ الدنیا والآخرۃ خیر وابقیٰ۔ ان هذا لفی الصحف الاولیٰ۔ صحف ابراهیم وموسیٰ (الاعلیٰ)

تم دنیاوی زندگی کو مقدم رکھتے ہو حالاں کہ آخرت دنیا سے بہتر اور پائیدار ہے اور یہ صرف قرآن ہی کا دعویٰ نہیں بلکہ یہ مضمون اگلے صحیفوں میں بھی ہے یعنی ابراہیمؑ اور موسیٰ علیہ السلام کے صحیفوں میں۔

اور ان احادیث کو اپنا نصب العین بنا لیجئے:

اللهم اجعل اٰل محمد قوتا: اے اللہ آل محمدؐ کو رزق عطا فرما

اللهم انی اعوذبك من غنایطیغنی ومن فقر نیسنی اے اللہ میں ایسی خوشحالی اور غنا و ثروت سے پناہ چاہتا ہوں جو میرے اندر نسیان پیدا کرے۔

امام ربانی مجدد الف ثانی اپنے مکتوبات میں فرماتے ہیں: بیمار اور مفلس آدمی جب علمائے سلف کی صحبت و قربت میں چلا جاتا تو پھر وہ صحت اور غنا کا طالب اور متمنی نہیں رہتا۔

نیز ''اخلاقِ جلالی'' کی حکایت جس میں ایک حکیم ایک بادشاہ کے چہرہ

پرتھوک دیتا ہے۔مطالعہ کریں۔

فقیر حضرت باری تعالیٰ سے امید رکھتا ہے کہ آپ کی زندگی اس نہج اور اس طور پر رواں دواں رہے گی کہ آپ کی نظر میں مخلوق، خالق پر ترجیح نہ پائے گی۔اور آپ کی نظروں میں نعمت کا تصور و خیال، منعم کے خیال وتصور بغیر نہیں آئے گا۔اور کسی سے نجات کی امید قائم نہ ہوگی۔

ربنا اٰتنا من لدنك رحمة وهيّ لنا من امرنا رشدا۔

اے ہمارے پروردگار! ہم کو اپنے پاس سے رحمت عطا فرما اور ہمارے لئے ہمارے کام میں درستی کا سامان مہیا کردے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

٦٣۔مکتوب بنام محمد یوسف خان صاحب شروانی

درج ذیل مکتوب طبی ہدایات پر مشتمل ہے جس میں مکتوب الیہ کو بعض چیزوں کے استعمال سے منع کیا گیا ہے اور بعض چیزوں کے استعمال کی اجازت دی ہے اور ایک اہم بات یہ بتلائی ہے کہ دل و دماغ اور عصاب کو نقصان پہنچانے والی چیزوں سے پرہیز کریں اور مقویات استعمال کریں۔طب کا یہ ایسا پہلو ہے جو آدمی کو بیماریوں سے تحفظ عطا کرتا ہے اور صحت وقوت کو برقرار رکھتا ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سلام مسنون کے بعد، قلب سعادت ذخائر پر واضح ہو کہ ۱۹ ربیع الثانی ۱۲۶۳ھ کا التفات نامہ نظر نواز ہوا اور فرحتِ فراواں پہنچایا۔

آپ کے دودمانِ عالی شان میں اسبابِ غنا و ثروت اور مواد استغناء پائے جانے کے ساتھ ساتھ جس دولتِ خوش گوار کا احساس کیا جا رہا ہے وہ فقراء کے ساتھ نیاز مندی ہے اور اس عالی مراتب و درجات جماعت کے ساتھ عاجزی وانکساری ہے اور یہ چیز اس طائفہ کے ساتھ محبت و اخلاص کی بنیاد ہے اور اس طبقہ کے ساتھ خاص ربط و تعلق اور محبت و الفت ہونے کی خبر ہے۔ اس طائفہ کے ساتھ محبت و الفت رکھنے والوں کے لئے یہی بشارت کافی ہے۔ المرء مع من احبہ۔ آدمی کا حشر اسی کے ساتھ ہوگا جس کے ساتھ اسے محبت ہوگی اور اس طبقہ کے ساتھ انس و محبت رکھنے والوں اور صحبت و ہم نشینی اختیار کرنے والوں کے لئے یہی بشارت کافی اور وافی ہے۔ ھم قوم لا یشقی جلیسھم ولا یخیب انیسھم : یہ وہ جماعت ہے جس کی صحبت میں رہنے والے شقی اور بد بخت نہ ہوں گے اور اس کے ساتھ محبت و انس رکھنے والے ناکام اور نامراد نہ ہوں گے۔

ایں کار دولت است اکنوں تا کرا رسد

اللہ تعالیٰ تمہاری ذات میں اور تمہارے ہر کام میں خیر و برکت عطا فرمائے اور اسی کی ذات جل جلالہ سے تمہاری سلامتی و عافیت اور استقامت طلب کی گئی ہے۔

آپ نے خبر دی تھی کہ دہی کو زہر خیال کر رہا ہوں اور اس سے یکقلم محترز اور مجتنب ہوں ۔ یہ بات دل کو اچھی معلوم ہوی ۔اسی طرح آب و طعام شب ماندہ، لیمو، اصناف نارنگی، ترشاہ، تربز، کدّو، پیٹھ سے پرہیز کریں۔

شہد، آنبہ، سیب، بہی ، شفتالو، خربزہ شیریں، بہی اور سیب کے مربّے بشرطیکہ شہد کے ساتھ استعمال کریں۔

حاصل کلام مرخیات اور مضرات اعصاب سے پرہیز کریں اور مقویات کا استعمال رکھیں ۔خصوصاً موسم سرما میں چائے اور ہینگ کو لازم کرلیں۔اور شربت گل ٹھنڈے پانی کے ساتھ اور شیرۂ سونف اولاً دو تولہ استعمال کریں۔اگر فائدہ نہ ہو تو پانچ تا چھ تولہ تک اضافہ کرلیں۔اور اسلوب مزاج سے آگاہی دیں۔

حضرت باری و موفق حقیقی سے امیدوار ہوں کہ وہ ہمیں اور آپ کو اور تمام دوست و احباب کو معنوی مسمومات اور مفترات روحانی سے محترز اور مجتنب رکھے تاکہ حقیر دنیا کی مزخرفات اور ملمع کردہ اشیاء سے جو صرف ظاہراً طراوت اور حلاوت رکھتی ہیں۔ بچوں کے مانند فریب نہ کھائیں۔شیطان لعین کی حلال سے مباح سے مشتبہ اور مشتبہ سے حرام میں گھر نہ جائیں۔اور اپنے مولا جل مجدہٗ کے سامنے شرمندہ و خجل نہ ہوجائیں اور توبہ و انابت اور اتباع سنت کے میدان میں قدم راسخ اور منہیات شرعیہ اور ضرر رساں بدعات کو سمِ قاتل سمجھیں۔اے اللہ تیرے حبیب ﷺ کے صدقے سے دنیا کو ہماری آنکھوں میں حقیر بنادے اور آخرت کو ہمارے دلوں میں عظیم اور کبیر بنادے۔

احمد خان صاحب، بلند خاں صاحب شروانی اور تمام بھائیوں کو سلام

مسنون کا ہدیہ پیش فرمائیں اور وہاں کے تمام بزرگوں اور دوستوں کو بھی سلام مسنون سنائیں۔ زیادہ کیا تحریر کروں۔

اللہ تعالیٰ کی نصرت و تائید تمہارے ساتھ رہے۔ تم جہاں کہیں رہو۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

٦٤۔ مکتوب بنام

سید محمد غوث صاحب صدرامین بہادر

فاضل بزرگ مکتوب نگار ایک لائق و فائق حکیم و طبیب بھی تھے۔ آپ نے اپنے مکتوب میں دہی کے استعمال کو انتہائی نقصان دہ بتلایا ہے۔ حالاں کہ دہی کی افادیت ایک مسلم بات ہے۔ شاید یہ تضاد اور تعارض قارئین کرام کے لئے الجھن کا باعث ہو۔ اسلئے مترجم نے یہ موقف اختیار کیا ہے کہ حضرت قطب ویلورؒ نے مکتوب الیہ کے مزاج اور طبیعت کو سامنے رکھ کر یہ کلمات تحریر کیا ہو۔ جس طرح کہ کسی گرم مزاج والے آدمی کو شہد کا استعمال نقصان پہنچا رہا ہو تو حکماء ایسے شخص کو شہد کے استعمال سے منع کرتے ہیں، حالاں کہ شہد کی افادیت ایک مسلمہ حقیقت ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حمد وصلوٰۃ اور سلام وتحیات کے بعد خاطر شریف پر واضح ہو کہ فقیر میسور، بنگلور، کشنگری کی راہ سے یوم العرفہ کو رفقاء واحباب کے ساتھ بخیریت ویلور پہنچا ،اس جانب روانگی کے عزم کے وقت عباس صاحب نبیرۂ یعقوب صاحب کو جو نہاور کی طرف جانے والے تھے۔ایک مکتوب عجلت کے ساتھ مختصر وقت میں آپ کے نام تحریر کر کے ان کے حوالے کیا ہوں۔امید ہے کہ آپ کو ملا ہوگا۔

میں جن دنوں نہاور میں مقیم تھا، آپ کے خانۂ شریف کے افراد کی طبیعت ناساز رہنے کی خبر سن چکا ہوں۔اور اب ٹیپو صاحب کی زبانی بھی ضعف معدہ وقلب اور دردِ نیم سر کی شکایت سنی، کیا بات ہے کہ دشمن کو اس قدر مہلت دئے ہوئے ہیں۔ بلکہ بکمالِ شفقت کے ساتھ پرورش کرر ہے ہیں۔معلوم ہوتا ہے کہ زہر سفید مستعمل ہے یا آپ کے گھر میں اس کی کان ہے۔یا اس کی آرزو دامن گیر ہے،علّت کے بغیر معلول کہاں سے آپہنچا۔

بقول ایک طبیب دہی کا استعمال کرنے والا بوڑھا نہیں ہوتا اور اس کے گھر میں چور نہیں آتا اور اس کو کتا نہیں کاٹتا۔یہ اس لئے ہے کہ بوڑھاپے کی منزل میں قدم رکھنے سے قبل ہی موت کی آغوش میں چلا جاتا ہے۔اور بیماری کی وجہ سے بیدار رہتا ہے اور بیدرار رہنے والے شخص کے گھر میں چور آتا نہیں ہے۔نیز بیماری کے سبب ہاتھ میں عصا آجاتا ہے اور کتا عصا کے قریب نہیں آتا ہے۔کبھی کبھی شربت گل کا استعمال بھی تمام شکایات میں فائدہ مند ہوتا ہے۔نیز سفر جل کا سکنجبین بھی نفع پہنچائے گا۔ اور سفر جل کا تھوڑا سا مربہ رجسٹر ٹپال کے

ذریعہ روانہ کیا گیا ہے حاصل کر لیں اور سکنجبین تیار کر لیں۔

آپ تو اعزہ و اقرباء کے حقوق کی ادائیگی کی اہمیت اور صلہ رحمی کے فوائد و برکات سے اچھی طرح واقف ہیں،۔ حدیث شریف میں یہاں تک کہا گیا ہے کہ روز قیامت اہل وعیال اور رمضان شریف کے اخراجات کا کوئی حساب نہیں لیا جائے گا۔ لیکن واضح رہے کہ یہ اخراجات اسراف کی حد کو نہ چھو لیں ورنہ اس کا بھی حساب لیا جائے گا۔

ایک وقت تھا کہ آپ فقیر کے مشورہ کے بغیر کوئی قدم نہیں اٹھاتے تھے لیکن اب زمین دیگر اور زمان دیگر کا معاملہ نظر آ رہا ہے۔ معلوم نہیں آپ کے دل میں چھوٹے لڑکے اور چھوٹی لڑکیوں کے حق سے متعلق کیا بات بیٹھ گئی ہے۔

فقیر ویلور پہنچے ہوئے دو ماہ کا عرصہ گزر چکا ہے لیکن قلتِ اوقات اور کثرت اشغال کے باعث خط نویسی سے قاصر رہا۔ دل میں تو بہت سی باتیں جمع ہیں لیکن ان کا اظہار بالمشافہ ہی درست ہے۔

اب تن پروری اور جسم پروری کی باتوں کا سلسلہ ختم کئے دیتا ہوں اور جان پروری اور روح پروری گفتگو کا آغاز کر رہا ہوں۔

فقیر مکۂ مکرمہ میں قیام کے دوران مولانا باقر آگاہ ویلوری کی صاحب زادی حضرت فاطمہ صاحبہ کی خاطر ''دائرۃ الوجود'' پر رسالۂ اسفار تحریر کیا ہے جس میں اثباتِ وجود، توحیدِ حق، نبوت انبیاء، حسنہ اور سیۂ کے ساتھ روح کی بقا اور دوام، تنِ مثالی، جسمانی بعثت اور اس طرح کے دیگر موضوعات کو عقل و نقل کی روشنی میں تحریر کیا ہے۔

اس رسالہ کو نقل کروا کے ٹیپو صاحب کے حوالہ کیا ہوں تا کہ وہ آپ کو ٹپال کے ذریعہ روانہ کر سکیں۔

سید نقی صاحب خسر پورہ شریف پُر اصرار ہے کہ میں اپنے اس خط کے ساتھ اُن کی ایک درخواست آپ کی خدمت میں روانہ کروں۔ ان کی خواہش رد کرنے میں غیرتِ ایمان مانع رہی۔ ان کا عریضہ ملفوف ہے۔ ہر شخص اپنی مصلحت کو خوب جانتا ہے۔ جو بہتر سمجھیں اور گنجائش پائیں اسی کے مطابق جواب دے دیں۔ زیادہ کیا تحریر کروں۔

اللہ کی نصرت و تائید تمہارے ساتھ رہے۔ تم جہاں کہیں رہو۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

۶۵۔ مکتوب بنام مولانا شاہ عبدالحئی صاحب قادری بنگلوری

ذیل کا مکتوب خلیفۂ حضرت قطب ویلور کے نام مرقوم ہے۔ مکتوب الیہ ایک علمی اور عرفانی شخصیت کے مالک تھے۔ آپ نے اپنے شیخ محترم حضرت قطب ویلور سے بعض مسائل کی تشریح اور توضیح چاہی تو یہ مکتوب تحریر کیا گیا ہے۔

اللہ نے حضرت قطب ویلور کو فرزند عطا فرمایا تو اس خوشی کے موقعہ پر مولانا عبدالحئی نے شیخ زادہ کی ولادت با سعادت پر ابیات اور تہنیتی قطعات دو مرتبہ ارسال کیا ہے۔

حضرت قطب ویلور نے اپنے شاگرد رشید مولانا عبدالحئیؒ کے پہلے اور دوسرے موصول ہونے والے ابیات اور تاریخی قطعات کو ایک ابیاض میں نقل کیا ہے۔ افسوس ہے کہ یہ قلمی بیاض مل نہ سکی۔

اس مکتوب میں جن امور اور مسائل کو زیر بحث لایا گیا ہے مطالعہ سے بخوبی واضح ہوجائیگا، اوران کا تعلق علم کشف، علم اسرار، علم طبیعی اور علم خواب سے ہے یہ مکتوب خواص کے لئے ہے۔ سادہ لوح عوام کے لئے نہیں ہے۔ کیونکہ مکتوب نگار نے جن مقامات واحوال اور عالم مثال سے متعلق جن حقائق اور واقعات کی نشاندھی کی ہے ان سے کیا عوام، اہل علم ہی آج غیر مانوس ہیں قیاس کن زگلستان من بہارمرا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حمد وصلوٰۃ اور سلام ودعا کے بعد واضح ہوکہ ۲ محرم الحرام ۱۲۷۰ھ کا تحریر کردہ التفات نامہ نور چشم رکن الدین سید محمد مدعمرہ کی پیدائش کے باب میں تصنیف کردہ ابیات، تواریخ ثلاثہ اور استفسار کردہ مسائل کے کاڈذات کے ساتھ موصول ہوا۔ الحمد للہ علیٰ ذلک۔

آپ کے استفسار کردہ دومسئلوں کے جواب کا کاغذ اس مکتوب کے

ساتھ منسلک ہے۔آپ کی لکھی ہوی تاریخیں اورابیات پسند آئے۔سابقہ تواریخ کے ساتھ بیاض میں نقل کردئے گئے ہیں اللہ عزوجل بحرمتِ سید البشر المطہر آپ کواجرِ عظیم عطافرمائے اورآپ کی عزت اور قدرومنزلت میں اضافہ فرمائے اور آپ کوشرح صدر کی نعمت عطافرمائے۔

میرے شیخ محترم وجدمکرم سید عبداللطیف المعروف محی الدین ذوقیؒ قدس اللہ روحہ افاض علینا فتوحہٗ نے ۸۶ سال پہلے اپنے خاص خط سے بیاض میں لکھا ہے کہ:

۲۸ ربیع الثانی ۱۱۸۳ھ کی شب کوفقیر نے خواب دیکھا کہ وہ خانقاہ کے عقب پر کھڑے ہوے عسرت وتنگی دور ہونے کے لئے فریاد کررہا ہے۔اچانک دیکھتا کیا ہے کہ حضرت رسالت مآب ﷺ اس فقیر کے گھر کی جانب متوجہ ہیں۔یہاں تک کہ فقیر کے قریب تک پہنچ گئے،گھر کی طرف توجہ اور قصد کرنے کے دوران ایک دوسرے شخص کے گھر کواس کمترین کا گھر تصور فرماتے ہوئے اس جانب مائل ہوے اور پھر پوچھا کہ فلاں شخص کا مکان کدھر ہے،کسی نے جواب دیا: حضرت فلاں جگہ ہے،آپ اسکے بعد اس فقیر کے مکان میں تشریف لائے، جب یہ گناہ گار سید الانبیاء ﷺ کی ملاقات سے مشرف ہوا تو دیکھتا کیا ہے آن حضرت ﷺ نہیں ہیں بلکہ فقیر کے فرزند سید محمد ہیں۔اور بڑھاپے کی انتہا پر پہنچے ہیں اوراس کم ترین کے گھر آپہنچے ہیں۔

اس سے اشارہ یہ ملا کہ سید محمد، عمردراز کے مالک ہوجائیں گے۔

اس واقعہ کو میرے جدامجد حضرت ذوقیؒ نے ایک اور بیاض میں بھی

عربی میں تحریر کیا ہے نیز یہ بھی لکھا ہے کہ یہ عربی عبارت اپنے والد ماجد حضرت قربی علیہ الرحمہ کی نگاہ اکسیر سے گذری تو آپ نے اس پشت پر لکھا: الحمد للہ والمنہ مبارک است وتبارک خدا خیر باد۔

نیز فقیر ۱۲۶۰ھ میں مکۃ المکرّمہ میں حالت غیبت میں دیکھا کہ قرآن کریم کی آیتِ کریمہ رب هب لی من لدنك وليا يرثني ويرث آل يعقوب واجعله رب رضيا ۔کوطواف حالت میں آلِ یعقوب کی بجائے آلِ محمدؐ پڑھ رہا ہے۔

نیز اسی سال مکہ مکرمہ میں مولوی محمد حسین حیدر آبادی نے خواب دیکھا کہ فقیر سطحِ کعبہ پر علم نصب کرر ہا ہے اور اس کے سیدھے جانب ایک خاتون کھڑی مسکرا رہی ہے۔

اس خواب کو سن کر مولانا شاہ اسحٰق مہاجر دہلوی نے لوگوں سے فرمایا ان (سید محمد) سے اور ان کی اولاد سے دین متین کو تقویت پہنچے گی۔

قرآن کریم کے معانی سے فال نکالنا امام مالکؒ کے نزدیک جائز ہے۔

اس لئے ۵ شوال ۱۲۶۹ھ کہ جس میں نور چشم سید محمد حالتِ حمل میں تھے۔لڑکا ہے لڑکی؟ اور اس کی صلاحیت اور عدم صلاحیت سے متعلق فقیر نے قرآن مجید میں دیکھا تو یہ آیت کریمہ برآمد ہوی علیك رطبا جنیاً فکلی واشربی وقري عينا الیٰ آخر الایته۔

جب کسی چیز پر حاملہ عورت کی کامل توجہ مرکوز رہتی ہے تو متوجہ الیہ (جس کی جانب خیال وتوجہ ہو) کی شبیہہ بچہ میں واقع ہوتی ہے، چنانچہ اس حقیقت کی

تائیداور سند ''فتوحاتِ مکیہ'' سے بھی ملتی ہے۔اس لئے گھر والے حالت حمل کے آٹھویں مہینہ میں سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمہ کی شکل وصورت کے تصور میں غرق تھے۔اس کے ماسوا بھی دیگر علامات اور بشارتیں ہیں۔

شیخ محی الدین ابن عربی فتوحات کے ۱۸۸ ویں باب میں لکھتے ہیں:

جب خواب کسی بچہ کے وجود پر دلالت کرے تو وہ بچہ عین خواب کا مظہر اور مخلوق ہے جو خواب سے اس کے باپ کے صلب میں نطفہ پیدا کیا گیا اور اگر وہ نطفہ رحم میں نازل ہوا تو وہی خواب نطفہ میں بچہ کی صورت اختیار کر گیا۔اور وہ خواب کا بچہ ہے۔

اور اگر اس کے لئے خواب متقدم نہیں ہوا تو پس وہ اپنی اصل پیدائش اور خلقت پر ہے جیسا کہ ساری اولاد ہے۔جان لیجئے یہ ایک عجیب راز اور صحیح کشف ہے۔

اور ہر وہ بچہ جو خواب کے مطابق ہے تم اس کو دوسرے بچوں سے ممتاز پاؤ گے اور وہ دوسرے بچوں کے مقابلہ میں ارواح سے زیادہ قریب ہوگا۔اگر تمہارا دل اس بات کی طرف توجہ نہ کرے تو اس طرح دیکھو گے اور ہر مخلوق حالت یا عرض یا ولایت کی نسبت وغیرہ جو خواب سے ہوگی اس کے لئے ایک خصوصیت ہوگی جو خواب سے نہیں ہے۔

اس حقیقت کو اُمِ رسولؐ حضرت آمنہ کے خواب میں تلاش کیجئے تو آپ پر ہمارے اس بیان کی صحت وصداقت واضح اور نمایاں ہو جائے گی۔

پس نبیٔ کریم ﷺ اپنی والدہ ماجدہ کے خواب سے اپنے والدِ ماجد کے

نطفۂ مبارکہ میں اسی شکل وصورت میں جلوہ گر ہوے، جس کو آپ ﷺ کی والدہ نے اپنے خواب میں دیکھا تھا۔

اسی لئے آپ ﷺ کے بارے میں کثرتِ رویا کا ظہور ہوا۔ لہٰذا آپ دوسروں سے ممتاز ہو گئے۔ یہ جو کچھ ہم نے بیان کیا ہے۔ اس کو اہلِ کشف ہی سمجھ سکتے ہیں اور یہ آپ ﷺ کی تخلیق میں اللہ تعالیٰ کے اسرار ہیں۔

اگر تم ہمارے اس بیان کردہ مسئلہ کو دوسرے پہلو سے جاننا چاہتے ہو تو علم طبیعت میں غور وفکر کرو۔ چنانچہ جب کوئی حاملہ عورت کسی چیز پر اپنی کامل توجہ مبذول کر دیتی ہے تو بچہ بھی اس چیز کی مشابہت اختیار کر لیتا ہے اور عورت جماع کے وقت کسی تصویر کو دیکھے یا مرد جماع اور انزال کے وقت کسی صورت کو اپنے ذہن میں قائم کر لے تو بچہ اسی صورت متخیلہ کی مشابہت لئے ہوے پیدا ہوتا ہے۔

اسی لئے حکماء گھروں میں اکابر فضلاء وعلماء کی تصویر آویزاں کرنے کا حکم دیتے ہیں تا کہ اس پر نظر پڑتی رہے اور جماع کے وقت میاں بیوی کے ذہن میں وہ تصویر قائم ہو سکے تو یہ تصویر، طبیعت میں اثر انداز ہوتی ہے۔ اور جو بچہ نطفہ میں ہوتا ہے اس کے اندر تصویر کا عکس قائم ہو جاتا ہے۔ یہ علم طبیعت میں عجیب پوشیدہ راز ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیدائش پر غور کرو۔ حضرت مریم علیہ السلام نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو ایک انسان کی صورت میں مشاہدہ کیا۔ دیکھئے اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کے اندر مردہ کو زندہ کرنے والی روح اور بشریت جسم کے درمیان کس طرح جمع کیا ہے۔ جب کہ روح سے طبیعی اجسام

زندگی پاتے ہیں۔

اس سے بھی زیادہ قوی ترین مثال وہ ہے جو سامری کے فعل سے ثابت ہے کہ اس نے حضرت جبرئیل کے قدم کی مٹی سے کیا تھا۔ جب کہ اس کو یہ علم ہوا کہ جہاں وہ مٹی رہتی ہے وہاں زندگی رہے گی تو اس نے بچھڑے کے اندر وہ مٹی (قبضۃ) کو شامل اور داخل کردیا جس کی وجہ سے بچھڑا آواز کرنے لگا۔

اگر وہ مٹی قبضہ کو گھوڑے کی شکل میں ڈال دیتا تو وہ ہنہنا تا اور اگر وہ انسان کی شکل میں ڈال دیتا تو وہ بات چیت کرنے لگ جاتا۔ بے شک استعداد جب زندگی میں ظاہر ہوجائے تو وہ قابلیت کے لئے ہوجاتی ہے۔ اسی جگہ سے مظاہر کے اندر ظاہر کی صورت پہچانی جاتی ہے۔

بے شک مظاہر اپنی استعداد کے مطابق ظاہر کے اندر اپنا اثر دکھاتا ہے اور حاملہ اور محمولہ کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اس حکمت کو ماھو الامر پر موقوف رکھا ہے۔

نیز شیخ عربیؒ 'فتوحات' کے ۱۸۸ ویں باب میں فرماتے ہیں:

جب آن حضرت ﷺ اپنے اصحاب میں صبح کے وقت سوال فرماتے کہ تم میں کسی شخص نے کوئی خواب دیکھا ہے؟ اس لئے کہ خواب نبوت کا حصہ ہے اور آپ ﷺ اس بات کو پسند فرماتے تھے کہ اپنی امت میں اس خواب کا مشاہدہ کرائیں۔

آج لوگ نبی کریم ﷺ کے اس مرتبہ (یعنی ہر روز خواب کے بارے میں سوال کرنا) سے متعلق انتہائی جہالت میں گرفتار ہیں۔

اس زمانے کے جہلا جب کوئی ایسی بات سنتے ہیں جو خواب میں وقوع

پذیر ہوی تو اس کی جانب توجہ ہی نہیں کرتے اور کہہ دیتے ہیں کہ یہ تو خواب کی بات ہے گویا یہ بےکار اور لایعنی چیز ہے اور خواب کا استہزاء و تمسخر اور مذاق کرتے ہیں جب کہ اس پر اعتماد کرنا چاہئے۔ یہ ساری باتیں ان مقامات اور احوال سے لاعلمی اور جہل کا نتیجہ ہے۔

فقیر ان ہی امور پر نظر کرتے ہوے اللہ تعالیٰ سے امید رکھا ہے کہ مبشر اور موعود یہی مولود نور چشم سید محمد مدعمرہ ہوگا۔ اللہ ہر شئی پر قادر ہے۔ عالم مثال سے متعلق دل میں بہت سی باتیں ہیں جن کے اظہار سے وقت مانع ہے۔ اگر آپ مذکورہ تحریر میں غور کریں تو اس کے اندر ہی عجائب و غرائب کی ملی جلی اور بھی مثالیں واضح ہو جائیں گی۔

عمر بگذشت وحدیث درد من آخر نہ شد   شب بآخر شد کنون کوتہ کنم افسانہ را

عمر کٹ گئی لیکن میری درد بھری بات پوری نہ ہوسکی رات ختم ہو رہی ہے لہٰذا میں اپنا افسانہ ختم کئے دیتا ہوں۔

وہاں تمام کو سلام مسنون پہنچائیں، زیادہ کیا عرض کروں، اللہ تعالیٰ کی نصرت تمہارے ساتھ رہے تم جہاں کہیں رہو۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

٦٦۔مکتوب بنام مکرمی مولانا صوفی شاہ صاحب قطبی قادری ساکن بمبئی

درج ذیل مکتوب مختلف موضوعات اور مباحث کو گھیرے ہوئے ہے۔مکتوب الیہ نے کتاب ''تحفۃ الموحدین'' میں بیان کردہ خیالات کی صحت اور عدم صحت سے متعلق تشریح اور توضیح کی خواہش ظاہر کی ہے تو حضرت قطب ویلور نے اپنا یہ موقف پیش کیا ہے کہ مذکورہ کتاب کے مواد کو شریعت مطہرہ کی کسوٹی پر جانچیے، اگر وہ موافق شرع شریف ہے تو قبول کر لیجئے ورنہ رد کر دیجئے۔

حضرت قطب ویلور کی تحریروں کی ایک امتیازی خصوصیت یہ ہے کہ ان کے اندر صحابہ کرام، ائمہ مجتھدین، صوفیائے کرام اور بزرگان عظام کے مقالات اور بیانات کے ساتھ حسن اعتماد کا پہلو ہے اور اسی کے ساتھ ساتھ یہ بات بھی ہے کہ ان بزرگوں کی تحریروں میں خلاف شرع کوئی بات نظر آجائے تو شرعی قاعدے اور ادب کے ضابطے ہی رہتے ہوئے تاویل اور تردید کا مزاج بھی ہے۔ چنانچہ

اسکی روشن مثال آپ کی فارسی تصنیف فصل الخطاب ہے۔اسکے مطالعہ سے یہ پہلو خوب روشن ہوجائیگا۔اسکی ایک مختصرسی جھلک ذیل مکتوب میں نظر آتی ہے چنانچہ مکتوب الیہ سے مخاطب ہیں۔

بزرگوں کے کلام میں اگر کوئی بات خلاف شریعت نظر آئے تو جہاں تک ہوسکے قواعد وضوابط کے دائرے میں رہتے ہوئے اسکی تاویل کریں۔اگر کوئی تاویل نظر نہ آئے تو قبول نہ کریں اور نہ ہی ان بزرگوں پر اعتراض کریں بلکہ ان حضرات کو ان کے حال پر چھوڑ دیں۔سکوراختیار کریں اوران کے اس کلام میں ان کی پیروی نہ کریں۔

بزرگوں کے ساتھ حسن ادب اوراحتیاط کی ایسی نظیریں اورمثالیں موجودہ زمانے میں دوردور تک نظر نہیں آرہی ہیں۔

از خدا خواہیم توفیق ادب بےادب محروم گشت از فضل رب

سائل نے وراثت،علوی اورصفوی سے متعلق بھی سوال کیا ہے اسکا جواب بھی اسی خط میں شامل ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پس از سلام مسنون! واضح ہو کہ مدت دراز کے بعد فقیر کے نام تحریر کردہ صحیفہ شریفہ بتاریخ ۱۶ جمادی الاول ۱۲۶۷ھ دستیاب ہوا،۔خیریت وکیفیت سے

آگاہ کیا اور سکنیت وطمانیت کا باعث بنا۔ الحمدلله علیٰ ذلك۔

آپ نے غلام حسین صاحب جاگیردار طوطی پیٹ کے ساتھ التفات نامہ روانہ کرنے اور اس کا جواب موصول نہ ہونے کے بارے میں لکھا تھا۔

مخدوم من! مذکورہ التفات نامہ کا جواب مخلص حکیم باقر صاحب اور حیدر صاحب حیدرآبادی کے نام روانہ کردہ خطوط کے ساتھ صاحب موصوف کا اجازت نامہ وغیرہ بھی مولوی عبدالحلیم صاحب کے خط کے ساتھ ہی فوراً بھیج دیا گیا ہے۔ لیکن فقیر کو اس کے وصول اور عدم وصول کی کوئی خبر نہیں ملی اور دوسرے خطوط بھی نہیں پہنچے تو ناچار سکوت کے علاوہ کوئی چارہ نہ تھا۔

آپ نے شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی کتاب ''تحفۃ الموحدین'' کے بارے میں استفسار کیا تھا۔

مکرم من! شبہ کے مقام سے متعلق کسی طرح کی کوئی صراحت ووضاحت نہ مل سکی۔ اس لئے ناچار جواب تحریر کرنے سے قاصر رہا۔ نیز فقیر قلیل الفرصت ہے اور ایک انار سو بیمار اور ایک سر ہزار سودا کا حکم رکھتا ہے۔ اس وقت ساٹھ سال کی عمر کو پہنچ چکا ہے اور لبِ گور بیٹھا ہے اور ملّا جامؔی کے یہ ابیات اس کے پیش نظر ہیں:

موت کے آخری لمحوں میں دنیا والوں میں سے کوئی بھی شخص اپنی جان جانِ آفریں کے مشاہدہ کی حالت میں دے دے تو جب وہ قیامت کے روز اپنی قبر سے اٹھے گا تو بارگاہِ خداوندی میں جسم اور جان کے ساتھ اس کو حضوری حاصل ہوگی۔

ایک عرصہ سے کتابوں کے مطالعہ سے بھی محروم ہوں اور اس جانب دل رجوع نہیں کر رہا ہے کیا کہا جائے کہ زندگی اسی روش پر چل رہی ہے۔

امام شافعیؒ مطلبی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے :ولو كان من عند غير الله لوجدوا فيه اختلافاً كثيراً۔ اگر قرآن مجید غیر اللہ کے پاس سے ہوتا تو لوگ اس کے اندر کثیر اختلاف پاتے اور کہا گیا ہے کہ لوگوں میں سب سے بہتر وہی ہیں جن کو سابقیت اور اولیت کا شرف حاصل ہے۔ لہٰذا میرے کلام میں خطا ولغزش ضروری ہے۔

امام عالی مقام حضرت شافعی علیہ الرحمہ کا جب یہ حال ہے تو شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کا حال کیا ہوگا۔ مطلب یہ ہے کہ جب امام مجتہدین خطا سے محفوظ نہیں تو عالم مقلد خطا سے کیسے بچ سکتا ہے۔ ان دونوں کے درمیان موازنہ نہ کرنا چاہئے۔ ایسی صورت میں ''تحفۃ الموحدین'' میں جو خیالات بیان کئے گئے ہیں ان کو شریعت کی کسوٹی پر جانچنا چاہئے اگر وہ پوری طرح معیار پر اُتر آئے تو قبول کریں ورنہ رد کر دیں۔

نیز بزرگوں کے کلام میں اگر کوئی بات خلاف شریعت نظر آئے تو جہاں تک ہو سکے قواعد وضوابط کے دائرے میں رہتے ہوئے تاویل کریں۔ اگر کوئی تاویل نظر نہ آئے تو قبول نہ کریں اور نہ ہی ان پر اعتراض کریں بلکہ قائل کے حال پر چھوڑ دیں۔ جیسا کہ مفسر قرآن علامہ جلال الدین سیوطی اور مولانا شاہ ولی اللہ دہلوی نے تصریح کی ہے۔

نیز آپ نے علوی اور صفوی کے بارے میں دریافت کیا تھا!

سعادت آثار! ابوالاولیاء حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کی اولاد کو علوی کہتے ہیں خواہ وہ فاطمہ زہرہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے ہوں یا غیر فاطمہ کے بطن سے ہوں اور اگر کوئی شخص علی سے موسوم ہے اور آپ کے ساتھ نسبت رکھنے والا خود کو علوی کہے تو گنجائش موجود ہے۔

نیز شاہ صفی قادری چشتی بڑے بزرگ ہیں۔ ان کے سلسلہ سے تعلق رکھنے والے خود کو صفوی کہتے ہیں۔ چنانچہ مولوی ارتضاء علی خان صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ بھی اسی معنی میں خود کو صفوی کہتے ہیں۔

نیز شاہ صفی ایران کا ایک بادشاہ تھا جس کی اولاد کو سلاطین صفویہ کہتے ہیں ۔ یہ سب شیعہ ہیں اور ان کی سلطنت، تیمور کے زمانہ سے لے کر نادر کے زمانہ تک پھیلی ہوی ہے۔

نیز آپ نے ورثاء کو میراث نہ دینے کے بارے میں دریافت کیا تھا۔

کرم اطوار! میراث کا حکم قرآن مجید سے ثابت ہے۔ لہٰذا جو شخص بھی تاویل کے بغیر اس کا انکار کردے تو کافر ہے اور ترکِ عمل سے گنہ گار ہے۔ عقیدہ ایک چیز ہے اور عمل دوسری چیز ہے، ترکِ عمل سے کوئی مسلمان، کافر نہیں ہوگا۔ واللہ اعلم۔

فقیر کے نزدیک مخزن السلاسل ناقص اور نا تمام ہے۔ اس کو مکمل کرنے کے لئے مدراس سے نسخہ منگوایا ہوں۔ وہاں سے حاصل ہونے کے بعد اس کی ایک نقل آں مکرم کی خدمت میں بھیج دوں گا۔ واللہ علیٰ کل شئی قدیر۔

قاضی صاحب، مولوی عنایت اللہ صاحب، اشرف علی صاحب، چاند محمد صاحب اور شیخ بلند صاحب اور تمام بزرگوں اور دوستوں کو اشتیاق بھرا سلام سنائیں اور کہیں کہ فقیر مہجور کو اپنا خدمت گذار سمجھیں۔ دعا کی قبولیت کی امید پر آپ حضرات کے حق میں دارین کی فلاح و خوبی کے لئے دعا کرنے سے اس فقیر کو فارغ اور غافل نہ تصور کریں۔

فقیر ذات شریف کو اطراف و اکناف کے لئے غنیمت خیال کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو باقی رکھے اور آپ کے افعال و امور میں خیر و برکت عطا فرمائے۔ اسی ذاتِ عزّ و اعلیٰ سے آپ کی سلامتی اور عافیت کا طلب گار ہے۔

فقیر کا دل آپ اور دیگر دوست و احباب اور متعلقین کی خیریتوں کی دریافت کا منتظر رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے التجا ہے کہ ہم تمام مسلمانوں کے ظاہر کو شریعتِ غرا کے ارکان اور ملّت زہرا کے احکام سے آراستہ فرمائے اور باطن کو دنیا و مافیہا سے جو کہ خدا کی ملعون ہے خلاصی عطا فرمائے کسی صاحب دولت کو ان دو کرامتوں اور عزتوں سے مشرف فرمائے۔

دل میں بہت ساری باتیں ہیں جس کی ترجمانی سے زبانِ قلم قاصر ہے۔

عمر بگذشت و حدیث دردمن آخر نہ شد شب بآخر شد کنون کوتہ کنم افسانہ را

عمر کٹ گئی لیکن میری درد بھری بات پوری نہ ہوسکی رات ختم ہو رہی ہے لہٰذا میں اپنا افسانہ ختم کئے دیتا ہوں۔ زیادہ کیا عرض کروں، اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ ہے تم جہاں کہیں رہو۔ میر جعفر علی خان صاحب داماد نواب صاحب سورت کو سلام مسنون اور دنیا و آخرت کی خوبی کی دعا پہنچائیں۔ والسلام

☆☆☆☆☆☆☆☆

۶۷۔مکتوب بنام
مولانا شاہ عبدالحی قادری بنگلور

مولانا عبدالحیؒ، ویلور میں مدت مدید تک حضرت قطب ویلور کی صحبت اور تربیت میں رہے بنگلور چلے جانے کے بعد بھی خطوط کے ذریعہ یہ سلسلہ تعلیم و استفادہ جاری وساری رہا۔ بعض مسائل کے افہام وتفہیم کی دقت وباریکی کے باعث حسب ارشاد شیخ وقتاً فوقتاً ویلور حاضر ہوتے رہے۔ جیسا کہ یہ سارے حالات خطوط کے مطالعہ سے سامنے آرہے ہیں جو مولانا عبدالحیؒ کے نام حضرت قطب ویلور نے بھیجا ہے۔ ذیل کا مکتوب بھی مختلف سوالات اور استفسارات پر محیط ہے ان میں سے بعض مسائل وامورخواص سے تعلق رکھتے ہیں تو بعض عوام سے، بعض کا تعلق فقہ سے ہے تو بعض کا تصوف سے۔

میراث سے متعلق حضرت قطب ویلور نے اپنی کوئی تحریر مولانا عبدالحیؒ کے حوالہ کی ہے اور اسے اربعین کے نام سے شائع کرنے کی ہدایت دی ہے۔ افسوس ہے کہ اربعین نامی رسالہ کا سراغ مل نہ سکا۔ اس خط کے موضوعات یہ ہیں۔ (۱) روح انسانی فانی ہے یا ابدی۔ (۲) سات بقول بعض آٹھ چیزیں فانی نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی ذات کے سوا

ہر چیز فانی ہے اس آیت اور آٹھ غیر فانی چیزوں کے درمیان تطبیق۔(۳) دوذات اور ایک وجود (۴) ذات وہی ہے اور وجود بھی وہی ہے۔ (۵) صور علمیہ اور موجودات خارجیہ کا وجود مستقل اور ذاتی نہیں (۶) موجودات خارجیہ، صور علمیہ کے ظلال اور عکوس ہیں۔(۷) کفن پر الم نشرح لکھنا، قرآنی آیات اور عہد نامہ کو میت کی پیشانی پر لکھنا، اندرون قبر پیران طریقت کا شجرہ رکھنا۔(۸) نور ابلیسی کی علامت۔(۹) راہ سلوک طے کرنے میں خلاف شرع ایک قدم بھی اٹھنے نہ پائے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حمد وصلوٰۃ اور سلام ودعا کے بعد واضح ہو کہ مورخہ ۱۹ ربیع الثانی کا تحریر کردہ آپ کا مکتوب باصرہ نواز ہوا اور خیریت و کیفیت اور درج کردہ مضامین اور پوچھے گئے سوالات سے مطلع کیا۔الحمد لله علیٰ ذلك۔

یہاں کے لوگوں کے احوال وکوائف حمد اور شکر کے لائق ہیں۔اللہ تعالیٰ سے آپ کے ثبات واستقامت کے لئے دعا گو ہوں۔

اس فقیر کے جوابات کے انتخاب اور اخذ سے متعلق آپ نے جو لکھا تھا وہ معلوم ہوا۔ چوں کہ یہ عمل خیر ہے جس کی وجہ سے بہت اچھا معلوم ہوا۔

حسبِ ایما آپ میراث مابقی کے جوابات ترک کر کے اربعین کے نام

سے اسے شائع کرادیں لیکن اشاعت سے پہلے اس فقیر کی نظر سے ایک مرتبہ ضرور گزارلیں۔

آپ نے یہ مسئلہ دریافت کیا تھا کہ عقائد کی کتابوں میں روحِ انسانی کو فانی کہا گیا ہے اور کیمیائے سعادت میں امام غزالی نے روح کو دائمی اورابدی کہا ہے۔اس اختلاف اور تضاد کی حیثیت کیا ہے؟

محبّ من! ایک حدیث میں ہے سات چیزوں کو فنا نہیں ہے۔عرش، کرسی، لوح، قلم، جنت، دوزخ اور ارواح۔بعض حضرات نے صور کو بھی اس میں شامل کیا ہے۔اور آٹھ چیزوں کو غیر فانی کہا ہے۔بعض علماء مذکورہ حدیث کی تاویل کرتے ہیں۔اوران آٹھ چیزوں کو تھوڑی دیر کے لئے سہی فانی قرار دیتے ہیں تا کہ اس حدیث اور کل شئی هالك الا وجهه (اللہ کی ذات کے سوا ہر شئی فانی ہے) کی آیت کے درمیان ٹکراؤ پیدا نہ ہو۔

اور بعض علماء مثلاً امام غزالیؒ، شیخ ابن عربیؒ، صدرالدین قونوی وغیرہ کوئی تاویل نہیں کرتے اور مذکورہ آٹھ چیزوں کو ابدی قرار دیتے ہیں۔اوران حضرات کہنا یہ ہے کہ ونفخ فی الصور فصعق من فی السمٰوٰت والارض الا ماشاء الله (جب صور پھونکا جائے گا تو آسمان وزمین کی ساری چیزیں فنا ہوجائیں گی، مگر اللہ جس کو چاہئے وہ فنا نہیں ہوں گی) لہٰذا حدیث میں جن چیزوں کے غیر فانی اورابدی ہونے کی بات آئی ہوئی ہے وہ الا ماشاء الله کے استثنا میں داخل ہے۔

اور پہلی آیت دوسری آیت کی وجہ سے عام مخصوص منہ البعض ہوگی تو نہ

آیت، آیت میں تعارض پیش آ سکتا ہے اور نہ ہی آیت و حدیث میں تعارض پیش آ سکتا ہے اور صعق ہوشی اور فنا دونوں معنوں میں مستعمل ہے۔ سید محمد لاہجی نے شرح گلشن راز میں یہ اختلافی بحث تفصیل سے پیش کی ہے۔

نیز آپ نے بعض علمائے متاخرین کے اس قول کی وضاحت بھی طلب کی تھی جو دو ذات اور ایک وجود کے قائل ہیں۔

سعادت آثار! یہاں دو چیزیں ہیں ایک چیز صور علمیہ اور دوسری چیز موجوداتِ خارجیہ، موجودات کی تخلیق سے پہلے اللہ تعالیٰ کو تمام اشیاء کا جو علم تھا اور تمام اشیاء جو اس کے دائرہ علم میں تھیں تو اس اعتبار سے ان کا نام صور علمیہ ہے۔

اسی صور علمیہ کو ذواتِ ممکنہ، حقائق کونیہ، اشیائے ثبوتیہ، اعیانِ علمیہ، معدومات خارجیہ اور حروف کہتے ہیں۔

اور وہی اشیاء، اللہ تعالیٰ کے صور علمیہ کے مطابق جب خارج میں ظہور پذیر ہوگئیں تو اس وجود خارجی کے اعتبار سے ان کا نام موجودات خارجیہ ہے۔ اور اسی دائرۂ وجود خارجی میں ان کو ظاہر وجود، ظاہر ممکنات، وجود اضافی، اشیاء موجودیہ، اعیانِ خارجیہ، کلمات وجود اور کلمات اللہ کہتے ہیں اور یہ حقیقت بھی تمہارے ذہن نشین رہے کہ جس طرح اللہ کی ذات قدیم ہے اسی طرح اس کا علم بھی قدیم ہے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ کے علم میں اس صور علمیہ میں تمام اشیاء کی جو ذوات ہیں، وہ سب قدیم ہوئیں۔ صور علمیہ کو قدیم نہ ماننے کی صورت میں یہ بات لازم آئے گی کہ اللہ تعالیٰ کو اشیاء کا علم ازل سے نہیں تھا بلکہ کے بعد میں ہوا تو اللہ تعالیٰ کے لئے جہل لازم آئے گا (معاذاللہ) اعیانِ صوریہ، اسمائے الٰہی کے مظاہر

اور ارواح ،اعیان کے مظاہر ہیں اور اجسام اور ابدان، ارواح کے مظاہر ہیں اور یہ تمام کے تمام ظلال اور عکوس ہیں۔

اسی حقیقت اور اسی مفہوم کو ان اشعار میں بیان کیا گیا ہے۔

ظل ارواح اند اشباح ہمہ ظلِ اعیان اند ارواحِ ہمہ

بازاعیان ظل اسمائے الٰہی اند گرچہ اسماء ظل ذات مطلق اند

ظل، ظل کے اعتبار اور حقیقت سے ظل ہی ہے اور عالمِ خیال سے ہے اور حق تعالیٰ انہیں خیالات اور ظلالات کی صورتوں میں ظاہر ہے اسی مفہوم کو ان اشعار میں بیان کیا گیا ہے:

انما الکون خیال وھو حق فی الحقیقة

والذی فیھم ھذا جازا اسماء الطریقه

نقش عالم خیال می بینم درخیال آں جمال می بینم

ہمہ عالم چو مظہر اوشد ہمہ را برکمال می بینم

اس مقام پر یہ بحث رہ گئی ہے اور وہ یہ ہے کہ حق تعالیٰ کی ذات اور حق تعالیٰ کا وجود ایک دوسرے کا عین ہیں یا غیر ہیں؟ متکلمین کے نزدیک ذات واجب، اس کے وجود کے مغائر ہے لیکن اس کے باوجود ذات اپنے وجود کو اس طرح مقتضی اور لازم ہے کہ وجود کا ذات سے انفکاک محال ہے اگرچہ کہ تغائر کی بنا پر ذات اور وجود کے درمیان انفکاک کا تصور ممکن ہے۔اس مثال کو یوں سمجھئے کہ آفتاب کی روشنی بعینہ آفتاب نہیں ہے بلکہ آفتاب کا غیر ہے۔لیکن اس مغائرت اور غیریت کے باوجود روشنی کا آفتاب سے جدا ہونا محال ہے۔

اگر چہ کہ نفس مغائرت کی وجہ سے انفکاک کا تصور ممکن ہے اوراس کے برعکس محقق صوفیہ کے نزدیک حق تعالیٰ کا وجود اس کی ذات کا عین ہے۔ یعنی بذاتِ خود موجود ہے۔ وجود، ذات سے مغائر نہیں ہے ۔اس کی مثال یوں پیش کرتے ہیں کہ آفتاب اوراس کی روشنی دوالگ الگ چیزیں نہیں ہیں بلکہ ایک ہی روشن ہے جو خود ہی روشنہے اوراس پر روشن اورروشنی دونوں کا مصداق ہوتا ہے۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ کی ذات اوراس کا وجود الگ الگ دو چیزیں نہیں ہیں بلکہ ذات وہی ہے اوروجود وہی ہے اور یہ ہی قول صحیح ہے۔

اس لئے کہ حق تعالیٰ موجود بالذات ہے۔یعنی اپنی ذات سے موجود ہے ،جس کا مطلب اور مفہوم ہی یہ ہے کہ اس کا وجود اس کی ذات سے مغائر یا ذات پر زائد نہیں ہے۔ ورنہ موجود بالذات کہنا صحیح نہیں ہوگا۔ جب یہ بات روشن ہے کہ وجود اور ذات میں عینیت ہےتو جس طرح وجود کا ذات سے انفکاک محال ہے اسی طرح ذات کا وجود سے انفکاک محال ہت اللہ من ذلک) اللہ تعالیٰ کی معلومات اور ذوات قدیم ہیں اس لئے بعض متاخرین دو ذات کے قائل ہیں۔

ان میں سے ایک ذات، ذاتِ حق ، دوسری ذات، ذواتِ ممکنہ جو کہ حق تعالیٰ کے علم میں ہیں۔اب رہ گئی بات وجود کی۔ کسی کا وجود ذاتی اور مستقل نہیں ہے خواہ صور علمیہ ہوں یا موجودات خارجیہ اور مستقل وجود صرف ایک ہی ہے اور وہ ہے حق تعالیٰ کا وجوداور اسی وجود کے نور سے تمام صور علمیہ ہیں۔ صور علمیہ کے لئے کوئی علاحدہ اورالگ وجود نہیں ہے بلکہ صور علمیہ میں بھی اسی نور کی تجلی

اور ظہور ہے۔ موجوداتِ خارجیہ کو بھی جو کہ ارواح، امثال، اجسام، انسان ہوتے ہیں، مستقل وجود نہیں ہے۔ اس لئے کہ موجوداتِ خارجیہ کا وجود صور علمیہ کی وجہ سے ہے۔

اور موجوداتِ خارجیہ اسی صور علمیہ کے ظلال وعکوس اور آثار واحکام ہیں۔ اس کو سمجھنے کے لئے قریب الفہم مثال یہ دی جاسکتی ہے۔ ہمارے زبان سے نکلنے والے حروف اور کلمات اور ہماری حرکات مکتوبات اور مصنوعات وغیرہ یہ تمام چیزیں ہمارے ذہن میں موجود معلومات کے ظلال وعکوس اور آثار ہیں اور جس طرح ہمارے مکتوبات اور مصنوعات کے ظاہر ہونے کے وقت ہمارے ذہن میں موجود معلومات کا زوال نہیں ہوتا۔ اسی طرح اعیانِ خارج کے ظاہر ہونے کے وقت حق تعالیٰ کے اعیان علمیہ کا زوال نہیں ہوتا ہے ورنہ اعیان علمیہ کے زوال سے حق تعالیٰ کا موجودات خارجیہ سے جہل اور لاعلمی لازم آجائے گی۔ (العیاذ باللہ منہا)

جب یہ حقیقت واضح ہوچکی کہ موجودات خارجیہ، صور علمیہ کے ظلال اور عکوس ہیں تو اس سے یہ عقدہ بھی کھل جاتا ہے کہ ظلال وعکوس کا وجود اصلی اور ذاتی نہیں ہوتا۔ (جیسے آدمی کا سایہ) اور اس وجہ سے صوفیہ متقدمین اور متاخرین صرف ایک وجود کے قائل ہیں۔ موجوداتِ خارجیہ اور اعیانِ علمیہ سے کسی کا وجود ذاتی اور مستقل اور اصلی نہیں ہے۔

کشف والہام کی راہ سے دیکھا جائے تو واضح ہوگا کہ جس طرح موجودات خارجیہ، اعیان علمیہ کے ظلال اور عکوس ہیں اسی طرح اعیان علمیہ بھی اسمائے الٰہی کے ظلال اور عکوس ہیں اور اسمائے الٰہیہ ذاتِ مطلق کے ظلال اور

عکوس ہیں۔ اس لئے تمام اکابر صوفیہ جس طرح ایک وجود کے قائل ہیں اسی طرح ایک ذات کے بھی قائل ہیں اور ایک ہی ذات اور ایک ہی وجود کہتے ہیں۔ اس لئے کہ باقی تمام ذوات، ذات واحد کے آثار اور ظلال ہیں۔

حضرت شاہ نعمت اللہ قدس سرہٗ رسالۂ مکاشفات کے بائیسویں مکاشفہ میں رقم طراز ہیں:

اگر چہ کہ نفس مغائرت کی وجہ سے انعکاس کا تصور ممکن ہے اور اس کے برعکس محقق صوفیہ کے نزدیک حق تعالیٰ کا وجود اس کی ذات کا عین ہے یعنی بذات خود موجود ہے۔ وجود ذات سے مغائر نہیں ہے۔ اس طرح انفکاک کا تصور بھی محال ہے۔

اس مسئلہ کی مزید تشریح، تفصیل اور دلائل کے لئے وقت اور کاغذ ناکافی ہیں۔

کرم اطوار!

نیز آپ نے عورتوں کے دامنِ کفن پر سورۂ الم نشرح لکھنے کے بارے میں دریافت کیا تھا اور سانپ بچھو کے زہر زائل کرنے کی دعائیں پوچھی تھیں اور نور ابلیسی کی علامات دریافت کی تھیں اور یہ بھی پوچھا تھا کہ ربانی، ملکی، شیطانی اور نفسانی خطرہ میں کیا فرق امتیاز ہے؟ اور قلب میں پیدا ہونے والے وساوس اور خطرات کے دفع کرنے کا طریقہ کیا ہے؟

کرم فرما!

حدیث اور فقہ کی کتابوں میں کفن پر سورۂ الم نشرح تحریر کرنے کا ثبوت نہیں ہے بلکہ نصاب الاحتساب کے مصنف فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے اسمائے

حسنٰی یا قرآنِ کریم کی آیات میں سے کسی آیت کو میت کے کفن پر لکھنا خلاف شرع اور ممنوع ہے۔

البتہ مولانا مولا بخش صدیقی بہاری نے زادالآخرت میں درالمختار کے حوالہ سے لکھا ہے کہ اسمائے الٰہی اور آیاتِ قرآنی کے علاوہ عہد نامہ کو میت کی پیشانی یا عمامہ یا کفن پر لکھا جائے تو اس عمل سے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ میت کی مغفرت فرمائے گا۔اسی کتاب میں یہ قول درج ہے۔کہ امیرالمومنین علی کرم اللہ وجہہ نے حضرت سلمان فارسیؓ کے کفن پر یہ شعر لکھا تھا:

وفدت علی الکریم بغیر زاد من الحسنات والقلب السلیم

فان الزادا قبح کل شئی اذاکان الو فود علی الکریم

نیز مروی ہے کہ امیرالمومنین عمر بن الخطابؓ نے امیرالمومنین علی ابن ابی طالبؓ سے یہ حدیث العمر سراج الجنّۃ (عمر جنت کا چراغ ہیں) سُنی تو حضرت علی سے یہ حدیث لکھوا کر اپنے پاس رکھ لیا اور اپنے گھر والوں کو وصیت کی کہ میرے انتقال کے بعد یہ تحریر میرے کفن میں رکھ دی جائے تا کہ قیامت کے روز میرے پاس ایک دستاویز رہے۔

تفسیر عزیزی میں مرقوم ہے کہ ایک عارف نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھوا کر اپنے اہل خانہ کو وصیت کی کہ میرے انتقال کے بعد یہ تحریر میرے کفن میں رکھ دی جائے ۔ یہ سن کر گھر والوں نے عارف موصی سے پوچھا کہ اس کی وجہ کیا ہے؟ تو انہوں نے بتایا کہ ایک فقیر عالی شان گھر کے عالی شان دروازہ پر پہنچا اور اہل خانہ سے خیرات طلب کیا تو اسے اس عالی شان خوب صورت گھر سے

معمولی اور حقیر چیز دی گئی۔ فقیر وہاں سے واپس آیا اور ایک کدال لے کر اس عالی شان اور خوب صورت گھر کے عالی شان دروازہ کو گرانا شروع کر دیا۔ مالکِ مکان دوڑتے ہوئے آیا اور اس حرکت کی وجہ پوچھی تو فقیر نے جواب دیا آپ اپنی بخشش و عطا کو اس عالی شان دروازے کے قابل بنا دیجئے یا پھر اپنے گھر کے اس عالی شان دروازہ کو اپنی عطا و بخشش کے موافق بنا دیجئے تا کہ کوئی بھی فقیر یہ عالی شان دروازہ دیکھ کر اونچی بخشش اور بڑی عطا کا امیدوار نہ رہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کتاب اللہ کا دروازہ ہے اور قیامت کے روز میرے لئے یہ دستاویز ہے اور میں اللہ تعالیٰ سے اسی دروازہ سے اس کے رحم و کرم کی بھیک طلب کروں گا۔

مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی اپنے ایک رسالہ میں لکھتے ہیں: اندرون قبر محراب بنا کر اس میں پیران طریقت کا شجرہ اس طرح رکھیں کہ میّت کے بدن کی آلائش سے آلودہ نہ ہو سکے۔ مذکورہ اسناد اور روایات سے ظاہر ہوتا ہے کہ سورہ الم نشرح کو کفن پر لکھ سکتے ہیں اور اگر قبر کی تنگی اور عذاب سے رہائی کا خیال کرتے ہوئے سورۂ الم نشرح وغیرہ کی تحریر اس طرح رکھیں کہ میت کی آلائش و نجاست سے آلودہ نہ ہو تو یہ عمل جائز ہے۔

مختلف زہروں کے ازالہ کے لئے آپ دوائیں اور دعائیں ''حصن حصین'' اور ''طبِ نبویؐ'' میں ڈھونڈ لیجئے۔

نورا بلیسی کی علامت یہی ہے اس سے کوئی بھی حکم، حکم الٰہی کے خلاف صدور پذیر نہ ہوگا۔ یہی وجہ ہے کہ جدی و شیخی شیخ عبدالقادر نے جب نورِ ابلیس کو

حکم ربانی کے خلاف حکم پایا جو حرام کو حلال قرار دیا تھا تو آپ نے فوراً قرآن کی آیت ان اللہ لایامر بالفحشاء (اللہ تعالیٰ فحش اور منکر کا حکم نہیں دیتا) سے روشنی حاصل کی اور نورا بلیسی کو ٹھوکر ماردی اور لا حول و لا قوة الا بالله پڑھا۔

حضرت غوث پاکؒ ذکر الٰہی میں مشغول تھے کہ آواز آئی: اے عبدالقادر! ہم نے تمہارے لئے حرام اور حلال کی قید اٹھادی ہے تو آپ نے دل میں سوچا حرام میرے لئے حلال کیسے ہوسکتا ہے۔ کہیں یہ ابلیس کا دھوکہ تو نہیں ہے، قرآن سے ہدایت حاصل کی اور فوراً لاحول پڑھ دیا تو فوراً ابلیس فرار ہوگیا۔ پھر آواز آئی: اے عبدالقادر! آج تمہیں تمہارے زہد و تقویٰ نے میرے حملہ سے بچالیا۔ پھر آپ چوکنا ہوگئے اور زبانِ مبارک سے فرمایا: اے ابلیس میرے علم و فضل نے مجھے تیرے شر سے نہیں بچایا بلکہ اللہ نے اپنے فضل و کرم سے مجھے بچالیا۔ اسی وقت روشنی غائب ہوگئی جو نورِ ابلیس تھا۔

اور یہ حقیقت ہمیشہ آپ کے ذہن میں موجود رہنا چاہئے کہ سلوک کا راستہ طے کرتے وقت شریعت مطہرہ کے خلاف ایک قدم بھی نہ اٹھے۔

اور شریعت کے ظاہر اور باطن کا پورا پورا اہتمام کریں اور تمہارا سلوک موافقِ شریعت رہنا چاہئے اور راہ سلوک کے عوارض اور موانع سے پوری طرح اجتناب کریں اور یہی وقت بیداری اور سلوک اور عمل کا وقت ہے۔

عیش و عشرت اور راحت کا وقت آگے آنے والا ہے جو عمل کا نتیجہ ہے۔ بیداری و ہوشیاری اور جدو جہد اور عمل کے وقت آرام و سکون اور عیش و عشرت میں مبتلا ہوجانا اور سلوک کے موانع میں الجھ جانا ایسا ہی ہے جیسا کہ

کاشت وفصل کو پختہ اور رسیدہ ہونے سے پہلے ہی فصل کو کاٹ ڈالنا ہے اور پیداوار اور پھل سے محروم ہو جانا ہے۔ اور یہ اقدام یعنی عمل کے وقت عیش وعشرت کو اختیار کرنا منزل سے دور کرنے والا اور حیرانی و بے سروسامانی میں مبتلا کرنے والا ہے۔ زیادہ کیا عرض کروں، خدا ہمیں شادکام اور بامراد کرے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

۶۸۔ مکتوب بنام محمد امام الدین مهکری جج عدالت عالیہ

(منصف بنگلور)

امام الدین مہکری جج عدالت میسور کے نام روانہ کردہ اس خط میں منصف موصوف کو یہ ہدایت دی ہے کہ عدل وانصاف اور قضا کے معاملہ میں اثبات حق اور لوگوں کی صلاح وفلاح کو اپنا نصب العین قرار دیں۔

مکتوب الیہ دنیاوی علوم وشرعی علوم کے ساتھ علم تصوف اور سلوک سے بھی مربوط اور منسلک تھے اس اعتبار سے بعض صوفیانہ مباحث اور مسائل کی وضاحت بھی اس خط میں کی گئی ہے۔

حضرت قطب ویلور کو علوم ظاہری کے ساتھ علوم باطنی میں بھی

درک اور بصیرت حاصل تھی بعض امور اور مسائل میں اپنی ذاتی اور مستقل رائے رکھتے تھے اور صوفیہ سے جداگانہ موقف رکھتے ہیں علاوہ ازیں آپ نے بعض مسائل تصوف کی گرہ کشائی اپنے کشف والہام کی روشنی میں بھی کی ہے جسکی مثالیں جواہر السلوک اور جواہر الحقائق میں ملتی ہے جو آپ کی فارسی تصنیفات ہیں۔
اس مکتوب میں رقمطراز ہیں سالک کو یقین ہے کہ یہ صورت، تجلی حق ہے اور اگر وہ سمجھتا ہے کہ یہ فرشتوں کی صورتیں ہیں یا مشائخ کرام کی ارواح طیبہ ہیں تو یقیناً وہی ہے۔اس مسئلہ میں اس فقیر کو منجانب اللہ کشف والہام کی راہ سے علم وآگہی حاصل ہوگئی ہے۔ یہی بات جواہراسلوک میں ارواح سے استفادہ کی بحث میں بھی کہی ہے۔

اس خط میں ایک جگہ ناقدانہ اور مجتھدانہ پیرایہ میں فرماتے ہیں جہات ذکر کے درمیان فرق سے متعلق بعض مشائخ کرام نے جو وضاحتیں کی ہیں وہ فقیر کے نزدیک درست قرار دینے کے لائق نہیں ہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حمد وصلوٰۃ اور دعاؤں کے بعد واضح ہو کہ ۹ ذی الحجہ ۱۲۴۸ھ کا تحریر کردہ التفات نامہ آپ کے حج ہونے کی خبر لئے ہوئے دستیاب ہوا۔اور اس خبر نے

مسکین کے قلب کو مضطرب اور بے چین کر دیا۔

سعادت آثار!

بزرگوں نے عہدۂ قضا اور منصب جج کو ایک عظیم آزمائش سمجھا ہے اور یہ تصور، عدالت اسلامیہ سے متعلق قائم ہے تو آپ اندازہ لگائیے کہ غیر مسلم عدالت کے منصب جج کی آزمائش اور خطرات کا عالم کیا ہوسکتا ہے۔

غایت کار، افلاس ہے اور نہایت کار افلاس، فاقہ کشی ہے، جورات فاقہ کشی میں گزر جائے تو وہ اللہ والوں کے لئے شبِ معراج ہے۔ یہاں تک کہا گیا ہے کہ جو نماز سیرابی و آسودگی کی حالت میں پڑھی جاتی ہے تو شیطان نمازی کو اپنے پہلو میں لے لیتا ہے، اور جو نماز عدم سیرابی اور گرسنگی کی حالت میں ادا کی جاتی ہے تو شیطان نمازی کے قریب تک آنے کی ہمت نہیں کرتا اور وہاں سے فرار ہوجاتا ہے۔ سرورِ عالم ﷺ کئی کئی روز تک شکمِ مبارک پر پتھر باندھے ہوئے رہتے تھے۔

مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے رسالہ ''لمعات'' میں لکھا ہے کہ سالک کو ذکر کے دوران بے شمار وساوس اور خطرات آتے ہیں اور انوارِ الٰہی اور تجلیات ربانی ظاہر ہوا کرتے ہیں اور سالک ان چیزوں کو عظیم انوار تصور کر لیتا ہے اور یہ سمجھنے لگتا ہے کہ اسکو کوئی عجیب و غریب چیز ہاتھ لگ گئی ہے۔ پھر وہاں سے وہ اپنے مقصود کو پانے کی سعی و کوشش ترک کر دیتا ہے۔

اس باب میں ایک ضابطہ ذہن نشین رکھنا چاہئے جس پر اس فقیر کو منجانب اللہ اطلاع اور آگہی حاصل ہوگئی ہے، وہ یہ ہے کہ سالک پر جو بھی صورت

ظاہر ہوگئی، وہ چند احوال وکوائف میں سے کسی ایک حالت سے خالی نہ ہوگی اور اگر اس حالت میں سالک کو یقین حاصل ہو چکا ہے کہ یہ صورت، تجلی حق کی صورت ہے یا اس کی طرف منسوب ہے تو وہ یقیناً تجلی حق ہے، اور اگر اس کے متعلق وہ یہ سمجھتا ہے کہ یہ فرشتوں کی صورتیں ہیں، یا مشائخ کرام کی ارواح طیبہ ہیں تو یقیناً وہی ہے۔

اور اس حالت میں سالک کو انشراح و انبساط وانس و کیفیت اور سرور حاصل ہو تو وہ واقع ملکی ہے۔اور اگر اس حالت میں سالک کو کوئی وحشت ودہشت اور انقباض حاصل ہو تو وہ شیطانی اثر ہے۔

اور اس حالت میں سالک کو انشراح اور انقباض دونوں کیفیات حاصل نہ ہوں تو وہ خیالاتِ طبعیہ میں سے کوئی خیال ہے۔

اور جہات ذکر کے درمیان فرق سے متعلق مشائخ کرام نے جو تفصیلات بیان کی ہے، وہ فقیر کے نزدیک ہر حال مین درست قرار دینے کے لائق نہیں ہیں۔

حاصلِ تحریر! راہِ حق کے سلوک کے عوارض اور اسکے علاجات و معالجات بہت ہیں۔ان میں سے ایک عارضہ اور مانع بھی ہے اور وہ یہ کہ سالک فقہائے کرام کے اختلاف کی طرف توجہ نہ کرے۔جیسا کہ یہ بات امام غزالیؒ نے اپنی کتاب ''کیمیائے سعادت'' میں کہی ہے:

راہِ حق یا طریق سلوک کے عوارض وموانع اور اس کے علاجات ومعالجات کو فقیر نے اپنے رسالہ ''اسفار'' میں مستند معتبر اسناد و شواہد کے ساتھ قلم

بند کیا ہے۔آپ اس کی جانب رجوع کریں۔

سعادت اطوار!

کام کا وقت چلا جا رہا ہے، جو بھی لمحہ گزر جائے گا وہ عمر کے حصّے کو کم کر رہا ہے اور موت کے وقت کو قریب کر رہا ہے،اور یہی وقت آگاہ و متنبہ اور ہوشیار ہونے کا ہے۔اور یہی موقعہ اور یہی وقت بیداری اور عمل کا ہے۔اگر آج متنبہ اور ہوشیار نہ ہو سکے تو کل آخرت میں حسرت و یاس اور افسوس و حیرت کے سوا کوئی چیز ہاتھ نہیں آئے گی۔

سرور عالمؐ جو پر قناعت فرماتے تھے اور کئی کئی دن گھر میں چولھا نہیں سلگتا تھا اور گھر میں چراغ نہیں روشن ہوتا تھا۔

ایک مومن کو چاہئے کہ ہمیشہ غنائے نفسانی کو اپنے پیش نظر رکھے اور ہردم غذائے روحانی کی تحصیل میں کوشاں رہے اور چراغ دل کو فروزاں رکھنے میں مشغول رہے۔یعنی قلب کو زندہ رکھنے میں مصروف عمل رہے۔

اور دنیا کی بے وفائی و بے ثباتی اور فضول و لایعنی دولت و ثروت اور غنا سے اعراض اور کنارہ کش ہو جائیں، جو قبر اور آخرت میں کارآمد نہیں ہے۔

حشر میں احتساب کے اسی خیال کے پیش نظر علمائے متقدمین عدالتِ اسلامیہ کے عہدۂ قضا کو قبول کرنے سے پیچھے ہٹ گئے تو آپ اسی سے قیاس کر لیجئے کہ عدالتِ غیر اسلامیہ کے منصب قضا و عہدۂ جج کے خطرات کیسے ہوں گے قیاس کن زگلستان من بہار مرا۔

ممکن ہو تو آپ منصف کے عوض میں کوئی دوسری خدمت حاصل

کرلیں۔ اور اگر آپ سے ایسا نہ ہو سکے تو حتی المقدور اصلاحِ نیت میں کوشش کریں، یحشرالناس علی نیاتھم۔لوگوں کا حشران کی نیتوں کے موافق ہوگا۔

اور عدل وانصاف اور قضا کے معاملہ میں اثبات واحقاق اور انسانوں کی اصلاح اور ان کی خیر و بھلائی کو اپنے پیشِ نظر رکھیں اور اسی چیز کو اپنا مقصد قرار دیں اور اپنے دل میں یہی نیت رکھیں۔اللہ کی نظر انسان کی نیت پر ہوتی ہے،اس کے جسم پر نہیں، دنیاوی زندگی کی عمر کی مدت ساٹھ ستر سال سے بڑھ کر نہیں ہوتی ہے اور وہ بھی ہزاروں محنتوں اور مشقتوں اور کدورتوں سے بھری رہتی ہے۔ایسی صورت میں ابدی و دائمی اور اخروی زندگی سے صرف نظر کرنا اور حقیر دنیا پر فریفتہ ہونا دانش مندانہ کام نہیں ہے۔حب الدنیا رأس کلّ خطیئۃ : دنیا کی محبت اور اس پر فریفتگی ہی ہر خطا ولغزش کی جڑ ہے۔

اپنے احوال وکوائف سے آگاہی دیں اور اس مسکین کو، اپنوں کو فراموش کرنے والا خیال نہ کریں۔المرمع من احبہ: آخرت میں آدمی اسی کے ساتھ رہے گا جس کے ساتھ اسے محبت والفت ہے۔ زیادہ کیا عرض کروں۔اللہ کی نصرت وحمایت تمہارے ساتھ رہے۔تم جہاں کہیں رہو۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

۶۹۔مکتوب بنام
مولانا مولوی امام الدین مھکری
قاضیٔ عدالت عالیہ میسور

حضرت قطب ویلور نے یہ خط امام الدین مہکری کے قاضی مقرر ہونے کے بعد ارسال کیا ہے جس میں قاضی موصوف کو یہ ہدایت دی ہے کہ قضاؤت کے ذریعہ مسلمانوں میں شرعی احکام کی تنفیذ اور تعمیل کی خدمت انجام دیں۔

حضرت قطب ویلور نے ایک اور خط خان صاحب نامی شخص کے ذریعہ قاضی مہکری کی خدمت میں بھیجا ہے، اس میں بھی چند ہدایات سپرد قلم کیا ہے اور ان ہدایات کو دستور العمل بنانے کی تاکید فرمائی ہے۔

خان صاحب ممدوح کے ذریعہ روانہ کردہ مکتوب دستیاب ہوجاتا تو ان امور اور احکام سے بھی آگاہی ہوجاتی تھی جن کو اس مکتوب میں دستور العمل بنانے کی بات کہی گئی ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حمد و صلوٰۃ اور سلام و دعا کے بعد واضح خاطر شریف ہو کہ فقیر کے مکان آنے والے حضرات کی زبانی آپ کے نائب قاضی ہونے کی خبر ملی۔ اور مخدومی

محی الدین مہکری کے مکتوب کے ذریعہ بھی یہ اطلاع ملی۔

جب سے آپ قضاء کے امور و معاملات اور مقدمات میں لگ گئے ہیں آپ کے خطوط آنا بند ہو گئے ہیں۔ یہاں تک کہ خان صاحب ممدوح کے مکتوب میں بھی آپ کا سلام مذکور نہیں ہوتا۔ خط و کتابت کا ذکر ہی کیا ہے۔ایسا معلوم ہوتا ہے کہ قضاوت کی خدمت میں مصروف رہ کر آپ نے ہم فقیروں کو بھلا دیا ہے۔شاید قضاوت کی خدمت ہم فقراء کی یاد و محبت سے مانع ہے۔

حضرت ابو بکر صدیقؓ اپنے محلے کے لوگوں کی چند اونٹنیوں کا دودھ ہر روز بعد نماز مغرب دوہا کرتے تھے لیکن جب مسند خلافت پر متمکن ہوئے تو آپ نے اس وقت بھی دودھ دوہنا نہیں چھوڑا۔

تعجب کی بات ہے آن عزیز قاضی ہو جانے کے بعد ہم فقیروں کو یاد بھی نہیں کرر ہے ہیں۔

دوست کی جانب سے جو بات بھی پہنچتی ہے وہ بڑی بھلی اور حسین ہوا کرتی ہے، خان صاحب ممدوح کے مکتوب میں چند کلمات آپ کے خاطر سپرد قلم کیا ہوں۔ان کو اپنے لئے دستور العمل بنا لیجئے۔اپنے آپ کو ہمیشہ شریعت مطہرہ کا پابند رکھئے۔عدالت اور قضاوت کو شرعی احکام کے نفاذ اور اجراء کا ذریعہ سمجھیں۔اگر آپ نے ایسا نہیں کیا تو عہدۂ قضا کو اپنے لئے ایک آفت اور مصیبت سمجھئے۔

حدیث شریف میں ہے، بہت سے عزت اور مرتبہ والے قیامت کے دن ذلیل وخوار اور رسوا ہو جائیں گے اور بہت سے حقیر اور فقیر جن کی دنیا میں کوئی

وقعت نہ تھی قیامت کے روز عزت وافتخار اور اکرام واحترام کے مقام پر فائز ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ مجھے اور آپ کو اس فانی دنیا میں گرفتار نہ کرے اور دنیا کی عزت وجاہت اور ظاہری شان وشوکت ہمیں فریب نہ دے اور آخرت کی ہمیشہ رہنے والی عزت وسر بلندی سے ہمکنار فرمائے۔

اللہ تعالیٰ ہم سے ہمارے دلوں سے بھی زیادہ قریب ہے اور یقیناً وہ ہماری دعاؤں کو سننے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ تمہاری مدد فرمائے تم جہاں کہیں رہو۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

۷۰۔ مکتوب بنام
جناب الحاج مرتضیٰ خان بہادر

درج ذیل مکتوب میں حضرت قطب ویلور نے یہ صراحت اور خواہش ظاہر کی ہے کہ علماء اور فضلاء اپنے ذاتی مفادات اور اغراض و مقاصد سے اوپر اٹھکر خلوص نیت اور خدمت خلق اور احکام شریعت کے نفاذ کے جذبے کے ساتھ امراء اور اغنیاء کی صحبت کریں اور حاجت مندوں کی حاجت روائی کا کردار ادا کریں تو اس سے بڑی اور کوئی نیکی نہ ہوگی۔

ماضی سے کہیں زیادہ اس فکر وعمل کی موجودہ زمانے میں سخت ضرورت ہے کہ اہل علم، اہل ثروت کو اپنی صحبت و ہم

نشینی اور تعلیم و تلقین کے ذریعہ قومی وملی اور سماجی و معاشرتی اور دینی وعلمی مسائل ضروریات کو حل کریں تو یہ وقت کی اہم ترین ضروریات کی تکمیل ہوگی۔

دولت مندوں کی اصلاح اور لوگوں کے لئے انہیں نافع اور مفید بنانا اور انہیں دین کی خدمت کے لئے انہیں آمادہ کرنا یہ ایک ایسا فعل ہے جسکی طرف اہل علم کی توجہ کم سے کم ہوتی جارہی ہے۔

حضرت قطب ویلور نے اس مکتوب میں ایک بہترین جملہ تحریر فرمایا جس پر غور وفکر کی ضرورت ہے، دولت مند آدمی رعایا کی دولت ہے۔اس خط سے ایک نئی بات یہ معلوم ہورہی ہے جو حضرت قطب ویلور کے کسی تذکرہ نویس اور سوانح نگار کے علم میں نہیں ہے وہ یہ ہے کہ آپ کی ایک تصنیف ''اثبات توحید ونبوت انبیاء اور آخرت'' بھی ہے جسے آپ نے مکتوب الیہ کی خدمت میں بھیجا ہے افسوس ہے کہ اسکے وجود کی نشاندہی نہیں ہورہی ہے۔اور کہیں سے اسکا سراغ نہیں مل رہا ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سلام مسنون کے بعد واضح خاطر ہو کہ

مکرمی و محترمی سید شاہ محمد قادری کی زبانی معلوم ہوا کہ اس فقیر کی سفارش قبول ہوی۔اور مساعیٔ جمیلہ کی وجہ سے مسجد بھی آباد ہوگئی۔ اللہ تعالیٰ ہماری جانب سے جزائے خیر عطا فرمائے۔

آپ ہم جیسے دورافتادہ فقراء کے ساتھ جو محبت اور الفت سے پیش آتے ہیں اور موجودگی اور غیر موجودگی میں ہماری باتوں کا لحاظ فرماتے ہیں اور التفات والطاف فرماتے ہیں اس سے امید ہے کہ خدا کی عنایات والطاف آپ کی جانب ہوں گی اور آپ کا یہ مخلصانہ عمل اللہ کی خوشنودی ورضا کا باعث ہوگا، انـــــہ قریب مجیب۔

حضرت خواجہ احرار قدس سرہ کے بارے میں لکھا گیا ہے کہ۔

آپ شریعت مطہرہ کی اشاعت اور اس کے احکام کی تنفیذ کے خیال سے امراء و سلاطین کی صحبت اختیار کرتے تھے اور حاجت مندوں کی حاجت روائی فرماتے تھے۔

یہ حال تو اس زمانہ کا ہے جس میں اسلام کو قوت اور غلبہ حاصل تھا۔اب تو ایسا دور ہے کہ اسلام انتہائی ضعف کے عالم میں ہے۔ایسے زمانہ میں تھوڑا سا عمل بھی ثواب کثیر کا باعث ہوگا اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک مقبول ہوگا۔

ہمارے اس دور انحطاط میں اگر کوئی عالم و فاضل شخص خلوصِ نیت کے ساتھ شریعت کے احکام کی تنفیذ کے خیال سے امراء کی صحبت اختیار کرے اور

ملت کے مسائل حل کرنے کی سعی کرے اور ضرورت مندوں کی حاجت پوری کرادے، تو یہ ایسی نیکی ہے کہ اس سے بڑھ کر کوئی نیکی نہیں ہوسکتی اور اس سے بڑھ کر کوئی سعادت نہیں ہوسکتی۔

ناگور کے سفر سے واپسی کے بعد نواب عظیم جاہ بہادر کو مختار النساء سے لڑکی تولد ہوئی ان ہی دنوں میں بہو بیگم صاحبہ نے مریم بی کو میرے پاس اولاد صالح کی استدعا کے خیال سے بھیجا تھا اور دوا بھی طلب کی تھی میں اسم المصور کے نقش اور سفوف کی پڑیاں جو ازالۂ بانجھ پن، تقویت رحم اور تقویت جنین کے لئے بڑی مفید اور مجرب ہیں روانہ کیا۔ جس کے دو ماہ بعد مریم بی کی معرفت سے نواب صاحب کے حمل کی بشارت دی گئی۔ اللہ تعالیٰ کا صد شکر ہے کہ اس نے گنہ گار کی دعا اور دوا کا نتیجہ ظاہر فرمایا۔

غیب کی باتوں کا علم اللہ تعالیٰ ہی کو ہے۔ تاہم امور غیبیہ کا ظہور انسان کو ترقیات صوری و معنوی کے لئے دعا سے بے نیاز اور بے پروا نہیں کرتا۔ ربنا تقبل منا انك انت سميع العليم۔

سعادت آثار! دنیا کی فلاح و ترقی اور لوگوں کا نفع و نقصان امراء سلاطین کے ساتھ قائم ہے اور ان امراء کی خوبیوں اور خرابیوں کا اثر دوسروں کے ساتھ متعدی ہوتا ہے۔ ایسے افراد کی بڑی کمی ہے جو دولت و شباب کی حالت میں اللہ تعالیٰ کی جانب مائل ہیں۔

دولت مندی صحیح معنوں میں دولت کے عطا کرنے والے خالق و مالک کی طاعت و فرمانبرداری میں ہے اور دولت مند آدمی رعایا کی دولت ہے۔ یہ

حقیقت ہمیشہ ذہن میں رکھئے موت حق ہے۔ مرنے کے بعد دوبارہ جی اٹھنا حق ہے۔ جنت ودوزخ حق ہے۔ یہ اہل سنت و جماعت کے عقائد ہیں۔ آپ اچھی طرح سے نواب صاحب کے ذہن میں بٹھادیجئے۔

میں نے ایک اور رسالہ ''اثبات توحید و نبوت انبیاء اور آخرت'' پر لکھا ہے۔ آپ کی خدمت میں بھیج چکا ہوں ملاحظہ ومطالعہ فرمائیں۔

اور یہ بات نواب صاحب ممدوح کے گوش گزار کریں کہ وہ قرآن کی تفاسیر اور احادیث کی شرحیں اور سیرت نبویؐ اور سیر صحابہؓ کا مطالعہ کرتے رہیں اور اس کے ساتھ نواب صاحب کے مطالعہ میں یہ کتابیں بھی رہنی چاہئے۔

''روضۃ الاحباب'' مصنف جمال الدین مدک اور امام غزالی کی تصانیف اور حضرت غوث پاک کے ملفوظات وتصانیف اور شیخ شرف الدین یحییٰ منیری اور امام ربانی مجدد الف ثانی کے مکتوبات اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی آدابِ صالحین الاشیاء تعرف باضدادھا کیوں کہ اشیاء کی پہچان اضداد سے ہوتی ہے۔ علم حق کے نور سے کفر کی قباحت ظاہر ہوتی ہے اور علم نوازی کی بدولت خدا کا خوف پیدا ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء۔ علماء ہی اللہ تعالیٰ سے خوف کھاتے ہیں۔

مرغن غذائیں، رنگین کپڑے، ظاہری شان وشوکت، اغنیاء کی قربت کا خیال اور نکتہ چینی کا ڈر وغیرہ یہ ایسی چیزیں ہیں جو آخرت میں کام آنے والی نہیں ہیں اس سے آخرت تباہ وتاراج ہوجاتی ہے اور یہ تمام چیزیں ایک مومن کے لئے قیدخانہ ہیں جو اس کو دلیر ہونے سے باز رکھتی ہیں۔

اے سراو باغ تو زندانِ تو   خان ومان تو بلائے جان تو

اے انسان تیرا باغ اور تیرا مکان تیرے لئے ایک قید خانہ ہے اور یہ مال واسباب تیری جان کے لئے ایک آفت و مصیبت ہے۔

اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو دنیا و مافیہا کی محبت میں گرفتار رہنے سے بچائے اور موت کی یاد ہمارے دلوں میں ہمیشہ تازہ رکھے اور آخرت کی ہولنا کیوں کو نظر میں رکھنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہمارے دلوں کو اپنی معرفت کے نور سے منور اور معمور فرمادے، دنیا جس کے لئے ثبات اور دوام نہیں ہے اور قبر میں ساتھ دینے والی نہیں ہے اس کی محبت سے بچائے اور ہمارے دلوں کو قوت عطا فرمائے۔

تو مرادل دہ دلیری بیں   روبہ ٔ خویش خوان شیرے بیں

آپ مجھے دل دیجئے اور بہادری کا نظارہ کیجئے اور مجھے اپنی بلی کہہ دیجئے ،اس کے بعد مجھ سے شیر پن اور شیری دیکھئے الوقت سیف قاطع: وقت کاٹنے والی تلوار ہے۔اس پر قدرت کو غنیمت سمجھو یعنی جو بھی وقت آپ کے قبضہ میں ہے اس سے فائدہ اٹھالو۔

زیادہ کیا لکھوں الله معکم اینما کنتم :تم جہاں کہیں رہو اور اللہ کی نصرت و تائید تمہارے ساتھ رہے۔والسلام

☆☆☆☆☆☆☆☆

۷۱۔مکتوب بنام صفدر جنگ معتبر خان بهادر جاگیر دار رنجن گڈھ

اس خط کے مطالعہ سے یہ حقیقت آشکار ہو رہی ہے کہ اللہ والوں کے ساتھ محبت والفت اور ان کی جانب رغبت وانس اور ان کے اعمال واطوار کی پیروی کا جذبہ حاصل ہونا، یہ بھی اللہ تعالیٰ کی عظیم ترین نعمت ہے اور اسی محبت وعقیدت کے باعث محبّ اولیاء کا حشر بھی ان اللہ والوں کے ساتھ ہوگا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حمد وصلوٰۃ اور سلام سنت خیر البشرؐ کے بعد! خاطر شریف پر ظاہر ہو کہ آں محترم کا صحیفۂ شریفہ جو کمالِ التفات واخلاص کے ساتھ تحریر کیا گیا ہے۔ باصرہ نواز ہوا۔ بڑی مسرت اس بات پر ہوی کہ گرامی نامہ درویشوں کے ساتھ آپ کی محبت والفت اور ربط وتعلق کی غمازی کر رہا تھا۔ اور اس جلیل القدر طائفہ کے ارشادات کو سننے کی خواہش ورغبت کو ظاہر کر رہا تھا اور اس طبقہ کے طریقوں اور عادتوں سے آپ کے انس ومیلان کی نشان دہی کر رہا تھا اور یہ ساری چیزیں اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمتوں میں سے ہے جو آپ کو حاصل ہوی ہیں: ایں کار دولت است اکنون تا کرا رسد

پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد مبارک ہے۔ المرء مع من احبہ : آدمی کا حشر اسی کے ساتھ ہوگا جس کے ساتھ اسے محبت ہوتی ہے۔ لہٰذا اہل اللہ کے ساتھ محبت و عقیدت رکھنے والے کا حشر بھی ان ہی بزرگوں کے ساتھ ہوگا اور وہ حریم قرب کے حرم میں مصاحب و ندیم اور ہم نشین ہوگا۔

اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو اور سارے مسلمانوں کو توفیق بخشے کہ ہم دنیا کی لذتوں اور تعلقات گوناگوں اور چرب و شیریں اور منقش و رنگین کپڑوں اور جاہ و منصب اور عزت و رفعت کی طلب وغیرہ سے جو فانی ہیں، فریب نہ کھائیں اور اللہ تعالیٰ کی چاہت و محبت کی بو سے اپنے مشام جاں کو معطر کریں جو زوال آشنا نہیں ہے اور ہم ہمیشہ موت کی یاد اور آخرت کے احوال کو اپنے پیش نظر رکھیں۔ یہی کام تو اصل ہے اور باقی سب ہیچ ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ آن عالی مرتبت کو مرد آخرت بنادے اور آپ کی دنیاوی نعمتوں میں اخروی نعمتوں کو ضم کردے اور وہی چیز آپ کے سامنے لائے جس میں خیر ہے اور آپ کو تمام ظاہری و باطنی اور صوری و معنوی نعمتوں سے سرفراز کرے: انہ قریب مجیب۔

محل شریف میں حمل کی خبر سن کر دل باغ باغ ہوا۔ فرحت کے لمحات میں حضور قلب کے ساتھ یا سلام یا وارث کا ورد رکھیں جو مقصود کی تکمیل میں بڑی تاثیر رکھتے ہیں۔ زیادہ کیا عرض کروں، اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ ہے تم جہاں کہیں رہو۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

۷۲۔مکتوب بنام
سوداگر خدابخش صاحب ساکن سرونچہ
درضلع اَپّر گود آوری

ذیل کے مکتوب میں چار مذاہب حنفی، مالکی، شافعی اور حنبلی کے پیروکاروں کوسواداعظم قرار دیا گیا ہے اورسواداعظم کےمبنی برحق ہونے میں دورائے نہیں اوراس راہ کے راہ رو کا راہ سنت وطریق صحابہ پر گامزن رہنے کی علامت ہے۔

اس خط کی دوسری بحث نذرونیاز کےلغوی اور شرعی معنی ومفہوم کا احاطہ کئے ہوئے ہے تیسری بحث تکبیر احرام کے وقت نمازی کے ہاتھ کندھوں اور کانوں کی لوتک اُٹھانے سے متعلق ہے، چوتھی گفتگو تشہد میں انگلی اٹھانے کے بارے میں ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سلام مسنون کے بعد اعزی خدا بخش صاحب کو معلوم ہو کہ آپ کا ۲۰ ذی الحجہ ۱۲۸۵ھ کا لکھا ہوا مکتوب پہنچا۔ دینی مسائل کی دریافت پر مشتمل رہنے سے دل بہت خوش ہوا، اس سے ظاہر ہوا کہ شریعتِ مطہرہ آپ کے دل میں قرار

پکڑے ہوئے ہے۔ برتن سے وہی چیز ٹپکتی ہے جو اس میں ہوتی ہے۔ اور فتویٰ ملفوفہ بھی فقیر ہی کا لکھا ہوا ہے۔ جو ۱۲۶۸ھ میں لکھا تھا۔ لیکن وہ فتویٰ ناقص رہنے کی وجہ سے دوسرا مکمل فتویٰ ملفوف کیا ہوں اس سے اسناد کے ساتھ مفصل حالتیں معلوم ہوں گی۔

سب سے پہلے یہ بات جان لینا ضروری ہے کہ ہمارا دین، دینِ محمدیؐ ہے۔ موسوی وعیسوی وغیرہ نہیں ہے۔ پھر اس دین میں تہتر فرقے ہیں۔ ہمارا فرقہ سنت و جماعت کا ہے۔ خارجیہ، رافضیہ، قدریہ، جبریہ، معتزلہ، مرجیہ، ظاہریہ، باطنیہ وغیرہ کا نہیں ہے۔ پھر یہ فرقہ سنت جماعت کے اندر چار مجتہد مستقل سے چار مذہب رائج ہیں اور مشہور ہیں۔ حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی۔ ان چاروں مذہب میں حق دائر ہے اور بے خطر ہے اور ان کے اختلاف میں رحمت ہے۔ جیسا کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: علماء کا اختلاف رحمت ہے اور شیخ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ جزیل المواہب میں فرماتے ہیں:

جان لو کہ اس ملت کے اندر مذاہب کا اختلاف بہت بڑی نعمت اور فضیلت ہے۔ اور اس میں لطیف بھید ہے جس کو علماء جانتے ہیں اور جہلا اس سے اندھے ہیں۔ یہاں تک کہ میں نے سنا بعض جہلا کہتے ہیں کہ حضور ﷺ شریعت ایک ہی لائے تو پھر یہ چار مذاہب کہاں سے پیدا ہوگئے۔ پھر ان چاروں مذاہب میں یا تو اہل علم مجتہد فی المذہب ہیں۔ جیسے امام ابو یوسف اور امام محمد، امام طحاوی، کرخی، سرخسی، بزودی، قاضی خان، رازی، ابوالحسن، قدوری اور صاحبِ ہدایہ برہان مرغینانی وغیرہ ہیں۔

یا مقلد ہیں یعنی مجتہدوں کی پیروی کرنے والے ہیں۔ جیسے ہم حنفیہ وغیرہ، پھر یہ چاروں مذہب مکہ، مدینہ، عرب، عجم، روم، شام، مصر، مغرب، ایران، توران، ہند، سندھ، سوادِ اعظم میں جہاں کے مشہور ہیں اور چاروں مذہب کی پیروی کرنے والے سیدھی راہ پر ہیں جیسا کہ حضور ﷺ نے فرمایا علیکم بالسواد الاعظم تمہارے اوپر سوادِ اعظم کی پیروی لازم ہے۔ پھر جو احکام مجتہدوں نے استنباط کئے ہیں۔ المجتهد یخطی ویصیب کے حکم سے (مجتہد غلطی وصحیح کرتا ہے) صواب وخطا کے درمیاں متردد ہیں لیکن وہ مجتہد جس نے صحیح اجتہاد کیا اس کے لئے دو اجر ہے اور وہ مجتھد جس نے غلطی کی اس کے لئے ایک اجر ہے، حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مصیب کے لئے دو اجر ہے اور مخطی کے لئے ایک اجر ہے۔ ایسا ہی توضیح وغیرہ اصول کی کتابوں میں ہے۔

اور امام ربانی شیخ احمد سرہندی مکتوبات جلد ثالث کے بائیسویں مکتوب میں لکھتے ہیں کہ مجتہد کے اوپر اعتراض کی کوئی گنجائش نہیں ہے کہ غلطی میں بھی اس کو ثواب کا ایک درجہ حاصل ہے اس کی تقلید اگر چہ خطا میں ہو نجات کا سبب ہے انتہیٰ۔ مقلد قرآن وحدیث سے مسائل نکالے اور اجتہاد کرے تو قطع نظر خطا سے اس کو صواب میں بھی کوئی ثواب نہیں ہے۔ اور اس مقلد کی پیروی کرنے والے کو نجات نہیں ہے اور وہ مقلد اور اس کی پیروی کرنے والا دونوں عاصی اور گناہ گار ہیں۔ جیسا کہ کسی کام کا حکم دنیا عہدیداروں کا کام ہے۔ سپاہیوں کا نہیں اگر کوئی سپاہی اپنے عہدیدار کے حکم کے خلاف کچھ کرے یا دوسرا سپاہی اس کی پیروی کرے وہ سپاہی اور اس کا پیرو دونوں مجرم ہوں گے۔ اب آپ کے سوالوں کا

جواب لکھتا ہوں۔آپ نے تحریر کیا ہے کہ:

مخلوق کی نذر چاروں اماموں کے نزدیک جائز ہے یا نہیں

اس کا جواب یہ ہے کہ نذر کے دو معنی ہیں۔ایک ایجاب العبادت، دوسرا ھدیہ،غیاث اللغات میں: نذر بفتح نون اور سکون بذال معجمہ، عہد کرنا اور کسی چیز کا اپنے اوپر واجب کر لینا۔ مثلاً روزہ اور اللہ تعالیٰ کے لئے صدقہ اور بزرگان دین کے نام سے فاتحہ کرنا اور جو کچھ امراء وسلاطین سے ملاقات کے وقت نقد وجنس پیش کرتے ہیں۔اگر نذر بمعنی ایجاب العبادت ہے تو بالاجماع یہ نذر مخلوق کو حرام ہے۔خواہ مخلوق زندہ ہو یا مردہ،اور نذر نقد ہو یا کھانے پینے کی جنس ہو۔اس لئے کہ یہ نذر عبادت ہے اور مخلوق کے لئے عبادت نہیں۔صاحب فتاویٰ خیریہ فرماتے ہیں، کہ مخلوق کی نذر کی حرمت پر اجماع ہے۔اور اگر نذر سے مراد ہدیہ ہو تو مخلوق کو دینا جائز ہے۔چناں چہ امام ربانی شیخ احمد سرہندی اپنے بعض مکتوب میں لکھتے ہیں کہ نذر شما رسید، تمہاری نذر پہنچی، اور صراط مستقیم باب دوم میں مولوی اسمٰعیل دہلوی لکھتے ہیں کہ درخوبی نذر و نیاز اموات شکی نیست۔یعنی اموات کی نذر و نیاز کے جائز ہونے میں کوئی شک وشبہ نہیں ہے۔اور یہ مریدین، پیروں کو اور خدام، امیروں کو جو نذر دیتے ہیں اس سے مراد ہدیہ ہے نہ کہ عبادت۔

پھر آپ نے سوال کیا کہ: ایک حنفی شخص بموجب ابو حمید ساعدی کی حدیث کے، ہاتھ کندھوں تک اٹھاتا ہے۔اس کا کیا حکم ہے؟ جواب اس کا یہ ہے کہ حنفی مجتہد ہے تو حدیث پر عمل کرسکتا ہے اور اگر مقلد ہے تو اس پر اپنے امام کی

تقلید واجب ہے۔ ایسا ہی کتب اصول میں ہے اور امام ربانی شیخ احمد سرہندیؒ جلد اول کے مکتوب دوسو چھیاسی میں فرماتے ہیں۔ کہ مقلد کو کوئی حق نہیں پہنچتا ہے کہ وہ اپنے امام کی رائے کے خلاف کتاب وسنت سے احکام نکالے اور اس پر عمل کرے۔ اور مقدمہ ایضاح الحق کی فصل اول میں مسئلہ استنباط احکام کے بارے میں ہے کہ: شرط ثانی آن کے قایس از مجتہدین باشد نہ از مقلدین انتہی۔ یعنی دوسری شرط یہ ہے کہ قیاس کرنے والا مجتہدین سے ہو، مقلدین سے نہیں۔ اس صورت میں حنفی مقلد کو مجتہدین حنفیہ کی تقلید کے علاوہ کوئی چارہ نہیں ہے۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ حدیث ابوحمید ساعدی جس کی عبارت یہ ہے: رایتہ اذاکبر جعل یدیہ حزای منکبیہ کی شرح میں لکھتے ہیں کہ میں نے آں حضرت ﷺ کو دیکھا کہ جب آپؐ تکبیر احرام کہتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو کانوں کی لوتک رکھتے ہیں اور بعض روایتوں میں کانوں کے اوپر تک آیا ہے۔ اور یہ بھی احادیث میں آیا ہے، اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے متوسط کو اختیار کیا ہے اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے ان روایتوں کی اس طرح تطبیق دی ہے کہ ہاتھ کی ہتھیلیاں کندھوں کے مقابل اور انگوٹھا کان کے برابر اور دوسری انگلیاں کان کے اوپر ہوں۔ اور ہوسکتا ہے کہ کہ مختلف اوقات میں ان سے ہر ایک ظاہر ہوا ہو۔ واللہ اعلم: انتہیٰ

پھر آپ نے سوال کیا ہے کہ: تشہد میں انگلی اٹھانے کا کیا حکم ہے؟

جواب اس کا یہ ہے کہ انگلی اٹھانے کے بارے میں اٹھائیس صحیح حدیثیں آئی ہیں مگر صحیح بخاری میں اس کا کچھ ذکر نہیں ہے۔ امام الائمہ امام اعظم

ابوحنیفۃ النعمان اور صاحبین (امام ابو یوسف اور امام محمد) اور مالکیہ، حنبلیہ سب کے سب اٹھانے کی جانب ہیں اور علمائے ماوراء النہر اس کے خلاف ہیں۔ غرض یہ کہ اس مسئلہ میں اختلاف ہے اور فتویٰ بھی مختلف ہے۔ اس مسئلہ کی تفصیل ''فصل الخطاب'' میں وضاحت سے لکھا ہوں۔ یہ کتاب عنقریب چھپنے والی ہے۔ پس آدمی تشہد میں انگلی اٹھانے میں مختار ہے جھگڑے سے کوئی نتیجہ نہیں۔

فقیر ایک کم اسی کو پہونچ چکا ہے اور لب گور بیٹھا ہے پھر ایک انار سو بیمار، ایک سر ہزار سودا کا حکم رکھتا ہے۔ مسائل کی تحقیق کرنے کی فرصت بہت کم ملتی ہے۔ دل میں بہت سی باتیں ہیں، قلم اس کی ترجمانی سے قاصر ہے۔

عمر گزر گئی اور میرے عشق کی باتیں آخر نہیں ہوئیں، رات آخر ہوگئی۔ اب میں افسانہ مختصر کر رہا ہوں۔

میرے تئیں تم دوستوں سے فراموش نہ سمجھنا، المرء مع من احبہ : متفق علیہ حدیث ہے یعنی انسان اس کے ساتھ ہے جس سے اس نے محبت کی ہے۔ اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو توفیق دے کہ وہ سنت و جماعت کے مذہب حقہ پر قائم رہیں اور زیادتی و کمی اور کمینی دنیا کے فریب سے محفوظ رہیں۔ اور کچھ ہوا، اپنی محبت و جمعیت باقیہ کی مشام میں لائیں۔ اور موت کی یاد اور احوالِ آخرت پیش نظر رکھیں۔ اصل کام تو یہی ہے اس کے سوا کچھ نہیں، اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ ہو۔

۱۲ محرم الحرام ۱۳۸۶ھ

☆☆☆☆☆☆☆☆

۷۳۔ مکتوب بنام
مولانا قادر محی الدین
ابن غلام محمد خان نواب صاحب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حمد وصلوٰۃ اور ابلاغ سلام وتحیات کے بعد

خاطر سعادت ماثر پر واضح ہو کہ التفات نامہ جو کمال لطف و مہربانی کے ساتھ ہم فقراء کے نام تحریر کیا تھا، موصول ہوا۔ کدورات ماسویٰ سے مبرا تھا، بہت مسرور وشادماں کیا۔

ایں کار دولت است اکنوں تا کرا رسد، بشری لکم بشری لکم

آپ نے قرآن کریم کی تلاوت ، دلائل الخیرات اور قصیدۂ بردہ کی اجازت طلب کی تھی۔

سعادت آثار! اللہ تعالیٰ کی نظر کا مقام انسان کا قلب ہے نہ کہ اس کا جسم ، لہٰذا آیاتِ قرآنیہ کی تلاوت اور وظائف واوراد کے پڑھنے میں دل کی توجہ اللہ کی طرف ہونی چاہیۓ ، اور جو کچھ پڑھا جارہا ہے اس کا معنی ومفہوم سمجھے بغیر دل کی توجہ اللہ کی جانب نہیں ہوسکتی، اس لئے مرید کو چاہیۓ کہ پہلے دلائل الخیرات ، قصیدۂ بردہ اور قرآن کریم کے معانی ومطالب سمجھے اور اسکے بعد تلاوتِ قرآن اور وظائف کی جانب متوجہ ہوجائے۔

اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کا راستہ ذکر، مراقبہ اور تلاوتِ قرآن ہی ہے۔ اور ان سب راستوں میں بہتر راستہ قرآن کریم کی تلاوت ہے۔ کیونکہ صحابہؓ کرام نے زیادہ تر اسی راستہ سے سلوک طے کیا تھا۔ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا !انی ترکت فیکم الثقلین کتاب اللّٰہ وعترتی میں تمہارے درمیان دو چیز چھوڑ چلا ہوں، اللہ تعالیٰ کی کتاب اور میرے اہل بیت۔ لیکن قرآن کی تلاوت میں ضروری ہے کہ کلام، اللہ تعالیٰ سے بلاواسطہ سنے، یہ ادنیٰ مرتبہ ہے۔ اور تلاوت قرآن کے دوران ہر قصہ اور خطاب کا مخاطب خود کو جانے اور یہ درمیانی مرتبہ ہے۔ اور تلاوتِ قرآن کریم میں اپنے افعال اور صفات کا مشاہدہ کرنا، یہ اعلیٰ مرتبہ ہے۔

اجازت کے اندر بڑی تاثیر ہے۔ اس لئے حسب التماس قرآن کریم، دلائل الخیرات اور قصیدہ کے پڑھنے کی اجازت دے رہا ہوں، جس قدر ہو سکے قرآن کریم کا معنی و مطلب سمجھتے ہوئے تلاوت کرنے کو غنیمت جانتے اور جب تلاوت سے دل اکتا جائے تو پڑھنا موقوف کر دیں، کیونکہ قرآن کی تلاوت کے لئے حضورِ قلب کی حیثیت ویسی ہی ہے جیسی جسم کے لئے روح اور تھیلی کے لئے زر و روپیہ کی۔ اللھم بارك فی اجازته واجب دعوته وحصل مراده بحرمة حبیبه محمد واٰله وصحبه اللھم آمین بمنه وکرمه آمین۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

۷۴۔ مکتوب بنام
شهامت جنگ محفوظ خان بهادر
مدراسی صوبه دار کرناٹک

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بعد الحمد وصلوٰۃ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

خاطر شریف پر واضح ہو کہ کل کے دن اس مسکین کے کانوں تک یہ خبر پہنچی کہ دمّل کی وجہ سے آپ کا مزاج شریف ناساز ہے، اس خبر کو سُن کر دل بے چین اور مضطرب ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ وہ اپنے فضل وکرم اور جود وعطا سے آنمکرم کی صحت یابی اور شفایابی کی خبر بھی جلد کانوں تک پہنچائے گا۔ آپ کی صحت وسلامتی میں رعایا کی فراخی وکشادگی اور آرام وآسائش مضمر ہے۔

مکرمی! جو چیز جسم کے لئے تکلیف دہ ہے وہ روح کے لئے راحت و آسائش کا باعث ہوگی، اور جو چیز جسم کے لئے راحت ہے وہ روح کے لئے رنج وتکلیف کا باعث ہوگی، اس لئے بیماری در حقیقت خوشی کا باعث ہے کیونکہ اسی کی وجہ سے ایک غافل شخص اللہ تعالیٰ کی جانب مائل اور متوجہ ہو جاتا ہے اور زراعت اخروی کی کاشت میں مشغول ہو جاتا ہے، اور دائمی نتائج اور ابدی ثمرات حاصل کرنے میں کامیاب ہو جاتا ہے اور دنیا کو آخرت کے لئے استعمال کرنے لگتا ہے تاکہ زمین استعداد میں بیج ڈال کر ایک دانہ سے سات سو دانے تیار کر سکے۔

اوراس شخص کے حق میں یہ بڑی بدنصیبی اور بدبختی کی بات ہے جس کو دنیائے فانی کی راحتیں اور جسمانی لذتیں آخرت سے غافل کردیں۔امام الاولیاء حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں : دنیااورآخرت کی مثال دوسوکن جیسی ہے،ان میں سے ایک خوش ہوئی تو دوسری ناراض ہوجائیگی۔اور جس شخص کی نگاہوں میں آخرت رچی اور بسی ہےاس کو دنیاومافیہا سے کوئی خوشی نہ ہوگی،اور یہ فانی دنیاتو مومن کے لئے قیدخانہ ہےاورکافر کے حق میں یہی جنت ہے۔

بزرگانِ سلف سے منقول ہے کہ جب کوئی بیماراور مفلس شخص اہل اللہ کی صحبت میں کچھ عرصہ رہتاتو پھروہ صحت اور مالداری کا طلب گارنہیں رہتا۔بیماری تو ایک دولت ہے جواللہ کے دوستوں کو نصیب ہوتی ہے۔اللہ تعالیٰ اپنے کمال لطف وکرم سے آں محسن کے امثال کوزرومال کی آمدنی کی کثرت کے باوجود کامیاب فقر سے ہمکنارفرماتا ہے۔حدیث شریف ہے کہ فقراء،اغنیاء سے پانچ سوسال پہلے جنت میں داخل ہوں گےاور حضرت سلیمان علیہ السلام نبی ہونے کے باوجودوہ بھی انبیائے کرام سے پانچ سوسال کے بعد جنت میں داخل ہوں گے اللھم احیینی فقیراً وامتنی فقیرا واحشرنی فی زمرۃ الفقراء۔

دعاہے کہ ذاتِ شریف صحت جسمانی اورروحانی کے ساتھ حافظ حقیقی کی حفاظت میں محفوظ ومامون رہیں۔

اللہ کی نصرت وتائیدتمہارے ساتھ رہے،تم جہاں کہیں رہو۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

۷۵۔ مکتوب بنام
رسالدار یوسف خان شروانی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بعد از سلام مسنون کے واضح خاطر سعادت ہوئے کہ محرم ۱۲۶۳ھ کا التفات نامہ موصول ہوا۔ آپ کی خیریت اور مزاج، رو بصحت ہونے کی اطلاع سے دل کو اطمینان حاصل ہوا۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا، قضا و قدر میں کسی چیز سے تغیر و تبدل ممکن ہے تو وہ صرف دعا ہے لا یرد القضاء الا الدعا اس لئے فقیر آپ کو اجازت دیتا ہے کہ سورۃ الشفاء (سورۃ الفاتحہ) کو درودِ شفا کے ساتھ چینی کے برتن پر کسی بزرگ سے زعفران سے لکھوایئے اور چودہ دن تک ہر روز علی الصباح گلاب کے پانی سے دھو کر پی لیں۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی، ' شرح سفر السعادۃ ' میں فرماتے ہیں، دعا طب روحانی ہے۔ اگر وہ پوری توجہ کے ساتھ بزرگوں کی زبان سے جاری ہو جائے، لیکن یہ چیز نادر ہو چکی ہے اور لوگ طب جسمانی کی ضرورت کی طرف اس قدر متوجہ ہو چکے ہیں کہ دعا وغیرہ سے غافل ہو گئے ہیں۔

یہ فقیر خود کو دعا کے شایان تو نہیں سمجھتا لیکن دعائیں قبول ہونے کی امید میں آپ کے لئے دعا کرنے سے خود کو علحدہ بھی نہیں رکھ سکتا، دورد شفا یہ ہے۔

اللھم صل علیٰ محمد وعلیٰ اٰل محمد بعدد کل داء ودواء وبعدد وکل علۃ وشفاء اللہ کی نصرت و تائید تمہارے ساتھ رہے تم جہاں کہیں رہو۔

۷۶۔مکتوب بنام
بخشی محمد محی الدین علی خان
صاحب مھکری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بعد الحمد والصلوٰۃ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ !

التفات نامہ جو لوگوں کی بدسلوکی اور دنیا کی بے وفائی پر مشتمل تھا، موصول ہوا۔

مخدومی ! حقیقت تو یہ ہے کہ دنیا اور دنیا والوں سے کسی قسم کی امید اور اعتماد نہیں رکھنا چاہئے ، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ باتفاق اہل سنت و جماعت ساری امت میں افضل ترین اور جماعتِ صدیقین کے سردار ہیں لیکن اس کے باوجود رسول اللہ ﷺ آپ سے بھی کسی قسم کی امید نہیں رکھتے تھے، اور فرمایا کرتے تھے اگر اللہ تعالیٰ کے سوا انسانوں میں سے کسی کو دوست رکھنا جائز ہوتا تو میں ابوبکرؓ کو اپنا دوست بنالیتا، اسی سے آپ دنیا والوں کی حالت پر قیاس کر سکتے ہیں۔ قیاس کن زگلستانِ من بہار مرا

دنیا کبھی کھانے پینے اور اوڑھنے کی صورت میں سامنے آتی ہے تو کبھی بیوی اور بچوں کا روپ دھارے نمودار ہوتی ہے اور کبھی زروزیور اور عزت و وجاہت اور

حسن و جمال کے لبادہ میں جلوہ گر ہوتی ہے اور وفا داری ورفاقت دوام کا دم بھرتی اور یقین دلاتی ہے۔ جب کوئی شخص اسکی باتوں اوراداؤں کو سچ جانتے ہوئے اس پر دل و جان سے فریفتہ ہوجاتا ہے۔تو اچانک سر اٹھاتی ہےاور بے وفائی اور بد عہدی ظاہر کردیتی ہے، بیوی رہے گی نہ اولاد رہیں گے نہ ملبوسات رہیں گے، نہ زروجواہر رہیں گے نہ عزت وحرمت،اگر اتفاقاً دنیا اس شخص کی رفاقت بھی کرے تو ملک الموت کے ذریعہ اس کو دنیا سے رہائی دلائی جاتی ہے اس وقت اس کو اپنے اہل وعیال اور مال و دولت کو چھوڑ جانے کا غم دامنگیر ہوجاتا ہے اور پوری طرح سے دنیا کے چہرہ کی قباحت اوراس کے بے وفائی اس پر ظاہر ہوجاتی ہے، اور یہ بے چارہ دل پُر اضطرار کے ساتھ قبر میں چلا جاتا ہےاور اپنے اعمال کا رہین بن جاتا ہےاور سارا بدن حشرات الارض کا لقمہ بن جاتا ہےاوراس کی بیوی نکاح کے ذریعہ کسی کے آغوش میں چلی جاتی ہے اوراس کے فرزند سیر وتفریح میں مشغول ہوجاتے ہیں،اور مال و دولت کا وہ انبار اور ذخیرہ جس کو اس نے انتہائی محنت و مشقت سے جمع کیا تھا، وارثوں میں تقسیم ہونے لگتا ہے جو اسکی موت کے متمنی رہا کرتے تھے،نعوذ باللہ من ذالک۔

مخدومی! دنیا میں ایک مومن کو اس طرح رہنا چاہئے کہ جس طرح رفع حاجت کے لئے کراہت کے ساتھ بیت الخلاء میں رہتے ہیں،اور جیسے ہی ضرورت پوری ہوئی فوراً وہاں سے باہر نکل جاتے ہیں، خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے اپنی دنیا کو اتنی محدود کرر کھا تھا کہ ایک سال دوسال گذر جاتے کوئی آپ کو دیکھ نہیں پاتا، کہ کہاں رہتے اور کیا کھاتے پیتے ، سوکھا کھجور آپ کی

غذا، پیوند بھرا کرتہ، آپ کا لباس تھا۔

اللہ سے امید ہے کہ وہ ہمیں اور تمہیں دنیا کی لذتوں، چکنی و شیریں غذاؤں رنگین و منقش لباسوں، عزت کی طلب اور مالداروں کی صحبت سے محفوظ رکھے گا اور موت کی یاد اور آخرت کے احوال سے غافل نہیں فرمائے گا، اللہ کی نصرت و تائید تمہارے ساتھ رہے، تم جہاں کہیں رہو۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

۷۷۔ مکتوب بنام
غلام نبی فرزند غلام حسین
منشی محکمۂ نواب کرناٹک

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بعد الحمد و الصلوٰۃ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ،

خاطر شریف پر واضح ہو کہ مورخہ ۱۹ جمادی الثانی ۱۲۵۶ھ کا التفات نامہ جو من عرف نفسہ کی پہچان و معرفت اور لطائف اور وظائف کی وضاحت کی طلب اور بزرگوں کے سلسلہ کی طلب پر مشتمل تھا، موصول ہوا۔

اس دور غفلت نشان میں آپ کا یہ استفسار دیکھ کر دل کو خوشیاں اور مسرتیں حاصل ہوئیں۔ الحمدلله علیٰ ذلك۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حق سبحانہ وتعالیٰ کے ساتھ انس و محبت آپ

کے دل میں گھر کرگئی ہے۔ کل اناء یتشرح بما فیه پیالہ سے وہی چیز چھلکتی ہے جو اس میں رہتی ہے ۔اللہ تعالیٰ تمہیں اور تمہارے کاموں میں خیر و برکت عطا فرمائے۔

اسرار و معارف حاصل کرنے میں شیخ مربی کی صحبت کو بڑا دخل ہے یہی وجہ ہے کہ ایک غیر صحابی کا کوہِ اُحد کی مقدار میں دیا گیا ہوا سونے کے صدقہ کا ثواب ایک صحابیِ رسول کے مٹھی بھر گیہوں کے صدقہ کی ہمسری و برابری نہیں کرسکتا۔اگر اللہ تمہیں کسی مرشد کامل کی صحبت نصیب کرے تو یہ تمہارے لئے ایک ایسی نعمت ہوگی جس سے بڑھ کر کوئی سعادت و بھلائی نہیں، نیک صحبت میسر آنے تک امام غزالی کی کتاب کیمیائے سعادت کا مطالعہ کرتے رہیں۔آپ کے حسبِ خواہش اپنے بزرگان طریقت کا شجرہ ارسال کر رہا ہوں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اور تمہیں دنیا میں مبتلا ہوجانے سے محفوظ رکھے۔ جو آخرت میں کام آنے والی نہیں ہے۔اور نہ ہمیشہ باقی رہنے والی ہے۔

اللہ کی نصرت و تائید تمہارے ساتھ رہے تم جہاں کہیں رہو۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

۷۸۔مکتوب بنام سعید دارین محمد نظر محی الدین صاحب قاضی شہر نیلّور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حمد وصلوٰۃ اور تبلیغ سلام ودعوات کے بعد واضح ہو کہ آپ کے مکرر مکتوب ۲۶ رجب المرجب ۱۲۷۳ھ کی تاریخوں میں تحریر کئے گئے ہیں۔ دستیاب ہوئے اور مضامین مندرج سے مطلع کئے۔ الحمدللہ علیٰ ذلك۔ نیز نیلور سے برخوردار برہان الدین صاحب کا مکتوب بھی نظر نواز ہوا۔ جس کے ذریعہ آں سعادت آثار اور دیگر اشخاص کے احوال وکوائف سے آگاہی ہوئی

تاریخ فرشتہ میں مرقوم ہے کہ سلطان محمود غزنوی باوجود کمال دنیاداری کے اور عظیم سلطنت کے نظم ونسق کے خاطر غزنی سے اپنے دارالسلطنت خراسان گیا تو وہاں سلطان المقربین حضرت ابوالحسن خرقانی قدس سرہٗ کے احوال سنا اور آپ سے ضمنی ملاقات کرنے کو پسند نہیں کیا اور دارالامارت واپس آیا اور اس کے بعد بالخصوص شیخ ابوالحسن خرقانی کی ملاقات کے لئے روانہ ہوا، اور آپ سے ملاقات کا شرف حاصل کیا، حالاں کہ یہ مسافت تقریباً دو ماہ کی تھی۔

کیابات ہے کہ آں سعادت آثار دامانِ سیادت وکرامت کے ساتھ قرابت رکھنے کے باوجود ہم فقراء کو دنیوی اغراض کے ضمن میں رکھے ہوئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

عزیز دل و جان حاجی محمد قادر محی الدین صاحب مدمجدہٗ ہمارے متعلقین کے سرپرست ہیں، لیکن ہم فقراء کو ان کے معاملات میں ان کی جانب سے پہل کے بغیر دخل دینا تو کھولی حماقت ہے۔ان کے استفسار اور پیش قدمی کے وقت فقیر کو واقع اور حقیقت کے اظہار اور طرفین کی خیر خواہی سے قاصر نہ سمجھیں۔آپ کے خاندان کے لوگوں، برخورداروں اور تمام دوستوں کو سلام و دعا سنائیں اور فقیر کو فراموش نہ کریں۔اللہ کی نصرت و تائید تمہارے ساتھ رہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

۷۹۔مکتوب بنام
نواب قادر علی خان بہادر ناگپوری
خلف الصدق نواب صدیق علیخان بہادر مغفور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سلام مسنون کے بعد قلب سعادت ذخائر پر واضح ہو کہ مورخہ ۱۹ صفر المظفر ۱۲۷۲ھ کا التفات نامہ جو انتہائی لطف و کرم کے ساتھ فقیر کے نام تحریر کیا گیا ہے نظر نواز ہوا اور آپ کے جدِ امجد اور ہمارے جد امجد کی دیرینہ و قدیم محبتوں اور الفتوں کی یاد تازہ کر دیا۔آں جناب کے محبت نامہ سے درویشوں کے ساتھ الفت و محبت کے آثار کی بو باس مشامِ جان میں پہنچی تو قلب خوشیوں اور مسرتوں سے سرشار ہوا۔

اہل اللہ اور صالحین کی جماعت کو محبوب رکھنے والے شخص کے لئے یہی بشارت کافی اور وافی ہے المرء مع من احبہ (آدمی کا حشر اسی کے ساتھ ہوگا جس کے ساتھ اسے محبت و الفت ہوگی) اور اس جماعت کے ساتھ انس و محبت رکھنے والے اور اس کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے والے کے لئے یہ خوش خبری سنائی گئی هم قوم لا يشقى جليسهم ولا يخيب انيسهم۔

اللہ تعالیٰ آپ میں اور آپ کے ہر کام میں خیر و برکت عطا فرمائے اور آپ کے ساتھ خیر و بھلائی اور احسان و کرم کا معاملہ فرمائے۔

یہ التفات و توجہ جو آپ ہم دور افتادہ فقراء کی جانب فرماتے ہیں اور انتہائی خلوص و محبت کے ساتھ گفتگو فرماتے ہیں اس سے امید ہے کہ یہ عمل اللہ تعالیٰ کی عنایت و الطاف کا ذریعہ ہوگا اور اس کی رضا و خوشنودی اور رحمت و رافت کا ذریعہ ہوگا۔ انہ قریبٌ مجیب۔

اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے کہ ہم اور آپ اس دنیا کی فانی لذتوں، چکنی و شیریں غذاؤں، پراگندہ تعلقات، رنگین و منقش لباس، جاہ و عزت کی طلب، شان و شوکت کی محبت جن کو بادِ فنا اڑا لے جائے گی، جن کو فنا کے سوا کوئی چارہ ہی نہیں، ان چیزوں سے فریب نہ کھائیں اور باقی رہنے والی ذات جل جلالہ کی محبت و جمعیت کی بو باس ہمارے مشامِ جان میں پہنچائے اور اس مختصر سی دنیا کی گرفتاریوں اور بندشوں میں نہ الجھیں جو قبر میں ساتھ دینے والی نہیں ہے اور موت کی یاد اور آخرت کے احوال ہمارے پیش نظر رکھے۔ کار این است و غیر ایں ہمہ ہیچ: یہی تو اصل کام ہے باقی سب فضول اور ہیچ ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ آن والا مرتبت کے ظاہر کو شریعت مطہرہ کے ارکان کا عامل اور ملت زھرہ کے احکام کا پابند بنائے اور آں ذی شوکت کے باطن کو دنیا و مافیہا سے رہائی و خلاصی بخشے جو کہ خدا کی ملعون ہے۔ اینِ کار دولت است کنوں تا کرا رسد: یہی تو اصل نعمت ہے۔ اب کس کے ہاتھ پہنچے گی۔ اللہ تعالیٰ آپ کو قائم رکھے اور آپ کی بقاء سے اسلام کی شان و شوکت اور قوت وطاقت کو باقی رکھے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

۸۰۔ مکتوب بنام
نواب دلیر خان بهادر دلیر جنگ۔
نوابِ شاہ نور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سلام مسنون کے بعد! قلب سعادت ذخائر پر واضح ہو کہ ۱۰ ربیع الثانی ۱۲۶۶ھ کا التفات نامہ جو انتہائی خلوص و الفت کے ساتھ فقیر کے نام تحریر کیا گیا ہے۔ خلعت مرسلہ کے ساتھ دستیاب ہوا اور خیریتوں اور مسرتوں کے حسنِ انصرام کی نوید سے مطلع کیا۔ مجازی حقیقی اس کے مقابلہ میں راحتِ بے پایاں عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ ہماری طرف سے جزائے خیر عطا فرمائے۔

سرورِ انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ اپنے اصحاب سے خطاب کرتے ہوئے

ارشاد فرمایا: تم لوگ ایک ایسے زمانے میں ہو اگر تم دین کے احکام پر دس فی صد بھی عمل کرنا ترک کر دیں تو ہلاک ہو جاؤ گے۔ تمہارے بعد ایک ایسی جماعت آئے گی کہ اگر وہ دین کے احکام پر دس فی صد حصہ بھی عمل کر لے تو نجات پائے گی۔

مسلمانوں کی غربت و اجنبیت کے ایسے زمانے میں شرعی احکام کے نفاذ کی خبر ماتم زدہ مسلمانوں کے کانوں پہنچے، یہ تو فرحت بخش اور جانفزا خبر ہے۔

دولت وغنا کے باوجود عالم شباب میں خدا کی رضا کی طلب میں منہمک رہنا اور فقراء کی جانب میلان رکھنا یہ تو اللہ تعالیٰ کی عظیم ترین نعمتوں میں سے ایک نعمت ہے۔ یہی تو اصل دولت ہے۔ معلوم نہیں اب یہ نعمت کس کے ہاتھ پہنچے گی۔ اللہ تعالیٰ سید المرسلین ﷺ کے طفیل اور وسیلہ سے ہم سب کو کلیۃً اپنا لے۔

ہر چہ جز عشقِ خدائے احسن است   گر شکر خوردن بود جان کندن است

ظاہر کو شریعتِ مطہرہ سے آراستہ رکھنا اور باطن کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ پیوست رکھنا یہ اتنا عظیم کام ہے معلوم نہیں کون صاحب دولت ان دو نعمتوں سے سرفراز ہو گا۔ آج کے دور میں ان دو نعمتوں کا جمع ہونا بلکہ صرف ظاہر شریعت پر استقامت حاصل ہونا بھی نادر الوجود ہے اور کبریت احمر بھی زیادہ عزیز ترین اور نادر ترین ہے۔

اللہ تعالیٰ سے امیدوار ہوں کہ وہ اپنے کمال لطف و کرم سے سید الاولین والآخرین ﷺ کی متابعت پر ظاہراً اور باطناً استقامت عطا فرمائے گا۔ بحبیبه وآله الامجاد۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

۸۱۔ مکتوب بنام
الحاج شاہ محمد صاحب قادری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حمد وصلوٰۃ اور تبلیغ سلام ودعوات کے بعد واضح ہو کہ مکتوب مکررہ ۲۵ شوال المکرّم اور ۸ ربیع الثانی کو دستیاب ہوئے اور فرحت ومسرت کا باعث بنے۔ آپ نے دائرہ الوجود اور اس کے رسائل طلب کیا تھا۔ خوشی پر خوشی حاصل ہوئی۔ اس دورِ غفلت نشان میں جس شخص کو دیکھے وہ دنیا ہی کا طلب گار ہے۔ آخرت کا طلب گار عنقا کا حکم رکھتا ہے۔ خدا طلبی تک کیا پہنچ سکتے ہیں۔ ایسے زمانہ میں خدا طلبی سے متعلق آپ نے جو کچھ اشارہ کیا تھا۔ بہت خوب لگا۔ اس سے معلوم ہوا کہ آپ کے باطن میں خدا طلبی کا جذبہ استقرار پایا ہے۔ برتن سے وہی چیز ٹپکتی ہے جو اس میں رہا کرتی ہے۔

فقیر رسائل اور دائرۃ الوجود تحریر کر رہا ہے۔ انشاء اللہ مکمل ہونے اور طبع ہونے کے بعد آپ کو روانہ کرے گا۔ یہ ایسا وقت ہے کہ ضلع بار امحل خالی ہو رہا ہے۔ معلوم نہیں وہ کب معمور ہوگا۔

حاصل کلام! غیر موجودگی کے زمانہ میں رابطہ نامہ کو جو قلوب کے قرب پر مبنی ہے عظیم ترین خیال کریں تاکہ موانع کے ارتفاع تک قرب قلوب ہی پر اکتفا کیا جا سکے۔

اس قرب کے باوجود جسمانی قربت اور صحبت کی خواہش کو ہاتھ سے

جانے نہ دیں۔ کیوں کہ ہر طرح کی نعمت جسمانی قربت اور صحبت ہی سے مربوط ہے۔ حضرت اویس قرنیؓ جو خیر التابعین ہیں قرب قلبی کے باوجود قربت بدنی و صحبت نبویؐ سے محروم رہے تو ایک ادنیٰ صحابیؓ کے مقام و مرتبہ کو نہیں پہنچ سکے جس کو قرب وصحبت نبویؐ کا شرف حاصل رہا۔ اوران کا پہاڑ کی مقدار میں سونا صدقہ کرنا ایک ادنیٰ صحابیؓ کے مٹھی بھر گیہوں کے صدقے کے ثواب کی برابری اور ہمسری نہیں کرسکا۔ لہٰذا کوئی بھی چیز ہو وہ صحبت کی برابری اور ہمسری نہ کر پائے گی۔ اللہ کی نصرت اور حمایت تمہارے ساتھ رہے۔ تم جہاں کہیں رہو۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

۸۲۔ مکتوب بنام
نواب دلیر خان بہادر دلیر جنگ۔
نواب شاہ نور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سلام مسنون کے بعد قلب سعادت ذخائر پر واضح ہو کہ التفات نامہ اواخر رجب ۱۲۷۰ھ میں موصول ہوا، اور خیریت و کیفیت سے آگاہ کیا۔ الحمدلله علىٰ ذالك۔

اس خرچ وانفاق کے اندر کوئی غرض اور مقصد نہیں ہے جس سے دل میں خیال گزرتا ہے کہ یہ انفاق پورے خلوص کے ساتھ فی سبیل اللہ ہے۔ ریا وسمعت

اور دیگر کدورات ماسوائے سے خالی رہنے کی وجہ سے بہت خوب معلوم ہوا۔اور دل سے دعائیں نکلیں۔ یہی تو اصل دولت ہے۔اب کس کے ہاتھ پہنچے گی اور کمال رغبت کے ساتھ قبول ہوگی۔اللہ تعالیٰ آپ میں اور آپ کے ہر کام میں خیر و برکت عطا فرمائے اور اسی ذات وحدہٗ لاشریک سے آپ کی عافیت اور سلامتی چاہی گئی ہے۔

راہِ خدا میں انفاق اور خرچ خلوص دل کے ساتھ ہوتو آخرت میں اجروثواب ملنے کے علاوہ دنیا میں بھی کم از کم دس گنہ زیادہ فائدہ ہے۔ارشادِ خداوندی ہے: من جاء بالحسنة فله عشر امثالها (جو ایک نیکی لائے تو اس کے لئے اس جیسی دس نیکیاں ہیں)

شیخ فریدالدین عطارؒ ''تذکرۃ الاولیاء'' میں فرماتے ہیں کہ ایک روز رابعہ بصریؒ نے دو روٹی تیار کی۔ایک اپنے لئے اور ایک اپنے مہمان کے لئے۔ ایک سائل آیا اور کہا میں بھوکا ہوں۔تو انہوں اس کو اپنی روٹی دے دی۔اس کے بعد ایک دوسرا سائل آیا اور فریاد کیا میں کل سے بھوکا ہوں تو انہوں نے اس کو مہمان کی روٹی بھی دے دی۔مہمان نے کہا: اے رابعہ یہ کیا ہے؟ آپ نے میری روٹی بھی سائل کو دے دی؟ فرمایا: میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ سوداگری کی ہوں۔اس اثنا میں ایک خاتون کی جانب سے اٹھارہ روٹیوں کا ھدیہ آپہنچا۔رابعہ تعجب ہوگئیں اور سوچنے لگیں کہ میرے انفاق میں تو کامل خلوص تھا اور دو روٹیوں کا عوض بیس روٹیوں سے کم نہیں ہونا چاہیے پھر کیا بات ہے کہ روٹیاں اٹھارہ ہیں۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ خاتون کی خادمہ غلطی سے دو نان چھوڑ دی تھی۔

اس بعد خاتون نے باقی دو روٹیاں بھی رابعہ بصری کی خدمت میں روانہ کر دیا۔

نیز خلوص کی زیادتی اور مقدار کے اعتبار سے دنیاوی اور اخروی اجر وثواب بھی زیادہ اور بے حساب ہو جاتا ہے۔ ارشاد ربّانی ہے: یـضـاعف لمن یشآء (جس کو چاہے دو گنا اور اضافہ کر دیتا ہے)

اللہ تعالیٰ سے امیدوار ہوں کہ وہ ہم تمام مسلمانوں کو توفیق عطا فرمائے تا کہ پورے اخلاص کے ساتھ اعمال کو انجام دیں اور دنیا و مافیھا جو خدا کی ملعون ہے اس سے فریب نہ کھائیں۔ اور موت کی یاد اور آخرت کے اہوال کو پیشِ نظر رکھیں۔ اور باقی رہنے والی ذات کی محبت و جمعیت کی بو باس سے ہماری مشامِ جان کو معطّر رکھیں۔

صاحب زادگان اور تمام متعلقین کی خدمت میں سلام مسنون و دعائیں موصول باد اللہ تعالیٰ آپ کو باقی رکھے اور آپ کی بقا سے اسلام کی شان و شوکت باقی رکھے۔ آمین۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

۸۳۔ مکتوب بنام محی الدین علی خان صاحب مھکری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سلام مسنون کے بعد واضح ہو کہ ۲۳ محرم الحرام ۱۲۶۴ھ کا تحریر کردہ مکتوبِ گرامی نظر نواز ہوا، اور یاد آوری سے ممنون کیا۔

آں جناب پر یہ حقیقت واضح ہے کہ رب العالمین جنین کی پرورش ناف کے راستہ سے فرماتا ہے اور کسی طلب کے بغیر شیریں دودھ کو بچّہ کے پیدا ہونے سے پہلے ہی اس کا رزق فراہم کرتا ہے۔ اور جب ناف کا راستہ بند کر دیتا ہے تو منہ کا راستہ کھول دیتا ہے۔

خدا تعالیٰ اگر کسی حکمت و مصلحت کے تحت ایک دروازہ بند کر دیتا ہے تو اپنے فضل و کرم سے دوسرا راستہ کھول دیتا ہے۔ سرورِ عالم ﷺ کے آباء و اجداد کے دل میں کبھی نبوت کا خیال نہیں تھا۔ لیکن حضور اکرم ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے سرور انبیاء اور خاتم الاصفیاء بنا دیا۔

نیز نواب بہادر اور سلطان کے آباء و اجداد کے دل میں کبھی سلطنت کا خیال تک نہ گزرا لیکن اللہ نے اپنے جود و کرم اور احسان سے نواب بہادر اور سلطان کو سرداروں اور رئیسوں کا قائد اور سربراہ بنا دیا اور یہ دونوں رئیس اپنی اولاد کے لئے ریاست کے خواہاں اور جویاں تھے۔ لیکن حکیم مطلق ان کی خواہش کے برخلاف ریاست کی زمام دوسروں کے ہاتھوں میں تھما دیا اور ان کی اولاد کی پرورش و پرداخت مخالفوں کے ذمہ سونپ دیا۔

حاصل کلام! ہرایک کی پرورش اس کے حوصلہ کے مقدار کے مطابق فرماتا ہے۔اوراس کے حمل کے اندازہ کے مطابق محمول فرماتا ہے۔بحریؒ نے سچ کہا ہے:۔

اوپیو جو پالیتا ہے گُل کو کانٹے کو کرم کرے جو گُل کو
اویونج رکھے اَپَس نظر میں کویل کے بچے کوے کے برہ میں

ایسی صورت میں مناسب یہی ہے کہ آں مخدوم اپنے امورات اوراپنے علائق کو کارسازِ حقیقی کو تفویض فرمادیں خواجہ خود ہی روشِ بندہ پروری سے خوب واقف ہے۔اورماکان یغنی عنھم من اللہ من شئی الا حاجۃ فی نفس یعقوب قضھا وانہ لذوعلم لما علّمنٰہ ولکن اکثر الناس لا یعلمون (یوسف) (وہ جو کچھ انہیں اللہ سے بچا نہ سکتا۔ہاں! یعقوبؑ کے جی کی ایک خواہش تھی جواس نے پوری کرلی اور بے شک وہ صاحب علم ہے ہمارے سکھائے سے مگر اکثر لوگ نہیں جانتے۔) والی اس آیتِ کریمہ کی وجہ سے عقل عرضی کے حکم سے کسی سردار کے حسب استصواب یااس کے بغیر ہی جلد درخواست بھیج دیں۔مقصود حاصل نہ ہونے کی صورت میں دیگر عرائض بھی پیش کردیں اور سردار کو نہ بھیجیں۔کیوں کہ فرنگی عقلا اور دیگر مجازی حکماء اپنے اصول وضابطہ کے مطابق بغیر سند بلکہ قوی سند کے بغیر بھی اہل نیاز کی حالت پر توجہ نہیں دیتے ہیں۔جیسے کہ حاکم حقیقی بھی آہ وزاری اور فریاد کے بغیر بخشش وعطا اور مہربانی کی طرف متوجہ نہیں ہوتا۔

جب تک حلوہ فروش کا لڑکا روتا نہیں اس کی بخشش وعطا کا سمندر بھی

جوش میں نہیں آتا۔ یہ چند کلمات ہیں جو اضطراب اور اضطرار کے متقضاء کے باعث زبان قلم سے صادر ہو گئے ورنہ آن مخدوم کو کوئی نصیحت کرنا حضرت لقمانؒ کو حکمت سکھانے اور سوٴ ادب کی راہ پر گامزن ہونے کے مترادف ہے۔

باقی احوال و کوائف جناب عظیم الدین صاحب کی زبانی سُن لیجئے گا اور وہاں کے تمام عزیزوں اور بزرگوں کی خدمت میں یہاں کے عزیزوں اور بزرگوں کی جانب سے سلام مسنون اور دعا کا ہدیہ پہنچے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

۸۴۔مکتوب بنام مولوی حاجی غلام رسول صاحب چودھری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سلام مسنون کے بعد! خاطر شریف پر واضح ہو کہ ۲۷ جمادی الاول ۱۲۸۳ھ کا تحریر کردہ التفات نامہ نظر نواز ہوا۔ اکبر صاحب اکیس روز کی مدت میں توقف کے ساتھ ناگپور سے ویلور آ پہنچے اور وہاں کے رفقاء و احباب کے احوال و کوائف سے آگاہی دی۔ الحمدللہ علیٰ ذلك۔

فقیر آں جناب کے مکاتیب گرامی خصوصاً آپ نے ''جواھر الحقائق'' کے مطالعہ کے بعد جو التفات نامہ لکھا ہے، مشرف ہوا۔ لیکن دو تین جواب کا سراغ نہیں پا رہا ہے۔ یفعل اللہ مایشاء ویحکم مایرید۔

کتاب ''زادالمسافرین'' مطالعہ میں آئی اور آج کے روز مطالعہ سے فارغ ہوکر واپس دے چکا ہوں۔ اس علاقہ میں اس بزرگ مصنف کا وجود مسلمانوں کے لئے غنیمت ہے۔ اللہ موصوف کو قائم رکھے اور ان کے ذریعہ اسلام کی قوت کو باقی رکھے۔

کتاب ''جواھرالسلوک'' اللہ تعالیٰ کی مدد سے بحسن وخوبی مکمل ہوگئی۔ اب بابا میاں صاحب مولوی غلام قادر صاحب کی معرفت مدراس ہی میں طبع کروارہے ہیں چنانچہ چار پانچ جز طبع ہوچکے ہیں۔ غالبًا شعبان کے اواخر یا رمضان کے اواخر تک طبع ہوجائے گی۔ اللہ کرے یہ کتاب آپ کی نظر سے گزرجائے اور ہم کو اپنی خودنمائی سے رہائی عطا کردے۔ واللہ علیٰ کل شئی قدیر۔

اگر خدا نے چاہا تو عیدالفطر کے بعد فصل الخطاب کی طباعت کا آغاز ہوگا۔ دل میں بہت سی باتیں ہیں، لیکن قلم ان کی ترجمانی سے قاصر ہے۔

عمر بگذشت حدیث دردمن آخرنشد شب بآخرشد اکنوں کوتاہ کنم افسانہ را

عمر گزرچکی میری دردبھری بات پوری نہ ہوسکی۔ رات ختم ہورہی ہے لہٰذا میں اپنا افسانہ مختصر کررہا ہوں۔ اللہ تمہارے ساتھ رہے تم جہاں کہیں رہو۔

اکبر صاحب غالبًا گیارہ جمادی الاخریٰ ناکپور سے بمبئی اور بمبئی سے مرکب دخانی پر پیپوراور پیپور سے دوروز مدراس میں اور پانچ روز مدراس میں مقیم رہ کر مدراس سے ویلور جملہ اکیس روز میں آپہنچے اور ویلور میں چھ روز قیام کرکے چنجی گئے ہوئے پندرہ روز ہوچکے۔ ہنوز ویلور لوٹ کرنہیں آئے ہیں۔

اور دوسری بات یہ ہے کہ مولانا مولوی محمد اسلم صاحب کی تصنیف ''زادلمسافرین'' طبع ہونے کے بعد بذریعہ رجسٹری ارسال کریں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

۸۵۔ مکتوب بنام
الحاج شاہ محمد صاحب قادری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حمد وصلوٰۃ اور تبلیغ سلام ودعوات کے بعد واضح ہو کہ مکتوب مکررہ ۲۵ شوال المکرّم اور ۸ ربیع الثانی کو دستیاب ہوئے اور فرحت ومسرت کا باعث بنے۔ آپ نے دائرہ الوجود اور اس کے رسائل طلب کیا تھا۔ خوشی پر خوشی حاصل ہوئی۔ اس دورِ غفلت نشان میں جس شخص کو دیکھیے وہ دنیا ہی کا طلب گار ہے۔ آخرت کا طلب گار عنقا کا حکم رکھتا ہے۔ خدا طلبی تک کیا پہنچ سکتے ہیں۔ ایسے زمانہ میں خدا طلبی سے متعلق آپ نے جو کچھ اشارہ کیا تھا۔ بہت خوب لگا۔ اس سے معلوم ہوا کہ آپ کے باطن میں خدا طلبی کا جذبہ استقرار پایا ہے۔ برتن سے وہی چیز ٹپکتی ہے جو اس میں رہا کرتی ہے۔

فقیر رسائل اور دائرۃ الوجود تحریر کر رہا ہے۔ انشاء اللہ مکمل ہونے اور طبع ہونے کے بعد آپ کو روانہ کرے گا۔ یہ ایسا وقت ہے کہ ضلع بار امحل خالی ہو رہا ہے۔ معلوم نہیں وہ کب معمور ہوگا۔

حاصل کلام! غیر موجودگی کے زمانہ میں رابطۂ نامہ کو جو قلوب کے قرب پر مبنی ہے عظیم ترین خیال کریں تا کہ موانع کے ارتفاع تک قرب قلوب ہی پر اکتفا کیا جا سکے۔

اس قرب کے باوجود جسمانی قربت اور صحبت کی خواہش کو ہاتھ سے جانے نہ دیں۔ کیوں کہ ہر طرح کی نعمت جسمانی قربت اور صحبت ہی سے مربوط ہے۔ حضرت اویس قرنیؒ جو خیر التابعین ہیں قرب قلبی کے باوجود قربت بدنی و صحبت نبویؐ سے محروم رہے تو ایک ادنیٰ صحابیؓ کے مقام و مرتبہ کو نہیں پہنچ سکے جس کو قرب وصحبت کا شرف حاصل رہا۔ اور ان کا پہاڑ کی مقدار میں سونا صدقہ کرنا ایک ادنیٰ صحابی کے مٹھی بھر گیہوں کے صدقے کے ثواب کی برابری اور ہمسری نہیں کر سکا۔ لہٰذا کوئی بھی چیز ہو وہ صحبت کی برابری اور ہمسری نہ کر پائے گی۔ اللہ کی نصرت اور حمایت تمہارے ساتھ رہے۔ تم جہاں کہیں رہو۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

۸۶۔ مکتوب بنام
محی الدین علی خان صاحب مھکری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سلام مسنون کے بعد واضح ہو کہ ۲۳ محرم الحرام ۱۲۶۴ھ کا تحریر کردہ مکتوب گرامی نظر نواز ہوا، اور یادآوری سے ممنون کیا۔

آں جناب پر یہ حقیقت واضح ہے کہ رب العالمین جنین کی پرورش ناف کے راستہ سے فرماتا ہے اور کسی کے طلب کے بغیر شیریں دودھ کو بچہ کے پیدا ہونے سے پہلے ہی اس کا رزق فراہم کرتا ہے۔اور جب ناف کا راستہ بند کردیتا ہے تو منہ کا راستہ کھول دیتا ہے۔

خدا تعالیٰ اگر کسی حکمت و مصلحت کے تحت ایک دروازہ بند کردیتا ہے تو اپنے فضل وکرم سے دوسرا راستہ کھول دیتا ہے۔سرورِ عالم ﷺ کے آباءواجدد زریں کے دل میں کبھی نبوت کا خیال نہیں تھا۔لیکن حضور اکرم ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے سرور انبیاء اور خاتم الاصفیاء بنادیا۔

نیز نواب بہادر اور سلطان کے آباءواجداد کے دل میں کبھی سلطنت کا خیال تک نہ گزرا لیکن اللہ نے اپنے جودوکرم اور احسان سے نواب بہادر اور سلطان کو سرداروں اور رئیسوں کا قائد اور سربراہ بنادیا اور یہ دونوں رئیس اپنی اولاد کے لئے ریاست کے خواہاں اور جویاں تھے۔لیکن حکیم مطلق ان کی خواہش کے برخلاف ریاست کی زمام دوسروں کے ہاتھوں میں تھمادیا اور ان کی اولاد کی پرورش وپرداخت مخالفوں کے ذمہ سونپ دیا۔

حاصل کلام! ہر ایک کی پرورش اس کے حوصلہ کے مقدار کے مطابق فرماتا ہے۔اور اس کے حمل کے اندازہ کے مطابق محمول فرماتا ہے۔بحریؒ نے سچ کہا ہے:۔

کانٹے کو کرم کرے جو گُل کو — او پیو جو پالیتا ہے گُل کو
کویل کے بچے کوے کے برہ میں — اویونج رکھے اَپَس نظر میں

ایسی صورت میں مناسب یہی ہے کہ آں مخدوم اپنے امورات اور اپنے علائق کو کارسازِ حقیقی کو تفویض فرمادیں خواجہ خود ہی روشِ بندہ پروری سے خوب واقف ہے۔اور ماکان یغنی عنھم من اللّٰہ من شئی الاحابۃ فی نفس یعقوب قضٰھا وانہ وعلم لذوعلم لما علّمنٰہ ولکن اکثر الناس لایعلمون (یوسف) (وہ جو کچھ انہیں اللہ سے بچا نہ سکتا۔ہاں! یعقوبؑ کے جی کی ایک خواہش تھی جو اس نے پوری کرلی اور بے شک وہ صاحب علم ہے ہمارے سکھائے سے مگر اکثر لوگ نہیں جانتے۔) والی اس آیتِ کریمہ کی وجہ سے عقل عرضی کے حکم سے کسی سردار کے حسب استصواب یا اس کے بغیر ہی جلد درخواست بھیج دیں۔ مقصود حاصل نہ ہونے کی صورت میں دیگر عرائض بھی پیش کردیں اور سردار کو نہ بھیجیں۔کیوں کہ فرنگی عقلا اور دیگر مجازی حکماء اپنے اصول وضابطہ کے مطابق بغیر سند بلکہ قوی سند کے بغیر بھی اہل نیاز کی حالت پر توجہ نہیں دیتے ہیں۔جیسے کہ حاکم حقیقی بھی آہ وزاری اور فریاد کے بغیر بخشش وعطا اور مہربانی کی طرف متوجہ نہیں ہوتا۔

جب تک حلوہ فروش کا لڑکا روتا نہیں اس کی بخشش وعطا کا سمندر بھی جوش میں نہیں آتا۔ یہ چند کلمات ہیں جو اضطراب اور اضطرار کے متقضاء کے باعث زبان قلم سے صادر ہوگئے ورنہ آن مخدوم کو کوئی نصیحت کرنا حضرت لقمانؒ کو حکمت سکھانے اور سوٴ ادب کی راہ پر گامزن ہونے کے مترادف ہے۔

باقی احوال وکعائف جناب عظیم الدین صاحب کی زبانی سُن لیجئے گا اور وہاں کے تمام عزیزوؒ اور بزرگوں کی خدمت میں یہاں کے عزیزوں اور بزرگوں کی جانب سے سلام مسنون اور دعا کا ہدیہ پہنچے۔

۸۷۔ مکتوب بنام
مولانا عبدالرحیم قادری
ضیا حیدرآبادی
خلیفۂ حضرت قطبؒ ویلور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

درج ذیل مکتوب کے مطالعہ سے ایک اہم اور ضروری بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ حضرت قطب ویلور دعوت وتبلیغ اور اصلاح کے کام کے لئے افراد اور اشخاص میں نہایت دوراندیشی سے کام لیتے تھے اور ان کے اندر موجود علمی اور اخلاقی صلاحیتوں اور قابلیتوں کی طرف خاصی توجہ مبذول فرماتے تھے۔

حمد وصلوٰۃ اور تبلیغ سلام وتحیات کے بعد واضح ہو کہ ۲۴ شعبان ۱۳۸۷ھ کا تحریر کردہ مکتوب اور آپ کی تصنیف ''مقامات دستگیری'' کے ساتھ دستیاب ہوا۔

آپ نے توبہ وانابت اور دعا کے بارے میں دریافت کیا تھا، جس سے قلب کو خوشی ومسرت حاصل ہوئی۔ الحمدلله علیٰ ذلك۔ اللہ تعالیٰ حضرت داؤد علیہ السلام سے فرماتا ہے: یاداؤدؑ! کن خادما لطالبی: اے داؤدؑ! کسی صالح شخص کے خدمت گزار بن جاؤ۔ اس سے بڑی دولت کیا ہوسکتی ہے کہ

حضرت داؤد علیہ السلام جیسے پیغمبر کسی مرد منیب کے خدمت گذار تھے۔ ایں کار دولت است اکنون تا کرا رسد۔

آن عزیز جان!

اس فقیر کے ساتھ جو حسنِ ظن اور حسنِ عقیدت رکھتے ہیں اس مناسبت سے اور دعا کی درخواست اور مشائخ طریقت کا شجرہ طلب کرنے کے باعث فقیر نے بھی قبول کیا اور شجرہ ارسال کیا۔

آپ کو چاہئے کہ جب مریدانِ صادق، عزم اور حوصلہ کے ساتھ آپ کے سامنے آئیں اور خالص اور سچی توبہ کریں اور عہد کریں کہ معصیت کا خیال سر سے نکال رہا ہوں اور اللہ تعالیٰ کی جانب رجوع ہوں اور دنیا کو پس پشت ڈال دیا ہوں اور آخرت کی جانب مائل ہوں تو اس کے بعد دو رکعت نمازِ شکرانہ ادا کرائیں۔

اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ وہ اپنے فضل و کرم سے ہماری اور سارے مسلمانوں کی توبہ اور دعا کو قبول فرمائے گا اور دنیا و مافیھا سے فریب نہ دے گا جو کہ زوال پذیر ہے اور خدا کی ملعون ہے۔

''مقامات دستگیری'' کے مطالعہ سے واضح ہوتا ہے کہ آپ کی سعادت مندانہ شخصیت دعوت و طریقت کی اجازت کی استعداد و قابلیت رکھتی ہے اور آپ کی صلاحیت و استعداد بہت سے مستفیض حضرات کے لئے قابل رشک ہے اور آپ کے جوہر شریف کی نفاست و خوبی بہت سے جوہر دان افراد کے لئے غبطہ ہے۔

دعوت وتبلیغ کی اجازت، وصول الی اللہ اور مقام فنا وبقا کے فائز ہونے پر موقوف ہے۔ وصول الی اللہ کے راستے چار ہیں۔ ذکر، فکر یعنی مراقبہ، تلاوتِ قرآن کریم اور کامل ومکمل مرشد کی صحبت ان چار طریقوں میں سب سے افضل طریقہ مرشد کی صحبت ہے اور یہ اکسیر کا حکم رکھتی ہے۔ صحبت اور ہم نشینی کی یہی وہ اثر آفرینی تھی کہ خیر التابعین حضرت اویس قرنیؒ کا کوہِ احد کی مقدار میں سونے کا صدقہ ایک ادنیٰ صحابیٔ رسولؐ کے مٹھی بھر گیہوں کے صدقہ کے اجر وثواب سے برابری اور ہمسری نہ کر سکا۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ قلب کبھی حس کے تابع ہوتا ہے۔ لامحالہ جو حس سے دور ہے قلب سے بھی دور ہے۔ من لم یملك عینه فلیس القلب عنده (جو شخص اپنی آنکھ کا مالک نہیں اس کے نزدیک قلب بھی نہیں ہے۔) کی حدیث اسی مقام ومرتبہ کی جانب اشارہ کر رہی ہے اور کام کی انتہا میں جب قلب کو حس کی تبعیت نہیں ہوتی ہے تو حِس سے دوری قربِ قلبی میں تاثیر نہیں کرتی اسی لئے مشائخ کرام نے مبتدی اور متوسط حضرات کو شیخِ کامل کی صحبت سے دوری اور علاحدگی کو پسند نہیں فرمایا۔ جب ایسے شیخ کی صحبت میسر نہ آئے تو تلاوتِ قرآن معانی ومطالب کی فہم اور غور وفکر کے ساتھ بہترین عبادت ہے۔ رزقنا اللہ ویاکم بحرمة سیدالمرسلین صلی اللہ علیه وعلیهم وعلیٰ اٰله واصحابه اجمعین۔

آپ کے حسب ایما بزرگانِ کرام کے سلسلہ کا شجرہ ارسال کیا ہوں۔ نیز حسب ایما کتاب ''مقامات دستگیری'' واپس ہے۔ آپ نے ناسازیٔ مزاج کا

ذکر کیا تھا۔ شافیٔ مطلق اپنے حبیبؐ اور آپ کی آل امجاد کے صدقے سے آپ کو شفا عطا فرمائے اور آپ کی حفاظت فرمائے۔ فقیر کو بھی دعائے خیر سے فارغ نہ خیال کریں اور آپ کی ملاقات کا مشتاق خیال کریں۔ دل میں بہت ساری باتیں ہیں جن کی ترجمانی سے قلم قاصر ہے۔

عمر بگذشت حدیث دردِ من آخر نشد شب بآخر شدا کنوں کوتاہ کنم افسانہ را

عمر گزر چکی میری درد بھری بات پوری نہ ہو سکی۔ رات ختم ہو رہی ہے لہٰذا میں اپنا افسانہ مختصر کر رہا ہوں۔ اللہ تمہارے ساتھ رہے تم جہاں کہیں رہو۔

شجرۂ مقدسہ

بروحِ مصطفیٰؐ آن شاہِ عالم بروحِ حیدر کرارؓ اکرم

بروحِ شاہ تختِ دانش و داد حُسینؓ ابن علیؓ وزین عبّاد

بروحِ باقرآن کانِ مکارم بروحِ جعفرؒ و موسیٰ کاظمؒ

بروحِ گوہرِ بحرِ مفاخر علی موسیٰ رضا سلطانِ فاخر

بروحِ شیخ دیں معروف کرخی کہ می بخشد آمان ز آفات چرخی

بروحِ سری و چون گل عزیز ست جنید وشبلی و عبدالعزیز ست

بروحِ عبدِ واحد بوالفرح نیز علی وبوسعید آں گنجِ تمیز

بروحِ عبدقادر شاہ والا کہ قادر بود براحیاء موتیٰ

مذاکرہ زروحِ لایزالی　　　وشاؤس السعادۃ قد بدالی

بطوفانِ بلاجودی و جوش　　　مریدی لاتخف فرمان جودش

بگفتا فارغ از تقئید رسمی　　　انا الجیلی محی الدین اسمی

بروحِ عبدرزاق آن شہِ دین　　　درِ بحرِ کمال و بحر تمکین

بروحِ آں کہ افضل اوست بی حصر　　　امام صالحان بو صالح نصر

بروحِ آنکہ گیتی شد غلامش　　　ابونصر محی الدین نامش

بروحِ سید احمد شیخ آفاق　　　بروحِ پر فتوح حاجی اسحاق

بروحِ آں کہ افلاک است خاکش　　　بودراجی محمد نام پاکش

بروحِ ماہیٔ دریائے سرمد　　　کہ نام او بود دریا محمد

بروحِ آفتابِ مطلع سر　　　نصیردین و دنیا شیخ ناصر

بروحِ عبدِ حق مخدوم والا　　　کہ از وی کارِ عرفان گشت بالا

بروحِ فخردیں آن کانِ تمکین　　　کہ ذاتش بود فخر دنیا و دین

بروحِ بوالحسن شیخ زمانہ　　　کہ ہم چو بوالحسن باشد یگانہ

علی مرتضٰی ارا ہست عین او　　　حسن او بوالحسن او ہم حسین او

بروحِ سید اہل ہدایت　　　دریکتائے دریائے ولایت

بنامِ مرتضٰی گردیدہ نامی　　　چونام خویشتن گشتہ گرامی

بروحِ پاک آن قطب معلّیٰ　　　باسم بوالحسن ثانی مسمّٰی

کجا مانند اوبر عرصۂ خاک — بلا شک وارث سلطان لولاکؐ

بخلوۃ گاہِ وحدت بودراہش — الوہیت ہمیشہ سیر گاہشی

شریعت استقامت یافت ازدی — طریقت زیب رینت یافت ازوی

چوبود او آیہ رحمت بدنیا — علیہ رحمۃ اللہ تعالیٰ

محی الدین عطاپروردای ایشاں — مکمل کردہ چشم از گردای ایشاں

خداوندا بحق ایں بزرگاں — بجاہ و عزت این اہل عرفاں

زدرگاہِ تو دار دایں گنہ گار — امیدِ مغفرت اے ربِّ غفّار

دوسری بات یہ ہے کہ ہماری ملاقات کا وقت آنے تک ''جواہرالسلوک''، ''عوارف المعارف''، ''فصوص الحکم'' کی عربی فارسی شروحات اور بالخصوص ''فص آدمیہ'' ''فص ابراہیمیہ اور ''فص محمدیہ'' آپؐ کے مطالعہ میں رہیں۔اور قرب نوافل اور قربِ فرائض کو جہاں تک ہوسکے نگاہ میں رکھیں۔ انہ قریب مجیب وعلی کل شئی قدیر۔

ہم فقراء کا پیشہ ہی لوگوں کو دین کی طرف بلانا ہے۔دعوتِ الی اللہ خواہ وہ ظاہری ہو یا باطنی ہو۔دعوت ظاہری کے تحت دو دعوت نامے روانہ کیا ہوں۔ایک عربی میں ہے دوسرا اردو میں ہے۔کمالِ نرمی اور دل داری کے ساتھ دعوت وتبلیغ کے کام میں مشغول رہیں۔اور جہاں تک ہوسکے انسانوں کی اصلاح سے قاصر نہ رہیں اور تبلیغ کا کام پورے خلوص اور کامل اخلاص کے ساتھ انجام دیتے رہیں۔ افمن یھدی الی الحق احق ان یتبع امن لایھدی الا ان یھدی فمالکم کیف تحکمون (یونس:۳۵) تو کیا جوحق کی راہ دکھائے اس کے حکم پر چلنا چاہئے یا اس کے حکم پر جو خود ہی راہ نہ پائے جب تک کہ اس کو راہ نہ دکھائی جائے۔تمہیں کیا ہوا کیسا حکم کرتے ہو۔

۸۸۔مکتوب بنام مکرمی سعید بخت صاحب ساکنِ کلکتہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سلام مسنون کے بعد خاطر شریف پر واضح ہو کہ مدراس اور کلکتہ کے مکررہ خطوط جو کمالِ التفات اور اخلاص کے ساتھ تحریر کیئے گئے ہیں دستیاب ہوے اور ان خطوط سے قلب کو خوشی و مسرت حاصل ہوئی۔ کیونکہ یہ درویشوں اور فقیروں کے ساتھ محبت و الفت اور ان سے ربط و تعلق اور ان کے ارشادات سننے کی خواہش و تڑپ اور ان کے طریقوں سے اُنس و رغبت کے جذبات و احساسات کی خبر دے رہے تھے۔ جو کہ اللہ کی عظیم ترین نعمت ہے، نیز حاجی دستگیر صاحب کی زبانی بھی آپ کے احوال و کوائف سے آگاہی ہوئی جو ۲۵ ربیع الثانی ۱۲۸۳ھ کو فقیر کے مکان حاضر ہوے تھے۔ الحمدللہ علیٰ ذلك۔

سرورانام علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد مبارک ہے۔ المرء مع من احبہ آدمی کا حشر اسی کے ساتھ ہوگا جس کے ساتھ اسے محبت و الفت ہوگی۔ لہٰذا اللہ والوں کے ساتھ محبت و الفت رکھنے والا بھی ان ہی بزرگوں کے ساتھ ہوگا اور حریم قرب میں ان کا ہم نشین اور مصاحب ہوگا۔

آپ نے توبہ و انابت اور دعا کے بارے میں دریافت کیا تھا۔ جس

سے قلب کو سرور وانبساط حاصل ہوا۔ بارك الله فيكم وفى كل شانكم۔ اللہ تعالیٰ آپ اور آپ کے ہر کام میں برکت عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ حضرت داؤد علیہ السلام سے فرماتا ہے: یاداؤد کن خادماًلطالبی :اے داؤد! کسی مردِ صالح کے خدمت گزار بن جاؤ۔ اس سے بڑی دولت اور نعمت اور کیا ہوسکتی ہے کہ حضرت داؤدؑ جیسے پیغمبر کسی مردِ منیب کے خدمت گزار تھے۔ ایں کار دولت است اکنوں تا کرا رسد۔

آن مخدوم! اس فقیر کے ساتھ جو حسنِ عقیدت رکھتے ہے۔ اس مناسبت سے اور دعا کی درخواست اور مشائخ طریقت کا شجرہ طلب کرنے کے باعث فقیر نے بھی قبول کیا اور شجرہ ارسال کیا۔

چاہئے کہ جب مریدانِ صادق، عزم وحوصلہ کے ساتھ سامنے آئیں اور کسی مردِ صالح کے سامنے خالص اور سچی توبہ کریں اور عہد کریں کہ معصیت کا خیال سر سے نکال دیا ہوں اور اللہ تعالیٰ کی جانب رجوع ہوں، اور دنیا کو پس پشت ڈال دیا ہوں اور آخرت کی جانب مائل ہوں تو اس کے بعد دو رکعت نماز شکرانہ ادا کرائیں۔

اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ وہ اپنے فضل وکرم سے ہماری اور سارے مسلمانوں کی توبہ اور دعا کو قبول کرے گا اور دنیا و مافیھا سے فریب نہ دے گا۔ جو کہ زوال پذیر اور خدا کی ملعون ہے۔

اسی بنا پر کتاب جواھر الحقائق کی ترسیل کی جانب اشارہ کیا گیا۔ نیز حمید بخت صاحب کی خواہش بھی حاجی دستگیر صاحب کی زبانی ''معجزۂ مصطفیٰؐ''

کے تعلق سے معلوم ہوئی۔لہٰذا یہ دونوں کتابیں عبدالرحمان کائل پٹن عرف صاحبو کی معرفت روانہ کردی گئی ہیں۔ھد یہ قبول کرنا سنت ہے۔لہٰذا آپ قبول فرما کر ممنون کیجئے۔

''معجزۂ مصطفیٰؐ'' کے اشعار سات ہزار دو سو ہیں۔ جن کو میرے جدّ امجد شیخ ماجد سید شاہ عبداللطیف ذوقیؔ ویلوری نے تیس سال کی عمر میں ۱۱۸۰ھ میں صرف ڈیڑھ ماہ کی مدت میں مولوی باقر آگاہ مدراسی کے واسطے تحریر کیا تھا۔

کتاب ''جواھرالحقائق'' علم حقائق سے متعلق ہے۔علم سلوک میں فقیر کی تالیف جواہرالسلوک ہے۔ جو جواہرالحقائق سے بھی ضخیم ہے۔اس کی طباعت کا ارادہ ایک تاجر نے کیا ہے۔اگر چار ماہ کے اندر اندر طبع ہوگئی تو بعید نہیں کہ یہ کتاب بھی آپ کے مطالعہ سے گزر سکے۔واللہ علی کل شئی قدیر۔

فقیر بھی آپ کی ملاقات کا مشتاق ہے لیکن وہ اس وقت اپنی عمر کے ۷۶ ویں بہار دیکھ رہا ہے، اور لبِ گور بیٹھا ہوا ہے۔ یفعل اللہ مایشآء ویحکم مایرید۔اللہ تعالیٰ جو چاہے کرتا ہے اور جو ارادہ کرتا ہے حکم فرماتا ہے۔

دل میں بہت سی باتیں ہیں لیکن ان کے اظہار میں قلت اوقات اور کثرتِ اشغال مانع ہے۔

عمر بگذشت حدیث دردمن آخر نشد شب بآخر شد اکنوں کوتاہ کنم افسانہ را

زندگی گزر چکی لیکن میری درد بھری داستان ختم نہ ہوسکی۔رات ختم ہوگئی میں اپنا افسانہ مختصر کئے دیتا ہوں۔

من قال لاالہ الا اللہ دخل الجنۃ۔ افضل الذکر لاالہ الااللہ جس شخص نے لاالہ الا اللہ کہا وہ جنت میں داخل ہوگا۔افضل ذکر لاالہ الا اللہ ہے۔

ذکر نفی و اثبات جہر

یہ کلمہ لاالٰہ الا اللہ ہے اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ نماز کے طریقہ پر قبلہ رخ ہو کر بیٹھیں اور آنکھیں بند کر کے لا کہیں۔ گویا آواز ناف سے نکال رہے ہیں۔ یہاں تک کہ سیدھے بازو تک پہنچا دیں۔ پھر الہ کہیں گویا سر سے آواز نکال رہے ہیں پھر الا اللہ کو دل پر شدت اور قوت کے ساتھ ضرب کریں اور دل میں اللہ کے سوا ہر شئے کو اپنا مقصود اور محبوب ہونے کی نفی کریں جیسا کہ سابق میں شرعاً معبودیت کی نفی کرتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کی ذاتِ مقدس کو اپنا محبوب اور مقصود خیال کریں۔ اور اسی کا اثبات کریں اس ذکر کو ہر روز وقت مقررہ پر حضور قلب کے ساتھ جگہ، جسم اور لباس کی پاکیزگی وطہارت کے ساتھ ایک سو ایک مرتبہ کرتے رہیں۔ اور اس تعداد میں جس قدر چاہیں اضافہ کریں خواہ یہ گنتی ہزار تک بھی پہنچ جائے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

۸۹۔ مکتوب بنام عبدالمجید صاحب المعروف حافظ میاں صاحب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سلام مسنون کے بعد خاطر شریف پر واضح ہو کہ ۲۵ شوال ۱۲۶۸ھ کا تحریر کردہ التفات نامہ جو انتہائی لطف و کرم کے ساتھ فقیر کے نام ارسال کیا گیا ہے دستیاب ہوا اور اسکے مطالعہ سے گزری ہوئی صحبتوں اور ہمارے والد ماجد اور شیخ مکرم قدس سرہ کے زمانے کی محبت و دوستی کی یاد تازہ ہوگئی۔

فقیر آں مکرم کو بقیۃ السلف خیال کرتا ہے اور آپ کی ذات کو اس علاقہ میں دعوت و تبلیغ کے لئے غنیمت سمجھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو باقی رکھے اور آپ میں اور آپ کے ہر عمل میں خیر و برکت عطا فرمائے۔

آپ نے خان صاحب (غالباً خان صاحب سے مراد قطبؒ ویلور کے استاد افضل العلماء ارتضا علی خان ہوں گے: مترجم) مغفور کے قلم سے نکلی ہوئی تحریروں کی خواہش کی جانب ارشاد فرمایا۔ مکرم من! اس علاقہ میں خان صاحب کی تحریریں کاغذِ زر کا مرتبہ رکھتی ہیں۔ بڑی جستجو کے باوجود بھی دستیاب نہ ہوسکیں۔ تاہم فقیر ان کی تلاش و جستجو سے فارغ و غافل نہیں ہے۔ اور نہ ہوسکتا ہے۔ فقیر آپ کے حسب ایما سوالات کے کاغذ کو صندوق میں موجود پایا۔ حدیث شریف میں ہے اعمار امتی بین ستین و سبعین میری امت

کی عمریں ساٹھ اور ستر کے درمیان ہوں گی۔

امام غزالی علیہ الرحمہ ''کیمیائے سعادت'' میں سالک کا فقہاء کے اختلاف کی طرف توجہ دینے کو راہِ سلوک کے موانع میں سے ایک مانع شمار کرتے ہیں۔ یہ مسکین جو اپنی عمر کے ساٹھ سال کی سرحد میں قدم رکھ چکا ہے اس کے لئے غیر مقصود امور اور اشغال کی طرف توجہ دینا گراں دکھائی دیتا ہے۔

مولانا عبدالرحمٰن جامی فرماتے ہیں: ؎

دمِ آخر کسے کز اہل جہاں — داد بر ہیئت مشاہدہ جان
چوں برآرد سراز نشیمنِ خاک — چشم جانش بود بحضرت پاک

دنیا کو آخرت کی کھیتی بتایا گیا ہے تاکہ بیج استعداد والی زمین میں بو سکیں اور یک دانہ سے سات سو دانے بنا سکیں۔اور جو لمحہ کہ گزر رہا ہے۔ وہ عمر کو کم کر رہا ہے۔اور وقت مقررہ یعنی موت کو قریب لا رہا ہے۔ہوشیاری اور آگاہی کا وقت تو یہی ہے۔آج کے روز اگر آگاہ اور ہوشیار نہ ہو سکیں تو کل کے روز نقد وقت حسرت و ندامت کے سوا کچھ نہ رہے گا۔ سلوک کا اہتمام کیجئے اور اسکے لئے رکاوٹ بننے والی ہر چیز سے اجتناب کیجئے۔ سلوک کا زمانہ تو یہی ہے اور اس سلوک کا ثمرہ بھی سامنے ہی ہے۔ لہٰذا سلوک کے وقت میں اس کی راہ کے موانع میں مبتلا ہو جانا گویا اپنی زراعت سے سبزہ کھانے اور ثمر کھانے سے باز رہنا ہے۔

اس کے علاوہ فقیر قلیل الفرصت ہے۔ایک انار اور سو بیمار اور ایک سر ہزار سودا کا حکم رکھتا ہے۔ مسائل کی تلاش اور تفحص اور انکے انتخاب کی مہلت اور فرصت نہیں پا رہا ہے۔ بہر حال آپ کے سوالوں کے جواب ایک علاحدہ کاغذ پر

عجلت میں تحریر کرتے ہوئے روانہ کیا ہوں۔ قلب میں تو بہت سی باتیں ہیں لیکن قلم ان کی ترجمانی سے قاصر ہے۔

عمر بگذشت حدیث دردمن آخر نشد شب بآخر شد اکنوں کوتاہ کنم افسانہ را

اللہ تعالیٰ جو دارین کا مالک اور خالق ہے اس کی رحمت کے طالب اور امیدوار ہیں اور دنیا و مافیہا سے فریب نہ کھائیں جو کہ خدا کی ملعون ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

۹۰۔ مکتوب بنام ہمشیر زادہ محمد قادر محی الدین مدراسی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حمد و صلوٰۃ اور تبلیغ دعوات کے بعد واضح ہو کہ مکتوب خیریت اسلوب چینی اور آہنی قفلوں اور کپڑوں اور کتاب عقائد نسفی کی خواہش اور طلب کے ساتھ دستیاب ہوا۔ نیز دوسرا مکتوب بھی موصول ہوا۔

نور چشمی امۃ الجمیل کے مزاج کی تندرستی کی خبر پہنچی الحمدللّٰہ علی ذالك۔

عقائد کے درس و تدریس کے بارے میں اور فقہ پر عقائد کو مقدم کرنے کے بارے میں آپ نے جو اشارات کئے تھے پسندیدہ نظر آئے۔ اس سے معلوم ہوا کہ آپ کے قلب میں بھی عمل پر عقیدہ مقدم ہونے کی بات راسخ ہو چکی ہے۔ برتن سے وہی چیز چھلکتی ہے جو اس کے اندر رہتی ہے۔

آں عزیز کو چاہئے کہ سب سے پہلے سنت و جماعت کی کتبِ کلامیہ کے موافق عقائد کی تصحیح فرمائیں اور اس کے بعد فرض، واجب، سنت، مندوب، حلال، حرام، مکروہ اور مشتبہ کو کتبِ فقہیہ کی موافقت پر درست خیال کریں۔ کیوں کہ یہ دونوں چیزیں (عقائد اور فقہ) عالم قدس کی پرواز کے لئے جناح کی منزل میں ہیں۔

آپ کی حسبِ خواہش کتابِ عقائد نسفی ارسال کی جاچکی ہے۔ مل جائے گی۔ آپ نے دوسرے مکتوب میں نورچشمی کی صحت اور رفع جنون سے متعلق جو تحریر فرمایا تھا۔ قلب کو فرحت حاصل ہوی۔ شافیٔ حقیقی صحت و عافیت سے ہم کنار رکھے۔

موسم سرما کے دنوں کی صحت و تندرستی کا چنداں اعتبار نہیں ہے۔ اگر موسم گرما کے دنوں میں بھی یہی صحت برقرار رہی تو غنیمت سمجھنا چاہئے۔ پوری طرح سے بے فکر بھی نہیں رہنا چاہئے اور پوری طرح ہمت و توجہ اسی پر مرکوز رکھنا چاہئے۔

کوئی شخص نورچشمی کو رنج و غم اور غصہ میں مبتلا نہ کرے اور انہیں لذیذ میوے کھانے کے لئے دیتے رہیں۔

یہ کتنی بڑی دولت ہے اور کتنی بڑی سعادت مندی ہے کہ انسان عالمِ شباب میں راہ حق پر گامزن رہے اور اسبابِ جمعیت کے حصول اور کثرتِ فراغت کے باوجود عنفوانِ شباب میں حق تعالیٰ کی جانب مائل اور متوجہ رہے۔

یہی اصلی دولت ہے اب کس کے ہاتھ پہنچے گی میں خوف کھاتا ہوں کہ

چرب وشیریں غذائیں اور منقش ورنگین کپڑے، دنیاوی منصب وجاہ کی طلب اور اغنیاء اور امراء کے قرب کی خواہش کہیں اس راہ کے چلنے میں سستی نہ پیدا کردے۔

برے لوگ جن کا مقصد صرف حقیر دنیا ہے ان کی صحبت اور ہم نشینی آپ کی نیکی اور صالحیت کو ختم کرنے والی ہوگی اور آپ کی روحانی ترقی کو روک دے گی۔ ایسے لوگوں کی صحبت سے دور رہیں۔

دنیا کی محبت ہر برائی کی جڑ ہے۔ بدکردار امراء کو بری بلا خیال کریں۔ ان کی مال داری پر نظر کرتے ہوئے ان کی تعظیم اور تکریم کرنے اور ان لوگوں کے ساتھ عاجزی وتواضع سے پیش آنے کو اہل اللہ نے گناہ کبیرہ خیال کیا ہے۔

آپ صرف گناہ کبیرہ کے لفظ بات سے ان کی صحبت اور اس کے اثرات سے متعلق قیاس کرلیجئے۔ کہ یہ چیز کس قدر نقصان دہ ہے۔

قیاس کن زگلستان من بہار مرا

حدیث شریف میں وارد ہے: جو شخص اغنیاء کی مال داری کو دیکھتے ہوئے ان کے ساتھ تواضع سے پیش آتا ہے تو وہ اپنے ایک تہائی دین وایمان کو ضائع کرلیتا ہے۔ پس اس شخص کے لئے ہلاکت وتباہی ہے جو کسی آدمی کی مال داری کی وجہ سے اس کے ساتھ تواضع اور انکساری سے پیش آئے۔

دوسری حدیث میں ہے: علماء میں اشرار علماء وہ ہیں جو امراء کے پاس جاتے ہیں اور علم کو پیٹ کے خاطر فروخت کردیتے ہیں۔

شیخ عطار ''تذکرہ الاولیاء'' میں لکھتے ہیں: امام اعظم ابو حنیفہؒ نے ایک

مرتبہ ایک تونگر کو اس کے مال کی وجہ سے تواضع کی تھی اس کے بعد اس کے کفارہ میں ایک ہزار قرآن ختم کیا۔

شیخ ابوالموءہب جو بیداری کے عالم میں سرور عالم ﷺ کی زیارت و دیدار سے مشرف ہوتے تھے ایک روز ایک محتاج کی سفارش کی خاطر ایک امیر کے پاس چلا گئے تو اس کے بعد خواب میں بھی زیارتِ نبویؐ کا سلسلہ منقطع ہوگیا تھا تو پھر بیداری کی زیارت کا کیا ذکر! کئی سال گریہ وزاری میں گزرانے کے بعد ایک مرتبہ دیدارِ نبویؐ سے مشرف ہوئے لیکن تین مرتبہ سلام کیا تو سرور عالم ﷺ جواب نہیں دے رہے ہیں اور چہرہ پھیر لیتے ہیں۔ چوتھی مرتبہ عرض کیا: یارسول اللہ! میری کیا خطا ہے کہ مجھ سے چہرۂ مبارک پھیر لئے رہے ہیں۔ جواب دیا: جو شخص امراء کی صحبت میں رہتا ہے وہ ہماری صحبت کے لائق نہیں: اللهم نجنا من حب الدنيا واهلها :اے اللہ! دنیا اور اہل دنیا کی محبت سے نجات عطا فرما۔

ہمہ اندرز من بتو این است
کہ تو طفلی وخانہ رنگین است

الله معكم اينما كنتم: اللہ کی نصرت وحمایت تمہارے ساتھ رہے تم جہاں جہیں رہو۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

۹۱۔ مکتوب بنام محمد ابراھیم مٹھدار

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حمد و صلوٰۃ اور تبلیغ دعوات کے بعد واضح ہو کہ آپ کا مکتوب محبت اسلوب، کتاب ''نصیحت المسلمین''، کے ساتھ باصرہ نواز ہوا۔ وہاں کے باشندوں کی نا اتفاقی اور فتنہ و فساد اور کتاب مذکورہ کے مضامین کی صحت اور عدم صحت سے متعلق آپ کے استفسار کا علم ہوا۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ وہاں کے لوگ مذکورہ کتاب کے مصنف مولوی خورم علی کو رافضی اور مشرک کہہ رہے ہیں اور حامل مکتوب کی زبانی بھی وہاں کے حالات اور کوائف سننے کا موقع ملا۔

میں نے کتابِ مذکورہ آخر تک مطالعہ کر لیا اور مطالعہ کے ابتدا ہی میں پتہ چل گیا کہ اس کا مصنف بزرگ سلیم اور اعتقاد درست کا مالک ہے۔ اور اہل سنت و جماعت کے خط مستقیم پر گامزن ہے اور حقیقت تو یہ ہے کہ کتاب مذکور شرک و بدعت کا قلع قمع کرنے میں بہت ہی خوب اور متین ہے اور اپنے نام کی طرح مسلمانوں اور مؤمنوں کے لئے سراپا نصیحت ہے۔ لہٰذا لوگوں کو چاہئے کہ دور از خیال قیل وقال اور بحث و مباحثہ سے الگ رہیں۔ اور اپنے معاش و روزگار کے حصول اور اپنی اصلاح اور پاکیزگی اور نماز روزہ کی ادائیگی اور اپنی آخرت کے سنوارنے میں مصروف اور منہمک رہیں اور شرک و بدعات سے کنارہ کش اور مجتنب رہیں۔ فقیر شرک اور بدعت میں ظلمت و تاریکی کے سوا کوئی چیز نہیں دیکھ رہا ہے۔

اگر بھلے سے دنیا میں مشرک اور بدعتی کے عمل کو لوگ اپنی ضعف بصارت کی وجہ سے عمدہ وخوب اور بہتر دیکھیں اور سمجھیں لیکن آخرت میں جب کہ انہیں قوت بصیرت ہوگی دیکھ لیں گے کہ بدعتی کا عمل خسران ونقصان اور ندامت کے سوا کوئی نتیجہ نہ دے گا۔

بوقت صبح شود روز معلومت کہ با کہ باختۂ عشق در شبِ دیجور

مدراس میں دیکھا گیا ہے کہ بعض لوگوں کے نام خورم علی، نثار علی اور قدرت علی ہے اور یہ اہل سنت و جماعت کے مذہب پر قائم ہیں اور مشہور و معروف ہیں۔لہٰذا مومن کے لئے زیبا نہیں اور لائق نہیں کہ وہ کسی شخص کا نام خورم علی سن کر اس کے بارے میں سوئے ظن سے کام لیں۔اور اسے رافضی قرار دے دیں۔ان بعض الظن اثم: بے شک بعض گمان گناہ ہیں۔

خواجہ باشاہ صاحب، صاحب عقل وفہم اور عالی خاندان کے فرد ہیں اور ان کا شمار یہاں کے مشاہیر کرام میں ہوتا ہے۔میرا خیال ہے کہ کہیں اس قسم کے بے مزہ ناخوش گوار اور شک وشبہ پر مبنی دستاویزات کے ذریعہ فتنہ وفساد کی آگ نہ بھڑک اٹھے۔شاید یہ ساری باتیں طرفین کے خدمت گاروں کی وجہ سے پیدا ہوی ہیں۔لہٰذا آپ ایسے بزرگوں اور ان کے تابعداروں کی اذیت کے درپے نہ رہیں۔اور یہ مکتوب ملفوف ان کی خدمت میں بھیج دیں۔امید قوی رکھا ہوں کہ اس بزرگ کے ذریعہ فتنہ دب جائے گا اور فساد، صلاح کی صورت میں بدل جائے گا۔انه علی کل شئی قدیر۔ اللہ تعالیٰ ہر شئے پر قادر ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

۹۲۔ مکتوب بنام
غلام محی الدین صاحب جانوزی کرنول

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سلام مسنون کے بعد قلب سعادت ذخائر پر واضح ہو کہ اوائل شوال ۱۲۸۰ھ کا تحریر کردہ التفات نامہ دستیاب ہوا۔ آپ کے رجوع الی اللہ اور اہل اللہ کے ساتھ محبت و الفت کی خبر سے دل شاد اور مسرور ہوا۔ ایسے افراد بہت کم ہیں جو عالمِ کامرانی میں حق کی جانب مائل رہیں اور اپنے پروردگار کی جانب راغب و متوجہ رہیں۔ ؎ ایں کار دولت است اکنوں تا کرا رسد

اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبر حضرت داؤد علیہ السلام سے فرماتا ہے: اے داؤد تم کسی نیک اور صالح بندے کی صحبت اور خدمت میں رہو۔ صالح بندے کی صحبت و خدمت سے بالاتر دولت اور کیا ہو سکتی ہے کہ داؤد علیہ السلام جیسے پیغمبر بھی مردِ منیب کے خدمت گذار تھے۔

ہم پیروانِ پیغمبرؐ کا کام ہی لوگوں کو اللہ کے دین کی طرف بلانا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: قل ھذہ سبیلی ادعوالی اللہ علی بصیرۃ انا و من اتبعنی و سبحٰن اللہ وما ان من المشرکین۔

آپؐ فرما دیجئے یہ (دین اسلام ہی) میری راہ ہے۔ میں تو اللہ کی طرف بلاتا ہوں، میں اور میرے متبعین پوری بصیرت پر ہیں۔ اللہ پاک ہے اور میں

شرک کرنے والوں میں نہیں ہوں۔

تقریباً ایک سال سے یہ خیال دل میں جاگزیں ہے کہ کرنول اور اس کے اطراف واکناف کے باشندوں کی خدمت دعوت الی اللہ کے ذریعہ سے انجام دوں اور وہاں کے لوگوں سے ملاقاتیں کروں اور بزرگوں کی زیارت سے مشرف ہوجاؤں۔ اسی اثناء میں آپ کا التفات نامہ باصرنواز ہوا۔ جس نے مذکورہ شوق میں اضافہ کردیا ہے۔ لیکن اس وقت فقیر چوریپتر ۷۴ کی سرحد پر پہنچ چکا ہے اور لبِ گور بیٹھا ہوا ہے۔ قوتِ جسمانی کی کمی اور ذی قعدہ و ذی الحجہ کے مہینوں کی شدت حرارت اس علاقہ کا سفر کرنے میں مانع ہے۔ اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ موسم گرما ختم ہونے کے بعد اس علاقہ کی جانب سفر کا موقعہ عنایت فرمائے گا اور آخرت کی زندگی کو کامیاب بنائے گا۔ بلاشبہ میں مومن کی زندگی سنوارنے کا مستحق ہوں اور اس خدمت کے ذریعہ اپنی آخرت کی زندگی سنوارنے والا ہوں۔ واللہ علی کل شئی قدیر۔

اللہ تعالیٰ مجھے اور وہاں کے مسلمانوں اور سارے عالم کے مسلمانوں کو اس بات کی توفیق عطا فرمائے کہ ہم دنیا ومافیھا سے فریب نہ کھائیں جو خدا کی ناپسندیدہ اور ملعون ہے اور ہمیشہ باقی رہنے کی ذات کی محبت کی بوباس ہمارے دماغ میں پہنچائے اور ہمیں موت کی یاد اور آخرت کی ہولناکیوں سے غافل نہ رکھے اور سرورانام علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام کی متابعت پر ظاہری اور باطنی دونوں حیثیت سے مداومت اور استقامت عطا فرمائے۔ ربنا تقبل منا انك انت السمیع البصیر۔ ☆☆☆☆☆☆☆☆

۹۳۔ مکتوب بنام محمد معروف صاحب المعروف خان عالم صاحب خان بهادر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حمد وصلوٰۃ کے بعد واضح ہو کہ آپ نے امیرزادہ کے بارے میں جو تحریر کیا تھا معلوم ہوا۔ مخدوم من!

اگر آپ باطل سے منہ موڑلیں اور حق کی جانب مائل و متوجہ ہوجائیں اور اپنے امور و معاملات کو خالق و مالکِ برحق و حکیم مطلق کو تفویض فرمائیں تو ان شاء اللہ رنج وغم اور حزن و ملال سے نجات حاصل کرسکتے ہیں۔ خواجہ خودروش بندہ پروری داند۔

اللہ تعالیٰ سے بجز اللہ کے کچھ نہ مانگو۔ اس سے بڑھ کر کوئی دولت اور کوئی نعمت نہیں ہے۔ ایں کار دولت ست اکنوں تا کرا رسد۔

ہاں اس حقیقت کو فراموش نہ کیجئے۔ قرض ایک بری بلا ہے اور ایک عظیم آفت ہے اور یہ مخلوق کا حق ہے۔ ایک صحابیؓ کے ذمہ تین درہم قرض تھا اور انہوں نے کوئی روپیہ اور پیسہ بھی نہیں چھوڑا تھا۔ جب ان کا انتقال ہوا تو آں حضرت ﷺ نے ان کی نماز جنازہ نہیں پڑھائی۔ یہاں تک کہ علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے مرحوم کا قرض ادا کرنے کی ذمہ داری قبول کرلی۔ اس وقت آپؐ جنازہ کے پاس تشریف لائے اور نماز پڑھائی۔ اتنی بات ضرور ہے کہ اگر قرض ادا کرنے کی

نیت سے وسعت وکشادگی تلاش کریں تو ادائیگی کی گنجائش اور سہولت بھی منجانب اللہ میسر ہوتی ہے اور وسعت وکشادگی کے اثر کا حاصل کرنا مراقبہ سے بالاتر ہے۔

اس مضمون کو بالعموم جان لینا چاہیئے کہ اسمائے الٰہیہ میں سے جس اسم کا آپ بھی مراقبہ کریں گے اس کا حصہ کچھ تو ضرور پائیں گے۔ چنانچہ جو شخص رزاق کا مراقبہ کرے گا اور اس مراقبہ کو کمال تک پہنچادے گا تو اس کے اندر رزاقیت کی شان جلوہ گر ہوگی اس کی وجہ اس اسم الٰہی کا یہ ظہور کریم مطلق کا کمال لطف وکرم ہے۔ ایک سخی کی بھی یہ عادت ہوتی ہے۔ جب کوئی شخص کھانا کھانے کے وقت سامنے آجائے اور امید کی نظروں سے دیکھے تو وہ ضرور اس کو کھانے میں شریک کرلیتا ہے۔

مکتوبِ مدنی روانہ کرنے کے بعد اس کی غلطی وتحریف سے آگاہی ہوی۔ اگر وہ خط مکتوب فقیر کے خط سے تحریر کیا گیا ہے تو روانہ کریں تصحیح کے بعد واپس کیا جائے گا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

۹۴۔بنام بخشی الدولہ نقی صاحب بہادر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سلام مسنون کے بعد خاطر شریف پر واضح ہو کہ فقیر ۲۹ شعبان ۱۲۶۹ھ

روز یکشنبہ زوال کے وقت مدراس پہنچا اور ۳ رمضان المبارک روز شنبہ زوال سے پہلے ویلور پہنچا۔ایک بزرگ فرماتے ہیں:

مست مئے بیدا گردد نیم روز   مست دولت روز محشر با مراد

شراب کے نشے میں مست آدمی نصف یوم کے بعد بیدار ہوتا ہے لیکن دولت کے نشے میں چُور آدمی محشر ہی میں بیدار ہوتا ہے۔

زر اور جوانی بھی یہی حکم رکھتے ہیں۔فقیر آں مکرم کو جوانی اور کامرانی کے باوجود حق کی جانب مائل اور متوجہ دیکھ رہا ہے اور دنیا و مافیھا کی جانب چنداں التفات اور رغبت آپ کے اندر نہیں دیکھ رہا ہے۔ ذلك فضل الله يؤتيه من يشآءُ والله ذوالفضل العظيم یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہتا ہے عطا فرماتا ہے اللہ عظیم فضل والا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے امیدوار ہوں کہ وہ فقیر کے اس ظن و خیال کو صحیح اور درست فرمائے اور آپ کو دینی و دنیوی امور و معاملات میں ترقی اور خیر عطا فرمائے۔ انه قريب مجيبٌ۔

اہل ایمان کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ اپنے بھائیوں کے ساتھ جو محبت اور الفت رکھتے ہیں، اس کا اظہار کریں۔ من احب اخاه فليعلم اياه۔اس لئے فقیر اس حقیقت کو ظاہر کر رہا ہے کہ اس کے دل میں آں مکرم سے محبت و الفت ہے۔دعاؤں کی مقبولیت کی امید سے اللہ تعالیٰ کی بارِگاہ میں جذب و قرب کے واسطے دست بہ دعا ہے۔ربنا تقبل منا انك انت السميع العليم ۔اے

ہمارے رب ہماری دعاؤں کو قبول فرما بلا شبہ تو سننے والا اور جاننے والا ہے۔

فقیر افعال و اشغال کے ہجوم اور آفتاب کی حرارت کے باعث آپ کے خانہ شریف کے روبرو سے گزر گیا۔ ملاقات نہ کرنے پر دل اپنے قصور کا معترف اور نادم ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہم سب مسلمانوں کو ارکانِ شریعت غرّا اور احکامِ ملت زہرا پر عمل کی توفیق عطا فرمائے اور ہمارے دلوں کو دنیا و مافیھا کی کدورات سے پاکی اور خلاصی عطا فرمائے جو خدا کی ملعون ہے۔ ایں کار دولت است اکنوں تا کرا رسد۔

اللہ تعالیٰ آپ کو تادیر قائم رکھے اور آپ کے وجود سے اسلام کی تائید و نصرت فرمائے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

۹۵۔ مکتوب بنام
محمد یوسف خان صاحب شروانی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سلام مسنون کے بعد، قلب سعادت ذخائر پر واضح ہو کہ ۱۹ ربیع الثانی ۱۲۶۳ھ کا التفات نامہ نظر نواز ہوا اور فرحتِ فراواں پہنچایا۔

آپ کے دودمانِ عالی شان میں اسبابِ غنا و ثروت اور موادِ استغناء

پائے جانے کے ساتھ ساتھ جس دولتِ خوش گوار کا احساس کیا جارہا ہے وہ فقراء کے ساتھ نیاز مندی ہے اور اس عالی مراتب و درجات جماعت کے ساتھ انکساری ہے اور یہ چیز اس طائفہ کے ساتھ محبت و اخلاص کی بنیاد ہے اور اس طبقہ کے ساتھ خاص تعلق اور محبت و الفت ہونے کی خبر ہے۔ اس طائفہ کے ساتھ محبت و الفت رکھنے والوں کے لئے یہی بشارت کافی ہے۔ المرٔ مع من احبه۔ آدمی کا حشر اسی کے ساتھ ہوگا جس کے ساتھ اسے محبت ہوگی اور اس طبقہ کے ساتھ انس و محبت رکھنے والوں اور صحبت و ہم نشینی اختیار کرنے والوں کے لئے یہی بشارت کافی اور روانی ہے۔ هم قوم لا یشقی جلیسهم و لا یخیب انیسهم: یہ وہ جماعت ہے جس کی صحبت میں رہنے والے شقی اور بد بخت نہ ہوں گے اور اس کے ساتھ محبت و انس رکھنے والے ناکام اور نامراد نہ ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ تمہارے اور تمہارے ہر کام میں خیر و برکت عطا فرمائے اور اسی کی ذات جل جلالہ سے تمہاری سلامتی و عافیت اور استقامت کی دعا ہے۔

آپ نے مطلع کیا تھا کہ دہی کو زہر خیال کر رہا ہوں اور اس سے ایک قلم محترز ہوں اور مجتنب ہوں۔ یہ بات دل کو اچھی معلوم ہوی۔ اسی طرح آب و طعام شب ماندہ، لیمو، اصناف نارنگی، ترشاہ، تریز، کدّو، پیٹھہ سے پرہیز کریں۔

شہد، آنبہ، سیب، بہی، شفتالو، خربزہ شیریں، بہی اور سیب کے مربّے بشرطیکہ شہد کے ساتھ استعمال کریں۔

حاصل کلام مرخیات اور مضرات اعصاب سے پرہیز کریں اور مقویات کا استعمال رکھیں۔ خصوصاً موسم سرما میں چائے اور ہینگ کو لازم کرلیں۔ اور شربت گل

ٹھنڈے پانی کے ساتھ اور شیرۂ سونف اولاً دو تولہ استعمال کریں۔ اگر فائدہ نہ ہو تو پانچ تا چھ تولہ تک اضافہ کرلیں۔ اور اسلوب مزاج سے آگاہی دیں۔

حضرت باری و موفق حقیقی سے امیدوار ہوں کہ وہ ہمیں اور آپ کو تمام دوست احباب کو معنوی مسمومات اور مفترات روحانی سے محترز اور مجتنب رکھے تاکہ حقیر دنیا کی مزخرفات اور ملمع کردہ اشیاء سے جو صرف ظاہراً طراوت اور حلاوت رکھتی ہیں۔ بچوں کی مانند فریب نہ کھائیں۔ شیطان لعین کی حلالت سے مباح سے مشتبہ اور مشتبہ سے حرام میں گھر جائیں۔ اور اپنے مولا جل مجدہٗ کے سامنے شرمندہ و خجل نہ ہو جائیں اور توبہ و اتابت اور اتباع سنت کے میدان میں قدم رسخ اور منہیات شرعیہ اور ضرر رساں بدعات کو سمِ قاتل سمجھیں۔ اے اللہ تیرے حبیب ﷺ کے صدقے سے دنیا کو ہماری آنکھوں میں حقیر بنادے اور آخرت کو ہمارے دلوں میں عظیم اور کبیر بنادے۔

احمد خان صاحب، بلند خاں صاحب شروانی اور تمام بھائیوں کو سلام مسنون کا ہدیہ پیش فرمائیں یہاں تک کہ بزرگوں اور دوستوں سے بھی سلام مسنون سنائیں۔ زیادہ کیا تحریر کروں۔

اللہ تعالیٰ کی نصرت و تائید تمہارے ساتھ رہے۔ تم جہاں کہیں رہو۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

۹۶۔ مکتوب بنام
جعفر محی الدین صاحب خان میسوری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سلام مسنون کے بعد ! آپ کے سعادت بھرے قلب پر واضح ہو کہ فقیر کا دل گنبد سے متعلق مقدمہ کی جاننے کے کے لئے مائل ہے۔ اللہ تعالیٰ سے امید ہے اگر فیصلہ ہو جائے تو جو بھی کارگزاری ہوئی ہے۔ اسی جگہ میرے کانوں تک پہنچا دے گا۔ ورنہ آپ مجھے تلچری میں معلوم کرائیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ شاہ برہان الدین صاحب جنیدی بالاپوری امیدوار ہیں کہ اپنے مقصود کو راجہ صاحب سے حاصل کرلیں۔ اور آپ کی اعانت شریف کے خواہاں ہیں۔ مقصود حاصل نہ ہونے کی صورت میں آپ کی توجہات کریمانہ کی امید رکھتے ہیں۔ یہ بات جب فقیر کے ذہن میں رہی اس وقت اظہار کرنے کا موقعہ نہیں مل سکا اور جب فرصت کا وقت ملا تو بھول گیا۔

حدیث شریف میں ہے، خیر الناس من ینفع الناس۔ سب سے بہترین شخص وہ ہے جو لوگوں کو نفع پہنچائے۔ او دوسری حدیث میں ہے الناس عیال اللہ واحب الناس الی اللہ من احسن الی عیالہ۔ مخلوق خدا کا کنبہ ہے اور خدا کے نزدیک وہ شخص زیادہ محبوب ہے جو اسکے کنبہ اور خاندان کے ساتھ احسان اور حسن سلوک کرے۔ ہر چند کہ خدا اہل وعیال نہیں رکھتا ہے لیکن جس طرح صاحب خاندان اور مالک کنبہ پر اس کے اہل وعیال

کی روزی اور کفالت کی ذمہ داری ہوتی ہے۔اس طرح خدا بھی محض اپنے فضل و کرم سے بندوں کی روزی اورمخالفت کی ذمہ داری اپنے اوپر لئے ہوئے ہے۔ اور ومامن دابة فی الارض الاعلی الله رزقها۔(روئے زمین پر کوئی جاندار ایسا نہیں ہے جسکے رزق کی ذمہ داری اللہ نے اپنے اوپر نہ لی ہو) آیت کے مطابق مخلوق کی روزی کی ضمانت اپنے اوپر لے لی ہے۔اس لحاظ سے ساری مخلوق اسکے عیال کے رنگ میں ہوگی اور جو شخص کسی اہل وعیال کے ساتھ ہمدردی اور بھلائی کرے تو وہ آدمی صاحب عیاں کے نزدیک محبوب بن جاتا ہے۔اسی طرح مخلوق جو اللہ کے عیال کے رنگ میں ہے اس کی خدمت کرنے والا بھی خدا کی نظروں میں محبوب اور پسندیدہ بن جاتا ہے۔

نیز دنیا کو آخرت کی کھیتی قرار دیا گیا ہے تاکہ زمین استعداد میں بیج ڈال دیں اور ایک دانہ سے سات سو دانے حاصل کرسکیں۔اسی لئے فقیر بغیر کسی تکلیف کے لوگوں کو فائدہ پہنچانے اور ان کی خدمت کرنے میں آگے آگے اور پیش پیش رہتا ہے اور سو دل سے خواہاں ہے کہ ثواب حاصل کرنے اور آخرت سنوارنے کے اس کام میں آپ کا شریک بن جاؤں۔

اگر آپ صلاح سمجھیں اور گنجائش پائیں تو شاہ برہان الدین جنیدی کی طرف توجہ کریمانہ فرمائیں۔زیادہ کیا عرض کروں۔اللہ تمہارے ساتھ ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

۹۷۔ مکتوب بنام
منشی مستعان علی صاحب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سلام مسنون کے بعد خاطر شریف پر واضح ہو کہ بتاریخ ۵ ذی قعدہ کا التفات نامہ چھ تاریخ کو موصول ہوا اور خیریت و کیفیت سے آگاہ و شاد کیا۔ الحمدللہ علیٰ ذلک۔

آپ نے مکرمی سید کریم الدین احمد خان صاحب کے مزاج کی صحت اور ارسال کردہ دوا کی نفع رسانی، فائدہ مندی اور مذکورہ دوا سازی اور دیگر مختلف امور سے متعلق نشاندہی کی۔ جنکے مطالعہ سے قلب کو خوشیاں حاصل ہوئیں۔

مکرمی! آپ کی طلب کردہ دوا کا نسخہ ذیل میں مرقوم ہے جسکی مالیت پچاس روپیہ سے کم ہے آپ خود وہیں بنالیں ورنہ اشیاء روانہ کردیں تو فقیر تیار کردے گا۔

ایسے امراض میں سرما کے دنوں کی صحت کا چنداں اعتبار نہیں۔ ہاں اگر یہی صحت گرما کے ایام میں بھی برقرار رہے تو غنیمت سمجھنا چاہئے۔ بے فکر نہ ہوجائیں اور مریض کی جانب دھیان اور توجہ رکھیں اور جہاں تک ہوسکے بیمار کو رنج وغم اور غصہ سے دور رکھیں اور لذیذ وزود ہضم اور ذی عطریت وتقویت میوؤں کا استعمال کرائیں اور گرمی کی کثرت کے ایام میں صبح سویرے نیرۂ تازکہ اور شام میں قلب وجگر کو قوت دینے والا کوئی ایک مفرح استعمال کرائیں۔

حقیقی شفا دینے والی ذات وحدہ لاشریک سے دعا ہے کہ خان صاحب ممدوح کو صحت و عافیت عطا فرمائے گی۔ دوسری بات یہ ہے کہ اس مسکین کے دل میں یہ خیال آرہا ہے کہ مخالفین کی ضرر رسانی کے منصوبوں سے خان صاحب ممدوح کو کوئی ضرر و نقصان نہیں پہنچے گا بلکہ ارکان حکومت میں اور ملازمان حکومت میں نواب معلیٰ القاب اور خان صاحب ممدوح کا بخت دیگر اختصاص و امتیاز کے ساتھ ظاہر اور نمایاں ہوگا۔ اور ان کے حق میں مخالفین کا اضرار، امداد کی صورت میں، اور ان کی عداوت، صداقت کی صورت میں اور زہر، تریاق کی صورت میں نظر آرہا ہے۔

عدو شود سبب خیر گیر خدا خواہد۔ خمیرہ مایۂ دوگاں شیشہ گر سنگ است

نواب معلیٰ القاب کو طفلی اور یتیمی میں امارت و حکومت کے لئے کھڑا کر دئے ہیں اور احباب وغیرہ کے ہاتھوں سے بے کسوں کی پرورش کے لئے ان کی پرورش اور پرداخت کئے ہیں، اور خان صاحب ممدوح کو نواب معلیٰ القاب کی خدمت گذاری اور خیر خواہی کے لئے مقرر کئے ہیں اور طاقتوں مزاحمتوں کو رفع کرنے کے لئے تعین کئے ہیں۔

اگر کسی کو اس فقیر سے احوال بخت کے مسئلہ میں باد اور یقین نہ آئے تو اسکو چاہئے کہ فتوحات اور ہمعات ملاحظہ کرے بہر کیف دشمنوں کے شر و فساد سے بے فکر رہنا احتیاط سے دور اور غیر مستحسن بات ہوگی اور باری تعالیٰ کے جناب میں دعا کرنا اور آہ و زاری کرنا بندگی کے لائق اور مستحسن بات ہوگی۔

خان صاحب ممدوح کو چاہئے کہ اس دورد شریف کو متعین یا غیر متعین

وقت میں زبان متصل یا متفرق میں روزانہ ایک سوایک مرتبہ باوضو یا بے وضو حضور قلب کے ساتھ پڑھے، بہتر اور افضل ہے کہ اس درود شریف کو باوضو ہی پڑھنے کی کوشش کریں۔ یہ درود مصائب کو دور کرنے اور مقاصد کو حاصل کرنے میں مجرب اور مفید ہے اللھم صلی علی محمداٰله صلوٰة تحل بها العقدو وتفرج بهاالكرب۔

آپ نے اپنے صاحبزادوں کے حق میں دعا کی بات کہی ہے۔ یہ تو محبّ زادگان ہیں لہٰذا ضرور دعا کا اہتمام کروں گا۔امید ہے کہ ان کے استعداد کی بیج ضائع نہیں ہوگی اور ان کی صلاحیت کا جوہر قوت سے فعل کے دائرہ میں رونما ہو جائے گا۔

گندم ز جووز جو گندم۔گندم سے جو اور جو سے گندم کی پیداوار نہیں ہوتی ہے۔

حضرت باری تعالیٰ سے امیدوار ہوں کہ ہمیں، تمہیں اور تمام دوستوں اور مسلمانوں کو توفیق عطا فرمائے گا کہ بے دیر اور بے مہلت اور بے باقی لذتوں اور چکنی چٹی اور میٹھی غذاؤں اور پراگندہ، رنگین و منقش لباسوں، عزت و جاہت کی طلب اور شان وشوکت کی محبت سے فریب نہ کھائیں۔

اللہ تعالیٰ کی محبت و الفت کی بو باس اپنے دل و دماغ میں پہچائیں گے۔ اور مختصر سی دنیا جو قبر میں ساتھ آنے والی نہیں ہے۔اسکی گرفتاریوں اور الجھنوں میں پھنس نہ جائیں گے اور موت کی یاد آخرت کے احوال کو اپنے پیش نظر رکھیں گے۔ اصل کام تو یہی ہے۔اسکے علاوہ سب بیکار ہے۔زیادہ کیا عرض کروں، اللہ تعالیٰ کی نصرت و تائید تمہارے ساتھ رہے تم جہاں کہیں رہو۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

۹۸۔مکتوب بنام شخصے حیدر آبادی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمدلله الذی هدانا الی الاسلام وجعلنا من امة نبینا محمد علیه الصلوة والسلام

آپ نے استفسار کیا تھا کہ ایک انگریز شخص سرور عالم ﷺ پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو فضیلت وفوقیت دے رہا ہے اور یہ دلیل پیش کررہا ہے کہ قرآن کریم میں حضرت عیسیٰ کو روح اللہ کہا گیا ہے۔اور حضرت محمد کو رسول اللہ کہا گیا ہے،اور رسول پرروح برتری اظہر من الشمس ہے لہٰذا محمدؐ رسول اللہ پر عیسیٰ روح اللہ کی عظمت وفضیلت خود بخود ثابت ہوجاتی ہے۔

سعادت آثار!

پہلے پہل آپ یہ حقیقت جان لیجئے کہ انگریزوں نے دین وآخرت کو یکسر فراموش کردیا ہے اوران کے فقدان دین وآخرت فراموشی کے لئے یہی ایک بات کافی ہے کہ وہ اپنے بادشاہ کی نافرمانی کرنے والے کوسزا دینے میں تو بڑے پرجوش ہیں۔ یہاں تک کہ چھوٹی چھوٹی غلطیوں کوبھی معاف کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں اور بادشاہوں کے بادشاہ اوران کو پیدا کرنے والے کی نافرمانی میں پیش پیش رہتے ہیں۔ یہاں تک کہ شرک اور گناہِ کبیرہ کے ارتکاب پر بھی کسی قسم کے مواخذہ اور احتساب کا تصور نہیں رکھتے ہیں ایسی صورت میں گناہِ صغیرہ کا

ذکر ہی کیا ہے حالاں کہ عہد عتیق اور عہد جدید کی کتابوں میں جابجا گناہوں کے ارتکاب پر سخت سرزنش اور سخت ملامت آئی ہوی ہے اور بالخصوص زنا کاری اور ریا کاری سے متعلق تو شدید اور سخت تاکید ہے۔

توراۃ میں زنا کاری کی سزا سنگ ساری ہے اور انجیل متی میں ہے کہ آدمی کو جب آنکھوں کی وجہ سے زنا میں مبتلا ہونے کا اندیشہ ہوتو اس کو چاہئے کہ وہ اپنی آنکھوں ہی کو ضائع کردے۔ کیوں کہ دوزخ میں سارے بدن کو داخل کرنے سے تو بہتر ہے کہ وہ اپنی دو آنکھوں کو ضائع کردے۔

نیز انجیل متی میں عیسیٰ علیہ السلام سے حکایت بیان کی گئی ہے کہ آدمی علانیہ لوگوں کے سامنے نماز ادا نہ کرے بلکہ کمرے کے اندر پڑھے تا کہ ریا کاری سے محفوظ رہ سکے۔

نیز توراۃ میں خنزیر (سوّر) کھانے سے اور داڑھی منڈانے اور ریش تراشنے سے منع کیا گیا ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے حواری ریش دار تھے۔

اور عیسائی یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام نے شکمِ مادر میں خونِ حیض سے پرورش پائی۔ اور آپ پیشاب و پاخانہ کرتے تھے، اور آپ کو بھوک پیاس لگتی تھی اور آپ کھانے پینے کے محتاج تھے۔ اور آپ کھاتے، پیتے، سوتے اور جاگتے تھے اور یہودیوں کے زودوکوب، قیدو بند اور قتل و صلیب کی بلا و مصیبت میں گرفتار ہوئے۔

اس برعکس عیسائی یہ بھی اعتقاد رکھتے ہیں کہ عیسیٰ خدا ہیں اور حیاتِ خدا یعنی اللہ کی روح کی روح ہیں اور یہی روح حضرت عیسیٰ کے ناسوت میں

نازل ہوی اور یہی تمام موجودات کی خالق اور مدبر ہے اور یہی روح کل مخلوقات کی مرادیں برلانے والی ہے۔اور یہی روح سب کی ضرورتوں اور حاجتوں کو پورا کرنے والی ہے۔اسی نے اپنی ماں کو پیدا کیا اوران کی ماں نے اپنے خدا (مسیح) کوجنم دیا۔

اس اعتقاد کے برخلاف اناجیل حضرت عیسیٰ کے بندے اور رسول ہونے کی گواہی دے رہی ہیں۔جیسا کہ انجیل متی کی ساتویں فصل میں ہے:

جس نے مجھے قبول کیا بے شک اس نے اس ذات (اللہ تعالیٰ) کوقبول کیا جس نے مجھے رسول بنا کر بھیجا ہے۔

اورانجیل یوحنا کی پانچویں فصل میں ہے کہ مسیح نے فرمایا:

میں دنیا میں اپنی مرضی اور خواہش کے مطابق عمل کرنے کے لئے نہیں آیا ہوں بلکہ میں اس لئے آیا ہوں، کہ اس ذات (اللہ تعالیٰ) کی خواہش کے مطابق عمل کروں، جس نے مجھے مبعوث کیا ہے۔

انجیل کی اس فصل سے یہ حقیقت پوری طرح واضح ہورہی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے رسول ہیں۔پھر بھلاوہ خدا کا جز اور خدا کا حصہ کیسے ہوسکتے ہیں۔سبحان اللہ تعالیٰ عما یشرکون۔جو باتیں مشرکین کہہ رہے ہیں ان سے اللہ کی ذات پاک وصاف ہے۔

ولو بالفرض عیسائیوں کی یہ بات تسلیم کرلی جائے کہ مسیح خدا ہیں تو پھر آسمانی کتابوں کے اندر مسیح کی الوھیت اورربوبیت اور خدائیت کے بارے میں کسی قسم کی صراحت کیوں نہیں کی گئی ۔ حالاں کہ انبیاء اور مرسلین کی بعثت کا

اصل مقصد اور کتابوں کے نازل کرنے کی اصل غرض انسانوں کو خدا سے آگاہ کرنا اور خبر دینا ہے۔اور حضرت ابراھیم، حضرت موسیٰ، حضرت ارمیاء، حضرت اشعیاء اور دیگر انبیائے کرام اپنے خدا (مسیح) کی الوھیت سے کیوں کر لاعلم اور بے خبر رہ گئے۔ جب کہ اپنے خدا سے لاعلمی کفر ہے۔معاذ الله من ذلك۔

عیسائیوں کے غیر معقول عقائد اور متضاد نظریات سے ان کی گم راہی پوری طرح آشکار ہے اور اس گم راہی وضلالت کا واحد سبب محمد عربی ﷺ کی شریعت مطہرہ سے روگردانی ہے۔

محال است سعدی کہ راہ صفا توان رفت جز در پے مصطفیٰ

اے سعدی! شریعت محمدیؐ کے بغیر صراط مستقیم پر گامزن رہنا محال ہے۔

آمدم برسر مطلب۔

سائل کی نظر صرف روح اللہ پر ہے۔موسیٰ علیہ السلام بھی ہمارے پیغمبر ہیں۔محمد ﷺ کے ساتھ فضیلت میں شامل ہیں۔جواب کا حوالہ یہودیوں پر ڈال دینا چاہئے۔جو مسیح کے منکر ہیں اور عیسائیوں کے مخالف ہیں۔لہٰذا ان کا جو جواب ہے ہمارا بھی وہی جواب ہے۔علامہ شیخ شہاب الدین ابوالعباس احمد بن ادریس مالکی نے اس سوال کا جواب دیا ہے۔وہی یہاں نقل کیا جارہا ہے۔

اجوبة الفاخرة عن الأسئلة القاصرہ میں علامہ موصوف میں لکھتے ہیں:

روح اور کلمہ سے وہ معنی لینا محال ہے جو عیسائی دعویٰ کرتے ہیں۔عیسیٰ روح اللہ اور کلمۃ اللہ کی مراد وہ نہیں ہے جو قائل سمجھتا ہے۔

پہلی بات یہ کہ روح کے متعدد معانی ہیں۔ روح کا معنی مشرق اور مغرب کے درمیان چلنے والی ہوا ہے۔ اس کے لئے ریح اور روح دو لغت ہیں۔ اسکی جمع ریاح اور ارواح آتی ہے۔ روح حضرت جبرئیل علیہ السلام کا نام بھی ہے۔ اور انہیں روح القدس کہا جاتا ہے۔

تیسری بات یہ ہے کہ جسمِ حیوانی کا قیام جس پر ہے اس کو بھی روح کہتے ہیں۔

کلمہ اس لفظ کا نام ہے جو مقید آوازوں سے مرکب ہو۔ اور لسانی کلام کا جز ہے، اسی لئے کہا گیا ہے: ان الکلام افی الفراد وانما جعل اللسان علی الفراد دلیلاً : بے شک کلام دل ہی میں ہے اور زبان اس کی ترجمان ہے۔

اور یہ مسئلہ متفق علیہ ہے کہ نفس انسانی، خیر اور شر سے بات کرتا ہے اور کلمہ حروف کو کہا جاتا ہے جو لفظ پر دلالت کرتا ہے اسی لئے یہ کہا جاتا ہے کہ یہ کلمہ کی تحریر اچھی ہے اور یہ کلمہ حروف سے لکھا ہوا ہے۔ جب روح اور کلمہ کے معانی متعدد ہیں تو پھر کسی ایک معنی پر محمول کرنا انصاف سے بعید اور باطل ہے۔

چوتھی بات یہ ہے کہ یہ جواب نہ ہی اعتقاد کے موافق ہے، نہ ہی الزامی جواب ہے، قرآن کریم میں عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں روح اللہ کا جو لفظ آیا ہوا ہے اس کے معنی ہیں، بدن حیوانی کو قوام دینے والا نفس۔

اور مسیح کے اندر روح پھونکنے کے معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک روح پیدا کی اور ان کے اندر پھونک دی اور یہی بات تمام انسانوں کی روحوں پر بھی صادق آتی ہے۔ کہ وہ بھی اللہ کی ارواح ہیں اور ہر حیوان کی روح بھی اللہ تعالیٰ کی روح ہے، کیوں کہ عربی زبان میں اضافت صادق ہونے کے لئے ادنیٰ

مناسبت کافی ہے۔ مثلاً ایک لکڑی اٹھانے والے سے یہ کہا جاتا ہے کہ تیری طرف اٹھاؤ۔ اس کی مراد اس لکڑی کی طرف ہے۔ پھر اٹھانے والے کی طرف نسبت کی گئی ہے۔

اس طرح یہ کہا جاتا ہے کہ زید کا ستارہ طلوع ہوا۔ حالاں کہ زید اور اس کے درمیان صرف نسبت مفارقت ہے۔ پھر تمام ارواح کو اللہ تعالیٰ کی طرف نسبت کیوں نہیں کر سکتے۔ حالاں کہ ان تمام ارواح کا خالق اور مدبر بھی اللہ کی ذات ہی ہے۔

مذکورہ آیت سے متعلق بعض علماء سے سوال کیا گیا تو انہوں نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اپنی ارواح میں سے ایک روح عیسیٰ علیہ السلام کے اندر بھی پھونک دی۔ یعنی تمام حیوانات کی ارواح اللہ تعالیٰ ہی کی ارواح ہیں اور حضرت عیسیٰ کو خاص طور پر ذکر کی وجہ یہ ہے کہ اضافت الی اللہ کے ذریعہ عیسی کی عظمت کو نمایاں کیا جائے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

کما انزلنا علی عبادناہ ان عبادی لیس لك علیھم سلطان ۔حالاں کہ تمام بندے اللہ ہی کے بندے ہیں تخصیص، مخصص کا مقام اور مرتبہ ظاہر کرنے کے لئے ہے۔

کلمہ کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جب کسی شئے کے وجود کا ارادہ کرتا ہے تو لفظ کُن سے وجود بخشتا ہے۔ اور وہ شئے وجود میں آجاتی ہے۔ جتنی بھی موجودات اور مخلوقات ہیں وہ سب کلمہ ''کُن' کی جانب منسوب ہیں، جب اللہ تعالیٰ عیسیٰ علیہ السلام کو وجود میں لانا چاہا تو ان کی ماں کے بطن سے لفظ کُن کہا تو مسیح، وجود کا

لبادہ اوڑھے ہوے جلوہ گر ہو گئے۔ لہٰذا یہ تخصیص عیسیٰ کے مقام رفعت و عظمت کو ظاہر کرنے کے لئے ہے۔

یہ تو ایک معقول معنی ہے اور اس کے اندر یہ خرابی نہیں ہے، جیسا کہ نصاریٰ اعتقاد رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے ایک صفت عیسیٰ علیہ السلام کے ناسوت میں حلول ہوگئی۔

یہ بڑی عجیب بات ہے کیوں کہ صفت موصوف سے جدا ہونا عقلاً بھی کیوں کر ممکن ہے۔

اور اگر ہم میں سے کسی سے یہ بات کہی جائے کہ تیرا عمل اور تیری زندگی زید کی طرف منتقل ہوگئی تو ہر صاحب عقل وفہم ایسی بات سے انکار کردے گا۔ بلکہ دوسرے کے اندر وہی صفت موجود ہونا ممکن ہے جو اس صفت کے مثل ہے۔اور بذاتِ خود ایک صفت، ایک جگہ سے دوسری جگہ کی طرف منتقل ہونا محال ہے۔ کیوں کہ حرکات جسم کی صفات ہیں اور صفت جسم نہیں ہے۔

اور اگر نصاریٰ یہ کہیں کہ اجسام صفات ہیں اور صفات اجسام ہیں اور مختلف ومتبائن احکام ایک ہی شئے ہے، تو ان سے کوئی بحث ہی نہیں اور ظن غالب یہی ہے کہ وہ اسی بات کے قائل ہیں اور یہ ایسی بات ہے جو عقلی اور نظری اعتبار سے بہت دور ہے۔

حاصل کلام! یہ تمام عربی زبان کے فقرات اور کلمات ہیں۔ لہٰذا جو شخص عربی زبان کی اضافات ، تعریفات، تخصیصات، تعمیمات، اطلاقات، تقیدات اور باقی استعمالات کو بخوبی جانتا اور سمجھتا ہو تو اسی کو بحث کرنے اور

استدلال قائم کرنے کا حق ہے اور جس شخص کے اندر یہ صلاحیت نہیں ہے اس کو چاہئے کہ علماء کی تقلید کرے، اور جس چیز کا علم نہ ہو اس کے متعلق بات نہ کرے۔

علامۂ موصوف کی مذکورہ وضاحت ہی میں سائل کا جواب پوشیدہ ہے۔

اگر مخالف۔روح کے لفظ سے حقیقی معنی مراد لے تو مکابرہ اس پیش آئے۔

اس کے لئے جواب وہی ہے جو میرے جد امجد حضرت سید شاہ عبدا للطیف ذوقیؒ ویلوری نے اپنی منظوم فارسی تصنیف ''معجزۂ مصطفیٰ'' میں سرور انبیاء علیہ السلام کی مدح وتوصیف میں اسی قسم کے سوال کے جواب میں لکھا ہے:

کریمیکہ بخشید مارا نعیم — یتیمے کہ افشاند دریتیم
سراج ہدایت دل روشنش — فدا گشتہ روح الامین برتن اش
بعیسیٰ کہ بجان اہل کمال — لقب داد روح ایزد ذوالجلال
چو از حب خود دار اورا نصیب — ز حب خواند محبوب خویش و حبیب
ہمہ جائے محبوب درجان کنند — بروروح رانیز قربان کنند

وہ کریم جس نے نعمتوں سے نوازا۔ وہ یتیم جس نے ہمیں علم وادب کی موتیوں سے نوازا جس کا روشن دل چراغ ہدایت ہے۔جس کے جسم پر روح الامین (جبرئیل) فدا ہوگئے عیسیٰ اہل علم کی جان تھے کیوں کہ ربّ ذوالجلال نے ان کو روح اللہ کا لقب دیا، اللہ نے محمد کو اپنی محبت کا حصہ عطا کیا اور انہین پیار سے اپنا محبوب کہا اور ہر جگہ روح پر محبوب کو عزیز رکھا، اسی لئے روح کو محبوب پر قربان کردیا۔

یہ سوال مقدر کا جواب ہے۔عیسیٰ کو اللہ نے روح کہا اور محمد کو اپنا محبوب

کہا اور یہ بات پوشیدہ نہیں ہے کہ روح کو اپنے محبوب پر فدا کیا۔ لہٰذا محمد کی افضلیت عیسیٰ پر اظہر من الشمس ہوگئی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

۹۹۔ مکتوب بنام ابو الحسن مہاجر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حمد وصلوٰۃ اور تبلیغ سلام سنت کے بعد! قلب سعادت ذخائر پر واضح ہو کہ غلامی صاحب اور اپنے درمیان واقع ہونے والے مقدمہ کے تعلق سے آپ کا التفات نامہ جو اس مسکین کے نامزد تھا، عین انتظار میں آپہنچا اور خیریت و کیفیت سے آگاہ کیا۔ اور قلب کو خوش وخرم کیا۔ الحمدلله علیٰ ذلك۔

مکتوب دیکھنے کے بعد معلوم ہوا کہ آپ اس مسکین کے تعلق سے ظنِ ناانصافی کا شکار ہیں۔ حضرت بشر حافی علیہ الرحمہ سے منقول ہے کہ آدمی کے کمال کی نشانی یہ ہے کہ اس کے دشمن بھی اس سے بے خوف اور مطمئن رہیں۔ لیکن یہ کیا کمال ہے کہ آپ کے دوست بھی آپ سے بے خوف نہ رہیں۔ آپ کو اپنے دشمن کی عداوت کے ضمن میں اپنے دوستوں کی دوستی اور ان کی سچائی بھی دشمنی اور کجی معلوم ہو رہی ہے۔

آپ نے چند امور سے متعلق استفسار کیا تھا۔

غلامی صاحب کی بابت چار سو بارہ روپے اور پاؤ کم آٹھ آنے آپ کے

ذمہ تفویض کیے گئے تھے۔ اگر فقیر کے آگے رکھ دیں تو جواب تحریر کیا جائے گا ورنہ تضیع اوقات اور تحریر مراسلات کی تکلیف نہ دیں۔ اور طول امید کے رشتے کو کوتاہ گردانیں اور قول وقرار کے مطابق خود کو حکم کے فیصلہ پر راضی کرلیں۔ کیوں کہ انصاف مدعی اور مدعی علیہ کے خیال پر موقوف نہیں ہے۔ اور جلد از جلد حساب وکتاب کے کاغذات اور دستاویزات وغیرہ کے ساتھ حاضر ہو جائیں یا کسی وکیل کو مختار نامہ کے ساتھ بھیج دیں اور رمضان شریف جو اجر وثواب کے حاصل کرنے کا مہینہ ہے ایسے مبارک مہینے میں ان امور کی جانب توجہ کرنے سے فقیر کو معذور خیال کریں۔ آپ اللہ کے پاس جواب دہی کے خیال سے حق کو باطل قرار دینے میں اور باطل کو حق ثابت کرنے میں کوئی بھی کام انجام دینے سے مانند بید لرزاں و ترساں رہیں۔ اور اپنی گردن پر کسی شخص کا حق باقی نہ رکھیں۔ اور یہ تصور ہمیشہ اپنے سامنے رکھیں کہ قبر اور آخرت تمہارے سامنے ہے اور قاضی حقیقی (اللہ تعالیٰ) کے روبرو حساب وکتاب کا پیش ہونا امر یقینی ہے۔ فمن یعمل مثقال ذرة خیرا یره ومن یعمل مثقال ذرة شرا یره۔ جو شخص دنیا میں ذرہ برابر بھی نیکی کریگا وہ آخرت میں اس کا ثواب پالے گا اور جو شخص دنیا میں ذرہ برابر بدی کریگا وہ آخرت میں اس کی سزا پالے گا۔

اللہ تعالیٰ سے امیدوار ہوں کہ وہ ہمیں اور تمہیں اور سارے دوستوں اور جمیع مسلمانوں کو توفیق عطا فرمائے کہ ہم موت کی یاد اور آخرت کے احوال اپنے پیش نظر رکھیں اور مختصر دنیا کی گرفتاریوں سے فریب نہ کھائیں جو قبر اور آخرت میں کسی طرح کارآمد اور مفید نہیں ہیں۔ اصل کام تو یہی ہے اس کے سوا سب

فضول ہے۔ زیادہ کیا تحریر کروں۔ اللہ کی نصرت اور تائید تمہارے ساتھ رہے تم جہاں کہیں رہو۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

۱۰۰۔ مکتوب بنام حضرت مولانا سید مخدوم صاحب قاضی مرواگل

یہ مکتوب بصورت فتویٰ ہے جس میں شفاعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر روشنی ڈالی گئی ہے، یہ فتویٰ ۱۲۷۳ھ مطبع مولوی فیض اللہ کلکتہ سے چھپا تھا، فتویٰ کی زبان قدیم دکھنی ہے، درمیان میں جہاں عربی اور فارسی اقتباسات موجود ہیں مترجم نے ترجمہ کردیا ہے تاکہ عوام بھی مستفیض ہوسکے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۱۔ومن یتوکل علی اللہ فھو حسبہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سوال: علمائے مدراس نبی مختار ﷺ کو شفاعت کے مختار رکھے ہیں، اور علمائے بامبئی شفاعت بالاذن کہتے ہیں اور حضرت نبی کریمؐ کو غیر مختار کہتے ہیں، یہ دونوں قول میں کون سا قول صحیح ہے۔ فرمانا۔

الجواب : علمائے عرب اور عجم میں علمائے مدراس و بنگالہ اور بمبائی سب بالاتفاق یہی کہتے ہیں کہ شفاعت بالاذن ہے۔اس بات میں علماء کو کچھ خلاف نہیں۔ چنانچہ اسناد اس بات کی تفاسیر اور کتب احادیث اور عقائد وغیرہ سے آگے آوینگے اور سرور انبیاء حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے دوسوایک نام ہیں۔

کتاب دلائل الخیرات میں ایک نام مختارؐ کر کے آیا ہے اس کا معنا برگذیدہ ہے چنانچہ مزرع الحسنات شرح دلائل الخیرات میں ہے:-

''مختار برگذیدۂ خدائے تعالیٰ برائے اعلیٰ مرتبۂ رسالت فرمودہ۔'' انتہیٰ

(مختار وہ ہے جسکو اللہ تعالیٰ نے رسالت کے مرتبۂ اعلیٰ کے لئے برگزیدہ کیا ہے۔

تفسیر حسینی میں ہے من ذالذی کیست آنکس یشفع کہ او شفاعت کنداز انبیاء وملائك غیرایشاں عندہ نزدیك او، در روزِ قیامت کسی راکہ اِلّا باذنہ مگر بدستورے او کہ اجازت شفاعت دھد۔انتہیٰ

کون ہے وہ جو کسی کی شفاعت کرے انبیاء ملائک اور ان کے سوا اللہ کے نزدیک قیامت کے دن مگر وہی جن کو شفاعت کی اجازت دی جائے۔

اور تفسیر رحمانی میں ہے۔من ذامن الملائکۃ والانبیاء فضلا من الاصنام الذی یشفع عندہ وان یقاومہ اوینا صبہ الاباذنہ تحقیقا للمعبودیۃ۔انتہیٰ۔

حاصل مضمون اس آیت کا یہ ہے کہ کون ہے وہ فرشتوں سے اور

پیغمبروں سے جو شفاعت کرے نزدیک اللہ تعالیٰ کے، مگر اسی کے حکم سے واسطے ثابت کرنے بندہ پن کے۔ سو کیا طاقت کسی کی جو اللہ سے مقابلہ کرے یا دشمنی کرے، پھر بتاں کس گنتی میں ہیں۔

اور عیون التفاسیر میں ہے۔ من ذالذی یشفع عنده بیان انکار بالاستفهام لعظمته وکبریا ئه فی الدنیا والاخرة وان احدا لا یقدر تکلما بالشفاعة وغیرها عنده یوم القیامة الا باذنه ای الاباذن فی الکلام والشفاعة لمن یشاء فی من یشاء۔انتہیٰ۔

ترجمہ: اس کی بڑائی اور بزرگی دنیا و آخرت میں رہنے کے سبب سے استفہام انکار کے طور پر بیان کر کے کہتا ہے کہ کوئی قدرت نہیں رکھتا شفاعت وغیرہ کی بات کہنے کی اس کے پاس قیامت کے دن مگر اسی طور پر کہ حکم دیوے بات کرنے کا اور شفاعت کا جس کو چاہے جس کے باب میں کہ چاہئے۔

اور تفسیر بیضاری میں ہے قل لله الشفاعة جمیعا لعله ردلما عسیٰ یجیبون به وهو ان الشفعاء اشخاص مقربون هی تماثیلهم والمعنی انه مالك الشافعة کلهالا یستطیع احدشفاعة الّا باذنه ولا یستقل بها ثم قررذالك فقال له ملك السموات والارض فانه ملك الملك کله لایملك احد ان یتکلم فی امردون اذنه ورضائه ثم الیه ترجعون،یوم القیامة فیکون له الملك الیضا حینئذ۔انتہیٰ۔

ترجمہ: شاید یہ رد ہے اس بات کا کہ جواب میں کہیں گے بت پرست

لوگ سو یہ کہ اپنے شفیع مقرب شخص ہیں، یہ ان کی مورتیں ہیں یعنی بتاں اور معنی یہ ہیں کہ وہ مالک ہے بالکل شفاعت کا، کوئی شفاعت کر نہیں سکتا مگر اس کے حکم سے اور آپ ہی آپ شفاعت کر نہیں سکتا، مگر اس کے حکم سے اور آپ ہی آپ شفاعت کر نہیں سکتا پھر مضبوط کیا اس بات کو سو فرمایا مقرر وہی مالک ملک کا ہے بالکل قدرت نہیں رکھتا کوئی بات کرنے کی اس کے کام میں اس کے حکم اور خوشی کے سوائے۔ پھر اس کے طرف پھر جاؤ گے قیامت کے دن سو ہو جاویگی بادشاہی اسی کی اس وقت میں۔

اور تفسیر جلالین میں ہے۔ قل للہ الشفاعۃ جمیعا ای ھو مختص بھا فلا یشفع احدالا باذنہ انتہٰی۔

ترجمہ : کہدے کہ اللہ ہی کی ہے شفاعت بالکل یعنی وہی ہے خصوصیت رکھنے والا اس کے ساتھ سو شفاعت نہ کرے گا کوئی مگر حکم سے اس کے۔

اور امام نووی شرح صحیح مسلم میں لکھتے ہیں: قال رسول اللہ ﷺ فیاتونی فاستاذن علی ربی فیوذن لی قال القاضی عیاض معناہ فیوذن لی فی شفاعۃ الموعود بھا وایضا قال عیاض جاء فی حدیث انس و حدیث ابی ھریرۃ ابتداء النبی ﷺ۔ سجودہ وحمدہ والاذن لہ فی الشفاعۃ امتی امتی۔ انتہٰی

ترجمہ : یعنی قول نبی ﷺ کا ہے، پس آوینگے آدمیاں نزدیک میرے تو اذن چاہوں گا میں اپنے پروردگار سے، پھر اذن دیا جائے گا مجھکو۔

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ اس کا معنی یہ لکھتے ہیں کہ پس اذن دیا جائے گا مجھے شفاعت کا جو وعدہ کیا گیا تھا اس کا اور پھر کہے قاضی عیاض کہ آیا ہے حدیث میں انس اور ابو ہریرہ کے ہے رسول اللہ ﷺ بعد سجدہ ہونے اور حمد کرنے اور اذن شفاعت پانے کے پہلا لفظ امتی امتی فرماوینگے۔

اور مخدوم محمد ھاشم بن عبدالغفور بن عبدالرحمن سندی شنوی حنفی کتاب میں فرائض الاسلام کے لکھے ھیں:

ان شفاعة نبينا صلى الله عليه وآله وسلم وسائرالانبياء عليهم الصلوٰة والسلام و شفاعة الاولياء والعلماء والصلحاء بعد ان ياذن الله تعالىٰ لهم حق۔انتہٰی

یعنی تحقیق کہ شفاعت کرنا ہمارے پیغمبر ﷺ کا اور شفاعت کرنا دوسرے پیغمبروں کا اور اولیاؤں کا اور علماؤں کا، اور پرہیزگاروں کا بعد اذن دینے اللہ کے ان کو، حق ہے۔

اور شیخ عبدالحق دہلویؒ شرح مشکوٰۃ شریف میں فرماتے ہیں۔

فاستأذن علىٰ ربى فى داره۔پس طلب اذن میکنم نزد پروردگار خود در سرائے عزت وے که مقامے خاص و جائے مخصوص است که هیچ کس رادران مد خلے وگنجائش نبود فیوذن لی علیه پس اذن کرده می شود مرابدرآمدنبروئے تعالیٰ۔انتہٰی

ترجمہ : پھر میں درگاہ عزت اور مقام خاص اور جائے مخصوص میں جہاں کسی کو کوئی دخل و گنجائش نہیں میں اپنے پرودگار سے شفاعت کی اجازت

طلب کرونگا پھر مجھے اجازت دی جائیگی کہ اللہ کے حضور میں حاضر ہو جاؤں)

مزرع الحسنات شرح دلائل الخیرات میں ہے: سب سے زیادہ درست کلام یہ ہے کہ جس وقت آپ کو شفاعت کا حکم دیا جائے گا تو آپ اللہ تعالیٰ کے سامنے کوئی بات نہیں کریں گے، مگر وہی جو رضائے الٰہی کے موافق ہو۔)

اور تکمیل الایمان میں ہے والشفاعة حق، درخواستن رسل وانبیاء و اولیاء واخیار وعلماء وملائکہ کہ ایشاں رااز پروردگار عزت وآبروو راہ سخن باشد، گناہ گاراں رااز پروردگار خود حق است، واول کسے کہ فتح باب شفاعت کندمحمد رسول صلی الله علیه وسلم بود، وفرداظاہر شود کہ اورادر درگاہ خداوندی چہ قدر جاہ و عزت بودہ است، روز روز اواست، وجاہ جاہ اواست الھم بحق جاہ محمداغفرلنا (شفاعت حق ہے، رسولوں، نبیوں اولیاء واخیاوعلماء وملائکہ جن کو درگاہ رب العزۃ میں آبرو اور باریابی ہے ان کا اپنے پرودگار سے گناہ گاروں کے واسطے درخواست کرنا ثابت ہے اور سب سے پہلے جو شفاعت کا دروازہ کھولیں گے وہ محمد رسول اللہ ﷺ ہیں اور روز قیامت یہ حقیقت ظاہر ہو جائے گی کہ درگاہ خداوندی میں حضور اکرم ﷺ کی کیا قدر و منزلت اور عزت ہے، وہ روز آپ ہی کی شانِ ظہور کا دن ہے اور وہ دن آپ ہی کے مرتبہ ومقام کے ظہور کا دن ہے)

پیغمبر ما بعز و اقبال (ہمارے نبی صاحب عزت واقبال ہیں)

کایدبشفاعت اندراں حال (کہ ایسے حال میں شفاعت کے لئے

آئیں گے)

آں دم که پے شفاعت آید (اس وقت جبکہ آپ شفاعت کے لئے آئیں گے)

باذن خدائے لب کشاید (اللہ کے حکم سے زبان کھولیں گے)

اورملا جامی قدس سرہٗ یوسف زلیخا میں فرماتے ہیں بیت ؎

کند باایں ہمہ گمراہی ما تراازن شفاعت خواہی ما

ہماری ان تمام گمراہیوں کے باوجود آپ کو ہمارے لئے شفاعت چاہنے کااذن ہوگا

اور مخدوم محمد ہاشم سندی حیات القلوب فی زیارۃ المحبوب میں لکھتے ہیں: (بزاز اور بیہقی نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے، انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ بندوں کو قیامت کے دن ایک کشادہ جگہ میں جمع کریگا۔ پس ان میں سے کوئی کچھ نہیں بولیگا۔ پس پہلے جسے بلایا جائیگا وہ حضور اکرم ﷺ ہوں گے، پھر آپ ﷺ فرمائیں گے۔) (پھر اس کے بعد اس وقت حضور ﷺ کو شفاعت کرنے کی اجازت دی جائیگی اور اللہ تعالیٰ کے اس قول عسیٰ ان یبعثك ربك مقاما محمودا سے مراد وہی وقت ہے جیسا کہ بدر السافرہ میں مرقوم ہے)

اور شیخ عبدالحق دہلوی ''مداح النبوۃ'' پہلی جلد کے تیسرے باب میں لکھے ہیں:۔ اور یہ بات معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اجازت اور خوشنودی کے بغیر شفاعت نہیں ہوگی لیکن آپ کو اللہ تعالیٰ اپنی تمام کئے ہوئے وعدوں کے اقتضاء کے مطابق شفاعت کرنے کی اجازت عطا فرماتا ہے)

اور مولوی اسلمی صاحب ''سفینۃ النجات'' میں لکھتے ہیں: آں حضرت ﷺ پہلے سب کے شفاعت کریں گے اور کسی پیغمبر کو اس وقت میں کسی کے واسطے عذر خواہی کرنے کی جرأت نہ رہیگی بلکہ انبیاء اپنا ہی بچاؤ حق سے چاہنے لگیں گے، پھر ایسے وقت رحمۃ للعالمین اپنی امت کا بچاؤ حق تعالیٰ سے چاہیں گے، اور سب سے آگے گنہگاروں کے واسطے شفاعت کرنے کی درخواست کریں گے پھر درگاہِ خداوندی سے اجازت دئے جائیگی جیسا کہ اس بارے میں صحیح حدیثیں وارد ہوئی ہیں، اسکا انکار کرنا بدعت اور فسق ہے، اگر بغیر اہانت کے ہوئے، اگر اہانت کے طور پر ہے تو کفر ہے۔

اور گلزار ہدایت میں عمدۃ العلماء بدرالدولہ قاضی الملک بہادر لکھتے ہیں ۔رسول اللہ ﷺ قیامت کے دن اللہ سے اجازت لینا اور شفاعت کروانا اتنی احادیث سے ثابت ہے کہ جس کے انکار کا مجال نہیں۔انتہی۔

اور اس کتاب کی صحت پر مولوی ارتضا علیخان بہادر اور مولوی اسلمی صاحب اور دوسرے علماء مدراس سب کے مہر اور دستخط ہیں اور سید شاہ کمال الدین صاحب قدس سرہٗ قصیدۂ خصائص نبویؐ میں لکھے ہیں: بیت

کریں گے اذن کی مفتاح سے ایسا احمد ادا شفاعت مطلق کا فتح مغلق در

اس اسناد سے معلوم ہوا کہ معنے مختار کا برگذیدہ ہے اور باتفاق علماء شفاعت بالاذن ہے اور فتح باب شفاعت اور شفاعت کبریٰ کے مالک سرور عالم ﷺ ہیں۔ پھر شفاعت کو بے اذن الٰہی کہنا قرآن اور حدیث اور اجماع امت کے خلاف کرنا ہے، اور خدائے وحدہٗ لاشریک کے کارخانے مین غیر خدا کو شریک

کرنا ہے، چونکہ کوئی حس اور عضو بے اذن جان کے حرکت نہیں کرتا ہے پھر کوئی جان بدون حکم جان جان اور خالق جان کے حرکت کیسے کریگا۔

لاتحرك ذرة الاباذن الله۔والله اعلم بالصواب اللهم بحق جاه محمد ﷺ اغفر لنا واجعلنا ہ لنا شفيعا يوم القيمة وصلى الله تعالىٰ علىٰ خير خلقه محمد وآله وصحبه وسلم۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

۱۰۱۔مکتوب بنام سوداگر خدابخش ساکن سرونچہ ضلع اَپر گوداوری آندھرا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پس از سلام مسنون اعزی خدا بخش صاحب سوداگر کوظاہر ہووے، تمہارا مکتوب مرقوم بیستم ذی الحجہ ۱۲۸۵ھ کو پہنچا اور دینی مسائل کا استفسار رہنے سے دل بہت مسرور ہوا۔

ایں کاردولت است کنوں تا کرارسد

معلوم ہوا کہ شریعت مطہرہ تمہارے دل میں قرار پکڑی ہے، از کوزہ بروں ہموں ترادو کہ دروا ست کل اناء یترشح بما فیہ۔

فتویٰ ملفوفہ مرقوم بھی فقیر کا ہے جو ۱۲۶۸ھ میں لکھا تھا لیکن وہ فتویٰ

رہنے سے ایک فتویٰ پورا ملفوف کیا ہوں۔اس مفصل احوال مع الاسناد معلوم ہوگا۔

اول یہ بات جاننا ضروری ہے کہ ہمارا دین محمدیؐ ہے موسوی اور عیسوی وغیرہ نہیں۔

پھر یہ دین محمدیؐ میں تر ہتر فرقے ہیں۔ ہمارا فرقہ سنت وجماعت کا ہے۔ خارجیہ، رافضیہ، قدریہ، جبریہ، معتزلہ، مرجیہ، ظاہریہ اور باطنیہ وغیرہ نہیں۔

پھر یہ سنت وجماعت کے فرقے ہیں۔ چار مجتہد مستقل سے چار مذہب رائج اور مشہور ہیں۔ حنفی، مالکی، شافعی اور حنبلیؒ۔

یہ چاروں مذہب میں حق دائر ہے۔اور بے شک ان کے اختلاف میں رحمت ہے۔لقولہ علیہ السلام شیخ جلال الدین سیوطی جزیل المواہب میں فرماتے ہیں۔

(یہ جاننا چاہئے کہ اس ملت میں مذاہب کا اختلاف بڑی نعمت اور عظیم فضیلت ہے اور اس کا ایک لطیف راز ہے جس کا علماء نے ادراک کیا، اور اس سے جاہل ناواقف ہے، حتی کہ بعض جاہلوں کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ ﷺ تو ایک ہی شریعت لائے پھر یہ مذاہب اربعہ کہاں سے نکل آئے)

پھر یہ چاروں مذہب میں مجتہد فی المذاہب ہیں یا مقلد۔

اور مذہب حنفیہ میں بھی مجتہد فی المذاہب جیسے ابویوسفؒ، امام محمدؒ، طحاویؒ، کرخی، سرخسی، بزدوی، قاضی خان، رازی، ابوالحسن، قدوری اور صاحب ہدایہ برہان الدین مرغینانی وغیرہم۔

یا مقلد میں یعنی پیروان مجتہدوں کے جیسے، ہم حنفیہ۔

پھر یہ چاروں مذہب مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ، عرب عجم، شام، مصر،

مغرب ایران، توران، ہندسندھ، سواداعظم میں جہاں کے مشہور ہیں۔

اور مقلد یعنی پیرو چار مذہبوں (حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی) کے سیدھی راہ پر ہیں لقولہ علیہ السلام علیکم بالسوادالاعظم،

پھر جو احکام اجتہاد سے مجتہدوں کے نکلے ہیں۔ بحکم المجتھد یخطی ویصیب، صواب، وخطا کے درمیان متردد ہے۔ لیکن مجتہد مصیب، (جس کا اجتہاد صحیح ہوجائے) کو دواجر ہیں، اور مجتہد مخطی (جس کا اجتہاد غلط ہوجائے) کو ایک اجر ہے۔

لقوله عليه السلام جعل للمصيب اجرين وللمخطي واحداً، كذافى التوضيح وغيره من كتب الاصول۔

اورامام ربانی شیخ احمد سرہندی مکتوبات جلد ثالث کے ۲۲ویں مکتوب میں فرماتے ہیں۔

برمجتہد چہ جائے اعتراض است کہ خطاءاورا نیز یک درجہ ثواب است و تقلیداوا گر چہ خطا کند موجب نجات است، انتہٰی۔

(مجتہد پر اعتراض کی کیا بات اس کی خطاء بھی ایک درجہ ثواب کی حامل ہے اور اس کی تقلید اگر چہ کہ خطا کرے نجات کا باعث ہے۔)

اعتراض اگر ہے تو مقلد پر ہے۔ اس لئے قرآن وحدیث سے مسائل نکالنا اور اجتہاد کرنا یہ مجتہدوں کا کام ہے۔ نہ کہ مقلدوں کا۔ مقلد اپنے مجتہدوں کے برخلاف قرآن وحدیث سے مسائل نکالنے اور اجتہاد کرے تو قطع نظر خطا کے صواب میں بھی اس کو اجر وثواب نہیں، اور اس مقلد کے پیرو کو نجات بھی

نہیں۔ مقلد اور اس مقلد کا پیرو ہر دو عاصی ہیں۔

جیسے حکم کرنا عہدے داروں کا کام ہے، نہ کہ سپاہیوں کا، سپاہی اپنے عہدہ داروں کے برخلاف کچھ حکم کرے، یا دوسرا سپاہی اس پر عمل کرے، ہر دونوں تقصیر مند ہیں، اس تفصیل کے بعد اب تمہارے جواب لکھتا ہوں تم پوچھے تھے کہ نذر مخلوق کی چاروں اماموں کے پاس جائز ہے یا نہیں؟

جواب اس کا یہ ہے کہ نذر کے دو معنی ہیں۔ ایک ایجاب العبادۃ، دوسرا ہدیہ۔ غیاث اللغات میں ہے نذر بفتح نون و سکون ذال معجمہ پیمان و آنچہ برخود واجب گردانند مثل روزہ و صدقہ برائے خدائے تعالیٰ و طعام فاتحۂ بزرگاں و آنچہ از نقد و جنس پیش اُمراء و سلاطین گذرانیدہ ملاقات کنند۔

(نذر یہ ہے کہ آدمی خود اپنے اوپر کسی چیز کو واجب کرلے جیسے روزہ۔ اللہ کی راہ میں صدقہ، اور بزرگان دین کے فاتحہ کا کھانا، اور امراء و سلاطین کی خدمت میں ملاقات کے وقت جو نقد و جنس پیش کرتے ہیں اس کو بھی نذر کہتے ہیں۔

اگر نذر بمعنی ایجاب العبادت ہے تو بالاجماع یہ نذر مخلوق کو حرام ہے۔ مخلوق زندہ، ہو یا مُردہ، اور نذر نقد ہو یا جنس طعام ہو یا شراب۔ لان النذر عبادة والعبادة لایکون للمخلوق (بے شک نذر عبادت ہے اور عبادت مخلوق کے لئے نہیں ہوگی۔)

قال صاحب فتاویٰ الخریّة اجمعوا علی حرمة نذر المخلوق (صاحب فتاویٰ الخیریہ فرماتے ہیں کہ مخلوق کی نذر حرام ہونے پر

علماء کا اجماع ہے۔)

اگر مراد نذر سے ہدیہ ہوتو مخلوق کو دنیا جائز ہے چنانچہ امام ربانی شیخ سرہندی اپنے بعض مکتوب میں لکھے ہیں: نذر شمار سید

اور مولوی شاہ اسماعیل دہلوی صراط مستقیم کے باب العلم میں لکھے ہیں۔

درخوبی نذر و نیاز اموات شکے و شبہے نیست (بزرگوں کی نیاز کے جائز ہونے میں کوئی شک و شبہ نہیں) اور مریدین، پیروں کو اور نوکر امیروں کو جو نذر دیتے ہیں اس سے مراد ہدیہ ہے، عبادت نہیں۔

پوچھے تھے کہ حنفی بموجب حدیث ابو حمید ساعدی ہاتھ کندھوں تک اٹھاتا ہے تو اس کا حکم کیا ہے؟

جواب اس کا یہ ہے کہ حنفی مجتہد ہے تو حدیث پر عمل کرسکتا ہے۔ مقلد ہے تو اس پر اپنے امام کی تقلید واجب ہے، کذا فی کتب الاصول۔

امام ربانی شیخ احمد سرہندی جلد اول کے ۲۸۶ ویں مکتوب میں فرماتے ہیں۔

مقلد رانمی رسد کہ خلاف رائے مجتہد از کتاب وسنت اخذِ احکام کند و برآں عامل باشد۔ (مقلد کو یہ حق نہیں پہنچتا ہے کہ وہ مجتہد کی رائے کے خلاف قرآن وحدیث سے احکام اخذ کرے اور اس پر عمل پیرا ہو جائے۔)

اور مولوی شاہ اسمٰعیل دہلوی، مقدمہ ایضا الحق کی پہلی فصل میں مسئلہ استنباط احکام میں لکھتے ہیں کہ: شرط ثانی آنکہ قایس از مجتہدین باشد نہ از مقلدین۔ انتہی۔

دوسری شرط یہ ہے کہ قیاس کرنے والا مجتہدوں میں سے ہوگا، مقلدین میں سے نہیں،)

اس صورت میں حنفی مقلد کو مجتہدان حنفیہ کی تقلید کے سوا کوئی چارہ نہیں۔

شیخ الہند عبدالحق محدث دہلوی حدیث ابوحمید ساعدی رایتــه اذاکبـر جعل یدیه حذاء منکبیه کی شرح میں لکھتے ہیں۔

(ابوحمید ساعدی فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ تکبیر تحریمہ کہتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنے دونوں کندھوں کے مقابل اٹھاتے اور یہی امام شافعیؒ کا مذہب ہے اور ہمارے مذہبِ حنفی میں دونوں کان کی لو تک ہاتھ اٹھانا ہے اور یہ طریقہ بھی احادیث سے ثابت ہے اور بعض روایات سے بالائے گوش تک ہاتھ اٹھانے کا ثبوت بھی ملتا ہے اوامام اعظم ابوحنیفہؒ نے متوسط مقابل دوش اور بالائے گوش کے درمیان کان کی لو اختیار کیا ہے اور امام شافعیؒ نے ان مختلف روایات میں یہ تطبیق دی ہے کہ ہاتھ کی ہتھیلیاں کندھے کے مقابل رہیں اور انگوٹھا کان کے برابر رہے اور دیگر انگلیوں کا بالائی حصہ کان کے بالائی حصہ تک پہنچے۔

اور ممکن ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے مختلف اوقات میں مذکورہ ہر ایک طریقہ وقوع میں آیا ہو۔ واللہ اعلم۔

پوچھے تھے کہ تشہد میں انگشت اٹھانے کا کیا حکم ہے۔

جواب اس کا یہ ہے کہ انگشت اٹھانے کے مقدمے میں اٹھائیس حدیث صحیح آئے ہیں۔ مگر صحیح بخاری میں اس کا کچھ ذکر نہیں۔

امام الائمہ امام اعظم اور صاحبین (امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ) اور مالکیہ اور شافعیہ اور حنبلیہ سب کے سب اٹھانے پر گئے ہیں اور علماء ماورا ،النہر نہیں اٹھانے پر گئے۔

غرض اس مسئلہ میں اختلاف ہے اور فتویٰ بھی مختلف ہے، میں اس مسئلہ کی تفصیل ، فصل الخطاب میں بڑی تفصیل سے لکھا ہوں، یہ عنقریب چھپنے والی ہے، پس آدمی انگلی اٹھانے اور نہیں اٹھانے میں مختار ہے۔ جھگڑا کس لئے۔

حق جل مجدہ سب مسلمانوں کو توفیق دے تا کہ وہ سنت و جماعت کے مذہب حق پر قائم رہیں، اور افراط وتفریط سے اور دنیائے دنیہ فانیہ کے فریب سے بچیں اور کچھ بو اپنی محبت و جمعیت باقیہ کی اپنے مشام میں لاویں اور تذکر موت واحوال آخرت پیش نظر رکھیں۔

کار این است غیر ایں ہمہ ہیچ زیادہ حق باشما باد

مرقوم دوازدہم محرم روز یکشنبہ ۱۲۸۶ھ

☆☆☆☆☆☆☆

۱۰۲۔مکتوب بنام حضرت مولانا شاہ عبدالحئی واعظ بنگلوری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آپ نے مسبعات عشر کے ورد کے طریقہ سے متعلق استفسار کیا تھا۔

سعادت آثار، تفسیر عزیزیہ میں ان لک فی النھار وسبحاً طویلاً کے تحت لکھتے

ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نماز فجر کے بعد اسی جگہ پر اشراق تک ذکر اور فکر میں مشغول رہتے تھے۔ حضور اکرم ﷺ نے حضرت خضر علیہ السلام کو اس وقت میں اور بعد نماز عصر سے مغرب تک مسبعات عشر کے پڑھنے کا حکم دیا ہے۔

اوراوراد کیمیائے سعادت کی دسویں فصل میں رکن اول میں لکھا ہے: اگر کوئی جامع ورد چاہئے تو قرآن، ذکر اور وہ دُعا جو حضرت خضر علیہ السلام نے حضرت ابراہیم تیمیؒ کو انکے مکاشفات میں سکھلائی ہے ان کا ورد کرے اور اسکی بڑی فضیلت ہے اور اس کو مسبعات عشر کہتے ہیں۔

اور وہ دعا دس چیزوں پر مشتمل ہے اور ہر ایک کو سات مرتبہ پڑھا جائے۔ سورۃ الفاتحہ، معوذتین یعنی قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس، سورۃ الاخلاص، سورۃ الکافرون اور آیت الکرسی، یہ چھ چیزیں قرآن سے ہیں اور چار ذکر ہے، ایک سبحان الله والحمدلله ولااله الا الله والله اکبر اور دوسری اللهم صلی علیٰ محمد وعلیٰ آل محمد وسلم اور دوسری اللهم اغفر للمومنين والمومنات اور دیگر اللهم اغفرلی ولوالدیّ وافعل بی وبهم عاجلاً وآجلاً فی الدنیا والآخره ما انت لهٗ اهل ولا نفعل بنایا مولانا ما نحن له اهل انك غفور رحيم۔

اسکی فضیلت میں ایک طویل حکایت ہے جس کو ہم نے کتاب احیاء میں نقل کیا ہے۔

روایاتِ سابقہ سے معلوم ہوا کہ مسبعات عشر کے ورد کے لئے ایک

مقررہ وقت ہے اور اس کا پڑھنا مسنون ہے لیکن طلوع آفتاب سے قبل پڑھنے اور مداومت کے وجوب پر کوئی سند نہ مل سکی، لیکن غیر موکدہ مستحبات اور مسنونات میں بھی دوام بہتر ہے۔

ونیز حفظ الایمان کی دو رکعتیں جو بعض بزرگوں سے منقول ہیں ان کی کوئی قوی سند نہیں پائی گئی۔ مذکورہ نماز جب فضائل اعمال سے ہے تو اس کا ادا کرنا بھی افضل ہے گر چہ کہ اس باب میں کوئی معتبر اور قوی سند نہیں پائی گئی، ار أیـــت الذی ینھٰی عبداً اذا صلیٰ۔

یزید پلید کے باب میں جو لکھا گیا ہے اس کی سند بھی کہیں دستیاب نہ ہو سکی۔ زیادہ: وقت تنگ ہے۔ خدا تمہارے ساتھ ہے تم جہاں کہیں رہو۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

۱۰۳۔زیارتِ آثارِ شریف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس باب میں کہ آنحضرت ﷺ ۱؎ اپنے موئے شریف صحابہؓ میں تقسیم فرمائے ہیں یا نہیں؟ ۲؎ اور زیارت آثار یعنی موئے شریف کی آنحضرت ﷺ کا حکم کیا ہے؟ ۳؎ اور اس کی تعظیم وتکریم گویا تعظیم وتکریم آنحضرت ﷺ کی ہے یا نہیں؟ ۴؎ اور صحت پر اس کے حکم کرنے، ابر اس پر سایہ کرنا اور چھاؤں اس کی دھوپ میں نہ پڑنا اور باوجود گوڑ لگانے کے اس پر مکھی نہ بیٹھنا کیسا ہے؟ بیّنو او توجروا۔

الجواب

۱۔ آنحضرت ﷺ حجۃ الوداع میں موئے مبارک تقسیم فرمائے ہیں اور صحابہ رضی اللہ عنہم کی عادت تھی کہ موئے مبارک جب سر اور داڑھی شریف سے آنحضرت ﷺ کے نکلتا تو اس کو تبرکاً اٹھا کر رکھ لیتے تھے۔

۲۔ اور مشاہد و آثار کی زیارت جو آنحضرت ﷺ کی طرف منسوب ہیں مستحب ہے۔

۳۔ اوران تبرکات کی تعظیم و تکریم سرورِ ہر دو سراؐ کی تعظیم و تکریم ہے۔ علیہ الصلوٰۃ والسلام۔

۴۔ اور صحت پر اس کے حکم کرنے، ابر سایہ ڈالنا اور چھاؤں اس کی نہ پڑنا اور مکھی اس پر نہ بیٹھنا ضروری نہیں۔ بلکہ نقل کا صحیح ہونا اس کے ثبوت میں بطریق اخبار و آثار، یا بغیر ثابت ہونے اس کے اخبار و آثار میں فقط اس کا لوگوں میں معروف رہنا اشتہار کے طور پر یہی بس اور کافی ہے۔

اشعۃ اللمعات میں شیخ الدہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ کے ہے: وناول الحالق شقہ الایمن، اور دئے آنحضرت ﷺ سر تراش کو سیدھا جانب اپنے سر کا۔ اس حدیث سے یہ بات ظاہر ہے کہ معتبر ابتدا کرنے میں سیدھے جانب سر منڈھوا لینے والے کا ہے۔ اور بعضے سیدھے جانب کو منڈھنے بارے کے اعتبار کرتے ہیں۔ فحلقہ پھر منڈھا سیدھے جانب کو آنحضرت ﷺ کے ثم دعا اباطلحۃ الانصاری فاعطاہ ایاہ۔ ابوطلحہؓ انصاری کو جو مشہور صحابہؓ سے ہیں حضورؐ نے اپنے موئے مبارک ابی طلحہؓ کو دیا، فقال اقسمہ بین الناس: پھر

فرمائے بانٹ دے ان کو لوگوں میں تو ہر یک کو یک یک دو دو عدد موئے شریف حصہ ملے، شاعر نے اسی قصہ کی طرف اشارہ کیا ہے۔ بیت ؎

مرا از زلفِ تو موے بسند است فضولی می کنم بوے پسند است

اسی طرح آپؐ ناخناں تراشے اور حاضرین میں بانٹ دیے۔ اور یہ برکات امت میں آج تک باقی ہیں۔ جو یاد دلانے اور یاد رکھنے کا ہو، اجزائے وجود شریف کو آنحضرت ﷺ کو گویا مقولہ سے شاعر کے جو یک بُو بس ہے کہا، یہی مراد ہے۔ متفق علیہ، انتہیٰ۔ اور شرح سفر السعادۃ میں ہے کہا تورپشتی نے کہا بانٹنا موئے مبارک کا صحابہؓ میں اس لئے تھا کہ یہ برکت انہوں میں باقی رہے اور انہوں کو وجود شریف سے آنحضرت ﷺ کی یاد دلانے اور یاد رکھنے کا سبب ہووے۔ اور گویا اشارہ فرمایا آنحضرت ﷺ نے اپنے اجل کی نزدیکی اور زمانۂ صحبت ختم ہو جانے کی طرف۔ انتہیٰ اور مدارج النبوۃ جلد اول کے نویں باب میں لکھتے ہیں۔ عروہ بن مسعودؓ نے دیکھا کہ جب آنحضرت ﷺ وضو کرتے تو آپؐ کے وضو کے پانی پر صحابۂ کرام پیش دستی کرتے اور گرتے، قریب تھا کہ اس پر مارا ماری کر لیں۔ اور جب آنحضرت ﷺ کے منہ اور ناک اور حلق سے پانی گرتا تو اس کو نیچے گرنے نہیں دیتے اور اپنے ہاتھوں میں لے کر اپنے منہ اور بدن پر ملتے اور جب موئے شریف گرتا تو لینے میں سبقت کرتے، اور اس کو اٹھا کے تبرک کے طور پر حفاظت کر رکھتے۔

اور اسی میں ہے اور مروی ہے انس بن مالکؓ سے کہ انہوں نے کہا بیشک دیکھا میں رسول اللہ ﷺ کو، سرتراش آپ کا سرمبارک

مونڈھا تھا تو صحابہ ان بالوں کو جمع کرتے تھے پس یہی چاہتے تھے کہ جو موئے شریف کے گرتا ہو سو کسی کے ہاتھ ہی میں گرے اور آنحضرت ﷺ حج میں اپنے مبارک سر کے بالوں کو صحابہؓ میں تقسیم کئے سو اس کا بیان خدا چاہا تو اس کے محل میں آوے گا۔ انتہٰی ۔ اور ''حیات القلوب فی زیارت المحبوب'' کے چودھویں باب کی تیرھویں فصل میں ہے: جانئے کہ مولانا رحمۃ اللہ سندی منسک متوسط میں اور ملا علی قاری مکی کی شرح میں عبارتِ مفیدہ اس کا حاصل یہ ہے کہ جاننا چاہئے کہ آنحضرت ﷺ کی طرف منسوب ہیں سو مساجد اور باؤڑیاں اور آثار کی زیارت مستحب ہے۔ برابری کہ وے جانا جاویں یا جہت ان کا۔ اور تصریح کئے ہے علی الاطلاق اس استحباب پر یک جماعت علمائے حنفیہ کی اور یک ٹکری شافعیہ اور مالکیہ اور حنابلہ کی اور تحقیق حضرت عمر رضی اللہ عنہما کوشش کرتے تھے۔ نماز پڑھنے اور اترنے اور گذرنے میں جہاں آنحضرت ﷺ نماز پڑھنے یا اترے یا گذرے۔ اور قاضی عیاضؒ نے شفا میں کہا ہے کہ تعظیم و اکرام سے آنحضرت ﷺ کے ہے تعظیم کرنا سب اشیاء اور اجزاء کا آنحضرت ﷺ کے اور اکرام کرنا سب مکانوں کا آپ کے کہ جن میں رہے یا اترے ہوں اور کرنا ہر چیز کی جو لگی ہو ہاتھ یا پہلو یا قدم یا کوئی عضو کو آنحضرت ﷺ کے، برابر ہے کہ اس کے ثبوت میں نقل صحیح آوے یا اخبار و آثار سے ثابت نہ ہو، لیکن لوگوں میں اشتہار کے طور پر معروف رہے۔ تمام ہوا خلاصہ سندی اور مکی رحمہما اللہ کے کلام کا انتہٰی ۔

مولانا سراج العلماء مولوی محمد سعید صاحب اسلمی مغفور، سفینۃ الجنات کے بیالیسویں صفحے میں لکھتے ہیں، موی شریف کے بارے میں بالیقین معلوم نہ

ہو تب بھی وہ واجب التعظیم ہے اس لئے کہ جب کُل کی تعظیم واجب ہوی تو جزٔ تکریم اوراحترام میں اس کے سریکا ہے اور قیاس چیز ہائے مذکورہ ۱؎ کا اس پر قیاس مع الفارق ہے اور نقص ۲؎ لانا موئے شریف کے تعظیم میں نظر کرتے حرمت پر تعظیم اشیاء مذکورہ کے نقص بغیر مثل ہے۔ پس یہ باطل ہے۔ انتہٰی۔

اس مقام میں ایک ملفوظ ملفوظات سے قدوۃ المحققین زبدۃ العارفین لقاوۃ الواصلین واقفِ اسرار ربانی مجدد الف ثانی جامع الشریعت والطریقۃ کاشفِ رموزِ المعرفۃ والحقیقۃ حضرت شاہ عبدالحق محمد مخدوم الحقانی القادری الساوی رحمۃ اللہ علیہ کے جو جمع کرنے والے ان ملفوظات کے قطب الزماں ترجمان لسان العرفان قدوۃ الواصلین زبدۃ العارفین شیخی وجدی رکن الملت والدین حضرت سید شاہ ابوالحسن القادری القربیؔ قدس اللہ سرہٗ العزیز ہیں۔ ۳؎ بطریق فائدہ لایا جاتا ہے۔ فرماتے تھے کہ لوگاں جب آثار شریف لاتے ہیں وہاں طالب حق باادب رہے۔ کیوں کہ آنحضور ﷺ حجۃ الوداع میں سرِ مبارک منڈھواتے وقت موئے شریف لوگوں کو عنایت فرمائے ہیں جس روز کہ فقیر سفرِ زیر باد کا قصد کیا محمود بندر میں پہنچا۔ وہاں آثار شریف تھا۔ سو فقیر اس کی زیارت کا قصد کیا۔ دو طالب العلم ہمراہ تھے سو زیارت کے منع میں تقریراں کرنے لگے، کہ لوگاں جھوٹ آثار شریف کا نام لیتے اور لوگوں میں شہرت دیتے ہیں تا کچھ نفع حاصل ہو جاوے۔ حضرت اتنی مسافت طے کر کے وہاں جانا کیا مناسب ہے؟ فقیر جواب میں کہا مجھ کو حضرتؐ کے نام کی تعظیم بس ہے۔ اور انہوں کی بات چیت طرف التفات نا کر کے آثار شریف کی زیارت کیا۔ خادم میرا جو ایک احمق تھا، وہ

بھی ان طالب العلموں کے موافق تقریراں کیا۔ فقیر اس پر بھی ناالتفات کر کے زیارت بجالایا، جب دو پہر رات ہوی تو وے دونوں طالب العلم روتے دھوتے اور واویلا افسوس کرتے فقیر پاس آئے کئے کہ ہم خواب میں آنحضرت ﷺ کو دیکھے۔ فرمائے کہ ایسا انکار اچھا نہیں۔ اس لئے کہ ایسے ہی انکار سے ابوجہل اور ابولہب خراب ہو گئے۔ انتہٰی۔

اَللّٰھُمَّ اَرِنَا الْحَقَّ حَقًّا وَارْزُقْنَا اِتِّبَاعَهٗ وَاَرِنَا الْبَاطِلَ بَاطِلًا وَارْزُقْنَا اجْتِنَابَهٗ وَصَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى خَيْرِ خَلْقِكَ مُحَمَّدٍ سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ شَفِيْعِ الْمُذْنِبِيْنَ وَاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَتْبَاعِهٖ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ: اے خدا دکھا تو ہمارے تئیں حق کو حق اور روزی کر ہم کو تابعداری اس کی اور دکھا ہم کو باطل کے تئیں باطل اور روزی کر ہم کو پرہیز اس سے اور درود وسلام بھیج اور بہترین مخلوق تیرے محمدؐ سردار پیغمبراں کے شفاعت کرنے والے گنہگاراں کے اور آل پر انؐ کے اور یاراں پر انؐ کے اور تابعاں پر انؐ کے قیامت تک رحمت سے تیرے اے زیادہ رحم کرنے والا رحم کرنے والوں سے۔۔۔۔۔

۱۔ اور نیچے، شدے، گھوڑے اور خچروں کے نعلاں اور جھنڈے اور ان سری کے چیزاں کہ تعظیم ان تمام کی کفر ہے۔ ۲۔ یعنے توٹ لانا۔ ۳۔ اور دستِ مبارک سے لکھے ہیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

۱۰۴ مکتوب بنام شخصے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مولانا عبدالقادر میرے مکان میں سالہا نہ سال رہے۔ انہوں نے میرے روبرو کہا تھا کہ میں ملاحدہ کو گمراہ اور کافر بولتا ہوں۔ اولیائے وجودیہ کو نہیں۔ اگر اسی طرح وہ ملاحدہ کو کافر کہہ رہے ہیں تو بے شک ہدایت پر ہیں۔ اور اگر اولیائے وجودیہ کو کافر کہہ رہے ہیں تو وہ بے شک گمراہ ہیں۔

امام حجۃ الاسلام محمد غزالی، شیخ الاسلام عبداللہ انصاری، شیخ فریدالدین عطار مولانا جلال الدین رومی، شیخ شمس الدین تبریزی شیخ اکبر محی الدین ابن عربی، شیخ کبیر صدرالدین قونوی، خواجہ بندہ نواز سید محمد گیسو دراز، سید جعفر مکی، شیخ عبدالکریم جیلی، شیخ شرف الدین داؤد قیصری، خواجہ عبیداللہ احرار، مولانا نورالدین جامی، مولانا عبدالغفور لاری، خواجہ عبدالباقی، مولانا شاہ ولی اللہ، بحرالعلوم ملک العلماء مولانا عبدالعلی لکھنوی، سندالعلماء مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی، شیخ سید جعفری ملیباری، سید علوی ملیباری، سید شاہ کمال الدین گلوری، امام فخرالدین رازی، قاضی ناصرالدین بیضاوی، علامہ میر شریف جرجانی، مولانا شمس الدین طیبی، ملا جلال الدین دوانی، شیخ الہند عبدالحق محدث دہلوی، مولانا باقر آگاہ مدراسی۔

یہ سب علماء اور اولیاء وحدت الوجود کے قائل ہیں۔ وجودیہ میں ملحد اور غیر ملحد کا فرق یہ ہے، ملحد و زندیق وہ ہے جو خدا اور عالم میں فرق نہ کرتا ہو۔

بندے کو خدا، حادث کو قدیم، ملوث کو منزّہ، حرام کو حلال اور نجس کو پاک سمجھے۔

اور جو خدا اور عالم میں فرق کرے اور شریعتِ مطہرہ کی قید میں رہے اور لوگوں کو نماز، روزہ، تلاوتِ قرآن، ذکرِ الٰہی، خوفِ خدا، رجا، تقویٰ اور صلاح کی جانب بلائے تو وہ صحیح العقیدہ مومن ہے اور الحاد زندیقہ سے پاک اور بری ہے، جیسا کہ مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے اپنے مکتوب میں تحریر کیا ہے۔

حدیث شریف میں ہے کہ مومن کو کافر بولنے والا بالفعل کافر ہو جاتا ہے تو پھر یہ مومنوں کے پیشوا اور دین کے اکابرین کو کافر کہنے والا کیسے کافر نہیں ہوگا؟ اور وہ محبت اور اقتداء کے لائق کیونکر ہوسکتا ہے۔ گالی دینا بہت برا کام ہے اور سب گالیوں میں بڑی اور بری گالی کسی مسلمان کو کافر کہنا ہے اور اہل سنت و جماعت کے اکابرین کو ایسی بڑی گالی دینا سنیوں کا کام نہیں۔ پھر سنّی علماء کی تحقیر کرنا اور مومنوں کو کافر قرار دینا گویا اہل سنت و جماعت کے مذہب کو بگاڑنا اور سنیوں میں اختلاف اور پھوٹ ڈالنا ہے۔ اتفاق بہت بڑی دولت ہے۔ حیوانوں میں ہاتھی، اونٹ، بیل اور بکریاں، انبوہ اور گروہ میں مل جل کر چلتے ہیں۔ اور چیونٹیاں قطار در قطار چلتی ہیں، اور مطلب و مقصود حاصل کرتی ہیں۔

دولت ہمہ از اتفاق خیزد بے دولتے از نفاق خیزد

رب العالمین مومنوں کی ایمان کی حفاظت فرمائے اور اہل سنت و جماعت کے طریقہ پر چلائے۔ آمین۔

وآخر دعوانا ان الحمدللہ رب العالمین

☆☆☆☆☆☆☆☆

۱۰۵۔مکتوب بنام
مولانا محمد حسین مهاجر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بعد سلام مسنون کے واضح ہو کہ آپ نے اپنے مکتوب میں دریافت کیا تھا کہ شہرہ آفاق صحیح العقیدہ صاحب طریقت پیر سے ایک شخص بیعت کرنے کے بعد اس کا انکار کر رہا ہے اور ارتداد کی روش اختیار کیا ہے اور اپنے پیر اور پیر کے شیوخ کی نسبت بے ادبی کا اظہار کر رہا ہے۔ شریعت اور طریقت کی رو سے اس کا حکم کیا ہے۔ بینوا و توجروا۔

جو شخص بھی پیر کامل کی بیعت فسخ کرے وہ طریقت میں مرتد ہے، شیخ محمد غوث گوالیری اوراد غوثیہ میں فرماتے ہیں۔ بیعت میں پہل کرنا مرید کا فعل ہے۔ بیعت کے بعد پیر کا اختیار ہے اور اس میں شرط یہ ہے کہ شیخ زندہ ہو اور مرید بالغ ہو، اپنے اختیار سے مرید ہونے کے بعد اگر وہ بیعت توڑنا چاہے تو نہیں توڑ سکتا۔ اگر سو جگہ بھی بیعت کرے تو وہاں مرید نہیں ہوگا اور جس پیر نے اس کو پہلے مرید کیا ہے اسی کی بیعت ثابت رہیگی، اور اس بیعت کا قبول کرنا یا رد کرنا اسی پیر کا حق ہے۔ بیعت کا حکم عقد کے حکم کے مانند ہے۔ عقد مجازی ہے اور بیعت حقیقی اگر پہلے پیر سے منحرف ہو تو طریقت میں مرتد ہے۔

پیر کا رد کرنا اور انہیں ایذا پہنچانا شقاوت و بدبختی کی جڑ ہے۔ امام ربانی

شیخ احمد سرہندی، رسالہ، میدا و معاد میں لکھتے ہیں۔ حضرت حق سبحانہ وتعالیٰ کے انعامات اور رسول اللہ ﷺ کے احسانات کے بعد پیر کے حقوق تمام دوسرے حقداروں کے حقوق سے کوئی نسبت ہی نہیں۔ اور حق تو یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہی تمام کے حقیقی پیر ہیں۔

ہر چند کہ جسمانی ولادت والدین سے ہے، لیکن معنوی ولادت پیر کے ساتھ مخصوص ہے، جسمانی ولادت کی زندگی چند روزہ ہے۔ ولادتِ معنوی کی زندگی دائمی اور ابدی ہے اور پیر ہی ہے جو مرید کی معنوی نجاستوں کو اپنے قلب و روح سے دور کرتا ہے اور اس کے باطن کو پاک وصاف کرتا ہے، بعض مریدوں کے حق میں جو توجہات ہوتے ہیں ان میں محسوس ہوتا ہے کہ ان کے نجاست باطنی کی تطہیر میں کچھ آلائش صاحب توجہ کو لائق ہوتی ہے جس کا اثر کچھ مدت تک رہتا ہے۔ پیر ہی ہے جس کے توسل اور واسطہ سے (مرید) حق عزوجل تک پہنچتا ہے۔ اور یہ خدا تک پہنچنا تمام دنیاوی اور اخروی سعادتوں سے بلند تر ہے۔ پیر ہی ہے جس کے وسیلہ سے نفس امّارہ (جو اپنی ذات سے گندہ اور خبیث ہے) پاک اور مطہر ہو جاتا ہے اور وہ نفس امارہ کے مقام سے مطمئنہ تک پہنچتا ہے اور کفر طبعی سے نکل کر اسلام حقیقی میں آجاتا ہے۔

گر بگویم شرح ایں بے حد شود

جاننا چاہئے کہ پیر کی قبولیت میں سعادت اور پیر کو رد و انکار کرنے میں شقاوت و بدبختی ہے۔ نعوذ باللہ من ذالک، حق سبحانہ کی رضا، پیر کی رضا کے پردے میں ہے۔ جب تک مرید اپنے پیر کی مرضی اور خوشنودی میں اپنے آپ کو

گم نہ کرے حق سبحانہ وتعالیٰ کی رضامندی حاصل نہیں کرتا۔ پیر کو آزار دینے میں مرید کے لئے آفت ہے۔ اس کے بعد جو ذلت بھی ہو اس کا تدارک ممکن ہے لیکن پیر آزاری مرید کے لئے شقاوت کی جڑ ہے۔ العیاذ باللہ سبحانہ من ذالک، معتقدات اسلامیہ میں خلل اور احکام شرعیہ پر عمل میں قصور اسی (ہیر آزاری) کے ثمرات ونتائج ہیں۔ احوال ومواجید کا تعلق تو باطن سے ہے، ان کا کیا حال بیان کیا جائے اگر اتفاقاً پیر آزاری کے باوجود ان احوال کا کوئی اثر باقی رہے تو اسکو استدراج سمجھنا چاہئے کیونکہ پیر کو ایذا پہنچانا آخر کار تباہی وخرابی کا باعث ہوگا اور نقصان کے سوا کوئی نتیجہ نہ ہوگا۔ والسلام علی من اتبع الھدیٰ۔ محی الدین عفی عنہ۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

۱۰۶۔ مکتوب بنام
نواب محمد داؤد خان بہادر کرنول

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سلام مسنون کے بعد خاطر سعادت ذخائر پر واضح ہو کہ ۲۲ جمادی الاول ۱۲۸۸ھ کا تحریر کردہ مکتوب گرامی بذریعہ رجسٹری موصول ہوا اور فقیر اس کے مطالعہ سے مشرف ہوا۔

الحمدللہ المنہ سبحان اللہ کہ آپ کو فقر محمدی کی میراث ہاتھ آئی ہوئی ہے، اور یہ وراثت، فقراء کے ساتھ محبت والفت اور ان کے ساتھ ارتباط کا ثمرہ

ہے۔ بہت کم اشخاص ایسے ہیں جو حکمرانی اور جوانی کے عالم میں حق کی طرف مائل رہتے ہیں۔ ذالك فضل الله يوتيه من يشاء والله ذالفضل العظيم۔

اللہ تعالیٰ بحرمت سید البشرؐ آں والا مرتبت کو ہمیشہ اپنے ساتھ اور حفظ و امان اور قرب میں رکھے اور اپنے غیر کے ساتھ نہ رکھے۔

آپ نے متعدد مکتوبات ارسال کرنے کی بات کہی ہے۔ مخدوم من! فقیر ۲۰ صفر ۱۲۸۸ھ کے تحریر کردہ مکتوب ۔ کے علاوہ کسی اور خط کے وصول ہونے سے آگاہ نہیں جسکی وجہ سے جواب دینے کی تکلیف اور تکلف سے باز رہا ورنہ جواب ارسال کرنے سے قاصر نہیں رہتا، اور یہ مسکین اکیاسی سال کی سرحد پر پہنچ چکا ہے اور لب گور بیٹھا ہوا ہے اور اس کے ساتھ ایک انار سو بیمار اور ایک سر ہزار سودا کے مصداق ہے۔ لہٰذا آپ کسی کوتاہی اور قصور کو چشم پوشی اور اعراض پر محمول نہ کریں۔ اور اسے اپنوں کو فراموش کرنے والا خیال نہ کریں المرء مع من احبه۔ آدمی کا حشر اسی کے ساتھ ہوگا جس کے ساتھ اسے محبت ہو جاتی ہے، یہ متفق علیہ حدیث ہے اللہ کی نصرت اور تائید تمہارے ساتھ رہے اور تمہاری بقاء سے اسلام کو بقا اور دوام میسر رہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

۱۰۷۔مکتوب بنام
شیخ علی سپاھی ۔پلٹن ۲۸

درج ذیل مکتوب میں دلائل شرعیہ،تقلید، ایک امام کی پیروی،فقہائے کرام کے اجتہادات صوفیائے کرام کے اجتہادات،ائمہ طریقت کا مقلد ہونا،ایک امام کی پیروی کرتے ہوئے دوسرے امام کی پیروی کرنا، وجودوشہود کے اختلافی نظریات، ایک عامی مقلد شخص کو اجتہاد کا حق نہیں ہے۔مذاہب اربعہ میں حق دائر رہنے کا اعتقاد،وغیرہ پر بحث کی گئی ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سلام مسنون کے بعد قلب سراپا سعادت پر واضح ہو کہ آپ کا ٦ ربیع الاول ۹ ۱۲۷ھ کا تحریر کردہ مکتوب نظر نواز ہوا۔دینی مسائل اور احکام کے استفسار پر مشتمل رہنے کی وجہ سے قلب کے لئے خوشیوں اور مسرتوں کا باعث بنا۔الحمد للہ علی ذلک۔ایں کار دولت است اکنوں نا کرارسد۔اللہ تعالیٰ آپ اور آپ کے امور و مقاصد میں خیر و برکت عطا فرمائے۔فقیر بہتر سال کی عمر کو پہنچ چکا ہے اور

اب گور بیٹھا ہوا ہے۔اور یہ ایسا وقت ہے کہ فقہ کی کتابوں کی جانب رجوع کرنے سے قاصر ہوں اور قلب کا رجحان اور میلان مطالعہ اور تحقیق کی طرف نہیں ہے۔کیا کیا جائے اسی روش سے پرورش کرر ہے ہیں، جیسے ہماری پرورش ہورہی ہے اسی نہج پر رواں دواں ہیں۔اس کے ساتھ ساتھ قلیل الفرصت ہوں ایک انار سو بیمار ،ایک سر ہزار سودا والا معاملہ ہے۔مسائل کی تفتیش وتحقیق اور انتخاب کی مہلت نہیں پارہاہوں لیکن آپ کے سوال کرنے کے بعد جواب دئے بغیر کوئی چارہ تھا۔اسی وجہ سے چند امور پر روشنی ڈال رہا ہوں۔جن کی روشنی میں آپ کو اپنے پوچھے ہوئے سوالوں کے جواب مل جائیں گے۔

سب سے پہلے یہ بات ذہن نشین کر لیجئے۔دلائل شرعیہ چار ہیں۔قرآن ،حدیث،اجماع اور مجتہد کا قیاس،اور مذکورہ چار دلائل کے سوا کوئی دلیل بھی احکام شرعیہ کو ثابت کرنے والی نہیں ہے۔مولانا شاہ اسحاق دہلوی مائۃ المسائل کے چوتھے سوال کے جواب میں فرماتے ہیں:

''اصول فقہ کے اندر جو شرعی دلائل بیان کئے جاتے ہیں وہ صرف چار ہیں، کتاب،سنت،اجماع اور قیاس ،جیسا کہ توضیح ، منار، حسامی،اصول الشاشی،سلم، بزدوی اور اصول کی دوسری کتابوں میں مرقوم ہے۔لیکن قیاس کے تعلق سے یہ بات ذہن نشین رہنی چاہئے کہ وہی قیاس حجت اور دلیل ہے جو اصول فقہ کے اندر بیان کئے گئے شرائط کے موافق و مطابق ہو اور استحسان اور استصحاب وغیرہ قیاس میں داخل اور شامل ہیں۔

امام ربانی شیخ احمد سرہندی مکتوبات کی جلد دوم کے ۵۵ ویں مکتوب میں

فرماتے ہیں:

احکام شرعیہ کے اثبات میں معتبر کتاب، سنت اور مجتہدین کا قیاس ہے اور امت کا اجماع بھی احکام کو ثابت کرنے والا ہے ان چاروں دلائل شرعیہ کے بعد کسی دلیل سے بھی احکام شرعیہ کا اثبات نہیں ہوسکتا۔''

اب یہ حقیقت بھی سمجھ لینی چاہئے کہ اجتہاد صرف فقہائے کرام ہی کے ساتھ مخصوص نہیں ہے بلکہ صوفیائے صافیہ بھی مجتہد ہیں۔'' شیخ الہند عبدالحق محدث دہلوی ''مرج البحرین'' میں فرماتے ہیں۔

حضرات صوفیائے کرام کے بھی خاص طریقے، آداب، اصطلاحات اور مستحسنات ہیں۔ جیسے خانقاہوں کی تعمیر، الباس خرقہ، اجرائے مقراض، کیفیات ذکر، خلوت گرینی اور اجتماع سماع وغیرہ۔ علماء فقہ کی طرح ان امور کے اندر صوفیاء کے اجتہادات اور استنباطات ہیں۔ اور یہ بھی ابواب علم کی ایک قسم ہے۔ جس میں اجتہاد کی صحت اور اس کے شرائط اور سنت و بدعت کی تحقیق سے بحث ہوتی ہے۔ چنانچہ اس مقام پر صوفی اور فقہیہ دونوں برابر ہیں اور دونوں سے اپنے اصل کے وجود اور دلیل کی صحت کا مطالبہ کیا جاتا ہے۔

مولانا شاہ اسمٰعیل دہلوی نے ''صراط مستقیم'' کے پہلے باب میں جو تحریر فرمایا، ان کے کلام کا خلاصہ یہ ہے:

''شریعت کا ایک باطن ہے اور وہ اللہ تعالیٰ سے قلب کا ربط و تعلق ہے اور شریعت کا ایک ظاہر ہے اور وہ اوامر کی اتباع و پیروی اور نواہی سے اجتناب و پرہیز ہے۔''

نیز مذکورہ باب کے اواخر میں جو تحریر فرمایا ہے اس کا ماحصل یہ ہے۔

چوں کہ اصحاب طریقت (مختلف سلاسل) کے اولیائے کبار نے فن باطن شریعت میں امامت حاصل کی اور اصلاح قلب کے قواعد میں جو دین متین کا خلاصہ ہیں اجتہاد کی قوت حاصل کی تھی۔

جب حب ایمانی (یعنی طریق نبوت) کو متواترات اور یقینیات دینیہ سمجھا اور اس کے حاصل کرنے کے طریقوں کو جمہور اہل ملت نے محفوظ پایا۔ یہاں تک کہ عوام اہل ملت میں سے ہر عامی (جو ان کے بابرکت زمانے میں موجود تھا) اللہ تعالیٰ کی اطاعت جواز مطلق کے احکام کی پیروی، شرعِ نبویؐ کی پابندی اور دینِ مصطفیٰؐ کو اپنا دین و مذہب بنالینے کا یقینی طور اپنے ذمہ فرض جانتا تھا اور شکر منعم اور اس کی محبت کی اچھائی اور کفرانِ منعم اور اس کی مخالفت کو برائی کی تمام بدیہات میں سے سب سے زیادہ بدیہی، شمار کرتا تھا۔

اس بناء پر ان اولیائے کرام نے اپنے پیروؤں کے اذھان و قلوب میں ان حقائق کو مسلم الثبوت پایا تو حب ایمانی (یعنی طور نبوت) اور اسکے لوازم کی بحث تحصیل حاصل سمجھ کر احکامِ حبِ عشقی (یعنی طریق ولایت) کی تفصیل اور اس کے ثمرات کی وضاحت اور ان کی تحصیل کی راہوں کے احاطہ کا قصد کیا اور اس امر میں بڑی کوشش کی اور اہل اسلام کے جم غفیر کو نفع عظیم پہنچایا۔ اواس سبب سے بارگاہ رب العالمین میں عظیم وجاہت اور بڑی عزت پائی۔ اللہ تعالیٰ ان کی مساعی جمیلہ کو قبول فرمائے اور اعلیٰ علیین میں ان کے درجات و مراتب کو بلند فرمائے۔

اس سے یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ اجتہاد (خواہ ظاہر شرع میں ہو یا باطن شرع میں) دلائل شرعیہ میں سے ہے اور ایک مقلد کا قیاس دلائل شرعیہ میں کوئی دخل نہیں رکھتا اور اس سے احکام شرعیہ کا اثبات نہیں ہو سکتا۔

محبت اطوار، عزیز من!

دوسری بات یہ ہے کہ ایک مقلد کو قرآن و حدیث سے احکام و مسائل استنباط کرنے اور اجتہاد کرنے کا حق نہیں پہنچتا جیسا کہ اصول کی کتابوں میں مرقوم ہے۔

امام ربانی مجدد الف ثانی مکتوبات کی جلد اول کے ۲۸۶ ویں مکتوب میں فرماتے ہیں کہ:

''ایک مقلد کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہ اپنے امام کے مسلک و مذہب کے خلاف قرآن و حدیث سے احکام اخذ کرے اور ان پر عمل پیراء ہو جائے۔''

مولانا شاہ اسمٰعیل دہلوی ''مقدمہٴ ایضاح الحق'' کی پہلی فصل میں استنباط احکام کے مسئلہ میں فرماتے ہیں: ''دوسری شرط یہ ہے کہ قیاس، مجتہدین کی جانب سے ہوگا۔ مقلدین کی جانب سے نہیں۔ اسی سے یہ بات صاف ہو جاتی ہے کہ کتاب و سنت سے احکام اخذ کرنے کا مسئلہ، مرتبہٴ اجتہاد کا متقاضی اور طالب ہے۔ اور ایک مقلد امام مجتہد کی پیروی کے بغیر کوئی چارہ نہیں رکھتا۔''

کرم اطور!

تیسری بات یہ ہے کہ مقلد کو بعض فقہا کے مذہب پر ترجیح و توفیت دینے کا حق نہیں پہنچتا۔ اس کے کام کی انتہاء فقہائے کرام میں سے کسی ایک فقہیہ کا

انتخاب کرنا اور ان کے اختلاف کی وضاحت کرنا ہے۔ مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی 'قول الجمیل' میں فرماتے ہیں۔

''مقلد فقہاء کے مذہب کو بعض فقہاء کے مذہب کو ترجیح میں کلام نہ کرے بلکہ چاروں فقہی (حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی) مذاہب کو قبولیت کی منزل میں رکھے۔''

مولوی خرم علی بلہوری ''شفاء العلیل'' ترجمہ قول الجمیل میں فرماتے ہیں:

''چوں کہ جمہور اہل سنت کے نزیک مذاہب اربعہ میں حق دائر ہے لہٰذا سب کو مجملاً حق جاننے کو فرمایا اور ترجیح مذہب کی گفتگو سے اس واسطے منع کیا کہ ایک مذہب کو ترجیح دینا اکثر اذہان میں مذاہب باقیہ کی تنقیض وتذلیل کا باعث ہو جاتا ہے۔ چنانچہ اسی سبب سے بعض حنفی، شافعی مذہب کو برا کہنے لگتے ہیں اور بعض شافعی، مذہبِ حنفی پر طعن کرتے ہیں۔ اسی بھید سے افضل الخلق علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ یونس علیہ السلام سے مجھ کو افضل نہ کہو۔ واللہ اعلم۔

محبت آثار!

یہاں یہ بات بھی جان لیجئے کہ جس طرح ایک مقلد کو فقہی مذاہب میں ایک مذہب کو دوسرے مذہب پر ترجیح اور فوقیت دینے کا حق نہیں پہنچتا اسی طرح حضرات صوفیاء کے طریقوں اور سلسلوں میں سے ایک سلسلہ کو دوسرے سلسلہ پر ترجیح اور فوقیت دینے کا حق بھی نہیں پہنچتا۔ مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی ''قول الجمیل'' میں فرماتے ہیں:

''حضرات صوفیاء کے سلاسل اور طریقوں میں سے بعض کو بعض پر ترجیح

اور فوقیت کی بات نہ کی جائے اور ان بزرگوں میں جو مغلوب الحال ہیں ان کے اقوال وافعال کے ردوانکار کے درپے نہ ہوں۔''

مولوی خرم علی'' شفاءالعلیل'' میں لکھتے ہیں:

''از آن جملہ یہ ہے کہ گفتگو نہ کرے صوفیوں کے طریقے میں بعض کو بعض پر ترجیح دے کر اور جو ان میں مغلوب الحال ہیں، ان پر انکار نہ کرے۔''

اس سے واضح ہو چکا کہ ایک مقلد کو فقہائے کرام کے مذاہب اور صوفیائے کرام کے سلاسل میں بعض کو بعض پر ترجیح دینے کی بات نہیں کہنی چاہئے اور مغلوب الحال صوفیاء کا انکار نہیں کرنا چاہئے۔

محبت اطوار!

آپ چوتھی بات یہ بھی جان لیجئے کہ عہد نبوت کے بعد جو احکام ومسائل، ائمہ مجتہدین کے اجتہاد اور استنباط سے حاصل ہوے ہیں المجتھد یخطی و یصیب (مجتہد سے خطا اور صواب دونوں ممکن ہے) کے حکم کے مطابق یہ احکام، خطا اور صواب کے درمیان متردد ہیں۔ مجتہد خواہ مستقل ہو یا غیر مستقل۔ اور مجتہد اپنے اجتہاد میں خطا بھی کر جائے تو وہ ایک گونہ اجر وثواب کا مستحق ہے اور اسی طرح مقلد بھی مجتہد کی خطا کی تقلید میں نجات کا مستحق ہے۔

امام ربانی مجدد الف ثانی مکتوبات کی جلد سوم کے ۲۲ ویں مکتوب میں فرماتے ہیں:

'' مجتہد پر اعتراض کی کیا بات ہے اس کی خطا بھی ایک درجہ اجر وثواب کی حقدار ہے اور اس کی تقلید اگر چہ کہ خطا ہی میں کیوں نہ ہو، وہ بھی نجات کا

باعث ہے۔"

اس سے ظاہر ہے کہ اجتہادی خطا میں مجتہد اور مقلد دونوں پر اعتراض کی گنجائش نہیں ہے۔

کرم اطوار!

پانچویں بات یہ ہے کہ ایک مقلد کو بغیر ضرورت اور احتیاط کے اپنے امام کے مسلک کے خلاف عمل کرنا جائز نہیں ہے جیسا کہ امام حجۃ الاسلام غزالیؒ "کیمیائے سعادت" کے رکن دوم کی نویں اصل میں فرماتے ہیں۔

"کسی شافعی شخص کو لائق نہیں ہے کہ نکاح بے ولی اور حق شفعۂ جوار (ہمسائیگی خانہ وزمین) اور اسی قسم کے مسائل کو موضوع بحث بنا کر کسی حنفی شخص پر اعتراض کرے۔ (یعنی مقلد کے لئے روا نہیں ہے کہ دوسرے امام کے مذہب پر حرف گیری اور نکتہ چینی کرے اور اس کی پیروی کرنے والوں پر اعتراض کرے) اور اگر کوئی شافعی شخص ولی کے بغیر نکاح کرے اور نبیذِ خرما کا استعمال کرے تو اس کو ان چیزوں سے روکنا اور منع کرنا ہر شافعی اور حنفی پر ضروری ہے کیونکہ اپنے منتخب کردہ امام کی مخالفت کرنا کسی مذہب میں جائز نہیں۔"

لہٰذا ہر ایک مذہب کے مقلد پر یہ بات واجب ہے کہ وہ صرف اپنے امام کے مذہب کی اتباع کرے، علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ کوئی شخص اپنے اجتہاد کے خلاف عمل کرے تو گنہ گار ہوگا۔ مثلاً کسی شخص نے قبلہ کا رُخ جاننے کے لئے اجتہاد کیا اور اپنے اجتہاد کردہ رُخ کے خلاف نماز ادا کیا تو وہ گنہ گار ہو جائے گا اگرچہ کہ دوسرا اس کو صحیح گمان کر رہا ہے۔

آپ کے قلب سعید پر یہ حقیقت بھی روشن رہنی چاہئے کہ یہ بھی بہت ہی نا قابلِ اعتبار اور بے ہودہ بات ہے کہ آدمی اپنا مذہب و مسلک جب چاہے تبدیل کرسکتا ہے۔ کیونکہ جب ایک شخص اپنے خیال کے مطابق کسی امام کو فاضل تر قرار دے اور خود کو اس امام کا مقلد سمجھنے کے بعد ضروری ہے کہ وہ اپنے ہی متعین اور مقرر کردہ امام کے مذہب پر عمل کرے۔ اس لئے کہ ایک شخص امام شافعی کو فاضل سمجھنے کے بعد ان کے مذہب کے خلاف کرنا خواہشاتِ نفسانی کے علاوہ اور کیا سبب ہوسکتا ہے۔

صاحب ''شرح منہاج الاصول الی علم الوصول'' فرماتے ہیں کہ:

''امام شافعی اور دوسرے مجتہدین کا اتفاق ہے کہ مقلد جمیع مسائل میں اپنے ہی امام کی تقلید کرے۔''

مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی باشاہ بخارا کے چھٹے سوال کے جواب میں لکھتے ہیں کہ:

کسی حنفی کو بعض احکام میں مذہب شافعی پر عمل کرنے کی اجازت صرف تین صورتوں میں ہے۔ ایک یہ کہ حنفی شخص جن مسائل کے اندر امام شافعی کی تقلید کرنا چاہتا ہے ان مسائل کو کتاب وسنت کی روشنی میں حنفی مذہب پر ترجیح دے اور ظاہر ہے کہ یہ کام ایک مجتہد ہی کرسکتا ہے۔

دوسری یہ کہ کسی حنفی مسئلہ پر عمل کرنا دشوار ہو اور اس مسئلہ میں شافعی مذہب پر عمل کئے بغیر کوئی چارہ نہ ہو مثلاً احکام مفقود اور ان شہروں میں پانی کے مسائل۔

تیسری یہ کہ وہ شخص صاحب تقویٰ وطہارت ہواور صرف احتیاط کی خاطر شافعی مذہب اختیار کرے مثلاً امام شافعی کے نزدیک مقدار سے کچھ زیادہ صدقہ دینا ضروری ہے۔اس مسئلہ کے احتیاطی پہلو کو پیش نظر رکھتے ہوئے حنفی اس مسئلہ پر عمل کرے۔تو جائز ہے۔اوراسی طرح احتیاط کے خیال سے مور کا گوشت کھانا چھوڑ دے تو جائز ہے۔

لیکن ان تینوں صورتوں میں ایک قید یہ بھی رہے گی کہ تلفیق بین المذاہب کی صورت پیدا نہ ہو۔اور دونوں مذہب کی پیروی میں ایسی صورت اور شکل نہ نکلے جو دونوں مذہب کے لحاظ سے صحیح نہ ہو۔مثلاً امام شافعی کے نزدیک فصد کھولنا (خون کا نکالنا) ناقص وضو نہیں ہے۔لیکن امام اعظم ابوحنیفۃ النعمان کے نزدیک ناقصِ وضو ہے۔اگر کوئی صاحب وضو فصد کے بعد بلحاظ شافعی مذہب اسی وضو سے ایسے امام کے پیچھے نماز ادا کرے جو فاتحہ کی قرأت نہ کرنے والا ہو۔

ایسی صورت میں تلفیق واقع ہو جائے گی۔کیوں کہ شافعی مذہب کے لحاظ سے وضو ٹھیک ہے لیکن سورۂ فاتحہ قرأت نہ ہونے کی وجہ سے نماز صحیح نہیں۔اور حنفی مذہب کے لحاظ سے نماز ٹھیک ہے لیکن فصد کی وجہ سے وضو نہیں ہے۔

حاصل کلام! اگر کوئی شخص مذکورہ تین صورتوں سے ہٹ کر مذہب شافعی پر عمل کرے یا کوئی شافعی شخص حنفی مذہب پر عمل کرے تو یہ مکروہ اور حرام کے قریب ہے۔کیوں کہ اس طرح اپنی سہولت اور نفس کی خاطر اپنے امام کی تقلید، ترک کر دینا گویا دین کے ساتھ لہو ولعب اور استہزاء ہے۔

چھٹی بات یہ ہے کہ اہل سنت جماعت کا اختلاف چاہے وہ ظاہر شریعت کے مسایل میں ہوں یا باطن شریعت کے مسائل میں ہوں، وہ اختلاف سنی ورافضی یا سنی وخارجی کے اختلاف کی طرح نہیں ہے کہ ایک جانب سے دوسرے جانب کی تکفیر و تضلیل کی جائے بلکہ حق ان مختلف اقوال میں دائر اور منحصر ہے۔ مجتہد اور مقلد ان دونوں باتوں میں سے کسی ایک بات کا یقین نہیں کر سکتے۔ اگر ایک قول کی دلیل زیادہ راجح ہو تو دوسرے قول کو گم راہی اور ضلالت نہیں سمجھنا چاہیے۔

شیخ الہند شاہ عبدالحق محدث دہلوی ''مدارج النبوۃ'' کے دسویں باب کی چھٹی نوع میں فرماتے ہیںؒ:

''اختلافی مسائل اور امور کے اندر ایک ہی جانب کی صحت و درستگی کا یقین کر لینا اور اس میں تعصب (صحیح قول ہونے کے باوجود قبول نہ کرنا) دکھلانا۔ علمی اختلاف کا مناسب طریقہ نہیں ہے۔ نیز اسی چھٹی نوع میں فرماتے ہیں اختلافی امور و مسائل کے اندر ایک دوسرے پر عیب جوئی و نکتہ چینی نہیں کرنی چاہئے اور ہر ایک کو اس اس کے موقف پر اور مسلک پر چھوڑ دینا چاہئے۔ تمہارا رب ہی صحیح اور بہتر طور پر جانتا ہے کہ تم میں سے کون زیادہ ہدایت کی راہ پر ہے۔''

اس مقام پر یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ ایک مجتہد کا قیاس دوسرے مجتہد کے قیاس کو باطل کرنے والا نہیں ہے اور مقلد کو ابتداء میں اس بات کا اختیار ہے کہ وہ مذاہب اربعہ میں سے جس مذہب کو چاہے اختیار کرے اور وجود کی اثنیت کی تقلید میں متکلمین کے مذہب کے موافق اور وحدت وجود، وحدت شہود کی تقلید میں وجودیہ اور شہودیہ کے موافق اختیار کرے اس لئے کہ علمائے فقہ حنفی و

شافعی وغیرہ اور صوفیاء صافیا شہودیہ وجودیہ یہ تمام بزرگان دین اہل سنت و جماعت کا عقیدہ رکھتے ہیں۔

مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی، مولوی نوراللہ کے نام لکھے ہوئے مکتوب میں فرماتے ہیں:

''ہم لوگ جو اس اختلاف کے بعد پیدا ہوئے ہیں طرفین میں سے کسی ایک طرف کی صحت کا یقین نہیں کر سکتے۔ ہم لوگوں کے لئے بس یہی ایک راہ باقی رہ گئی ہے کہ جس طرح مذاہب اربعہ میں حق کو دائر سمجھتے اور کہتے ہیں۔ مثلاً مذہب حنفیہ درست اور صواب ہے لیکن خطا کا احتمال ہے اور مذہب شافعیہ، مالکیہ، اور حنبلیہ خطا ہے لیکن درست ہونے کا احتمال ہے، بالکل اسی طرح مذہب توحید وجودی اور مذہب توحید شہودی کا حال ہے۔ اگر ان میں سے ایک دلیل کی وجہ سے راجح ہو تو دوسرے کو گم راہی وضلالت نہیں سمجھنا چاہئے۔''

نیز اسی مکتوب میں رقم طراز ہیں:

''توحید وجودی اور توحید شہودی کے فرق کی وجہ سے امت کے درمیان جو اختلاف رونما ہوا، وہ سنی وخارجی یا سنی ورافضی کے اختلاف کی طرح نہیں ہے کہ جانبین سے ایک دوسرے کو کافر اور گم راہ کہنے لگیں۔ بلکہ یہ اختلاف مذاہب اربعہ کے اختلاف کے مانند ہے''

دل میں بہت سی باتیں ہیں جن کی ترجمانی سے زبان قلم قاصر ہے۔

عمر بگذشت حدیث درد من آخر نہ شد شب آخر شدا کنوں کوتہ کنم افسانہ را

عمر گزر چکی ہے اور میری درد بھری بات پوری نہ ہوسکی، رات ختم ہوگئی

لہٰذا میں اپنا افسانہ مختصر کر لیتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ سے امیداوار ہوں کہ جلد ختم ہونے والی لذتوں، چرب و شیریں غذاؤں، پراگندہ تعلقات، نقش ورنگین ملبوسات جو فنا و زوال کے سوا کوئی چارہ نہیں رکھتی ہیں اور آخرکار بادفنا کی لپیٹ میں آجاتی ہیں، ان سے ہم فریب نہیں کھائیں گے اور موت کی یاد اور آخرت کے احوال پیش نظر رکھیں گے اور شریعت مطہرہ پر عمل پیرا رہیں گے اور باقی رہنے والی ذات کی محبت و الفت کی بوباس سے اپنے مشام کو معطر رکھیں گے۔

یہی کام تو اصل ہے اس کے علاوہ جو بھی کام ہے وہ بیکار اور فضول ہے اللہ تعالیٰ کی نصرت وحمایت تمہارے ساتھ رہے تم جہاں کہیں رہو۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

۱۰۸۔ مکتوب بنام
محمد معروف صاحب
المعروف خان عالم صاحب مدراس

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سلام مسنون کے بعد خدمت شریف میں عرض ہے۔

حاجی عزیز الدین خان صاحب کی وفات اور خصوصاً صلاح الدین خان صاحب کی وفات فقیر کے قلب وجگر پر نشتر زن ہے۔ آں مخدوم کو کس قدر رنج وغم ہوگا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

بندگی، بیچارگی ہے۔اس کے ساتھ امانت کو صاحب امانت کے طلب کرنے پر واپس کر دینا ضروری ہے بلکہ مقبول بندہ تو وہی ہے جو اپنے مولیٰ و آقا کے فعل پر راضی ہو۔اور وہ شخص جو اپنی مرضی کے تابع ہے وہ خود ہی کا غلام ہے۔ اس سے زیادہ کچھ تحریر کرنا جسارت کے مترادف اور لقمان کو حکمت سکھانے کا ہم معنی ہے۔اللہ تعالیٰ کی نصرت وحمایت تمہارے ساتھ رہے تم جہاں کہیں رہو۔ وان اللہ مع الصٰبرین۔اللہ کی تائید تو صابرین کے ساتھ رہتی ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

۱۰۹۔مکتوب بنام
مولوی بدرالدولہ بھادر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سلام مسنون کے بعد خدمت شریف میں عرض یہ ہے کہ کتاب ''جواہرالحقائق'' ارسال کی گئی ہے۔تاکہ آپ کی نظر سے گزر سکے۔اور فقیر دعائے ظہرالغیب سے مشرف ہو سکے۔اسلام کی غربت وا جنبیت کے دور میں آپ کا وجود شریف ملت اسلامیہ کے لئے غنیمت ہے۔اللہ تعالیٰ سیدالبشر ﷺ کے صدقے میں آپ کو باقی رکھے۔اور آپ کے امور و معاملات میں خیر و برکت عطا فرمائے۔

نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے علامۃ اعراضہ تعالیٰ عن العبد اشتغالہ بما لا یعنیہ۔ کسی بندے سے اللہ تعالیٰ کے ناراض ہونے کی علامت یہ ہے کہ وہ بندہ لایعنی اور بے کار میں مشغول رہے گا۔

ہر چہ جز عشق خدائے احسن است گر شکر خوردن بود جان کندن است

اللہ تعالیٰ اپنے علاوہ اور ماسوا سے ہمیں اعراض فرمائے اور اپنی بارگاہ میں اقبال سے سرفراز فرمائے واللہ علیٰ کل شئی قدیر۔ اللہ کی ذات ہر شئے پر قدرت رکھنے والی ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

۱۱۰۔ مکتوب بنام جناب عمر خان صاحب کتوال پلٹن ھفتم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حمد و صلوٰۃ اور تبلیغ سلام و دعوات کے بعد واضح ہو کہ مکتوب دستیاب ہوا۔ دینی مسائل و احکام کے استفتا پر مشتمل اور متضمن رہنے کے باعث قلب کو خوشیاں عطا کیا، اور آپ کی خیریت و کیفیت سے آگاہ و شاد کیا۔ الحمد للہ علی ذلک

آپ نے سات مسائل دریافت کیا تھا۔ سعادت آثار! جہالت سے بھرپور ان ایام میں لوگوں کے اندر بہت افراط اور تفریط ہے۔ فی الحال فقیر اس موضوع پر ایک کتاب ''فصل الخطاب بین الخطاء والصواب'' تصنیف کیا ہے۔

عنقریب شائع ہو جائے گی۔ان مسائل کی تفصیل اس کتاب میں تلاش کر لیجئے۔

حاصل تحریر! المجتهد يخطى ويصيب کے حکم کے مطابق اجتہادی احکام خطا وصواب کے درمیان متردد ہیں ۔خواہ مجتہد مستقل ہو یا غیر مستقل، دونوں برابر ہیں۔لیکن اجتہاد و استنباط میں صواب و درستی سے ہم کنار ہونے والے مجتہد کے لئے جو دو اجر ہیں ۔اور غلطی کرنے والے مجتھد کو ایک اجر ہے۔مجتہد کی تقلید اگر چہ کہ خطا میں ہو تو بھی نجات کا باعث اور اجر و ثواب ہے۔اور مقلد کو ضرورت اور احتیاط کے بغیر اپنے امام کے اجتہاد کے خلاف عمل کرنا جائز نہیں ہے۔ چنانچہ امام حجتہ الاسلام محمد غزالی علیہ الرحمہ ''کیمیائے سعادت'' کے رکن دوم کی نویں اصل میں فرماتے ہیں:

کسی شافعی کو لائق نہیں ہے کہ نکاح بے ولی اور حق شفعۂ جوار (ہمسائیگی خانہ و زمین) اور اس قسم کے مسائل کو موضوع بحث بنا کر کسی حنفی پر اعتراض کرے۔(یعنی مقلد کے لئے روا نہیں ہے کہ دوسرے امام کے مذہب پر حرف گیری کرے اور اس کے پیروی کرنے والے پر اعتراض کرے) اور اگر کوئی شافعی شخص ولی کے بغیر نکاح کرے اور بنیذ خرما کا استعمال کرے تو اس کو ان چیزوں سے روکنا اور منع کرنا ہر شافعی اور حنفی پر ضروری ہے۔ کیونکہ اپنے منتخب کردہ امام کی مخالفت کرنا کسی مذہب میں جائز نہیں۔

لہٰذا ہر ایک مذہب کے مقلد پر یہ بات واجب ہے کہ وہ اپنے امام کے مذہب کی اتباع کرے۔علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ کوئی شخص اپنے اجتہاد کے خلاف عمل کرے تو وہ گناہ گار ہوگا۔مثلاً کسی نے قبلہ کا رخ جاننے کے لئے

اجتہاد کیا اور اپنے اجتہاد کردہ رخ کے خلاف نماز ادا کیا تو گنا ہگار ہو جائے گا اگر چہ کہ دوسرا اس کو صحیح گمان کر رہا ہے۔

اور یہ بہت ہی بے ہودہ اور نا قابل اعتبار بات ہے کہ آدمی اپنا مذہب جب چاہے تبدیل کر سکتا ہے کیونکہ جب آدمی اپنے خیال کے مطابق کسی امام کو فاضل تر قرار دے اور خود کو اس امام کا مقلد سمجھنے کے بعد ضروری ہے کہ وہ اپنے ہی متعین اور مقرر کردہ امام کے مذہب پر عمل کرے مثلاً کوئی شخص امام شافعی کو فاضل سمجھنے کے بعد ان کے مذہب کے خلاف عمل کرنا، خواہشاتِ نفسانی کے علاوہ اور کیا سبب ہو سکتا ہے۔

صاحب شرح منہاج الاصول الی علم الوصول فرماتے ہیں کہ حضرت امام شافعیؒ اور دیگر مجتہدین کا اتفاق ہے کہ مقلد جمیع مسائل میں اپنے ہی امام کی تقلید کرے۔

مولانا شاہ عبدالعزیز دہلوی، بادشاہِ بخارا کے چھٹے سوال کے جواب میں فرماتے ہیں کہ : کسی حنفی کو بعض احکام میں مذہب شافعی پر عمل کرنے کی اجازت تین صورتوں میں ہے۔ ان میں سے پہلی صورت یہ ہے کہ حنفی شخص جن مسائل کے اندر امام شافعی کی تقلید کرنا چاہتا ہے، ان مسائل کو کتاب وسنت کی روشنی میں حنفی مذہب پر ترجیح دے اور اس کے بعد عمل کرے۔ اور یہ کام ایک مجتہد ہی کر سکتا ہے۔

دوسری یہ ہے کہ کسی حنفی مسئلہ پر عمل دشوار ہو اور اس مسئلہ میں شافعی مذہب پر عمل کئے بغیر کوئی چارہ نہیں ہے مثلاً پانی کے مسائل میں حضرت امام

اعظمؒ کے یہاں ضیق اور کچھ سختی ہے لیکن اللہ کا شکر ہے کہ ہمارے ملک میں پانی کی تنگی نہیں ہے۔

اور تیسری صورت یہ ہے کہ وہ شخص صاحب تقویٰ اور طہارت ہو اور صرف احتیاط کی خاطر شافعی مذہب اختیار کرے تو درست ہے مثلاً حضرت امام شافعیؒ کے نزدیک مقدار سے کچھ زائد صدقہ دینا ضروری ہے۔ لہٰذا اس مسئلہ کے احتیاطی پہلو کو پیش نظر رکھتے ہوئے حنفی مسئلہ پر عمل کرے تو جائز ہے اور اسی طرح احتیاط کے خیال سے مور کا گوشت کھانا چھوڑ دے تو درست ہے۔

لیکن ان تین صورتوں میں ایک قید یہ بھی رہیگی کہ تلفیق بین المذاھب کی صورت پیدا نہ ہو جائے، اور دونوں مذہب کی پیروی میں ایسی صورت اور شکل نہ نکلے جو دونوں مذہب کے لحاظ سے صحیح نہ ہو، مثلاً حضرت امام شافعی کے نزدیک فصد (خون کا نکلنا) ناقضِ وضو نہیں ہے، لیکن امام اعظم کے نزدیک ناقص وضو ہے، اگر کوئی صاحب، وضو کے بعد بلحاظ شافعی مذہب اسی وضو سے ایسے امام کے پیچھے نماز ادا کرے جو فاتحہ کی قرأت نہ کرنے والا ہو، ایسی صورت میں تلفیق واقع ہو جائیگی، کیونکہ شافعی مذہب کے لحاظ سے وضو ٹھیک ہے لیکن فاتحہ کی قرأت نہ ہونے کی وجہ سے نماز درست نہیں، اور حنفی مذہب کی رو سے نماز ٹھیک ہے لیکن فصد کی وجہ سے وضو نہیں ہے۔

حاصل کلام اگر کوئی حنفی شخص مذکورہ تین صورتوں سے ہٹ کر مذہب شافعی پر عمل کرے یا کوئی شافعی شخص مذہب حنفی پر عمل کرے تو ناجائز اور حرام ہے۔ کیونکہ اس طرح اپنی سہولت اور اپنے نفس کی خاطر اپنے امام کی تقلید ترک

کر دینا گویا دین کے ساتھ لہو ولعب اور استہزاء کے مترادف ہے۔

مولانا نظام الدین حنفی لکھنوی اور مولانا عبد العلی حنفی لکھنوی نے ''شرح مسلم'' میں اور مولوی اسماعیل حنفی دہلوی نے ''ایضاح'' میں تنویر العینین'' سے استفادہ کرتے ہوئے جو لکھا ہے کہ مجتہد معین کی تقلید واجب نہیں۔ اس سے مراد یہ ہے کہ کسی ایک امام کی تقلید استمراری اور دوامی حیثیت سے واجب نہیں ہے۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ مطلقاً کسی معین مجتہد کی تقلید واجب نہیں۔ اگر کسی مجتہد کو معین نہ کیا جائے تو یہ بالکل اسی طرح ہے کہ آدمی بے لگام گھوڑے کی سواری کرے۔ اگر مجتہد کا تعین واجب نہ ہوتا تو ان لوگوں کو حنفی کہنا کیا معنی رکھتا ہے۔

مولانا سید احمد مجاھد، مولانا شاہ عبد العزیز دہلوی، مولانا شاہ ولی اللہ دہلوی، شیخ عبد الرحیم دہلوی، مولانا سید عبد اللہ، شیخ آدم بنوری، امام ربانی و دیگر مشائخ کرام حنفی ہیں اور صاحب، سفینۃ الاولیاء'' لکھتے ہیں کہ خواجہ بہاؤ الدین نقشبندی اور اس سلسلہ کے اکثر نقشبندی مشائخ حنفی ہیں۔ ایک مجتہد کی طرف ان اکابرین کی نسبت سے معلوم ہوا کہ مجتہد معین کی تقلید واجب ہے۔

شیخ الہند ''مرج البحرین'' میں لکھتے ہیں کہ طریقت کے تمام ائمہ کرام مذاہب فقہا کی اتباع کرتے تھے۔

سید الطائفہ جنید بغدادی، امام سفیان ثوری کے مذہب کی پیروی کرتے تھے اور غوث الثقلین شیخ عبد القادر جیلانیؒ، حنبلی تھے۔ اور امام شبلیؒ، مالکی تھے اور جریری، حنفی تھے اور محاسبی، شافعی تھے۔ قدس اللہ اسرارہم رضی اللہ عنہم۔ غرض مجتہد معین کی تقلید کا مسئلہ ساری دنیا میں مشہور اور معمول ہے اور حضرت امام غزالی

کی طرف جو قول منسوب ہے، وہ بالکل ضعیف ہے.

دوسری بات یہ ہے کہ مقلد کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ کتاب اللہ اور سنت رسول سے احکام مستنبط کرے۔ امام ربّانی شیخ احمد سرہندی اپنے مکتوبات میں لکھتے ہیں کہ مقلد کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ اپنے امام کے مقابلہ میں قرآن و حدیث سے احکام کا استنباط کرے اور اس پر عمل کرے۔

مولانا شاہ اسماعیل حنفی دہلوی اپنی کتاب ''ایضاح'' کے مقدمہ میں استنباط احکام کے مسئلہ پر روشنی ڈالتے ہوے لکھتے ہیں، دوسری شرط یہ ہے کہ قیاس کا حق صرف مجتہدین کو حاصل ہے۔

موجودہ زمانہ میں بہت سے لوگ ایسے پائے جاتے ہیں جو کتاب وسنت سے احکامات اخذ کرتے ہیں اور ائمہ اربعہ کی خلاف ورزی اور نئے نئے احکامات نکالنے میں پیچھے نہیں ہے۔ اور دعوی تقلید اور حنفیت کے باوجود دین متین میں اپنی نفسانی خواہشات کے تحت رخنہ ڈالتے ہیں اور احادیث مشکوٰۃ (صاحب مشکوٰۃ شافعی تھے جس کی وجہ سے انہوں نے بیشتر حدیثوں کو اپنے مسلک کے تحت جمع کیا ہے) سے احکام اخذ کرتے ہیں اور ان حدیثوں کو سامنے رکھ کر مسئلہ رفع یدین اور وضع یدین علی الصدر پر بحث کرتے ہوئے دونوں جلیل القدر امام حضرت شافعیؒ اور حضرت ابو حنیفہؒ کے درمیان فیصلہ کرتے ہیں اور عدم رفع اور وضع پر بدعت کا حکم صادر کرتے ہیں۔

اتنا ہی نہیں مزید طرفہ یہ ہے کہ علم معرفت سے لاعلم اور نا آشنا ہوتے ہوئے بھی حضرات شیخین محی الدین ابن عربی اور مجدد الف ثانی کے درمیان حکم

بنتے ہیں۔ اور وحدۃ الوجود کے بطلان اور وحدت الشہود کے اثبات پر فیصلہ صادر کرتے ہیں اور بے شمار اولیاء کرام اور صالح علماء پر حلول و اتحاد کی تہمت باندھتے ہیں اور ان نفوس قدسیہ کی طرف کفر و الحاد کی نسبت کرتے ہیں۔

كبرت كلمة تخرج من افواههم ان يقولون الاكذبا۔

حدیث شریف میں وارد ہے کہ میرے امتیوں کی عمر ساٹھ اور ستر کے درمیان ہے۔ فقیر کی عمر ستر سال ہو چکی ہے اور لبِ گور بیٹھا ہوا ہے۔ طاقت جواب دے چکی ہے فقہی مسائل اور اختلافات کی طرف سے توجہ کم ہوئے عرصہ بیت چکا ہے، اسکے ساتھ ساتھ بہت ہی عدیم الفرصت ہوں۔ حکم یک انار و صد بیمار والا معاملہ ہے۔ مسائل کی تفتیش و تفحص اور انتخاب کا موقع نہیں مل رہا ہے۔ ذہن مختلف خیالات میں الجھا ہوا ہے۔ لیکن دل میں بہت سی باتیں ہیں، مگر کیا کیا جائے زبانِ قلم میں اتنی توانائی نہیں ہے کہ ان کی ترجمان بن سکے۔

عمر بگذشت و حدیث درد من آخر نہ شد

شب بآخر شد کنوں کوتہ کنم افسانہ را

عمر ختم ہو گئی لیکن میری درد بھری بات پوری نہ ہو سکی۔ رات اپنا ماتمی لباس اتار رہی ہے۔ لہٰذا اب میں اپنی داستان ختم کئے دیتا ہوں۔

حضرت باری تعالیٰ سے امیدوار ہوں کہ دینا و مافیھا سے دھوکہ نہیں کھاؤں گا۔ جو کہ خدا کی ملعون ہے اور امید ہے کہ باقی رہنے والی ذات کی جمیعت و محبت کی بو باس بفضل تعالیٰ باقی رکھتے ہوئے اپنے مشام تک پہنچائیں۔ زیادہ کیا لکھوں۔ حق تمہارے ساتھ رہے.

۱۱۱۔مکتوب بنام
مخدومی معین الدین فخری ،ناگپوری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سلام مسنون کے بعد خدمتِ شریف میں عرض یہ ہے کہ ۷ ربیع الاول ۱۲۶۸ھ کا تحریر کردہ مکتوب باصرہ نواز ہوا۔دنیائے بے اساس کی یاس و ناامیدی کے باب میں چند فقرے اور کلمات جو حسنِ نشاۃ اور علو فطرت کی وجہ سے مکتوب کی زیب و زینت تھے۔فقیر ان کے مطالعہ سے مشرف ہوا۔الحمد للہ علیٰ ذلک۔

مخدومِ من!

نا قابلِ اعتماد اور پست و کمینی دنیا دیکھنے میں تو ہری بھری اور سرسبز و شاداب نظر آتی ہے اور لذّت و مزہ میں بہت ہی شیریں معلوم ہوتی ہے لیکن حقیقت میں وہ ایک متاعِ باطل،ظلِ زائل اور سم قاتل ہے۔اس کی مثال ایک ایسی نجاست وغلاظت کی طرح ہے،جس میں سونا موجود ہے اور اس کا حکم ایک ایسے زہر کی طرح ہے جس میں شکر موجود ہے اور اس کی عمر کا قافلہ ساٹھ سال تک ہی چلتا رہے گا۔اور وہ بھی ہزاروں محنت و تکلیف اور رنج و کدورت کے ساتھ،اور آخر ایک ایسا دن آ ہی جائے گا کہ یہ ساری عزت و وجاہت،شان و شوکت، قدر و منزلت اور چرب و شیریں غذاؤں اور رنگین و منقش لباسوں اور دیگر راحتوں اور مختلف رابطوں کو بادِ فنا ختم کر دے گی۔لہٰذا دنیا اور دنیا میں موجود ساری چیزوں کو زوال و فنا کے سوا کوئی چارہ ہی نہیں ہے اور موت کے دن ذلت و مسکنت اور

عاجزی ولاچاری اور بے بسی ودر ماندگی کے سوا کوئی کوئی چیز نقد وقت نہ ہوگی اور ململ ومخمل اور سیخ ومرغ کی بجائے منہ پر اور بدن پر مٹی کے سوا کوئی لباس اور کوئی خوراک نہ ہوگی۔

حدیث شریف میں ہے کما تعیشون تموتون وکماتموتون تبعثون تم زندگی کو جن حالتوں اور کیفیتوں میں گزارو گے ان ہی حالتوں میں مرجاؤ گے اور جن حالتوں میں تمہیں موت آئے گی ان ہی حالتوں میں دوبارہ زندہ کئے جاؤ گے۔

چنانچہ لوگ زراعت وتجارت، دکانداری ومعماری اور آہنگری ونجاری میں دن بھر مشغول رہتے ہیں اور یہاں تک کہ رات آجاتی ہے تو سوجاتے ہیں اور جب نیند سے بیدار ہوتے ہیں تو پھر اپنے کام میں مشغول اور منہمک ہوجاتے ہیں ۔اسی طرح کا سب شہود شہودِ حق میں فوت ہوجاتا ہے تو قیامت کے روز جب وہ اٹھے گا تو شہودِ حق میں مشغول رہے گا یہ اللہ کا فضل ہے۔ جس کو چاہے عطا فرماتا ہے۔وہ عظیم ترین فضل کا مالک ہے۔ذلك فضل اللّٰه يوتيه من يشاء واللّٰه ذوالفضل العظيم:

عارف حق شناس رابايد که بهر سو که دیده بکشاید

ترجمہ: حق شناس عارف کو چاہئے کہ وہ جدھر دیکھے،

بیند آن جا جمالِ حق پیدا نگسلد از جمالِ حق قطعاً

ترجمہ: اُدھر اسے حق کا جلوہ نظر آئے اور اس جلوہ یا جمال سے ہرگز وہ منقطع نہ ہو۔

(یعنی اس مشاہدہ میں ہمیشہ غرق رہے۔)

رو بہر چیز کا ورد ہر دم در قضائے حوائج عالم

ترجمہ: جب وہ اپنی دنیاوی ضرورتوں کے پورا کرنے میں مصروف ہو۔

ہیچ شغلی حجاب اونشود پردۂ آفتاب اونشود!

ترجمہ: اس کی مشغولیت حق کا حجاب نہ بننے پائے اور اس آفتاب کا پردہ نہ بننے پائے۔(اسی بات کو کسی نے اس طرح کہا ہے کہ ''دل بیار دست بکار'' یعنی ہاتھ کام میں لگے ہوں لیکن دل خدا کی یاد میں لگا ہو۔)

درحوائج خدائے را بیند جز شہود خدا سے نگزیند

ترجمہ: اپنی مصروفیتوں اور مشاغل کے دوران صرف خدا ہی کو دیکھے اور اس کی توجہ کسی اور کی طرف نہ ہو یعنی غیر کا خیال دل میں نہ آئے۔(اس شعر میں بھی اوپر والے شعر کی بات کہی گئی ہے۔)

زانکہ معلوم بندہ نیست کہ کی بسر آید حیاتِ فانی دی

ترجمہ: کیوں کہ یہ معلوم نہیں کہ بندہ کی زندگی کب اختتام تک پہنچ جائے۔

دمِ آخر کسے کز اہلِ جہان داد ہر ہیأتِ مشاہدہ جان

ترجمہ: دنیا میں جس بندہ نے ہر مشکل میں صرف صفاتِ حق کا مشاہدہ کیا تو آخر وقت میں۔

چوں برآرد سر از نشیمن خاک چشمِ جانش بود بحضرت پاک

ترجمہ: جب اس خاکی جسم سے جان پرواز کر جائے گی تو اس کی جان کی آنکھ کو خدا کا قرب اور دیدار نصیب ہوگا۔

وان کزین منزلِ خراب گذشت   لیک با ظلمتِ حجاب گذشت

ترجمہ: اور وہ جو اس خراب منزل یعنی دنیا سے اس طرح گیا کہ حجاب کی تاریکی اس کے ساتھ تھی۔

خیز داز قبر تیرہ، خوار و خجل   پشتِ برآفتاب وردو درظل

ترجمہ: تو قبر سے وہ روسیاہ ذلیل وشرمندہ ہوکر اٹھے گا، اس کے چہرے کے سامنے سیاہی اور تاریکی ہوگی، اور خدا کے دیدار سے محروم رہے گا۔

تا ابد مائلِ ہوا و ہوس   ناکس الراس مان آن ناکس

ترجمہ: ابد تک یہ ہوا و ہوس میں مبتلا رہا اور دوسرے لوگوں میں اس کی حیثیت بالکل ناکس کی طرح ہوگی، گویا انسان نہیں بالکل حیوان سے بھی بدتر۔

ہست دیدارِ حق اجلّ نعم   وجہ انتہی الکلامُ وتمّ

ترجمہ: حق کا دیدار تمام نعمتوں میں سب سے بڑی نعمت ہے۔ یہاں کلام اپنی انتہا کو پہنچا اور بات تمام ہوگئی۔

اس مکتوب کے ذیل میں مراقبہ تحریر کیا گیا ہے۔ آن مخدوم ابتداء میں چند روز تک کم از کم آدھا گھنٹہ تک اسی مراقبہ کے مراقب رہیں پھر روز بروز اپنے مراقبہ میں اضافہ کی کوشش کرتے رہیں۔ اور اس بات کا خاص خیال رکھیں اور ہمت وکوشش سے کام لیں کہ معین ومقرر وقت تک اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کا خیال (مثلاً زر وزیور، زن وفرزند، کنواں وحویلی، زمین و باغ وغیرہ) دل میں گزرنے نہ پائے۔ اور اگر غیر اللہ کا خیال آہی جائے تو نفس کو امیدوار بنانا چاہئے کہ وقت معین ومقرر گزرجانے کے بعد متوجہ مقصود ہوجائے گا۔

باقی احوال وکوائف جناب اکبر صاحب کے مکتوب سے واضح ہو جائیں گے۔اللہ تعالیٰ سے امید رکھیں کہ ابدی واخروی لذتوں سے سرشار ہو جائیں اور دنیا و مافیہا سے جو خدا کی ملعون ہے فریب نہ کھائیں۔مکتوب کی تلفیف سے رجسٹر کے وزن کا اندیشہ مانع ہے۔زیادہ کیا تحریر کروں،اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ رہے تم جہاں کہیں رہو۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

۱۱۲۔مکتوب بنام
محی الدین صاحب ویلوری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حمد وصلوٰۃ اور سلام ودعا کے بعد،واضح ہو کہ آپ کا التفات نامہ موصول ہوا اور سرور کا باعث بنا۔الحمد للہ علیٰ ذلک۔

انشاء اللہ یہ مسکین عید الاضحیٰ کے بعد وہاں پہنچنے کا ارادہ رکھتا ہے۔اگر ہو سکے تو اس وقت تک وہاں توقف کریں۔

سعادت آثار!

عافیت اور فرصت کو غنیمت خیال کیجئے،ہر جگہ اور ہر وقت حزب الٰہی کی تکثیر اور حزب شیطانی تکسیر میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیجئے۔یہ نیکی وخدمت، قبر اور آخرت میں ذخیرہ ہوگی اور درجات کی بلندی کا باعث ہوگی۔

ہر چند کہ عسرت اور تنگی میں بڑی تکلیفیں اور اذیتیں پیش آتی ہیں،لیکن

اس میں فضیلت وثواب کی امید ہے۔اس شکر پارہ کو رقیق غلاف اور تلخ دوا میں رکھ کردیا گیا ہےاوراس حیلہ سے ابتلاوآزمائش کی راہ کھول دی گئی ہے۔

حدیث شریف میں ہے: جوشخص سوال کا ایک دروازہ کھول دیتا ہے تو اس کے لئے افلاس کے ستر دروازے کھول دئے جاتے ہیں۔

مجھے خوف ہے کہ آپ لوگوں سے اور بالخصوص کافروں اور فاسقوں سے نوکری طلب کرنے اور مزدوری کی التجا کرنے سے کہیں آپ پر بھی فقر وافلاس کے ستر دروازے نہ کھل جائیں اور دوا کی تلخی وغلاف شکر پارہ کی لذت کے حصول میں مانع نہ بن جائے۔اور یہ چیز باطنی علتوں کے لئے دافع نہ ہوگی۔تلخ دواہی سے بیماری کا انسداد ہوتا ہے۔

علمائے سلف سے منقول ہے جب کوئی مفلس اور بیمار آدمی ان کی صحبت میں رہنے لگتا ہےتو پھروہ دولت اور صحت کی تمنا نہیں کرتا۔

اللہ تعالیٰ سے امیدوارہوں کہ وہ ہمیں اور تمہیں اور سارے مسلمانوں کو توفیق عطا فرمائے کہ ہم محبوب کے افعال کو پوری طرح شیریں خیال کریں۔ (یعنی اللہ تعالیٰ کے ہر فعل اور فیصلہ سے راضی رہیں) اور عسرت وتنگی کی تلخی کو برعکس صفراوی شیریں خیال کریں اور فراغت کی حلاوت اور فراغت کی آرزو میں آخرت کی ابدی لذتوں سے محروم نہ ہوجائیں اور دنیا ومافیھا سے جو کہ خدا کی ملعون ہے،فریب نہ کھائیں۔اسلام کی غربت واجنبیت کےاس دور میں آپ کا وجود مسلمانوں کے لئے غنیمت ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

۱۱۳۔ مکتوب بنام
جناب امین علی خان صاحب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سلام سنتِ خیر البریہ اور دعاؤں کے تحفہ کے بعد! خاطر سعادت ذخائر پر واضح ہو کہ آپ کا محبت نامہ جو انتہائی لطف و کرم کے ساتھ اس مسکین کے نام تحریر کیا گیا تھا، باصرہ نواز ہوا۔ حسنِ خیریت و کیفیت سے آگاہی بخشنے کی وجہ سے بہجت و مسرت کا باعث بنا۔ الحمدلله علیٰ ذلك۔

اللہ تعالیٰ کی نذر کی ترسیل کے باب میں تحریر کیا گیا تھا اس مسئلہ کو دریافت کرنے سے قلب کو بڑی خوشی حاصل ہوی۔

یہ کتنی عظیم سعادت ہے کہ آدمی عنفوانِ شباب میں امراء و اغنیاء کی مصاحبت کے باوجود حق کی جانب مائل رہے۔ اور فراغت و جمعیت کے باوجود عالمِ جوانی میں راہِ حق کا راہ گیر بن جائے اور خالق کی رضا کا طلب گار بن جائے۔ حقیقی بدلہ اور عوض دینے والا آپ کو اپنے فضل و کرم سے اس نیتِ خیر کی جزائے خیر عنایت فرمائے۔

دوسری بات یہ ہے کہ آپ کا نام ایک غیر موزوں اور غیر اسلامی چیز کے ساتھ دیکھا، جس سے دل بے چین ہو گیا ایک مسلمان کو غیر مسلم کی اقتدا کرنا کیا معنی رکھتا ہے کیا آپ نے کلام پاک کی یہ آیت نہیں دیکھی۔

یاایها الذین اٰمنو الاتتخذوا الکافرین اولیاء من دون

المؤمنین اے ایمان والو! مسلمانوں کے سوا کافروں کو دوست نہ بناؤ۔

اور کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان نہیں سنا: من تشبہ بقوم فھو منھم: جس نے کسی قوم کے ساتھ مشابہت پیدا کر لی تو وہ اسی میں سے ہوگا۔

اللہ تعالیٰ سے امید رکھا ہوں کہ وہ آن سعادت آثار کو گم راہوں کی اقتداء سے چھٹکارا دلائے گا اور آپ کی ذات کو ایک جہاں کی ہدایت کا مرجع بنائے گا۔ انہ قریب مجیب۔

آپ کے والدِ مغفور کی محبت والفت اور آن سعادت آثار کی نیک نہادی اور سعادت مندی نے یہ چند کلمات تحریر کرنے پر آمادہ کیا ہے اور ہرگز خاموش رہنے نہیں دیا۔ زیادہ کیا لکھوں۔ اللہ تمہارے ساتھ رہے تم جہاں کہیں رہو۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

۱۱۴۔ مکتوب بنام مخدومی مولوی شرف الملک مدارالامراء بہادر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سلام مسنون کے بعد معلوم ہو کہ ۲۷ صفر المظفر ۱۲۶۷ھ کا تحریر کردہ صحیفۂ شریفہ موصول ہوا۔ خیریت و کیفیت سے مطلع وآگاہ اور شادان وفرحان کیا۔ الحمد للہ علیٰ ذلک۔

شاہ زادہ معزالدین صاحب مغفور کے محل کی بڑی امید تھی کہ اپنے

خاندان کے حالات کی کتاب آپ کے کتب خانہ میں ہوگی، نیز ایک اور کتاب بھی مخدومی قاضی الملک بہادر کے کتب خانہ میں ہوگی۔ لیکن یہاں بغیر وساطت کے فقیر کو کوئی دخل نہیں۔ بہر حال شاہ زادے کے محل اور فقیر مہجور دونوں بھی منظوری کے ممنون ہیں۔ جواب کی تکلیف کا اندیشہ، پیام کا باعث بنا اور مستقل خط تحریر کرنے میں مانع ہوا۔

پھول پانی کے اوپر ہوتا ہے اور وہ پانی کے لئے کسی طرح کی مزاحمت اور تکلیف کا سبب نہیں بنتا۔ اسی طرح یہ فقیر بھی اللہ تعالیٰ سے امید رکھتا ہے، دوروزہ دنیا میں پھول کے مانند زندگی گزار دے گا اور اپنی ذات سے کسی شخص کو کوئی تکلیف اور اذیت نہیں پہنچائے گا، ہماری پرورش ہی اسی روشِ بے ضرر ار و منہاج بے نقصان پر ہوی ہے اور ہم اسی مسلک پر گامزن ہیں۔

حدیث نبویؐ ہے: من احب اخاه فليعلم اياه : جو شخص اپنے بھائی سے محبت کرتا ہے تو اس کو چاہئے کہ اپنی الفت و محبت سے اس کو آگاہ اور مطلع کرے۔

اسلام کی اجنبیت وغربت کے اس زمانہ میں جب کہ تباہی و پریشانی کی بارش بہ کثرت آسمان سے نازل ہورہی ہے ایسے حالات میں فقیر آپ کی ذات کو اسلام کے لئے غنیمت جانتا ہے۔ اور یہ بات طمینانیت کا باعث ہے کہ آن مخدوم کے وجودِ شریف سے ایک کثیر جماعت، دعوت واصلاح اور جمعیت وطمانیت سے بہرور ہے۔

آں مخدوم کے ساتھ فقیر کو خاص قلبی تعلق رہنے اور دعا کی قبولیت کے احتمال کی وجہ سے آپ کے حق میں دعائے خیر سے غافل نہیں ہے۔ آں مخدوم

کے لئے دعا کرنا ایک جماعتِ کثیر کے لئے دعا کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو صحت و سلامتی کے ساتھ قائم رکھے اور آپ کے وجود سے اسلام کو تقویت عطا فرمائے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

۱۱۵۔ مکتوب بنام مشیخت پناہ خواجہ پاشاہ صاحب ترپاتوری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سلام مسنون کے بعد! خاطر صفا پر واضح ہو کہ ویلور لوٹنے کے بعد یہاں کے لوگوں کی زبانی اور بار امحل کے لوگوں سے کتاب "نصیحة المسلمین" اور اس کتاب کے حامیوں سے متعلق وانمباڑی کے لوگوں کے درمیان اختلاف و فساد اور نا اتفاقی و نا چاقی کی خبریں مسلسل اور متواتر مل رہی ہیں۔

آں جناب سے تو یہ حقیقت پوشیدہ نہیں ہے کہ ہر وہ چیز جو شریعت میں ممنوع ہے اس کی اشاعت کرنا اور کسی مسلمان کو رسوا اور بدنام کرنا جائز نہیں ہے تو پھر ایسی صورت میں محض کسی شخص کا نام خورم علی سن کر اس کے بارے میں شیعہ ہونے کا گمان کرنا اور اسے بدنام اور متہم کرنا وانمباڑی کے لوگوں کے لئے کیوں کر درست ہوگا یـاایھاالذین اٰمنوا اجتنبوا کثیرا من الظن ان بعض الظن اثم ٥ اہل ایمان کو ظن و گمان سے بچنا چاہئے۔ بعض گمان تو گناہ ہیں "نصیحة المسلمین" کے مطالعہ سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ کسی شخص کو کارخانۂ خداوندی میں شرکت نہیں ہے۔ اس بات سے ولایت کا انکار لازم نہیں آتا اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک اولیاء اللہ کا

عدم تقرب ثابت نہیں ہوتا، شیخ جامیؔ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

فی المثل گر جہانیان خواہند　　که سر موئے از جہاں کاہند

در ہمہ درمقام آں آیند　　که بران ذرہ بیفزایند

ندہدے ارادتے اوسود　　نتوانند ذرۂ افروز

ایک مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ علیکم بظن الخیر (تم پر فرض ہے کہ ہر ایک مسلمان کے ساتھ نیک گمان رکھیں) کی حدیث سے ہر کسی کے ساتھ جہاں تک ہو سکے نیک گمان اور حسنِ ظن سے کام لیں، قائل کے قول کو شریعتِ مطہرہ کی روشنی میں دیکھیں اور شرع سے مطابقت اور موافقت کی کوشش کریں۔ اگر شرع شریف کے موافق نہ ہو تو قائل سے قول کی وضاحت طلب کریں۔ اور اگر وضاحت کے بعد بھی تطبیق کی صورت نظر نہ آئے اور قائل کا قول مخالفِ شرع، ٹھہر جائے تو اپنائیت، ملائمت، خوش اسلوبی و خیر خواہی اور نیک نیتی کے ساتھ قائل کو راہ حق پر لانے کی کوشش کریں۔ اس کے برعکس صرف احتمال و امکان اور عدم یقین کی بنیاد پر بحث و مباحث، لڑائی و جھگڑا اور فتنہ و فساد کا ماحول پیدا کرنا اور کسی مسلمان پر تہمت باندھنا اور اسے بدنام کرنا یہ اسلامی شعار نہیں ہے وانمباڑی کے لوگوں کو ایسے افعال کا مرتکب نہیں ہونا چاہئے۔

لوگ اس فتنہ کو آں مخدوم کی جانب نسبت کر رہے ہیں۔ یہ فقیر آں جناب کے مزاج و طبیعت سے واقف رہنے کی وجہ سے اور آں مکرم کے خاندان عالی مرتبت کی وجہ سے اس نسبت کو بالکل غلط اور جھوٹی تہمت خیال کر رہا ہے۔

محمد ابراھیم صاحب نیک نہاد اور مردِ دانا ہیں ان کے ذریعہ یہ مکتوب

آپ کی خدمت میں ارسال کر رہا ہوں اور پر امید ہوں کہ آں جناب ان کو اپنے ہمراہ لے کر اس فساد کی بیخ کنی کریں گے اور اس فتنہ کی آگ کو بجھا دیں گے واللہ یقول الحق ویھدی السبیل اللہ تعالیٰ حق کہتا ہے اور حق کی ہدایت دیتا ہے۔اصل کام تو یہی ہے۔ باقی سب ہیچ اور فضول ہے۔زیادہ کیا عرض کروں میرا دل آپ کے پاس ہے۔آپ پر سلامتی ہو اور آپ کی تعلیم و تلقین اور شدو ہدایت کا دور طویل ہو۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

۱۱۶۔مکتوب بنام
استاذ بزرگوار سراج العلماء
حضرت مولانا محمد سعید اسلمی مدراسی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

شاگرد کم ترین محی الدین عفی عنہ، تو وہی مسکین محی الدین قدیم ہے، جو آن مکرم کے آستانۂ فضیلت پر علوم وفنون کی دریوزہ گری کرتا رہا۔

کرا زہرہ آنکہ ازبیم او کشاید زبان جز بہ تسلیم او

اس شخص کے سامنے زبان کھولنے کی جرأت بھلا کیوں کر ہوسکتی ہے جس کے سامنے تسلیم و رضا کے سوا زبان کھل ہی نہیں سکتی، بعض اعزہ واقارب کی

منت وسماجت کی وجہ سے یہ جرأت کر رہا ہوں کہ سید محمد میر صاحب برہان پوری جو مولوی شجاع الدین صاحب حیدرآبادی کے برادرزادے ہیں، حافظِ قرآن اور قاری فرقان ہیں، تحصیل علم میں قطبی اور میر زاہد تک پہنچے ہیں۔ اس نیاز مند کے مکان میں تین ماہ تک مقیم رہے ہیں۔ ضلع بارامحل میں ایسی مختلف تہمتوں میں مبتلا ہیں۔ جو ایک مسلمان سے صادر نہیں ہوسکتیں۔ اس علاقہ کی سرگزشت بیان کرنے میں غیبت کا اندیشہ مانع ہے۔ سنا گیا ہے کہ قاضی مدراس کے روبرو پہنچ کر ان کے مزاج کو ان سے بدظن کیا گیا ہے۔ اس سبب سے سید محمد میر صاحب غریب الدیار قدرے دل برداشتہ ہیں۔ میں امید کرتا ہوں کہ آپ کوئی ایسا طریقہ اختیار کریں گے جس سے ان کے دل کا زخم دور ہو جائے اور آپ دونوں جانب کے حالات کی تحقیق و تفتیش کے بغیر کسی بھی الزام کو قبول نہ کریں گے۔

زیرِ قدم ترا ہزار جان است۔ زیادہ کیا عرض کروں، مزید طوالت گستاخی ہوگی۔

☆☆☆☆☆☆☆

۱۱۷۔مکتوب بنام
شرف الملک بہادر خان
فرزند کلاں مولوی محمد غوث خان
مرحوم مدراسی
مصنف تذکرۂ بہار اعظم جاہی
(فارسی تصنیف)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سلام مسنون کے بعد، خدمت شریف میں عرض ہے کہ یہاں کے علماء و صوفیاء کے احوال و کوائف لائق حمد باری اور قابل شکر باری ہیں۔اللہ تعالیٰ سے آں جناب کی صحت و عافیت اور خوبی و سلامتی کا خواہاں ہوں۔

اس مسکین مشتاق کے نام آن محترم کا تحریر کردہ مراسلہ نظر نواز ہوا اور اسی کے ساتھ حاجی ابوالحسن خان صاحب جعفری کے نام لکھا ہوا مکتوب اور آبِ زمزم کا ڈبہ اور بلسان کی شاخیں اور اس کے بیج وغیرہ دستیاب ہوے۔

فقیر مراسلہ کے مضمون سے مطلع ہوا۔ان شاءاللہ آن مخدوم کی ایما کے مطابق خان ممدوح کی خدمت میں بھیج دیا جائے گا۔

یہ مسکین آں جناب کے وجود شریف کو موجودہ زمانہ میں اسلام کی رونق اور امت مسلمہ کے لئے پناہ خیال کرتا ہے۔ مجھے اپنوں کو بھول جانے والا نہ

سمجھیں۔ المرء مع من احبہ آدمی کا حشر اسی کے ساتھ ہوگا جس کے ساتھ اسے محبت ہوگی۔ میں تو آپ ہی کا مشتاق ہوں اور میرے اس اشتیاق میں اضافہ ہی ہو رہا ہے۔ انشاء اللہ یہ تعلق قیامت میں بھی قائم ہوگا۔ انا المشتاق یزدا داشتیاقی الی یوم التلاق الی التلاق

☆☆☆☆☆☆☆☆

۱۱۸۔ مکتوب بنام کسے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بعد سلام مسنون کے واضح خاطر ہو کہ

التفات نامہ جو انتہائی الفت و کرم کے ساتھ اس فقیر کے نام تحریر فرمایا تھا، باصرہ نوازو کاشف احوال ہوا۔ اور غیر اللہ کے گدلے پن اور تیرگی سے پاک و صاف اور مبرا رہنے کی وجہ سے قلب کو خوشی و مسرت حاصل ہوی۔ اللہ آپ اور آپ کی شان و شوکت اور عظمت میں برکت عطا فرمائے۔

آپ نے کتاب تذکرۃ الاولیاء کے خریدنے سے متعلق اور ترجمہ قرآن ،موضح القرآن سے متعلق دریافت کیا تھا، اس سے قلبی سرور حاصل ہوا۔ آپ کے لئے بشارت اور خوشخبری ہے۔ اس سے یہ حقیقت نمایاں ہوی کہ اس دورِ غفلت نشان میں سعادتمند اشخاص دنیوی امور واشغال کی کثرت کے باوجود، حق تعالیٰ کی جانب خواہش اور میلان رکھتے ہیں۔ اور گوناگوں ومتفرق تعلقات کے اقتضاء انہیں توجہ الی

الحق کی دولت کے حصول میں حائل اور مانع نہیں ہے۔ کل اناء یترشح بمافیه۔ پیمانہ سے وہی چیز چھلکتی ہے جو اس میں موجود ہے۔

سعادت آثار گذیاتم کے شیر خان نامی صاحب ایک ماہ قبل کتاب ''تذکرۃ الاولیاء'' پانچ روپیہ قیمت سے فروخت کرنے کے لئے آئے تھے۔ لیکن کتاب قدیم شکستہ کتابت کی غلطیوں اور مختلف کاتبوں سے تحریر کی ہوئی تھی۔ جسکی وجہ سے نہیں خریدا۔ وہ صاحب رانی پیٹ تشریف لے گئے ہیں، اگر واپس آئیں تو حاصل کر کے آپ کو روانہ کرونگا۔ ایسی کتابوں کے مطالعہ کو غنیمت جانیں جو دل کے زنگ کو زائل کرنے میں، اور تنگ عطا کرنے میں صیقل اور اکسیر کا درجہ رکھتی ہیں اور ان سے دل روشن و منور ہو جاتے ہیں۔

مولوی شاہ عبدالقادر صاحب جو مولانا شاہ عبدالعزیز کے برادر محترم ہیں، انہوں نے ''موضح القرآن'' کے نام سے قرآن حکیم کا اردو ترجمہ تحت اللفظ کیا ہے، اور اسکے مطالب و معانی جا بجا حاشیہ پر تحریر فرمایا ہے۔ اور یہ ترجمہ اپنی نظیر آپ ہے۔ کم و بیش ستائیس روپیہ میں مدراس میں دستیاب ہورہا تھا لیکن اب یہ عنقا ہے، تاہم مدراس خط بھیجا ہوں اگر مل جائے تو آپ کو روانہ کروں گا۔

کرم اطوار! اللہ تعالیٰ کی نظر انسان کے دل پر ہوتی ہے نہ کہ اس کے جسم پر، لہٰذا قرآن کریم کی تلاوت کے وقت دل کی توجہ اللہ تعالیٰ کی جانب رہنا ضروری اور لازمی ہے۔ اور یہ کیفیت کلام اللہ کے مطالب اور معانی کی فہم و ادراک کے بغیر حاصل نہیں ہوسکتی اور بالخصوص تلاوت کے دوران معانی و مطالب کا ذہن

میں مستحضر رہنا ایسا ہی سمجھو جیسا کہ بدن کے لئے روح اور تھیلی میں زر۔

اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کا راستہ ذکر، مراقبہ اور تلاوت قرآن ہے۔ اور اس میں بہترین راستہ تلاوت ہے۔ اور حضرات صحابۂ کرام کا سلوک زیادہ تر اسی راستہ سے ہوا۔ زبان نبوت نے ارشاد فرمایا: انی ترکت فیکم الثقلین کتاب الله وعترتی میں تمہارے درمیان دو چیزیں چھوڑ جا رہا ہوں۔ قرآن کریم اور اہل بیت۔

تلاوت میں اللہ تعالیٰ کے کلام کو بغیر واسطہ نہیں، یہ ادنیٰ مقام ہے اور ہر قصہ اور ہر خطاب کا مخاطب اپنی ذات کو خیال کریں۔ یہ درمیانی مقام ہے اور اس میں اپنے افعال و صفات کا مشاہدہ کریں۔ یہ اعلیٰ مقام ہے اور جب اس نہج اور کیفیت کے ساتھ قرآن کرم کی تلاوت کی جائے تو اس کے فوائد و نتائج اور ثمرات کی امید رکھئے اور فیوض و برکات کی فراوانی اور کثرت کا مشاہدہ کیجئے۔

ہاں یہ حقیقت تسلیم شدہ ہے کہ قلوب کی اصلاح و تربیت میں شیخ کامل و مرشد اکمل کی صحبت کو بڑا دخل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کوئی ولی، صحابیٔ رسولؐ کے مقام اور مرتبہ کو نہیں پہنچ سکا اور ایک غیر صحابی کا کوہِ اُحد کی مقدار میں دیا ہوا صدقہ ایک صحابی کے مٹھی بھر گیہوں کے صدقہ کے اجر و ثواب میں ہمسری اور برابری نہیں کر سکا۔ ایک شخص نے عبداللہ بن مبارک رضی اللہ عنہٗ سے دریافت کیا ایھما افضل معاویة ام عمر بن عبدالعزیز ؟ معاویہ رضی اللہ عنہٗ افضل ہیں یا حضرت عمر بن عبدالعزیز؟ جواب میں ارشاد فرمایا: الغبار الذي دخل انف فرس معاوية مع رسول الله عليه وسلم خير من عمر بن

عبد العزیز! رسول کریم ﷺ کی ہمراہی و صحبت میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے گھوڑے کی ناک میں جو غبار پہنچا وہ بھی حضرت عمر بن عبد العزیز سے افضل ہے یعنی غیر صحابی علم و فضل، تقویٰ و طہارت اور ولایت میں کتنا ہی بلند کیوں نہ ہو، وہ ایک صحابیٔ رسولؐ سے افضل نہیں ہوسکتا۔

اللہ تعالیٰ کسی صاحب دل کی مصاحبت و ہم نشینی عطا فرمائے تو اس سے بڑی نعمت اور کوئی نہیں۔ لہٰذا آپ کسی مرشدِ کامل کی صحبت نصیب ہونے تک کیمیائے سعادت بالخصوص خود شناسی، خدا شناسی، حقیقت دنیا اور کیفیت آخرت کے موضوعات و مباحث کا مطالعہ جاری رکھیں۔ اور موضح القرآن، زاد الآخرت (امام غزالیؒ) اور تذکرۃ الاولیاء کی تلاش و جستجو میں رہیں۔ یہاں کے حالات اچھے ہیں اور تمام احباب و متعلقین بخیر و عافیت ہیں۔

حضرت قیوم جل جلالہ سے آپ کی خیریت و خوبی اور فلاح و بہبودی کا خواہشمند ہوں اور اس خواہش میں علاقہ میسور کے مسلمانوں کے جم غفیر کی خیریت و خوبی شامل ہے اور آپ کے حق میں دعا کرنا، ان تمام مسلمانوں کے حق میں دعا کرنے کے مصداق ہے، اللہ تعالیٰ آپ کے سایۂ زندگی کو تادیر قائم رکھے۔

اللہ کی نصرت و تائید تمہارے ساتھ رہیگی تم جہاں کہیں رہو۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

۱۱۹۔مکتوب بنام شخص نامعلوم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حمد و صلوٰۃ اور سلام و دعا کے بعد ملحوظ خاطر ہو کہ جناب کے مکرر عنایت نامے ۲۱ اور ۲۲ ذی الحجہ ۱۲۵۹ھ کے تحریر کئے ہوئے موصول ہوے۔ خیر و عافیت دریافت کرنے سے فرحت و مسرت ہوی۔ شافی حقیقی ہمیشہ آپ کو صحت مند وتندرست رکھے۔ موسم سرما کی صحت کچھ لائق اعتبار نہیں ہے اگر گرمی کے موسم میں بھی صحت اسی طرح برقرار ہے تو غنیمت سمجھنا چاہئے۔ مختصر یہ کہ صحت کی طرف سے بےفکر نہ رہنا چاہئے بلکہ اپنی پوری توجہ انہیں تدابیر کی طرف مبذول رکھنا چاہئے جو پہلے تحریر کی گئی ہیں۔

وصیت کے متعلق آپ نے دریافت فرمایا تھا۔ سوال کا خلاصہ یہ ہے کہ حق جل مجدہٗ نے وصیت کو بندوں پر فرض قرار دیا ہے۔ اور بلاکم وکاست وصیت کی ادائیگی کا حکم دیا ہے اور آیت کریمہ میں لفظ غیر مضار وصی یعنی مینجر کے حق میں تاکید ہے کہ تاکہ مینجر وصیت اور قرض کے معاملہ میں کسی کو نقصان نہ پہنچائے۔ اگر غیر مضار کی نسبت موصی کی طرف یعنی اصلی ولی اور مالک کی طرف کی جائے گی تو حکم قرآنی کے خلاف ہوگا۔ نیز دوسری وجہ یہ ہے کہ موصی یعنی مالک اپنے مال میں تصرف کرتا ہے اور جو شخص اپنے مال میں تصرف کرتا ہے وہ دوسرے کے لئے ضرر رساں کیسے ہوسکتا ہے۔ کیونکہ اُسے حق ہے۔ وہ اپنے مال میں جس طرح چاہے تصرف کرے۔ اس سے معلوم ہوا کہ غیر مضار کا تعلق وصی

سے ہے نہ کہ موصی سے۔ لہٰذا وصیت کو ثلث مال سے نافذ کرنا حکم قرآنی اور عقل انسانی دونوں کے خلاف ہے۔ قرآن سے تو اس کا ثبوت کہیں نہیں ہے اور اگر مجتہدین کے اجتہاد، مفسرین کی تفسیر اور جمہور کی رائے سے ہو تو قرآن کے خلاف اجتہادِ مجتہدین و تفسیر مفسرین کا کیا اعتبار۔

محبّ مکرم! پہلے آپ کو چند باتیں بطور مبادیات جان لینا ضروری ہیں۔

اَدِلّہ شرعیہ چار ہیں۔ ۱۔ کتاب۔ ۲ سنت۔ ۳۔ اجماع۔ ۴۔ قیاس مجتہدین۔

اگرچہ قرآن کریم تمام احکام شرعیہ کو جامع ہے۔ لیکن بعض احکام ایسے ہیں کہ طاقتِ بشری ان کے فہم سے عاجز ہے۔ اور اس کا ادراک پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ مخصوص ہے۔ ایسے احکام کو مخصوص کہتے ہیں۔ آیت قرآنی: اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول میں سنت کی اتباع کا حکم ہے اور بعض وہ احکام ہیں کہ غیر مجتہدین کی فہم و ادراک سے قاصر ہے وہ صرف مجتہدین کی کوشش و اجتہاد سے ظاہر ہوتے ہیں۔ ان کو مجتہدات کہتے ہیں۔ آیت کریمہ: فاعتبروا یا اولی الابصار۔ مجتہدین کے اجتہاد کے بارے میں نازل ہوی ہے۔ احکام کی اس قسم میں صحت اور خطا دونوں کا احتمال ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا ارادہ بھی یہی ہے کہ یہ احکام مبہم اور غیر واضح رہیں تا کہ ائمہ مجتہدین اپنے اپنے اجتہاد کے مطابق تشدید و تخفیف پر عمل کریں اور بموجب اختلاف العلماء رحمة (علماء کا اختلاف رحمت ہے) عوام و خواص سب اللہ کی رحمت کے سزاوار ہوں۔

حدیث شریف الشیطن ذئب الانسان کذئب الغنم یاخذ الشاۃ القاصیة والناحیة ایاکم ولشعاب وعلیکم

بالجماعة والعامّة یعنی جماعت کے ساتھ رہو، جماعت کی دوری سے بچو تا کہ شیطان کے قبضہ میں گرفتار نہ ہو۔ کیوں کہ شیطان انسان کے لئے بھیڑیا کی طرح ہے۔

دوسری حدیث ہے علیکم بالسواد الاعظم یعنی جمہور کی معیت کو اختیار کرو۔

مندرجہ بالا دونوں حدیثیں اجماع اور جمہور کے اجماع پر دلالت کرتی ہیں۔ایسی صورت میں مذکورہ تصریحات کی روشنی میں صرف کلام باری تعالیٰ پر اکتفاء و اقتصار اور جمہور و اجتہاد مجتہدین اور تفسیر و مفسرین سے استغناء کیسے ہوسکتا ہے۔فقیر کو آپ کی اس تحریر سے سخت حیرت ہے۔دل سے سکون و قرار رخصت ہوگیا اور رگِ حیدری پھڑک اٹھی جس سے ناچار مجھے بھی سخت و سست کلمات لکھنے پڑے۔

سعادت آثار و نیک فرجام! حضرت شیخ مجدد رحمۃ اللہ علیہ مکتوبات جلد دوم ۵۵ مکتوب میں فرماتے ہیں: قرآن مجید احکام شرعیہ کو بلکہ تمام شرائع سابقہ کو بھی جامع ہے۔البتہ یہ ضرور ہے کہ بعض احکام شریعت ایسے ہیں، جو عبارت النص، دلالت النص، اور اقتضاء النص سے معلوم ہوجاتے ہیں۔اس کے فہم و ادراک میں تمام اہل زبان و لغت برابر ہیں۔احکام شرعیہ کی دوسری قسم وہ ہے جو اجتہاد و استنباط کے ذریعہ معلوم ہوتی ہے۔اس قسم کا ادراک و فہم ائمہ مجتہدین کے ساتھ مخصوص ہے۔ پھر ان احکام اجتہادیہ کی دو قسمیں ہیں۔ حضور ﷺ کا زمانہ چوں کہ نزولِ وحی کا زمانہ تھا۔ لہٰذا اس زمانہ کے احکام اجتہادیہ خطا اور صواب کے

درمیان دائرنہیں تھے۔ لیکن جو احکام، مجتہدین کے اجتہاد سے حاصل ہوے ہیں، وہ صواب و خطا کے درمیان متردد ہیں۔ لہٰذا زمانۂ رسالت کے احکام اجتہادیہ، قطعی و یقینی ہیں۔ جو عمل اور اعتقاد دونوں پہلو سے مفید ہیں۔ اور زمانۂ وحی کے بعد کے احکام اجتہادیہ، ظنی ہیں جو مفید عمل ہیں موجب اعتقاد نہیں۔

احکام شرعیہ کی تیسری قسم وہ ہے کہ طاقتِ بشری جس کی فہم سے عاجز ہے۔ جب تک اللہ رب العزۃ کی طرف سے ان احکام پر اطلاع نہ ہو جائے اس کا فہم ممکن نہیں۔ اس قسم پر اطلاع و اعلام، پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ خاص ہے۔ پیغمبر کے علاوہ اور کسی کو ان احکام پر مطلع نہیں کیا جاتا۔ اگر چہ یہ احکام بھی کتاب اللہ سے ماخوذ ہیں۔ لیکن احکام کے مُظہر، پیغمبر علیہ السلام ہیں۔ لہٰذا ان کو سنت کی طرف منسوب کیا گیا۔ جس طرح ائمہ مجتہدین کے احکام اجتہادیہ کو قیاس کی طرف منسوب کیا گیا۔ کیونکہ قیاس ہی ان احکام کا مُظہر ہے۔ پس سنت اور قیاس دونوں مظہر احکام ہیں اگر چہ ان دونوں میں بڑا فرق ہے۔ ایک رائے کی طرف منسوب ہے جس میں خطا کا احتمال ہے۔ دوسرا اعلام اور اطلاع حق تعالیٰ کی طرف منسوب ہے، جس میں خطا کی گنجائش نہیں۔

جو لوگ احکامِ اجتہادیہ کے فہم سے عاجز ہیں، کلام کی دقت، پیچیدگی اور خفاء کی وجہ سے مجتہدین کے اجتہاد کو کتاب و سنت کے خلاف سمجھتے ہیں اور ائمہ مجتہدین کو اصحابِ رائے گمان کرتے ہیں تو یہ سب اس وجہ سے ہے کہ ان حضرات کے علم و روایت اور فہم و فراست سے یہ لوگ بے خبر ہیں۔ ان کوتاہ نظروں کی جرأت پر افسوس ہے کہ اپنے قصور کو دوسرے کی طرف منسوب کرتے ہیں۔

قاصرے گر کند ایں طائفہ را طعن قصور حاش للّٰہ برآرم بزباں ایں گلہ را

ہمہ شیران جہاں بستہ ایں سلسلہ اند روبہ از حیلہ چساں بگسلد ایں سلسلہ را

حضرت حق سبحانہٗ وتعالیٰ ان کو توفیق دے کہ جو دین کے ستون اور اسلام کے سردار ہیں ان کے خلافِ شان، زبان پر کوئی حرف نہ لائیں اور اسلام کے سوادِ اعظم کو ایذا اور آزار نہ پہنچائیں۔ یریدون لیطفؤ انور الله با فواههم : جو لوگ اکابر دین کو اصحاب رائے سمجھتے ہیں اگر اس سے مقصود یہ ہے کہ حضرات مجتہدین کتاب وسنت کی پیروی کے بغیر فقط اپنی رائے سے حکم لگاتے ہیں تو اس بناء پر اہل اسلام کا سوادِ اعظم ان کے زعم فاسد میں ضال ومبتدع ہوگا۔ بلکہ زمرۂ اہل اسلام سے خارج ہوگا۔ ایسا عقیدہ وہی شخص اختیار کریگا، جو جاہل ہو اور اپنے جہل سے بھی بے خبر ہو۔ یا یہ خیال زندیق شخص ہی کریگا کہ جس کا مقصد احکام دینیہ کا ابطال ہے۔ ان ناقص اور کم مایہ لوگوں نے چند حدیثیں یاد کر لی ہیں اور احکام شرعیہ کو اسی میں منحصر سمجھ کر اپنی معلومات کے علاوہ کی نفی کر رہے ہیں۔

چوں آں کرمے در سنگی نہان است زمین وآسمان او ہمان است

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ شفا میں تحریر فرماتے ہیں کہ اسی سنت نبوی ﷺ سے قرآن کے مجمل ومتشابہ احکام کی عقدہ کشائی ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی مراد واضح ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ لوگ جب قرآن مجید کے معانی میں نزاع، تاویل اور بحث و تمحیص کرنے لگے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہٗ نے فرمایا: کہ ان کی معانی ومفاہیم کو سننِ نبوی ﷺ کی روشنی میں اخذ کرو۔ اس لئے کہ حضور ﷺ کا قول اور فعل، معانی قرآن کے فہم اور تعینُ میں سند اور دستاویز کی حیثیت رکھتا ہے۔

علمائے مجتہدین نے فرمایا ہے کہ احکام میں تین ہزار حدیثیں وارد ہوی ہیں۔ یعنی تین ہزار احکام شرعیہ، سنت سے ثابت ہیں۔ روافض و خوارج اور دوسرے فرقے جو سنت نبوی کو پس پشت ڈالتے ہیں اور صحابۂ کرام جوراوی سنت ہیں ان سے بدظن ہیں۔ وہ ان احکام سے محروم ہیں: مثنوی ؎

ہست سنت رہ جماعت چوں رفیق بے رہ و بے یار افتی در مضیق

سنت ایک راستہ ہے اور اس راستہ کے ساتھی صحابہ کرام ہیں، جو شخص راہ چھوڑ کر راہنما کے بغیر چل پڑے گا، وہ منزل مقصود کو نہیں پہنچے گا۔

جو لوگ کتاب میزان شعرانی، کتب اصول، تفاسیر، شروح احادیث اور دیگر اہل سنت والجماعت کی کتب حقہ کا مطالعہ کرے گا اسے معلوم ہوگا کہ اجتہاد کے شرائط کیا ہیں؟ مجتہد کون لوگ ہیں؟ اور انہوں نے احکامِ ربّانی اور احادیث نبویؐ کی مراد دریافت کرنے کے لئے کس قدر محنت و مشقت برداشت کی ہے جزاهم الله عنا خير الجزآء۔

حاصل کلام یہ ہے کہ جو شخص پیغمبر علیہ السلام کی سنت سے اور اجماع و اجتہاد سے جو کتاب و سنت کے لئے مبین و مظہر ہیں، اعراض کرتا ہے اور ہر ہر حکم جزئ کا ثبوت قرآن سے چاہتا ہے۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص بادشاہ کے مخصوص ایلچی یا قاصد کے حکم کو ٹھکرا کر بادشاہ کے فرمان کی سند طلب کریں۔ مذکورہ تفصیلات سے یہ واضح ہوگیا کہ جب کوئی حکم قرآن مجید سے معلوم نہ ہوتو سنتِ خیر البشر ﷺ سے معلوم کریں گے اور جب وہ سنت سے بھی معلوم نہ ہوتو اجماع صحابہ، جمہور اور اجتہاد مجتہدین سے دریافت کریں گے اور ان احکام کی

تلاش کے لئے کتب تفاسیر، شروحِ احادیث، کُتبِ اصول اور دیگر کتب اہل سنت والجماعت کا مطالعہ کریں گے اور اس فرقۂ ناجیہ کو جو سنت اور جماعت صحابہ کا پیرو ہے۔اہل سنت والجماعت کہتے ہیں۔اور فرقۂ ضالہ کو جوسنت سنیہ، روایات صحابہ کو پس پشت ڈالتے ہیں اور اجماع و مجتہدین کے خلاف قرآن مجید میں اپنی ہواو ہوس او رخودرائی سے تاویلات کرتے ہیں۔ بہتر فرقے میں متفرق ہوکر راہِ ضلالت کے راہرو ہوگئے ہیں۔ان کو بدعتی اور اہل ہوا کہتے ہیں۔کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ نصاریٰ باوجود اپنی گمراہی کے جمہور یعنی مجارٹی کی متفقہ رائے اور فیصلہ پر عمل کرتے ہیں۔اپنے علماء ومفسرین کے اقوال کو جو زمانۂ قدیم وجدید میں مرتب کئے گئے ہیں اپنے لئے دستاویز اور سند سمجھتے ہیں اور یہ بے بصر باوجود دعویٰ دینداری کے اجماع، جمہور اور اقوال مجتہدین وعلمائے راسخین کو جو کتاب وسنت سے مستنبط اور مستند ہیں طشت ازبام کردیتے ہیں۔انا لله وانا اليه راجعون۔

اس تمام طعن وطنز اور ردوقدح کے بعد ہم اصل مسئلہ وصیت کے جواب کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔معلوم ہونا چاہئے کہ وصیت تہائی مال سے جائز ہے۔ ورثہ خواہ راضی ہوں یا راضی نہ ہوں۔تفسیر معالم التنزیل میں آیت وصیت، من بعد وصية يوصى بها اودين میں یوصٰی کے متعلق کہا ہے کہ اس میں قراء سبعہ کی قرأت مختلف ہے۔ابن کثیر، ابن عامر اور ابوبکر نے اس کو صیغہ مجہول کے ساتھ پڑھا ہے۔اسی طرح آیت میں یوصیٰ ثانیہ کو مجہول پڑھا ہے۔حفص نے صرف دوسرے کو مجہول پڑھا ہے۔باقی دوسرے قراء نے دونوں جگہ ص کو کسرہ کے ساتھ یعنی صیغۂ معروف پڑھا ہے۔کیونکہ سابقہ آیات میں

میت کا ذکر ہو چکا ہے۔ بعد وصیة یوصون اور من بعد وصیة توصون یہ سب صیغے معروف کے ساتھ ہیں۔ یہ قرینہ ہے کہ یوصی کا لفظ بھی معروف کے ساتھ ہو۔ نیز معالم التنزیل میں غیر مضار کی تفسیر میں ہے کہ صاحب ،مال کو تہائی مال کے وصیت کرنے کی اجازت ہے۔امام حسن نے غیر مضار کی تفسیر میں کہا کہ ضرر کی صورت یہ ہے کہ کسی کو قرض ادا کرنے کی وصیت کرے۔ حالاں کہ وہ قرض اس کے ذمہ نہ ہو۔اس طرح وہ دوسرے ورثہ کی حق تلفی نہیں کرسکتا۔قتادہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ ضرر کو حیات اور نزع دونوں حالتوں میں ناپسند کرتا ہے اور اس سے ممانعت کی ہے۔

تفسیر مدارک میں یوصیٰ بھا اولی اور ثانیہ دونوں صادیں کے فتحہ کے ساتھ ہے۔مکّی ،شامی، حماد اور یحییٰ سب کی قرأت اسی طرح ہے، حفص نے یوصیٰ ثانیہ کو فتحہ کے ساتھ پڑھا ہے۔یورث جو مجہول کا صیغہ ہے اس مجاورت کی وجہ سے اور پہلے یوصیٰ کو مکسور پڑھا۔یوصیکم اللہ کی مجاورت کی وجہ سے باقی دوسرے قراء نے دونوں جگہ کسرہ کے ساتھ پڑھا ہے مدارک میں یہ بھی ہے کہ غیر مضار ترکیب میں حال ہے۔ تقدیر عبارت یہ ہوگی۔ یوصی بھا وھو غیر مضارّ لورثنه وذلك ان یوصیَ زیادةً علی الثلث لوارث۔

مدراک میں ہے کہ اگر یہ اشکال وارد کیا جائے کہ مجہول پڑھنے کی صورت میں اگر غیر مضار حال مانا جائے تو ذوالحال کہاں ہوگا؟ جواب یہ ہے کہ ایک اور یوصی معروف کے ساتھ مقدر ہوگا اور اس کی ضمیر سے غیر مضار کا حال ہوگا: لانّہ لمّا قیل یسبّح لهُ عِلم اَن ثَم مسبحاًنا ضمر یسبّح ۔اسی

طرح تفسیر جواہر اور تفسیر حسینی میں غیر مضار کا ترجمہ یہ کیا ہے۔ درآں حالیکہ میت، ورثہ کو وصیت اور دین میں نقصان نہ پہونچائے، وصیت کے اندر ضرر کی صورت یہ ہے کہ تہائی مال سے زیادہ کی وصیت کرے اور دین کے اندر ضرر کی صورت یہ ہے کہ کسی کا قرض اپنے ذمہ قرار کرے جو درحقیقت اس کے ذمہ نہیں تھا۔ الغرض لفظ یوصی میں قراء کا اختلاف ہے، اکثر معروف پڑھتے ہیں اور بعض مجہول۔ لیکن اس اختلاف کے باوجود سب کے سب اس پر متفق ہیں کہ غیر مضار یوصی سے حال ہے نہ کہ وصی سے۔ چنانچہ آیاتِ سابقہ یوصیکم اللہ الخ ولکم نصف ما ترک ازواجکم الخ ولہن الربع الخ لفظ یوصیکم اللہ یوصین، توصون اور یوصی اکثر قراء کے نزدیک صیغہائے معروف کے ساتھ ہے۔ ان تمام جگہوں میں موصی اور میت کے سوا اور کوئی دوسرا فاعل نہیں ہے۔ لہٰذا سیاق وسباق دلالت کرتا ہے۔ کہ آیتِ زیر بحث میں بھی یوصی کا فاعل میت ہے۔ لفظ غیر مضار کو وصی سے حال بنانا جیسا کہ آں عزیز نے اپنے مکتوب میں تحریر کیا، اس کی کوئی وجہ نہیں ہے بلکہ سیاق وسباق آیات کے بھی خلاف ہے۔

نیز حدیث شریف میں ہے جو حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت سعدؓ کو حضور ﷺ نے تہائی مال سے زائد کی وصیت کرنے سے منع فرمایا۔ پس یہ حدیث لفظ غیر مضار کے لئے مفسر ومبین ہے۔

نیز ہبہ اور وصیت میں فرق ہے۔ اس لئے کہ ہبہ کے اندر تملیک، حالتِ حیات میں ہوتی ہے اور وصیت میں تملیک، موت کے بعد ہوتی ہے اور ائمہ کرام اس مسئلہ میں متفق ہیں کہ ہبہ، عتق، وقف اور مرض موت کے وقت کے تمام عطیات ایک تہائی کے

ساتھ معتبر ہیں ایسی صورت میں آپ خود سمجھ سکتے ہیں کہ جب موت کے وقت کا ہبہ ایک تہائی کے ساتھ معتبر ہے تو وصیت کیوں کر ایک تہائی سے معتبر نہ ہوگی۔

اگر چہ آپ کا یہ کہنا درست ہے کہ موصی اپنے مملوک میں وصیت کرتا ہے ۔لیکن یہ واضح ہونا چاہئے کہ محض مملوکیت، نفاذ حکم کا موجب نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ نابالغ بچے کا اور مجنون کا حکم اپنے مملوک میں نافذ نہیں ہوتا۔ دانشمند حکام بے وقوفوں اور فاتر العقل ضعیفوں کے احکام کو ان کے مال میں نافذ ہونے نہیں دیتے۔ مالک کو تصرف کرنے سے باز رکھتے ہیں اور مال کو مالک کی حیات کے باوجود، اولیاء اور ورثہ کے سپرد کردیتے ہیں۔ اسی طرح اگر مالکِ حقیقی، موصی کے حکم کو تہائی سے زائد میں نافذ ہونے سے روک دے اور بمقتضائے رحمت، ورثہ کو اس کے ضرر سے باز رکھے تو اس میں آپ کو کیا تعجب ہے۔ انہ هو الحاكم العليم والمالك الحكيم۔

یہ بھی واضح ہو کہ وصیت مستحب ہے ، واجب نہیں، آیت میراث کے نزول سے پہلے وصیت واجب تھی، جب آیت میراث نازل ہوی تو وجوب وصیت کا حکم منسوخ ہوگیا۔ اسی وجہ سے اب ورثاء کے لئے وصیت صحیح نہیں ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے جو حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ ان الله قد اعطى كل ذى حق حقه فلا وصية لوارث: یعنی حق تعالیٰ نے ہر صاحبِ حق کا حق، میراث میں متعین کردیا۔ لہٰذا اب وارث کے لئے وصیت جائز نہیں ہے۔ نیز حدیث شریف میں ہے جو حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے: لا وصية لوراث الا ان يشاء الورثه ۔یعنی

وصیت وارث کے لئے صحیح نہیں ہے البتہ اگر باقی دوسرے ورثاء بھی اس پر راضی ہو جائیں تو جائز ہے۔

اس صورت میں وصیت کی فرضیت کا حکم جس کی طرف آپ نے سوال میں اشارہ کیا ہے، کسی طرح ثابت نہیں ہوتا۔ البتہ اگر کسی پر دین ہو یا کسی کی امانت ہو تو اس وقت وصیت کرنا واجب ہے۔

اوقات کی قلت اور اشغال کی کثرت جواب کی تطویل و تفصیل سے مانع ہے زیادہ کیا عرض کروں، اللہ تعالیٰ تمہارا حافظ و ناصر ہو جہاں بھی رہو۔:

عمر بگذشت و حدیث درد من آخر شد شب بآخر شد اکنون کوتہ کنم افسانہ را

☆☆☆☆☆☆☆☆

۱۲۰۔ مکتوب بنام کسے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بعد حمد و صلوٰۃ اور دعا و سلام کے ملحوظ خاطر ہو کہ جناب کے مکرر عنایت نامے ۱۲۵۹ھ کے تحریر کئے ہوئے موصول ہوئے۔ خیر و عافیت دریافت کر کے فرحت و مسرت ہوی۔ شافی حقیقی ہمیشہ آپ کو صحت مند و تندرست رکھے۔ موسم سرما کی صحت کچھ لائق اعتبار نہیں ہے اگر گرمی کے موسم میں بھی صحت اسی طرح برقرار ہے تو غنیمت سمجھنا چاہیئے۔ مختصر یہ کہ صحت کی طرف سے بے فکر نہ رہنا چاہیئے بلکہ اپنی پوری توجہ انہیں تدابیر کی طرف مبذول رکھنا چاہیئے جو پہلے مکتوب تحریر کی گئی ہیں۔

وصیت کے متعلق آپ نے دریافت فرمایا تھا۔سوال کا خلاصہ یہ ہے کہ حق جل مجدہٗ نے وصیت کو بندوں پر فرض قرار دیا ہے۔اور بلاکم وکاست وصیت کی ادائیگی کا حکم دیا ہےاور آیت کریمہ میں لفظ غیر مضاروصی یعنی مینیجر کے حق میں تاکید ہے کہ تاکہ مینیجر وصیت اور قرض کے معاملہ میں کسی کو نقصان نہ پہنچائے۔ اگر غیر مضار کی نسبت موصی کی طرف یعنی اصلی ولی اور مالک کی طرف کی جائے گی تو حکم قرآنی کے خلاف ہوگا۔ نیز دوسری وجہ یہ ہے کہ موصی یعنی مالک اپنے مال میں تصرف کرتا ہےاور جو شخص اپنے مال میں تصرف کرتا ہے وہ دوسرے کے لئے ضرررساں کیسے ہوسکتا ہے۔کیونکہ اُسے حق ہے۔وہ اپنے مال میں جس طرح چاہے تصرف کرے۔اس سے معلوم ہوا کہ غیر مضار کا تعلق وصی سے ہے نہ کہ موصی سے۔لہٰذا وصیت کو ثلث مال سے نافذ کرنا حکم قرآنی اور عقل انسانی دونوں کے خلاف ہے۔قرآن سے تو اس کا ثبوت کہیں نہیں ہےاور اگر مجتہدین کے اجتہاد، مفسرین کی تفسیر اور جمہور کی رائے سے ہوتو قرآن کے خلاف اجتہادِ مجتہدین وتفسیر مفسرین کا کیا اعتبار۔

محبّ مکرم! جواب تحریر کرنے سے پہلے چند باتیں بطور مبادیات جان لینا ضروری ہیں۔

اَدِلّہ شرعیہ چار ہیں۔ ۱۔ کتاب۔۲ سنت۔۳۔ اجماع۔۴۔ قیاس مجتہدین۔اگرچہ قرآن کریم تمام احکام شرعیہ کو جامع ہے۔لیکن بعض احکام ایسے ہیں کہ طاقتِ بشری ان کے فہم سے عاجز ہے۔اور اس کا ادراک پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ مخوصو ہے۔ ایسے احام کو مخصوص کہتے ہیں۔ آیت قرآنی:

سعادت اثر و نیک فرجام! حضرت شیخ مجدد رحمۃ اللہ علیہ مکتوبات جلد دوم ۵۵ مکتوب میں فرماتے ہیں: قرآن مجید عام احکام شرعیہ کو بلکہ تمام شرائع سابقہ کو بھی جامع ہے۔ البتہ یہ ضرور ہے کہ بعض احکام شریعت ایسے ہیں، جو عبارت النص، دلالت النص، اور اقتضاء النص سے معلوم ہوجاتے ہیں۔ اس کے فہم و ادراک میں تمام اہل زبان و لغت برابر ہیں۔ احکام شرعیہ کی دوسری قسم وہ ہے جو اجتہاد و استنباط کے ذریعہ معلوم ہوتی ہے۔ اس قسم کا فہم وادراک ائمہ مجتہدین کے ساتھ مخصوص ہے۔ پھر ان اکام اجتہادیہ کی دو قسمیں ہیں۔ حضور علیہ ﷺ کا زمانہ چوں کہ نزولِ وحی کا زمانہ تھا۔ لہٰذا اس زمانہ کے احکام اجتہادیہ خطا اور صواب کے درمیان دائر نہیں تھے۔ لیکن جو احکام مجتہدین کے اجتہاد سے حاصل ہوے ہیں، وہ صواب وخطا کے درمیان متردد ہیں۔ لہٰذا زمانہ رسالت کے احکام اجتہادیہ قطعی و یقینی ہیں۔ جو عمل اور اعتقاد کو مفید ہیں۔ اور زمناۂ وحی کے بعد کے احکام اجتہادیہ ظنی ہیں جو مفید عمل ہیں مواجب اعتقاد نہیں۔

احکام شرعیہ کی تیسری قسم وہ ہے کہ طاقتِ بشری جس کے فہم سے عاجز ہے۔ جب تک اللہ رب العزۃ کی طرف سے ان احکام پر اطلاع نہ کی جائے اس کا فہم ممکن نہیں۔ اس قسم پر اطلاع و اعلام، پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ خاص ہے۔ پیغمبر کے علاوہ اور کسی کو ان احکام پر مطلع نہیں کیا جاتا۔ اگر چہ یہ احکام بھی کتاب اللہ سے ماخوذ ہیں۔ لیکن احکام کے مُظہر پیغمبر علیہ السلام ہیں۔ لہٰذا ان کو سنت کی طرف منسوب کیا گیا۔ جس طرح ائمہ مجتہدین کے احکام اجتہادیہ کو قیاس کی طرف منسوب کیا گیا۔ کیونکہ قیاس ہی ان احکام کا مُظہر ہے۔

پس سنت اور قیاس دونوں مظہر احکام ہیں اگر چہ ان دونوں میں بڑا فرق ہے۔ ایک رائے کی طرف منسوب ہے جس میں خطا کا احتمال ہے۔ دوسرا اعلام حق تعالیٰ کی طرف منسوب ہے، جس میں خطا کی گنجائش نہیں۔

جو لوگ احکامِ اجتہادیہ کے فہم سے عاجز ہیں، کلام کی دقت، پیچیدگی اور خفاء کی وجہ سے مجتہدین کے اجتہاد کو کتاب وسنت کے خلاف سمجھتے ہیں اور ائمہ مجتہدین کو اصحابِ رائے گمان کرتے ہیں تو یہ سب اس وجہ سے ہے کہ ان حضرات کے علم وروایت اور فہم وفراست سے یہ لوگ بے خبر ہیں۔ ان کوتاہ نظروں کی جرأت پر افسوس ہے کہ اپنے قصور کو دوسرے کی طرف منسوب کرتے ہیں۔

قاصرے گر کند ایں طائفہ را طعن قصور حاش للّٰلہ برآرم بزباں ایں گلہ را

ہمہ شیران جہاں بستہ ایں سلسلہ اند روبہ از حیلہ چساں بکسلد ایں سلسلہ را

حضرت حق سبحانہٗ وتعالیٰ ان کو توفیق دے کہ جو دین کے ستون اور اسلام کے سردار ہیں ان کے خلافِ شان زبان پر کوئی حرف نہ لائیں اور اسلام کے سوادِ اعظم کو ایذا وآزار نہ پہنچائیں۔ یریدون یطفؤ انورالله با فواهم: جو لوگ اکابر دین کو اصحاب رائے سمجھتے ہیں اگر اس سے مقصود یہ ہے کہ حضرات مجتہدین کتاب وسنت کی پیروی کے بغیر فقط اپنی رائے سے حکم لگاتے ہیں تو اس بناء پر اہل اسلام کا سوادِ اعظم ان کے زعم فاسد میں ضال ومبتدع ہوگا۔ بلکہ زمرۂ اہل اسلام سے خارج ہوگا۔ ایسا عقیدہ وہی شخص کریگا، جو جاہل ہو اور اپنے جہل سے بھی بے خبر ہو۔ یا یہ خیال زندیق کریگا کہ جس کا مقصد احکام دینیہ کا ابطال ہے ان ناقص اور کم مایہ لوگوں نے چند حدیثیں یاد کر لی ہیں اور احکام شرعیہ کو اسی

میں منحصر سمجھ کر اپنے معلومات کے علاوہ کی نفی کر دیتے ہیں۔

چوں آں کرمے درسنگی نہان است زمین وآسمان او ہمان است

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ شفا میں تحریر فرماتے ہیں کہ اسی سنت نبوی ﷺ سے قرآن کے مجمل و متشابہ احکام کی عقدہ کشائی ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی مراد واضح ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ لوگ جب قرآن مجید کے معانی میں نزاع، تاویل اور بحث وتمحیص کرنے لگے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہٗ نے فرمایا: کہ ان کی معانی کو سننِ نبوی ﷺ کی روشنی میں حل کرو۔ اس لئے کہ حضور ﷺ کا طریقہ اور سنت نبویؐ معانی قرآن کے فہم اور تعین میں سند اور دستاویز کی حیثیت رکھتا ہے۔

علمائے مجتہدین نے فرمایا ہے کہ احکام میں تین ہزار حدیثیں وارد ہوی ہیں۔ یعنی تین ہزار احکام شرعیہ سنت سے ثابت ہیں۔ روافض و خوارج اور دوسرے فرقے جو سنت نبویؐ کو پس پشت ڈالتے ہیں اور صحابۂ کرام سے جو راوی سنت ہیں بدظن ہیں۔ وہ ان احکام سے محروم ہیں: مثنوی

ہست سنت رہ جماعت چوں رفیق بے رہ و بے یار افتی در مضیق

جو لوگ کتاب میزان شعرانی، کتب اصول، تفاسیر، شروح احادیث اور دیگر اہل سنت والجماعت کی کتب حقہ کا مطالعہ کرے گا اسے معلوم ہوگا کہ اجتہاد کے شرائط کیا ہیں؟ مجتہد کون لوگ ہیں؟ اور انہوں نے احکامِ ربّانی اور احادیث نبویؐ کی مراد دریافت کرنے کے لئے جس قدر محنت و مشقت برداشت کی جزاهم الله عنا خیر الجزآء۔

حاصل کلام یہ ہے کہ جو شخص پیغمبر علیہ السلام کی سنت سے اور اجماع و

اجتہاد سے جو کتاب و سنت کے لئے مبین و مظہر ہیں اعراض کرتا ہے اور ہر ہر حکم جزئی کا ثبوت قرآن سے چاہتا ہے۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص بادشاہ کے مخصوص ایلچی یا قاصد کے حکم کو ٹھکرا کر بادشاہ کے فرمان کی سند طلب کریں۔ مذکورہ تفصیلات سے یہ واضح ہوگیا کہ جب کوئی حکم قرآن مجید سے معلوم نہ ہوتو پیغمبرؐ کی حدیث اور سنتِ خیرالبشر ﷺ سے معلوم کریں گے اور جب وہ سنت سے بھی معلوم نہ ہوتو اجماع جمہور اور اجتہاد مجتہدین سے دریافت کریں گے اور ان احکام کی تلاش کے لئے کتب تفاسیر، شروحِ احادیث، کُتبِ اصول اور دیگر کتب اہل سنت والجماعت کا مطالعہ کریں گے اور اس فرقۂ ناجیہ کو جو سنت اور جماعت صحابہ کا پیرو ہے۔ اہل سنت والجماعت کہتے ہیں۔ اور فرقۂ ضالہ کو جو سنت سنیہ، روایات صحابہ کو پس پشت ڈالتے ہیں اور اجماع و مجتہدین کے خلاف قرآن مجید میں اپنی ہواو ہوس وخودرائی سے تاویلات کرتے ہیں۔ بہتر فرقے میں متفرق ہوکر راہِ ضلالت کے راہرو ہوگئے ہیں۔ ان کو بدعتی اور اہل ہوا کہتے ہیں۔ کس قدر افسوس کا مقام ہے۔ نصاریٰ باوجود اپنی گمراہی کے جمہور یعنی مجارٹی کی متفقہ رائے اور فیصلہ پر عمل کرتے ہیں۔ اپنے علماء ومفسرین کے اقوال کو جو زمانۂ قدیم وجدید میں مرتب کئے گئے ہیں اپنی دستاویز اور سند سمجھتے ہیں اور یہ بے بصر باوجود دعویٰ دینداری کے اجماع، جمہور اور اقوال مجتہدین وعلمائے راسخین کو جو کتاب و سنت سے مستند ہیں طشت از بام کردیتے ہیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

اس تمام طعن وطنز ردوقدح کے بعد ہم اصل مسئلہ وصیت کے جوام کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ معلوم ہونا چاہئے کہ وصیت تہائی مال سے جائز ہے۔

ورثہ خواہ راضی ہوں یا نہ ہوں۔ تفسیر معالم التنزیل میں آیت وصیت، من بعد وصیۃ یوصی بہا او دین میں یوصٰی کے متعلق کہا ہے کہ اس میں قراء سبعہ کی قرأت مختلف ہے۔ ابن کثیر، ابن عامر اور ابو بکر نے اس کو صیغہ مجہول کے ساتھ پڑھا ہے۔ اسی طرح آیت میں یوصیٰ ثانیہ کو مجہول پڑھا ہے۔ حفص نے صرف دوسرے کو مجہول پڑھا ہے۔ باقی دوسرے قراء نے دونوں جگہ ص کے کسرہ کے ساتھ یعنی صیغۂ معروف پڑھا ہے۔ کیونکہ سابقہ آیات میں میت کا ذکر ہو چکا ہے۔ بعد وصیۃ یو اور من بعد وصیۃ توصون یہ سب صیغے معروف کے ساتھ ہیں۔ یہ قرینہ ہے کہ یوصی کا لفظ بھی معروف کے ساتھ ہو۔ نیز معالم التنزیل میں غیر مضار کی تفسیر میں ہے کہ میت تہائی مال کے وصیت کرنے کی اجازت ہے۔ امام حسن نے غیر مضار کی تفسیر میں کہا کہ ضرر کی صورت یہ ہے کہ کسی کو قرض ادا کرنے کی وصیت کرے۔ حالاں کہ وہ قرض اس کے ذمہ نہ ہو۔ اس طرح وہ دوسرے ورثہ کی حق تلفی نہیں کر سکتا۔ قتادہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ ضرار کو حیات اور نزع دونوں حالتوں میں ناپسند کرتا ہے اور اس سے ممانعت کی ہے۔

تفسیر مدارک میں یوصیٰ بہا اولی اور ثانیہ دونوں صادیں کے فتحہ کے ساتھ ہے۔ مکّی، شامی، حماد اور یحییٰ سب کی قرأت اسی طرح ہے، حفص نے یوصیٰ ثانیہ کو فتحہ کے ساتھ پڑھا ہے۔ یورث جو مجہول کا صیغہ ہے اس مجاورت کی وجہ سے اور پہلے یوصیٰ کو مکسور پڑھا۔ یوصیکم اللہ کی مجاورت کی وجہ سے باقی دوسرے قراء نے دونوں جگہ کسرہ کے ساتھ پڑھا ہے مدارک میں یہ بھی ہے کہ غیر مضار ترکیب میں حال ہے۔ تقدعبارت یہ ہوگی۔ یوصی بھاوھو

غیر مضارّلورثنه وذلك ان یوصیَ زیادةً علی الثلث الوارث۔

مدراک میں ہے کہ اگر یہ اشکال وارد کیا جائے کہ مجہول پڑھنے کی صورت میں اگر غیر مضار حال مانا جائے تو ذوالحال کہاں ہوگا؟ جواب یہ ہے کہ ایک اور یوصی معروف کے ساتھ مقدر ہوگا اور اس کی ضمیر سے غیر مضار کا حال ہوگا: لانّه لمّا قیل یسبّح لهُ عِلم اَن ثَم مسبحاًنا ضمر یسبّح۔ اسی طرح تفسیر جواہر اور تفسیر حسینی میں غیر مضار کا ترجمہ یہ کیا ہے۔ درآں حالیکہ میت، ورثہ کو وصیت اور دین میں نقصان نہ پہونچائے وصیت کے اندر ضرر کی صورت یہ ہے کہ تہائی مال سے زیادہ کی وصیت کرے اور دین کے اندر ضرر کی صورت یہ ہے کہ کسی کا قرض اپنے ذمہ قرار کرے جو درحقیقت اس کے ذمہ نہیں تھا۔ الغرض لفظ یوصی مین قراء کا اختلاف ہے، اکثر معروف پڑھتے ہیں اور بعض مجہول۔ لیکن اس اختلاف کے باوجود سب کے سب اس پر متفق ہیں کہ غیر مضار یوصی سے حال ہے نہ کہ وصی سے۔ چنانچہ آیاتِ سابقہ یوصیکم اللہ الخ ولکم نصف ماترک ازواجکم الخ ولہن الربع الخ لفظ یوصیکم اللہ یوصین، توصون اور یوصی اکثت قراء کے نزدیک صیغہائے معروف کے ساتھ ہے۔ ان تمام جگہوں میں موصی اور میت کے سوا اور کوئی دوسرا فاعل نہیں ہے۔ لہٰذا سیاق وسباق دلالت کرتا ہے۔ کہ آیتِ زیر بحث میں بھی یوصی کا فاعل میت ہے۔ لفظ غیر مضار کو وصی سے حال بنانا جیسا کہ آپ نے تحریر کیا، اس کی کوئی وجہ نہیں ہے بلکہ سیاق وسباق آیات کے بھی خلاف ہے۔

نیز حدیث شریف میں حضرت سعد وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت سعدؓ کو حضور ﷺ نے تہائی مال سے زائد کی وصیت کرنے سے منع

فرمایا۔ پس یہ حدیث لفظ غیر مضار کے لئے مفسر و مبین ہے۔

نیز ہبہ اور وصیت میں فرق ہے۔ اس لئے کہ ہبہ کے اندر تملیک حالتِ حیات میں ہوتی ہے اور وصیت میں تملیک موت کے بعد ہوتی ہے اور ائمہ کرام اس مسئلہ میں متفق ہیں کہ ہبہ عتق، وقف اور مرض موت کے وقت کے تمام عطیات ایک تہائی کے ساتھ معتبر ہیں تو جب موت کے وقت کا ہبہ ایک تہائی کے ساتھ معتبر ہے تو وصیت کیوں کر ایک تہائی سے معتبر نہ ہوگی۔

اگر چہ آپ کا یہ کہنا درست ہے کہ موصی اپنے مملوک میں وصیت رتا ہے۔ لیکن یہ واضح ہونا چاہئے کہ محض مملوکیت نفاذ حکم کا موجب نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ نابالغ بچے کا اور مجنون کا حکم اپنے مملوک میں نافذ نہیں ہوتا۔ دانشمند حکام بے وقوفوں اور فاتر العقل ضعیفوں کے احکام کو ان کے مال میں نافذ ہونے نہیں دیتے۔ مالک کو تصرف کرنے سے باز رکھتے ہیں اور مال کو مالک کی حیات کے باوجود اولیاء وورثہ کے سپرد کر دیتے ہیں۔ اسی طرح اگر مالکِ حقیقی، موصی کے حکم کو تہائی سے زائد میں نافذ ہونے سے روک دے اور بمقتضائے رحمت، ورثہ کو اس کے ضرر سے باز رکھے تو اس میں کیا تعجب ہے۔ انہ ھوالحاکم العلیم والمالک الحکیم۔

یہ بھی واضح ہو کہ وصیت مستحب ہے ، واجب نہیں، آیت میراث کے نزول سے پہلے وصیت واجب تھی ، جب آیت میراث نازل ہوی تو وجوب وصیت کا حکم منسوخ ہوگیا۔ اسی وجہ سے اب ورثاء کے لئے وصیت صحیح نہیں ہے جیسا کہ حدیث شریف میں حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ ان اللہ قداعطی کل ذی حق حقہ فلا وصیۃ۔

مکتوب بنام مسٹر لوئن
اسپیشل کمشنر آف ویلور زون

حضرت قطب ویلور کا یہ ایک نایاب مکتوب ہے، جو آپ نے اپنی قید و بند کے زمانے میں تحریر کیا ہے۔ یہ اس زمانے کی بات ہے جب کہ بعض افتراء پرداز حاسدین نے آپ پر یہ الزام لگایا تھا کہ آپ انگریزوں کے خلاف عوام کو مشتعل کررہے ہیں اور لوگوں کو بغاوت پر آمدہ کررہے ہیں۔ انگریز حکام نے آپ کو گرفتار کرلیا اور قریبا دو ڈھائی ماہ چتور کے صدر حوالات میں بند رکھا۔ حضرت قطب ویلور کے مقدمہ سے متعلق آپ کے شاگرد رشید و خلیفہ سعید حضرت مولانا عبدالرحیم ضیا حیدرآبادی نے اپنی کتاب مقالات طریقت (ص ۲۶۶) میں عدالتی کارروائی، بحث و مباحثہ، جرح و قدم اور بیانات وغیرہ کی تفصیل پیش کی ہے۔

حضرت قطب ویلور پر لگائے گئے الزامات کی تحقیق ہوئی تو وہ بے بنیاد ثابت ہوئے اسکے بعد آپ کو باعزت رہا کردیا گیا۔ اور عدالت نے آپ کو یہ حق اور اختیار دیا کہ آپ اپنے مخالفین کے خلاف ہتک عزت کا دعویٰ کرسکتے

ہیں لیکن آپ نے عدالت کی کارروائی کے دوران ہی اپنی جانب سے معافی کا اعلان کردیا۔

حضرت قطب ویلور کی باعزت رہائی کے بعد برطانوی حکام نے اس واقعہ کی اطلاع ملکہ انگلستان کو دی اور لکھ بھیجا کہ آپ پر عائد کردہ الزامات بے بنیاد ثابت ہوئے۔اس پر کوئین وکٹوریہ نے حضرت قطب ویلور کی خدمت میں ایک مکتوب بھیجا۔ جس میں اس بات کا اعتراف کیا۔ہم نے آپ کو بے جا ایذاء پہنچائی ،آپ کے ساتھ سرکاری حکام کا جورویہ رہا وہ ان کی اپنی ذمہ داری کی بناء پر تھا ورنہ انہیں آپ کے ساتھ کوئی دشمنی اور عداوت نہیں تھی۔ ہم اس واقعہ میں آپ سے معذرت خواہ ہیں۔ملکہ برطانیہ کا اصل خط تلاش بسیار کے باوجود نہ مل سکا۔لیکن تمام تذکرہ نویسوں نے اس مکتوب کا ذکر کیا ہے۔

حضرت قطب ویلور کے دست مبارک سے تحریر کردہ اس مکتوب کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ خدمت علی نام کا ایک مشکوک شخص آپ کے مکان اور خانقاہ کے قریب کسی گھر میں آٹھہرا ہے جس کی تلاش انگریز سرکار کو تھی حضرت قطب ویلور نے اس کے قیام سے متعلق لاعلمی ظاہر کی ہے اور کتوال عبدالقادر وغیرہ کی تلاش کے باوجود مذکورہ شخص کے موجود نہ ہونے کی خبر ویلور کے کلکٹر تک پہنچائے جانے کی صراحت پیش کی ہے۔

اس خط میں آپ نے لکھا ہے کہ دشمنوں نے آپ پر جو الزامات عائد کئے ہیں وہ حسد اور دشمنی کی وجہ سے ہے اور پوری جرأت و ہمت اور عزیمت کے ساتھ اپنا یہ موقف بیان کیا ہے۔

اہل اسلام کی شرع میں جو حاکماں کہ مانع بانگ و صلوٰۃ نہیں ہیں ان سے جہاد کرنے کا حکم نہیں ہے اور صاحبانِ کمپنی کسی وقت مانع بانگ و صلوٰۃ اور احکام شرعی نہیں ہیں، تو کیوں کر خلاف شرع جہاد کی، تجویز دے گا اور مجھے کسی طرح کی قدرت نہیں ہے۔

مذکورہ اقتباس سے انگریزوں کے عمل اور رویہ پر روشنی پڑتی ہے اور اسی کے ضمن میں حضرت قطب ویلور کا موقف بھی سامنے آجاتا ہے، وہ یہ ہے کہ جب بھی انگریز سرکار ہمارے مذہبی امور و مسائل میں مداخلت اور ممانعت کا رویہ اختیار کرے گی تو ہم اس کے خلاف صف آراء و سیف آراء ہونگے۔

اس کرم خوردہ مکتوب کی نقل آخری صفحات پر ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

فقیر سید شاہ محی الدین قادری اسسٹنٹ کمشنر گورکن صاحب کی خدمت میں اپنا احوال اظہار کرتا ہے سو یہہ ہے

اس فقیر کے بزرگان تخمیناً دو سو برس ہوئے اور پانچ پشت سے ویلور میں قلعہ کے نزدیک گوشہ نشینی سے رہتے آئے اور یہہ فقیر
بھی موافق رویہ اپنے بزرگان کے [illegible] ہے آج تک یہہ فقیر اور [illegible] فقیر بزرگان کو کوئی سرکاری [illegible] میں
دخل [illegible] سرکار کے علاقہ دار وغیرہ سے [illegible] انکی خدمت میں ظاہر ہوگی [illegible] اور [illegible]
[illegible] عمدہ اور غریب لوگ اعتقاد سے اس فقیر کے پاس آمد و رفت رکھتے ہیں [illegible] ہر قوم
کے لوگ اپنے [illegible] اعتقاد اور محبت رکھکر اپنی دین و آبہت کے باتاں معلوم کرنیکی واسطے آمد و رفت رکھتے ہیں اور [illegible]
[illegible] یہہ فقیر اپنے دین و آبہت کے موافق [illegible] کا بیان کرتا ہے اور بدکاریاں چھوڑ دینے کے لئے اکثر مسلماناں کو نصیحت کیا کرتا اور یہہ کہتا تھا
کہ نماز پڑھو روزہ رکھو حج و زکوٰۃ دیو اور بدکاماں یعنی شراب پینا حرام کرنا اور [illegible] بیٹھانا اور جھنڈی کھڑا کرنا اور [illegible]
اور جھوٹ بولنا اور تہمت و غیبت کرنا چھوڑ دیو یہہ باتاں بعض جاہلان کو ناپسند ہوئی اور سوای اسکے میری بزرگان کے وقت میں بھی
[illegible] وقت بھی اکثر لوگ [illegible] اور [illegible] کے واسطے بھی اور شرعی مسائل وغیرہ معلوم کرنیکے لئے بھی اس فقیر کے پاس آیا اور رفت
[illegible] بعض [illegible] اور وغیرہ لوگاں کو ناگوار ہوئی اس سبب سے بعض لوگ میری [illegible] عداوت [illegible]
[illegible] اس فقیر کو [illegible] سے نکالیں اور جان و مال کے اذیت پہونچاویں اور آبروریزی کریں [illegible] ہوی اب
[illegible] ہمسایاں کی آمدگی ایک شخص [illegible] خدمت علی نامی مع عورت اپنے اگر میری مکان کے [illegible] گھر میں اترا تھا
[illegible] کمشنر صاحب [illegible] شخص [illegible] وہ شخص [illegible] لگا کمشنر صاحب کو معلوم ہوکر بعدہ کمشنر صاحب اس فقیر
کو کہلا بھیجے کہ خدمت علی نامی کوئی شخص تمہاری مکان کے احاطہ میں آکر اترا ہی کر کے سنا ہوں اسکو اپنے [illegible] میں رکھکر
[illegible] وقت [illegible] لیکن ہم کچہری کو حاضر ہوتا تب یہہ فقیر کمشنر صاحب کو کہلا بھیجا کہ اس فقیر کے بزرگان اور
یہہ فقیر آج تک کسی مقدمات میں کچہری وغیرہ محکمات کو جانے کا دستور نہیں ہے اور حکام [illegible] اب تک انکی
[illegible] کبھی [illegible] فقیر بھی [illegible] احتیاط کر کر یاد الہی میں مشغول رہتا ہی اور خدمت علی
کون شخص ہی سو [illegible] اوسکو میں جانتا ہوں نہ آیا تو [illegible] اور فقیر کسی طرح کے حکومت نہیں رکھتا ہی کر خدمت علی کو [illegible]
[illegible] اور فقیر بھی [illegible] کا مکان بھی انکی سرکار کی حکومت کے ماتحت ہی جس طرح چاہی اوس طرح [illegible]
خدمت علی کو پکڑ کر منگا لیا بعدہ دوسری روز کمشنر صاحب خدمت علی کو پکڑ کر لانیکے واسطے سرکار کی طرف سے کوتوال عبد الحق وغیرہ
لوگاں کو روانہ فرمائی او سوقت کوتوال مذکور میری پاس آکر یہہ کیفیت بیان کرتے ہیں تب یہہ فقیر بھی اپنے بعض دوستاں کو کوتوال کے ہمراہ
[illegible] خدمت علی مذکور کو کمشنر صاحب کے پاس لیجانے کے واسطے سرکار کے بہت سے تاکید کیا چنانچہ یہہ کیفیت کوتوال عبد الحق کے اظہار سے
انکی خدمت میں ظاہر ہوئی ہے بعدہ خدمت علی مذکور کو کمشنر صاحب کلکٹر صاحب کے پاس روانہ فرمائے سے کلکٹر صاحب اوسکا احوال
[illegible] فرمائی انہی کی تقصیر ہی کر کے [illegible] لائق کمشنر صاحب [illegible] اوسوقت یہہ فقیر کہیں جانے کے اپنے عادت نہیں
[illegible] بولنے [illegible] اور اس فقیر کا رو برو کمشنر صاحب کو کیا حکم معلوم ہیں رہنے کے سبب سے یہی فقیر کے طرف سے کمشنر صاحب
[illegible] خاطر پر تھوڑی گرانی پیدا ہو دیکا یہہ خبر کمشنر صاحب کچہری کا علاقہ دار لچھمن راؤ کے بولنے سے میری بعض دشمناں کو معلوم ہوکر ابھی
وقت اپنے بہبودی کا اور فقیر کو جان و مال سے اور مکان سے تباہ کرنے کا سمجھکر حسین زمان خان اور جعفر بیگ اور قادر محی الدین
وغیرہ چند لوگاں لچھمن راؤ کے موافقت سے کمشنر صاحب کے پاس اپنے کو دخل دیکر اور تھوڑی تھوڑی اور خلش رکھنے والی اور مفلس لوگاں کو
طمع [illegible] اور [illegible] کاریگر سلا کے شریک کرلیکر [illegible] واقع ہے اس فقیر پر تہمت کر کر یہہ فقیر [illegible] لوگاں کی رو برو
کیا کرتا ہی کر کہتی اور کتاب ایسی [illegible] دیکہ باب میں تصنیف کیا ہی کر کر یہی اور تہمت منسوب کر کر کہی کمشنر صاحب کے رو برو

بیان کئے سو نا ہوکر تاررہی الدین اور جعفر بیگ وبلور کے قاضی محمد عبد اللہ کو بہی زور گواہی دینے کے واسطے ترغیب دی ہین یہہ
کیفیت قاضی صاحب مسطور نے کلکتر صاحب کے خدمت مین روانہ کی ہین سو عرضی کو اگر آپ منگا کر ملاحظہ فرماوین تو بانی اس افترا
کے کون ہین سو آپکے خدمت مین ظاہر ہوویگا اور کپتان صاحب اس فقیر کے طرف سے خاطر تہوڑی کدورت رکہنے سے ان لوگونکی بیان
کی ہوئی افترا کو یقین تصور فرماکر اور بہی غضبناک ہوکر ان لوگونکی بولنے پر بلا تحقیق گورنمنٹ کو اطلاع کرنے سے جناب
گورنمنٹ نے مقدمہ مسطور کو دریافت کرنے کے واسطے کلکتر صاحب کو حکم روانہ فرمائی تب کپتان صاحب [illegible] اور
اسے اثبات کو پہنچانا ضرور جانکر ازروئے تعلقہ داری ہین سو کتوال یا دوسرے وغیرہ لوگونکو جو وہ لوگ کلہو اس فقیر کے مسجد کو
نماز کو نہین آتے تہے اور نماز بہی نہین پڑتے ہین جنگو [illegible] گواہی کو مستعد کرائی سو نا ہوکر اور حسن زمانخان جعفر بیگ لالہ محمد گواہ و
وغیرہ لوگونکو بہی امیدوار انعامات اور ترقی درجات کے کرنے سے یہ لوگ بہی چند اشخاص جو بہت تنگ [illegible]
اور شورے جو ہمیشہ فتنہ و فساد کرتے رہتے ہین اور کسی جگہہ کسی طور کا آبرو و اعتبار نہین ہی سو ایسے لوگونکو تحریر کر
وہ لوگ اعتبار دار ہین سرکار کپتان صاحب کو معلوم کرا کر اونکو عزت دلا کر طمع [illegible] کی اور روزگار کی بتلانے سے وہ لوگ
بہی اور کپتان صاحب کے علاقہ داران بہی کپتان صاحب کے توجہ کو سبب انکے بہبودی کا جانکر کپتان صاحب کے مرضی کے مطابق
اس فقیر پر انواع و اقسام سے تہمت بنا کئی ہین چنانچہ کپتان صاحب ان لوگونکو امیدوار انعام کا کئی ہین سو کیفیت
انہی کے اظہار سے اغلب ظاہر ہے اور کلکتر صاحب کیان یہہ مقدمہ دریافت ہونے کے وقت حسن زمانخان کپتان صاحب
سات تا اتمام دریافت کرسی پر بیٹ کر اس مقدمہ مین کلکتر صاحب کے وہان گذرے ہین سو گواہان کو حسن زمانخان [illegible]
کپتان صاحب کو بولکر سوالات کراتے تہے سو نا ہوکر بار بار دو نو جنے باہر جاکر گواہان کو تعلیم کرلاتے تہے یہہ تا کلکتر صاحب
سے بہی اور اوسوقت وہان حاضر تہے سو گورنمنٹ کے وکیل وغیرہ سے بہی آپ دریافت فرماوی تو خدمت مین ظاہر ہوویگی
اور حسن زمانخان اس مقدمہ مین دوسرے گواہان کے سرکا وہ بہی ایک گواہ رہکر اظہار گواہی کا لکہائی رہتے ہوئے وہ خود
بیٹہکر گواہان کو دریافت کرائی ہین سو وجہ کو آپ تصور فرماوی تو اس افترے کو [illegible] کرانے ہین حسن زمانخان وغیرہ
بانی ہین سو اوسکا کو بہی دلیل قوی ہے دشمنان [illegible] تہمت انہا کپتان صاحب اور زمانخان صاحب [illegible] کیفیت
مجہے معلوم ہونے سے ہین اندیشہ ناک ہوکر اس افترے کی بابت جناب گورنمنٹ کے حضور مین ایک عرضی اور کلکتر صاحب
کے خدمت مین ایک عرضی روانہ کیا تہا اور کلکتر صاحب کے وہان اس مقدمہ کے دریافت شروع ہونے کے آگے [illegible]
اور دشمنان کے افترائے کے بابت مین ایک محضر بہی کلکتر صاحب کے وہان داخل کیا ہون اور جناب گورنمنٹ فقیر روانہ کیا
سو عرضی کو ملاحظہ فرماکر درصورت ثابت ہونے اس مقدمہ کے عرض گذار کو کچہہ [illegible] نہین ہین کر کہی اگر ایک وقت
ثابت ہوا تو بہی اسکے تردید کے واسطے عرض گذار کو مہلت دی جائیگا کرکے [illegible] عرضی مذکور [illegible] کئے ہین اور یہہ
مقدمہ کلکتر صاحب کیان دریافت تا کپتان صاحب اور حسن زمانخان جعفر بیگ لالہ محمد راؤ وغیرہ لوگ وبلور کو گئی بعد
جعفر بیگ [illegible] ہوکر جاکر بعض لوگونکو گواہی کے واسطے ترغیب دی اور طمع بتلائی سو نا ہوکر دوسرے
تہوڑے تازے گواہان کو وبلور مین طیار کرکے ان لوگونکو بہی بلا دریافت کلکتر صاحب کے آگے دریافت مین حاضر کئی ہین
اگر اسبات کو بہی آپ نظر انصاف سے تامل فرماوی تو اسبات [illegible] سو گواہان کو بہی یہہ لوگ طیار کئی ہین کر ظاہر ہوویگا

اور کمشنر صاحب کے جانب سے ان آیتوں کے حضور میں گذری ہیں سو گواہی تو نہیں اکثر گواہان لکہا ہی نہیں کہ میں فساد کا
وعظ کرنا کے وقت تھے میں رہتے تھے سرکار کے درماہیہ دار اور غیر درماہیہ دار عمدہ غربا لوگان تھے اور سرکار کے منحن کیا ہے کہ
سو بیداران جمعداران وغیرہ بھی اور نوکری میں تھے سو کہنے کے خیر خواہ سو بیداران وغیرہ بھی حاضر تھے سو لوگونکو
بھی یہ کیفیت معلوم ہے چنانچہ اب اون لوگونکو سرکار کے طرف سے طلب کر دریافت فرمانے میں وہ درو بست لوگوں
سے ... کہ ان بندگوں کا چہوٹا بڑا فقیر بہی اور نماز روزہ کرنے اور بد کاموں سے باز آنے کی تقید کئے سو آج دو سرا
کسی طرح کے فساد کا وعظ میں نہیں کیا ہوں کہ ثابت ہوا ہے اسیر اور یہی ثابت ہوتا کہ اگر آپ کی مرضی اچھی تو
میں جاتی ہوں سو گواہ تمام گواہی ... اور اب میں داخل کرتا ہوں سو تمام غیبت کے محضر کے گواہان کو بھی بلا بہیجکر دریافت فرمائی تو
... رنگ روپیہ بہی اور میں فساد کا وعظ نہیں کیا ہوں ... اور ... دشمنان میرے در گواہی دینے کو لوگونکو ترغیب
دی تہی میں سو کیفیت بہی اور یہی ثابت ہو جاینگا اور اہل اسلام کی شرع میں جو حاکمان کہ مانع بانگ وصلوٰۃ کے نہیں
میں سو انہوں سے جہاد کرنیکا حکم نہیں ہے اور صاحبان کمپنی کسی وقت مانع بانگ وصلوٰۃ اور احکام شرعی
نہیں ہیں پس حضور تمہیں کیونکر کوئی خلاف شرع جہاد کی تجویز دیگا اور میں بی معاش اور گوشہ نشین ہوں اور
گذر میرا توکل پر ہے اگر کوئی کچھ اعتقاد سے دیا تو کہاتا ہوں اور یاد الٰہی میں اور دعاگوئی میں مشغول رہتا ہوں
اور مجھے کسی طرح کی کچھ قدرت نہیں ہے اور میرا حال بھی آپکے خدمتمیں ظاہر ہے اور بعض دشمنان میرے کہ ذکر ہوچکا اوپر
آیا ہے یہ لوگ اپنے سرکار میں خیر خواہ کہلا کر اس ذریعہ سے اپنی ترقی کرا لینا اور بہرہ مند ہونا کر اسطرح کا
افترا ناحق میرے پر باندھی ہیں سوائے میں کبہو حاکمان کے اوپر فساد کا وعظ کیا نہیں ہوں اور کتاب بھی اس
قبیل کی میں تصنیف کیا نہیں ہوں چنانچہ سنت اور بدعت اور نصیحت کے باب میں بنایا ہوں سو دو کتاب کی نقول
اکثر لوگان کے پاس ہے تمامان اور ... نقول کلکٹر صاحب کے نزدیک لکہایا ہوں موجود ہی اگر اسکو آپ دریافت فرمای تو
اوسمیں کچھ فساد کا ذکر نہیں ہے اگر ظاہر ہوگا اور صاحبان کمپنی بہت دانا اور اہل انصاف ہونیکے سبب نفر
انصاف سے تامل فرمایئے کہ کوئی اگر تجویز فساد کی یا بدمصلحت کی کرتے تو مخفی کریگا یا برملا میں جو وعظ
نصیحت کا واسطے نماز روزہ کے کیا ہوں سو تمام اہل آبادی اور کمپنی کے علاقہ دار سو بیدار وغیرہ لوگان کے روبرو
مسجد میں کیا ہوں سوائے مخفی کیا نہیں ہوں اور میں کرتا تہا سو وعظ جمع غفیر کے روبرو برملا کرتا تہا اگر کمشنر صاحب
کے جانب کے تمام گواہان کہتے ہیں اگر ویسا ساتہا دراز سے صاحبان کمپنی پر فساد کا وعظ کیا ہوتا تو کمشنر صاحب
اس مقدمے کو دریافت کرنے کے آگے تک کوئی نہ کوئی شخص اپنے فائدے کے ارادے سے ہو یا خیر خواہی سے ہو
سرکار میں خبر نا کیا ہوتا کیا اور بستی میں کمشنر صاحب کے علاقہ کے کتوال وغیرہ لوگونکو ہو یا میرے مکان سے
قریب رہتے ہیں سو پولیس امین وغیرہ لوگونکو ہو یا کمشنر صاحب کو ہوتا اتنے مدت سے خبر نا ہوتی کیا چنانچہ کمشنر صاحب
کے اظہار سے بہی اور کتوال وغیرہ سرکار کے علاقہ داران کے اظہار سے بہی یہہ مقدمہ کی دریافت کمشنر صاحب
شروع کرنے کے آگے تک ایسی خبر بستی میں سننے میں کر ... اس ایک وجہ کو اگر آپ نظر غور فرمای تو
اندنوں میں کمشنر صاحب کی مرضی کسی طور سے میرے پر خطا ٹہرانے کی تہا کہ کمشنر صاحب کے علاقہ داران بہی اور

تہوڑی بہبودی کے مفسد لوگان بہی فقط کمپنی صاحب کی خوشنودی اور اپنی خیرخواہی اور بہبودی کے لئے ایسی تہمت میری پر اٹھائی گئی تو
کہ صاف ظاہر ہو جاویگا اور یہ جو کہا تھا کہ نماز روزہ کا وعظ مدرسہ وغیرہ کی مساجد میں بہی ہونیکا معمول ہے
اور آپکی دریافت میں کمپنی صاحب کی خلاف ہونیکی گواہان بیان کئے ہیں سو خلاف ہے اور اونکا مذہب بہی
اور اونکی حالات بہی اس مقدمہ میں دریافت ہوا ہی سو روداد سے خوب آپکے خدمت میں ظاہر ہے اونکی
تفصیل میں بیان کرنیکی حاجت نہیں اس سوا یہہ فقیر یہان مقید ہے مگر اس مقدمہ کو آپ دریافت فرمائی ہوئی کمپنی صاحب
و بلور میں میری مسجد میں گئے ہیں سو کیفیت ہی اور اوس وقت جلی ہے سو کیفیت ہی میری والا کر عرضی کی رو سے
آپکے خدمت میں ظاہر ہوئی ہے اور یہہ فقیر دعاگو حاکمان کا اور خلق اللہ کا اور گوشہ نشین اور بے معاش متوکل ہونے کا
آدمی رعیت ہے اس بے تقصیر غریب فقیر پر دشمنان ناحق و ناروا اپنے بہبودی اور حسد و عداوت سے افترا
اور تہمت کر سمجہتے ایذا پہنچائی ہیں اور آبرو ریزی کرائی ہیں اب یہہ فقیر بے تقصیر چاہتا ہے کہ داد گستری
اور غریب پروری سے امیدوار ہے کہ حقیقت حال پر اس بے تقصیر کے اور افترا پر دشمنان کے نظر فرماتے ہوئے
فقیر کو رہائی فرمانا اور میری جہوٹے تہمت کر فقیر آبرو ریزی کری ہیں سو لوگان کو سزا کو پہنچا کر آئندہ میں
دشمنان کے شر سے بچکر حاکمان کے امن میں رہکر موافق معمول کے دعاگوئی میں مشغول رہے ایسا ازراہ عنایت
وانصاف کے حکم فرمانا زیادہ ایام دادگستری اور رعایا پروری کے دراز ہووی فقط

مکتوباتِ حضرت قطبِ ویلور

حضرت سید شاہ عبداللطیف نقوی معروف بہ قطبِ ویلوری قدس سرہٗ کے یہ خطوط دراصل فارسی زبان میں تحریر کئے گئے تھے۔ جنہیں آپ نے اپنے مریدین متوسلین اور خلفاء وتلامذہ کے استفسار پر روانہ کیا تھا۔ ان مراسلات کو حضرت قطبِ ویلور کے ہمشیرزادہ محترم مولانا سید شاہ محمد قادری علیہ الرحمہ مختلف شہروں میں قیام پذیر مکتوب الیہ حضرات سے وصول فرما کر جمع وتدوین کا کام بڑے ہی سلیقے سے انجام دیا تھا اور مزید براں انہیں اپنے دستِ مبارک سے نقل کرتے ہوئے مکتوب نگار کے اسم گرامی کی نسبت سے ان خطوط کے مجموعے کو ''مکتوباتِ لطیفی'' کا نام بھی دیا تھا۔

حضرت قطبِ ویلورؒ ایک متبحر عالم دیں، بلند پایہ صوفی صافی، عہد ساز مصلح اور صاحبِ بصیرت داعی تھے، یہی وجہ ہے کہ آپ کے مکتوبات دقیق علمی وفقہی مسائل کی تشریحات اور تصوف وعرفان کے لطائف وحقائق کی توضیحات پر مشتمل ہونے کے علاوہ مختلف سماجی ومعاشرتی امور سے بھی جڑے ہوئے ہیں۔ یہی بات ان مکتوبات کی اشاعت کا جواز بھی ہے اور ان کی افادیت کی دلیل بھی۔ لہٰذا یہ کہنا بے جانہ ہوگا کہ یہ ایک گرانقدر علمی ورثہ ہے جس کی حفاظت وصیانت اہلِ علم کا فرض ہے۔

رفیق محترم مولانا حافظ حکیم ڈاکٹر بشیر الحق قریشی لطیفی شہرادھونی (آندھرا) کے ایک مشہور ومعروف علمی ودینی خانوادۂ قریش کے چشم وچراغ ہیں اور طویل عرصے سے دارالعلوم لطیفیہ حضرت مکان، ویلور میں تدریسی خدمات بحسن وخوبی انجام دے رہے ہیں علاوہ ازیں موصوف نے تین دہائیوں سے خانوادۂ حضرت قطب ویلورؒ کے افراد واحباب پر نہ صرف مضامین ومقالات تحریر کرنے کا سلسلہ جاری رکھا ہے بلکہ اس مؤقر وممتاز خاندان کے بزرگوں کی مختلف فارسی تصانیف کو اردو قالب میں بھی ڈھالا ہے چنانچہ ڈاکٹر موصوف نے اپنے کام کو وسعت دیتے ہوئے حضرت قطبِ ویلورؒ کے مذکورہ فارسی مکتوبات کا اردو ترجمہ بڑی ہی عمدگی، سلیقہ مندی اور فنی چابک دستی کے ساتھ کیا ہے جس کے لئے موصوف ہم سب کے شکریہ کے مستحق ہیں۔ جزاھم اللہ خیرالجزاء۔

ڈاکٹر راہی فدائی، بنگلور